ارشادات نور

بعد از خلافت

حضرت حکیم مولانا مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

جلد سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ارشادات نور

(بعد از خلافت)

مہمان مریض کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک دوست حاضر ہوا۔ آتے ہی وہ ضعف دل کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ اس کا علاج ہوتا رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں تکلّف اور وہ مسند اور صدر تو ہوتی ہی نہیں جو دوسرے پیروں اور سلسلوں میں پائی جاتی ہے۔ پاس ہی وہ مریض ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ فرمایا۔

ان کو کہہ دو کہ خوب کھلے ہو کر لیٹ جاویں سایہ میں یا دھوپ میں جو جگہ پسند ہو۔

پانی لاگ اور مسلمان

کسی نے کہا کہ پانی لاگ بھی ہو جاتا ہے؟ اس پر فرمایا۔

آہ! پانی لاگ اب مسلمانوں ہی کو ہوتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان کو پانی لاگ نہ ہوتی تھی۔ ایک مسلمان فاتح نے مغربی ساحل افریقہ پر پہنچ کر سمندر میں گھوڑا ڈال دیا اور پرواہ تک بھی نہیں کی کہ یہ سمندر ہے۔ ایک سپہ سالار افریقہ کے صحراء میں ایک چھاؤنی بنانا چاہتا تھا۔ وہ جگہ کی تلاش اور مناسب موقع کی تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں قیروان ہے۔ وہاں پہنچ کر تمام ملک میں گشت کے بعد اسی جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ یہ عمدہ جگہ ہے یہاں سے افریقہ کے ہر طرف گھوم سکتے ہیں مگر وہاں بڑی دلدل تھی۔ اس کے علاوہ درندے جانور کثرت سے ہیں۔ شیر ہیں، چیتے ہیں، سانپ ہیں۔ گویا وہ مصائب کا ایک جنگل ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ یہاں چھاؤنی بناؤ۔ آدمیوں نے کہا کہ یہاں کیونکر ٹھہر سکتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ کون کہتا ہے کہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ کہہ کر ان کے سامنے گھوڑے کو چکر

دیا اور کہا سنو او درندو! اور چرندو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہاں کیمپ بنانا چاہتے ہیں تم یہاں سے نکل جاؤ۔ آج کوئی اس کا نام سپر چولزم یا مسمریزم کہہ دے مگر سچ یہ ہے کہ یہ ایمان کی قوت ہے۔ لکھا ہے کہ اس کی آواز سنتے ہی شیرنیاں اپنے بچوں کو لے کر بھاگ گئیں اور قیروان میں چھاؤنی بن گئی اور اتنی بڑی جگہ میں کہ میرے پاس ۴ جلدوں میں صرف وہاں کے علماء کا ذکر ہے۔ اس بات کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی ایمانی قوت بڑھی ہوئی تھی ان کے حوصلے وسیع اور ارادے بلند تھے دنیا کی کوئی تکلیف اور مصیبت ان کے ارادہ کو پست نہ کرسکتی تھی۔ وہ تکلیف اور مصیبت کو جانتے ہی نہ تھے مگر اب جبکہ ان کی ایمانی حالت کمزور ہوگئی ہے ان کے حوصلے اور ہمتیں بھی پست ہوگئی ہیں۔ ان میں سستی اور کاہلی آ گئی ہے اور اب وہ ہر امر میں پانی لاگ سمجھنے لگے ہیں۔ آج پانی لاگ انگریزوں کو کیوں نہیں ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو وہ ہمت، عزم اور استقلال دیا ہے کہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک سرد ملک کے رہنے والی قوم کس جرأت اور دلیری کے ساتھ افریقہ میں جاتی ہے اور ذرہ نہیں گھبراتی۔ دنیا کے دور دراز حصوں میں پھیل گئے ہیں اور پھیلتے جاتے ہیں۔ جیسے آج ان کو پانی لاگ نہیں ہوتی، اسی طرح پر ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کو بھی نہیں ہوتی تھی۔ ایمان کی قوت مضبوط ہو تو پھر کوئی تکلیف کوئی مصیبت رہتی ہی نہیں۔ اس لیے کہ مومن کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ لا یحزن ہوتا ہے۔ پس تم بھی مومن بنو میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم سب کو خوش دیکھوں۔ میں آپ خدا کے فضل سے خوش رہتا ہوں اور بہت ہی خوش رہتا ہوں۔ یہ خوشی تمہیں صرف ایمان سے مل سکتی ہے۔ اگر ایمان مضبوط ہو تو پھر کیا غم؟ ترقی کرو اور سستی چھوڑ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ (صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب ما یتعوذ من الجبن)۔ کسل اور عجز دو لفظ ہیں۔ عجز کے معنی ہیں اسباب ہی مہیا نہ کریں۔ اور کسل مہیا شدہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے۔ پس تم کسل اور عجز چھوڑ دو اور اس کے لیے دعاؤں سے کام لو۔ یہ بڑا ہتھیار ہے اور ایسا ہتھیار کہ جس قدر اس کو چلاؤ اسی قدر زیادہ کارگر اور مفید ہوتا جاتا ہے۔ میں نے اس کو خود تجربہ کیا ہے اور اپنے تجربہ کی بنا پر تم کو کہتا ہوں۔

دو عجیب خط فرمایا۔ دو خط میں نے عجیب دیکھے ہیں۔ ایک ہلاکو خاں کا اور ایک چنگیز خاں کا۔ خط جو اس نے شاہ خوارزم کو لکھا تھا جو مسلمان کہلاتا تھا۔ قرآن مجید کی ایک آیت نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا (الانعام:۱۳۰) کو تم ہمیشہ مدنظر رکھو۔ جب انسان بداعمالی اور نافرمانی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایسے حاکم بھیج دیتا ہے۔ بعض لوگ شکایت کیا کرتے ہیں کہ مجھے اپنے افسر سے دکھ پہنچا، وہ استغفار کریں اور اپنی حالت کی خود اصلاح کریں۔ اگر وہ خود متقی اور خداترس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں کسی سخت گیر افسر کے ماتحت نہیں رکھے گا بلکہ اگر وہ شخص فطرتاً سخت گیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی فطرت میں تبدیلی کردے گا۔ میں اسی کو مفید سمجھتا ہوں۔ تم نہ مقامی حکام کی کبھی شکایت کرو نہ کسی اور کی۔ اپنی اصلاح کرو یہی بہترین طریق ہے۔ غرض وہ دو خط عجیب ہیں۔ یہاں ایک کتاب ہے جس میں درج ہیں۔ ہلاکو خاں اور اس کی اولاد نے جو خط مکہ معظّمہ لکھا اس میں ایک فقرہ ہے نَحْنُ قَوْمٌ خُلِقْنَا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ یعنی ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہم اللہ کے غضب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رحم کو نہیں جانتے۔ میں یقین رکھتا ہوں جب ایک قوم کی حالت خراب ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے حضور اس پر سزا کا فتویٰ جاری ہوگیا تو ہلاکو خاں کو اس پر مامور کردیا۔ چنگیز خاں نے شاہ خوارزم کو لکھا کہ حدیث میں آیا ہے اُتْرُکُوْا تُرْکَ۔ مغول سے جنگ نہ کرو۔ پھر قرآن مجید میں ارشاد الٰہی یوں ہے قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (البقرۃ:۱۹۱) جو تم سے جنگ کریں تم ان کا مقابلہ کرو۔ ہم نے کسی ملک پر چڑھائی نہیں کی پھر تم نے ہمارے تاجروں کو مار ڈالا اور لوٹ لیا یہ معاملہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہوا۔ اگر کسی احمق نے کیا ہے تو آپ ان سے روپیہ لے کر ہمارے تاجروں کے ورثاء کو بھیج دو اور اپنے قانون کے موافق ان کو سزا دے دو مگر وہاں کون سنتا تھا۔ چنگیز خاں نے سمجھا تھا کہ بڑا نرم جواب دیں گے مگر وہاں الٹا اثر ہوا۔ انہوں نے ان وکلاء کو جو خط لے کر گئے تھے ان کو بھی پکڑ لیا۔ چنگیز خاں نے پھر لکھا کہ ان کا کوئی قصور نہیں انہیں چھوڑ دو۔

اس کا بھی جواب نہ دیا۔ جب مسلمان ایسے ہوگئے تو پھر تم نے سنایا پڑھا ہوگا کہ چنگیز خاں نے کیا کیا۔خوارزم وہاں سے بھاگ کر سندھ آیا اور پھر ایران بھاگا۔خدا کی بات سچی ہوگئی نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا۔میری نصیحت کو یاد رکھو سکھ پاؤ گے کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کا بھی تعلق ہو اور تمہیں کوئی دکھ پہنچے تو اپنی تبدیلی کرو اور استغفار کرو۔ جب تک تم اپنی حالت نہیں بدلو گے سکھ نہیں ملے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:۱۲)

مجلس انصاراللہ میں شمولیت

حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت اور ایک رؤیا صالحہ کی بنا پر انصاراللہ نام ایک مجلس قائم کی ہے جس کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ

’’میں آپ کے انصاراللہ میں داخل ہوتا ہوں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح سپارش کرتے ہیں

میرے مکرم دوست منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس سیکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ ایک مستعد کام کرنے والے اور اسلام کے لیے غیرت رکھنے والے بزرگ ہیں۔انہوں نے ’’ثبوت واجب الوجود‘‘ اور ’’تدبیر‘‘ کے علاوہ ایک کتاب بھارت برکش نام نخل اسلام کے جواب میں شائع کی ہے۔اس کتاب پر میں اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے کتاب کے متعلق جو رائے دی ہے وہ درج ذیل ہے۔

’’رائے حضرت خلیفۃ المسیح مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِیْ‘‘

منشی حسین بخش صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ باوجود اپنے دوسرے مشاغل کے مذہبی اور اسلامی خدمت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں جو قابل شکرگزاری ہے۔انہوں نے بھارت برکش نام ایک نیا رسالہ ان اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے جو نخل اسلام نامی کتاب میں ایک نوآریہ نے اسلام پاک پر کئے تھے۔منشی صاحب کی یہ اسلامی خدمت بہت قابل قدر ہے۔ پڑھے لکھے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسی کتابوں کی قدر کریں اور ان کے مطالعہ سے واقفیت بڑھائیں۔ایسی کتابوں کی اشاعت

سے اس وقت ایک دینی خدمت ہے اور یہ بھی فائدہ کہ ایسے مفید رسائل کی آئندہ ترقی ہو۔آمین

(نورالدین)

(الحکم جلد۱۶ نمبر۱ مورخہ ۷؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۹،۱۰)

مولوی عبدالحق کے خط کا جواب

مکرم معظم مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خاکسار ایک ضعیف، ضعیف العمر اس پر علیل ہے۔گھوڑے سے گرا تھا اب تک زخم باقی ہیں۔ پھر مولانا! ہم لوگ نہ علماء ہیں نہ حکماء نہ اطباء ہیں۔پھر بادشاہوں کے حضور جانا روئے باید۔ بہرحال جناب خود ہر طرح منتخب اور ایسے امور کے لائق ہیں۔دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں اس کا قائل ہوں دعا کروں گا۔مولانا! آپ بحمداللہ عالم ہیں۔علماء اگر اپنی اصلاح فرماویں تو کونسی عزت ان کو حاصل نہیں اور ان کو مل نہیں سکتی مگر موجودہ حالت میں جو کچھ ہورہا ہے وہ سب کو مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (الشوریٰ :۳۱) کی تصدیق ہے۔بادشاہ کیا کرسکے گا۔یہ علماء حاصل شدہ عزت سے متمتع نہیں ہوتے کیوں؟ اس میں کس کا قصور ہے۔خاکسار ۱۸؍نومبر ۱۹۱۰ء سے علیل ہے اس لئے سفر کے قابل نہیں۔

والسلام

نورالدین

۱۱؍نومبر ۱۹۱۱ء

(ماخوذ از دربار دہلی پر علماء و مشائخ اور حضرت خلیفۃ المسیح۔الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳ مورخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰)

حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر

اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ازلی کے ماتحت ایک کثیر جماعت کو امیر المؤمنین نورالدین کے ہاتھ پر جمع کیا اور آپ خلیفۃ المسیح کے نام سے قوم میں ممتاز ہوئے اس وقت آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بار کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے اور واعظین کو بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں اور پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۵ مورخہ ۷رفروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۹)

معارف قرآن مجید

مجدد دین کی بعثت اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے دین اسلام پسند فرمایا اور حضرت محمد رسول اللہ کے لیے اپنا دین کامل کیا۔ اب اس میں جب کوئی بے ترتیبی رسم و رواج، اِلف و عادت یا کسی اور وجہ سے پڑ جاتی ہے تو ہر امر کو باترتیب کرنے اور مفسد اشیاء کو نکالنے کے لیے کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ مبعوث ہوتا ہے۔ جب بنی امیہ کی خلافت سے کچھ گڑبڑ پڑی تو اللہ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو سلطنت دلائی۔ یہ بڑا ہی نیک دل و متقی خلیفہ تھا۔ لکھا ہے کہ شاعر اس کے دربار میں مدحیہ قصائد لکھ کر لائے اور بامید انعام کئی مہینے ٹھہرے رہے۔ آخر انہوں نے خلیفہ کے ایک دوست سے کہا کہ ہمیں کچھ دلواؤ۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب دیا کہ میں نے سارے علماء و فقہا سے استفتا کیا ہے کہ شاعروں کو کس مدّ سے دیا جائے مگر کوئی مدّ نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں میرا ذاتی روپیہ سات سو درہم ہے وہ لے جاسکتے اور ان میں سے اس شاعر کو دے سکتے ہو جس نے نبی کریم صلعم کی مدح میں فلاں شعر کہا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے انتظام کے لیے فلاں کو ولی عہد بنایا ہے، کیا آپ عالم الغیب ہیں یا اس کا دل آپ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کرنے والا ہوگا۔ فرمایا۔ اس کا جواب میں کچھ دن بعد دوں گا۔ اس کے بعد آپ پر خشیت اللہ غالب ہوئی اور رونے لگے۔ اتنے روئے اتنے روئے کہ اسی حالت میں جان نکل گئی۔

اسی طرح جب تشیع کا فتنہ بڑھنے لگا تو خدا نے مجدد الف ثانی کو مبعوث کیا اور انہوں نے بہت

کچھ ان کے عقائد فاسدہ کی تردید فرمائی۔ پھر جب لوگ احادیث رسول صلعم کو بھول گئے اور دین کا دارومدار چند اقوال پر رہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا جنہوں نے احادیث کی کتب واحادیث کے مسائل کا رواج دیا۔ چنانچہ اس کے بعد لوگ کم از کم صحاح ستہ کے نام سے واقف ہو گئے اور ایک گروہ ہندوستان میں بھی سنت نبوی کو زندہ کرنے والا پیدا ہو گیا۔

پھر جب عیسائیوں کے اعتراض بڑھے اور ان لوگوں نے اپنے دین کو پھیلانے اور انسان کے بیٹے کو خدا منوانے کے لیے ہر ایک تدبیر سے جو کسی انسانی ذہن میں آ سکتی ہے کام لینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ الخمر جو جماع الاثم ہے اور النساء جو حبائل الشیطان ہیں وہ بھی معاون ہوئے تو خدا نے اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور یہ فتنہ کمزور پڑا اور اس کے خدام کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جو ان کے سب مقاصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عباد الرحمٰن کون ہیں؟ جو متکبر نہ ہوں، متحیر نہ ہوں، سکونت اور وقار ان کا شیوہ ہو، سہولت سے کام لیں، فساد ان کے کسی فعل سے نہ پڑے، جاہلوں سے الگ تھلگ رہیں، بغیر حق کسی قتل کے مرتکب نہ ہوں، ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں، خرچ میں میانہ رو ہوں، لغو سے اعراض کرنے والے ہوں، آیات اللہ کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں، اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے دعا میں لگے رہیں۔

برہمو سماج کے فتنے سے بچو یہ لوگ بظاہر بہت نرم گفتگو کرتے ہیں مگر دراصل تمام انبیاء علیہم السلام اور راستبازوں کی جماعت کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز بولنے والے قرار دیتے ہیں۔ ایسا کہہ کر یہ لوگ تمام انبیاء کے متبعین کی دل آزاری کرتے ہیں اور ان کے ائمہ کو جھوٹا اور لوگوں کو دھوکا دینے والے قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نعماء جنت کا ذکر گویا جہلاء کو بات منوانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور الہام تو ان کے نزدیک ایک خیال ہے جو دل میں آ جائے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانے والے بھی ملائکہ کے وجود کے منکر ہیں اور ان سے مراد اچھے لوگ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک نے کہا ہے ؎

نہ جبریل امین قرآن بہ پیغامے نمے خواہند
ہمان گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ لوگ تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اور جزا و سزا کے بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید کی صداقت سچائی اپنے انوار و برکات سے ثبوت دیتی رہتی ہے۔ سچائی کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ جوں جوں اس پر اعتراض کیے جائیں اس کا صدق ہی کھلتا رہے۔ قرآن مجید کی صداقت پر ضمیر انسانی گواہ ہے۔ پھر فطرت سلیمہ، تجارب، کتب سابقہ، تمام قوموں کا عملدرآمد۔ غور سے دیکھو تو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ ہے۔ پھر صحابہ کی بزرگی قرآن مجید کی صداقت پر زندہ گواہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے باپ کا نام بحیثیت تاریخی انسان ہونے کے کسی تاریخ میں نہ پاؤ گے مگر اب حضرت ابوبکرؓ کی قوم صدیقی کہلاتی ہے اور دنیا کے ہر حصے میں موجود اور معزز و محترم ہے۔ (تشحیذ الاذہان قادیان) (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۵ مورخہ ۷؍فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰)

کلام الملوک ملوک الکلام

(مکتوبہ سید بشارت احمد صاحب دکنی)

نوٹ۔ سید صاحب نے اس کلام کے ترتیب دینے میں دکنی اردو زبان کا استعمال کیا ہے جو کہ ان کی مادری زبان ہے ہم نے بھی اس میں تغیر نہیں کیا کیونکہ اس میں بھی ایک لطف ہے۔ (ایڈیٹر)

حضرت امام بخاریؒ کے سفر کا واقعہ فرمایا۔ ایک وقت امام بخاری علیہ السلام جہاز میں سفر کر رہے تھے اور ان کے ہاں ایک ہزار دینار بھی تھے۔ اچانک کسی بدمعاش نے جو دیکھ پایا تو غل مچانے لگا کہ میرے ایک ہزار دینار کسی نے چرا لیا۔ حضرت نے جو سنا تو فوراً آہستگی سے دینار دریا میں ڈال دیا۔ جب سب کی تلاشی لی گئی تو ان کی بھی تلاشی لی گئی لیکن ان کے ہاں سے بھی نہ نکلے۔ اس بدمعاش نے بعد میں پوچھا کہ حضرت آپ کے ہاں تو ایک ہزار دینار میں نے اپنی آنکھوں خود دیکھ چکا تھا، پھر آپ نے اسے کہاں غائب کیا۔ فرمایا۔ او کمبخت! میں نے اپنی تمام عمر حدیث میں صرف کیا اور تو چاہتا تھا کہ مجھے متہم کر دیوے، اس لیے میں نے انہیں دریا میں ڈال دیا تا کہ متہم نہ ہو جاؤں ورنہ میری تمام

عمر کی خدمت خاک میں مل جاتی۔

فرمایا۔ دیکھو اس کے بعد امام صاحب کبھی کسی کے آگے ہاتھ تو نہیں پسارے۔ خدا تعالیٰ انہیں خود ہی دیتا رہا۔

سفرِ مکہ میں پیش آنے والا واقعہ فرمایا۔ ہر وقت خدائی فضل میرے شامل حال رہا ہے چنانچہ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ

مکہ معظّمہ جاتے وقت بمبئی میں میرے ایک معزز دوست مل گئے جو وہ بھی مکہ جاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرا صندوق خالی ہے آپ اپنی کتابیں و سامان بھی اسی میں رکھ دیں۔ میں نے بے تکلف رکھ دیا۔ اتفاقاً جدہ میں وہ جب ضرورتاً اپنی کنجی دیکھی تو نہ پایا۔ پس وہ کہنے لگے کہ آپ کا سامان رکھنے سے میری کنجی کھوئی گئی ہے لہٰذا اب آپ کو دینا ہوگا۔ میں حیران کہ میں کیا جانوں۔ پھر وہ تو لڑنا شروع کیا۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا اس قدر کیوں دِق کرتے ہو مکہ چلو میں لوہار ہوں اس سے عمدہ کنجی تمہیں بنا دوں گا۔ وہ تھے ضدی کہنے لگے مجھے دوسری کنجی سے کوئی سروکار نہیں مجھے تو اپنی وہی کنجی چاہیئے۔ خیر میں نے کہا کہ صبر کرو اگر خدا چاہے تو آپ کو وہی کنجی مل جائے گی لیکن وہ نہ مانتا تھا نہ مانے اور اس قدر روز مُصِر ہوتے کہ جو آب و خور میرا تلخ کر دیتے اور کوئی کام بھی مجھے کرنے نہ دیتے اور بالکل ناک میں دم کر دیا۔ بالآخر میں نے دعا کیا کہ یا الٰہی تو ہی ہر بات پر قادر ہے تو فضل کر اور ان کی کنجی دلا دے۔ چنانچہ اس کے بعد صبح کو اتفاقاً ترکوں کے کیمپ میں چوری ہوئی اور چور فرار ہو گئے۔ ایک ترک جو چوروں کے پیچھے دوڑا تو صرف ایک کنجیوں کا گچھا کہ جس میں بہت سی کنجیاں تھیں ہاتھ آ گیا جس کو چوروں نے غفلت سے جلدی میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ وہ اس گچھے کو غصہ سے ہماری طرف لے آیا۔ میں جو دیکھا تو اس گچھے میں وہ کنجی بھی موجود تھی۔ چونکہ ترک عربی نہیں جانتے۔ میں نے ایک مترجم سے کہا کہ اس کو کہو کہ اس میں ایک کنجی میری بھی ہے اگر مجھ کو آپ چور سمجھتے ہیں تو بے دریغ پکڑ لیں لیکن براہ کرم وہ کنجی تو مجھے دے دیں۔ وہ یہ سن کر بہت غصہ ہوا۔ اگرچہ میں نہیں سمجھ سکتا

تھا لیکن بشرہ وطرز گفتگو سے سمجھ گیا کہ وہ بہت غصے میں ہے مگر پھر بھی میں نے یہی کہوایا تو وہ بالآخر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ کبھی چور نے اپنے منہ سے بھی اقبال کیا ہے۔ لہٰذا وہ گچھا پھینک دیا۔ میں نے جھٹ وہ کنجی نکال لی اور پھر وہ صاحب کو دے دی۔ وہ بہت ہی نادم اور خفیف ہوئے اور بڑی ہی معذرت چاہی۔

ہادی کے آنے سے پہلے اور بعد میں قوم کی حالت فرمایا۔ جب تک ہادی نہیں آتا اس وقت تک بڑی بڑی قسمیں کھا کر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر ہمارے وقت میں ہادی آ جاوے تو ہم اور قوموں سے بڑھ کر اس کی فرمانبرداری کریں گے مگر جب ہادی آتا ہے تو اس سے دشمنی کرتے ہیں گھر سے نکالتے ہیں۔ یہ سب بوجہ استکبار کرتے ہیں۔ پھر یہ برائی کے مکر آخر کار انہیں پر لوٹ پڑتے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے ہے اس میں کوئی تبدل نہیں ہوتا اور نہ آیا ہوا عذاب لوٹ جاتا ہے۔ انبیاء آتے ہیں اور اپنا کام کر ہی جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں اس کی نظیر ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

وقت معین کی قدر کرو فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال بد پر پکڑنے لگے تو کوئی ایک جاندار بھی زمین پر باقی نہ رہے۔ کُل چرند و پرند جو انسان ہی کے لیے خادم پیدا کیے گئے تھے وہ بھی ساتھ ہی نیست کر دیئے جاویں۔ یہ اس کا بڑا فضل ہے کہ ایک وقت معین تک مہلت دی گئی ہے اس کی قدر کرو۔ جب اجل مقدر آ پہنچے گی تو کیا معلوم کہاں پہنچائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہی خبیر و بصیر ہے کہ کیا معاملہ اس کے ساتھ ہوگا۔

وحی الٰہی اور مہبط وحی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی وحی مہبط وحی پر اس کے حسب استعداد نازل ہوتی ہے۔ خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی استعداد معلوم کرنا ہو تو سارے قرآن کریم پر نظر کرے۔ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق کی نسبت سوال کیا تھا۔ حضرت عائشہ نے جواب ایک ایسا ممتاز فقرہ فرمایا کہ جتنی تاریخیں جس قدر سوانح آپ کے حالات میں لکھی گئی ہیں وہ سب اس

ایک چھوٹے سے فقرے کے برابر نہیں۔رضی اللہ عنہا نے **خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ** (مسند احمد بن حنبل مسند النساء حدیث نمبر ۲۴۶۰۱) فرما کر یہ سمجھایا کہ آپ کی ۲۳ سالہ سوانح عمری قرآن ہے۔کیسا خوش قسمت ہے وہ انسان جو قرآن شریف کو اس غرض سے پڑھتا ہے کہ اس کی اپنی لائف قرآن شریف کی آیات سے کہاں تک مطابقت رکھتی ہے۔مؤمن اگرچہ کہنے کے لیے ایک نفس واحد ہے مگر بہ اعتبار اپنے جمیع اعضاء کے وہ ایک جماعت کا حکم رکھتا ہے۔عربی میں سر کے درمیانی خط کو مَفرق بھی کہتے ہیں اور مفارق بھی کہتے ہیں۔عاقل بالغ انسان کے اعضا ایسے ہیں جیسے **جوارح اللّٰہ ملائکۃ اللّٰہ** ہیں۔پس اے انسان کامل! قسم ہے اس قرآن حکمت والے، قرآن محکم کی کہ بے شک تو رسول ہے۔رسول نمونہ ہوتا ہے دنیا کے لیے۔

قرآن شریف پڑھنے میں غفلت فرمایا۔اس وقت لوگ سخت غفلت میں ہیں۔ اسباب تنعم، اسباب غفلت بہت بڑھ گئے ہیں۔طالب علموں کو اپنے کورس (نصاب) کے پورا کرنے کی ہی فرصت نہیں۔ان کو کب موقع ملتا ہے کہ قرآن شریف پر کچھ غور وفکر کریں۔ان کے والدین کا بھی یوں ہی حال ہے۔نہ تو اپنے بچوں کو قرآن شریف کی طرف متوجہ کرنے کی فرصت ہے نہ خود ان کے اپنے لیے۔بعد سکول کی چھٹی کے ورزش کا شغل ہے قرآن شریف کی طرف توجہ ہو تو کیونکر ہو۔بورڈنگ کے مہتمم اپنے بورڈنگ کے انتظام کو ہی اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔قرآن شریف کی طرف غور وفکر کرنے اور کرانے کی طرف ان کو بھی کم فرصتی اور غفلت ہے۔گدی نشینوں میں غفلت ہے۔علماء میں بھی غفلت ہے۔طالب علموں میں بھی غفلت ہے۔فقراء اور ان کے معتقدین میں بھی غفلت ہے۔امراء میں تو سب سے بڑھ کر غفلت ہے۔　　(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۰ و ۲۱ مؤرخہ ۱۵؍فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

روز قیامت سایہ عرش میں آنے والے فرمایا۔یہ کتاب اللہ جلّ شانہٗ جس کو اس کا وارث کرتا ہے پہلے اس کو اپنے نفس پر کچھ ظلم وزبردستی کر کے کتاب پر عمل کرنا پڑتا ہے۔صبح کے وقت سردیوں میں کیسا ٹھنڈا پانی ہوتا ہے، نفس پر ظلم کر کے وضو غسل کرنا پڑتا ہے۔پھر طبیعت خوگیر ہو جاتی ہے تو نیکی سے مزا آنے لگتا ہے۔پھر اور زیادہ ترقی کرتا ہے تو انسان کے لیے نیکی کرنا اور خدا تعالیٰ کی

فرمانبرداری میں قدم مارنا جزو طبیعت ہوجاتا ہے۔ پہلی حد مکلّف ہونے کی ۱۸ سال کی عمر سے ہے۔ حدیث شریف میں سات خصلتیں بیان ہوئی ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ اس دن ملے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔(۱)امام عادل۔(۲)جوان صالح جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں عمر گزاردی۔ (۳)وہ شخص جس کا قلب مسجد میں انتظار میں معلق ہو۔ (۴)دو مرد باہم محبت کیے تو اللہ تعالیٰ کے لیے، اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور جدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔(۵)وہ مرد کہ بلایا اس کو ایسی عورت نے جو منصب اور جلال رکھتی ہے۔ پس کہا اس نے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔(۶)اور وہ مرد کہ صدقہ کیا اللہ کے راہ میں ایسا مخفی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی۔ (۷)وہ شخص کہ ذکر کیا اللہ تعالیٰ کا تخلیہ میں۔ پس خوف خدا سے جاری ہوئی اس کی آنکھیں۔

دعا اور استخارہ کرنے کی تحریک فرمایا۔انسان بالطبع سکھ اور آرام کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ کوئی نوکری کرتا ہے تو اپنے آرام کو نوکری کے متعلق سوچ لیتا ہے۔ نکاح کرتا ہے تو نکاح میں بھی سکھ وآرام کو سوچ لیتا ہے۔لڑکے مڈل تک ہی تعلیم میں جب پہنچتے ہیں تو دل میں کیا کیا خیال کر لیتے ہیں کہ ہم کیا کیا ہوجائیں گے۔کوئی تو یوں سمجھ لیتا ہے کہ میں ڈپٹی کمشنر ہوجاؤں گا۔ یہ سب خیالی خوشیاں ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، معلوم نہیں کہ کس کام میں ہمیں سکھ ملے گا اور کس کام میں دکھ۔ پس چاہیے کہ کثرت سے دعاؤں اور استخارات کو کیا کرو۔ ملازمت کرو تو کثرت سے استخارات پہلے کرلو۔تجارت کرو تو پہلے استخارات کرلو۔حقیقی سکھ اور دکھ کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

درون سینہ کا علم اللہ کو ہے فرمایا۔بعض آدمی بظاہر دیکھنے میں بڑا ہی نیک معلوم ہوتا ہے مگر اس کے درون سینہ کا علم اللہ ہی کو ہے کہ کیسا ہے۔ جتنے تم یہاں بیٹھے ہو سب کا حال مستتر ہے۔ معلوم نہیں کہ کون کیسا نکلے گا اور کون کیسا؟ میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ میرے دل کی حالت کیسی ہے کسی کو اس کی کیا خبر؟

کلام الملوک ملوک الکلام

(مکتوبہ سید بشارت احمد صاحب دکنی)

نوٹ۔ سید صاحب نے اس کلام کے ترتیب دینے میں دکنی اردو زبان کا استعمال کیا ہے جو کہ ان کی مادری زبان ہے ہم نے بھی اس میں تغیر نہیں کیا کیوں کہ اس میں بھی ایک لطف ہے۔ (ایڈیٹر)

کلیاتِ خمسہ فرمایا۔ مومن کو چاہئے کہ ہر وقت کلیات خمسہ کا پابند رہے۔ ایمان[۱] کی حفاظت، نفس[۲] کی حفاظت، مال[۳] کی حفاظت، عزت[۴] کی حفاظت، عقل[۵] کی حفاظت۔

نصیحت کی بجائے دعا فرمایا۔ بعض لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم کو یہ بدکار سمجھتے ہیں۔ ایک وقت مجھے خیال ہوا کہ کسی شخص کو بہت نصیحت کروں۔ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا معلوم ہوا کہ اس کو نصیحت نہ کی جائے اگر یہ نہ مانے گا تو تجھے جوش آ جائے گا اور اسے ندامت ہوگی۔ البتہ دعا کر، ہمارا اختیار ہے چاہیں تو قبول کریں گے یا نہیں۔

ایام حج میں غیر احمدی کے پیچھے نماز ایک حج کو جانے والے صاحب نے دریافت کیا کہ ایام حج وغیرہ پر نماز غیر احمدی کے پیچھے پڑھیں یا نہیں؟

فرمایا۔ وہاں کے لوگوں کو روپیہ اور دنیا سے غرض ہے۔ نیک لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ بعض امام وہاں کے نیک بھی ہیں۔ نیک عالم یا امام کو دیکھو اگر داڑھی وغیرہ ہو اور اچھا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لو۔

عرب بدوؤں کی عادات فرمایا۔ بدوؤں کا خاصہ ہے کہ اگر انہیں کوئی چیز دی جائے تو وہ سب مل کر کھائیں گے چاہے تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے سب کے سب بھوکے رہتے ہیں اور پھر ہندوستانی بولی بھی انہیں نہیں آتی۔ دو وجوہات سے اکثر خرابیاں باہم پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن جب رات ہو جاتی ہے تو ہر ایک بدو اپنے اپنے اونٹ کے پاس آ جاتا ہے اور دوسرے کے قریب نہیں جاتا کہ کہیں دوسرے کو یہ شبہ نہ پڑ جائے کہ قریبی اونٹ کو چرانے یا ستانے گیا تھا۔ چونکہ میری جوانی تھی اور

چوبیس پچیس سال کا سن تھا اور قویٰ مضبوط تھے میں بھی صرف کھجور رکھ لیا کرتا تھا اور پھر وہی کھا کر پانی یا دودھ پی لیا کرتا۔ لہٰذا میں اپنے اونٹ والے کو رات کے وقت پیٹ بھر کر کھجور دے دیتا۔ چونکہ رات کو ایک دوسرے سے تو مل نہیں سکتے۔ پس وہ تنہا بخوشی کھا کر شکم سیر ہو جاتا اور پھر میرا از حد شکر گزار رہ کر بہت فرمانبرداری کرتا اور دوسرے یہ کہ میں عربی بھی خوب بات کرتا تھا اس سے بھی آسانی تھی۔ مجھے جوانی میں بہت پیاس ہوا کرتی تھی بالخصوص علی الصباح پیاس سے بے تاب ہو جاتا تھا چنانچہ حسب عادت ایک وقت مجھے آخر شب میں پیاس ہوئی۔ دیکھا تو پانی نہیں بالآخر بدوی سے کہا کہ مجھے پیاس ہو رہی ہے کہیں سے ایک گلاس پانی لا۔ وہ فوراً چلا گیا اور خلاف قاعدہ میری مروت سے وہ ایک دوسرے کے اونٹ کے قریب چلا گیا کہ جس پر ایک ہندوستانی معزز بہت سا پانی مشکیزہ میں رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ باادب کہا کہ ایک مولوی صاحب جو آپ کے ہی وطن کے ہیں ان کو ایک گلاس پانی چاہئے۔ وہ زبان نہیں جانتے تھے پکارنے لگے حرامی حرامی یعنی چور چور۔ پس لفظ حرامی منہ سے نکلنا تھا کہ اس تیزی سے وہ میرے اونٹ کے پاس آ گیا کہ گویا وہ یہیں تھا لیکن بہت غصہ میں بھرا ہوا اور کچھ بڑبڑاتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ اَیْنَ الْمَاءُ کہا بَخَلُوْہُ۔ اور طیش سے کہنے لگا سَیَذْکُرُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ پھر مجھ سے کہا کہ دو میل پر ایک میٹھا چشمہ آتا ہے وہاں پانی پی لینا۔ جب صبح ہوئی تو قافلہ میں ایک شور ہوا اور ایک صاحب بہت کچھ چیخنے لگے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک چور نے رات کو ان کے مشکیزہ میں ایک بڑا سوا گھسیڑ دیا جس سے ہولے ہولے پانی سب نکل گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو چاہئے تھا کہ ایک گلاس پانی اس غریب کو دے دیتے۔ انہوں نے کہا حضرت میں تو زبان ہی نہیں جانتا ہوں میں اسے چور ہی سمجھا۔ خیر میں بعد اس کو نرمی سے جب نصیحت کی تو کہنے لگا یا شیخ ایک گلاس پانی کے لئے اس نے بخیلی کی اب معلوم ہو جائے گا کہ مکہ تک اس کو کیسے پانی ملے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کسی کی تکلیف یا مصیبت کا ذرا بھی انہیں احساس نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس کو وہ صاحب کی تکلیف پر ذرا بھی رنج نہ ہوا۔

فرمایا۔ بدوی اسلام مطلق نہیں جانتے بالکل جاہل ہیں۔

حیدر آباد اور مرحوم نظام کی فیاضی کا ذکر خادم سے حیدر آباد کی نسبت گفتگو فرما رہے تھے کہ فرمایا۔

ہمیں حیدر آباد کی چھپی ہوئی کتابیں بہت پسند آئیں۔ پھر فرمایا کہ بالخصوص مطبع دائرۃ المعارف میں کنز العمال کی کل جلدیں نہایت عمدگی سے چھپی ہیں۔ مرحوم نظام کی بخشائش کے لئے یہ بھی ایک بڑا ذریعہ ہیں کہ ان کے عہد میں حدیث کی خدمت ہوئی ہے۔

حیدر آباد کے تکلفات ومراسم آداب وسلام کا تذکرہ تھا۔ فرمایا۔

میں تمام ہندوستان طلب علمی وغیرہ کے لئے پھرا لیکن حیدر آباد جانا نہ ہوا اور نہ کبھی طبیعت چاہی۔ جہاں اس مولا کریم کا مجھ پر بے حد احسان ہے یہ بھی احسان ہے کہ جو مجھ جیسے بے تکلف کو وہاں نہ لے گیا ورنہ وہاں کے امراء وعلماء کو میری سادگی اور بے تکلفی سے رنج پہنچتا اور مجھے تکلیف رہتی۔

مرحوم نظام کی فیاضی وہمدردی ہر قوم وملت کے ساتھ فیاضی وخیرات کا ذکر تھا۔ فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ نہایت مخیرّ تھے۔

مکہ کے ایک ہم مکتب کے روپیہ ہتھیانے کا واقعہ فرمایا۔ مکہ مدینہ کے لوگوں پر پورا پورا اعتماد نہ کیا جاوے۔ چنانچہ اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ

مکہ میں جب میں گیا تو ایک ہم مکتب وہیں کا رہنے والا ہمیں اتفاقاً مل گیا۔ پس اس نے ایسے ایسے آرام دیئے اور ایسا ساتھ دیا کہ جو میں سفر میں اس کے بغیر کبھی نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ لہٰذا میں جب مدینہ طیبہ جانے لگا تو اس کو کہا کہ میرا یہ سامان اور یہ روپیہ ہے سامان تو امانتاً رکھنا اور البتہ روپیہ ہے اس کو تم تجارت میں لگا کر نفع کمانا۔ میں بہت دنوں میں آؤں گا اگر زندہ رہا اور واپس آیا تو پھر تم میرے آئے بعد اس روپیہ کو اکٹھا کر دینا میں لے لوں گا۔ چنانچہ میں روپیہ اور سامان دے کر چلا

گیا۔ جب بہت دنوں کے بعد واپس آیا تو جب بھی اس نے مجھے بہت آرام و آسائش سے رکھا۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے کہا کہ اب میں وطن روانہ ہو جاؤں گا میرا روپیہ اور سامان اکٹھا کر دو۔ کہا بہتر۔ آپ مطمئن رہیں چار روز انتظار کیا لیکن کچھ بھی انتظام نہ کیا۔ تو پھر اور ایک دفعہ کہا مگر تب بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ بالآخر تیسری دفعہ جب میں نے تشدد کیا تو کہا کہ آپ مطمئن رہیں وہ آپ کا سامان وروپیہ ایک بہت بڑے امیر کے ہاں رکھوایا ہوا ہے اب میں جا کر لاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اچھا چلو میں بھی چلتا ہوں۔ لہٰذا میں ساتھ ہو گیا وہ مجھے لئے ہوئے ایک مکان پر گیا جو کہ بہت بڑا عالی شان محل تھا لیکن اس کا دروازہ بند تھا۔ کہا کہ دیکھئے گھر کا دروازہ بند ہے۔ اتنے میں ایک عرب اتفاقاً ادھر سے نکل آیا اور کہا کہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اتنا بڑا مکان اور دروازہ بند؟ اس نے کہا کہ مطلب کیا ہے کہو؟ میں نے کہا کہ اس مکان میں ہمارا سامان ہے۔ معًا وہ سمجھ گیا اور کہا کہ مولوی صاحب یہ بہت بڑے امیر کا مکان ہے وہ اپنے مہمانوں کو جدہ تک پہنچانے مع زنانہ کے گئے ہوئے ہیں اس لئے بند ہے۔ وہ کسی کا سامان امانت نہیں رکھا کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدمعاش جن کو میں خوب پہچانتا ہوں آپ کو دھوکہ دیا اور سب مال کھا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کو بہت گالی گلوچ دیا اور مجھ سے کہا کہ مولوی صاحب بہتر یہ ہے کہ آپ صبر کر کے چپ چاپ چلے جاویں یہ نہ دے گا بلکہ دھوکہ میں رکھے گا۔ خیر میں چلا آیا۔ کئی سال کے بعد پھر اتفاقاً ایک وقت ہندوستان میں اسی شخص سے ملاقات ہوئی۔ دیکھا کہ نہایت افلاس میں ہے اور میں اس زمانہ میں نہایت متمول تھا۔ مجھ سے کہا اب آپ بہت جلیل القدر ہو گئے ہیں اور میں اپنے شامتِ اعمال سے ان حالوں پہنچا ہوں لہٰذا میرے ساتھ کچھ سلوک کیجئے۔ (ماخوذ از کلام امیر البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۰ و ۲۱ مؤرخہ ۱۵ر فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۴، ۱۵)

معارف قرآن مجید

<u>**مذاہب عالم پر سرسری نظر**</u> سناتن دھرم تو کوئی مذہب نہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام لیڈر جمع ہو کر ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکے۔ نہ کھان پان کا امتیاز رکھنے

والوں کا نام ہندو ہے نہ قائلین تناسخ کا، نہ وید کے ماننے والوں کا، نہ مردے جلانے والوں کا، نہ گائے کا گوشت کھانے والوں کا۔ ہندوؤں میں وہ بھی داخل ہیں جو مرگھٹ میں آگ جلا کر انسان کی کھوپڑی میں کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور انسانی دانتوں کی تسبیح (مالا) رکھتے ہیں۔

عیسائی مذہب عیسائی مذہب بھی کوئی مذہب نہیں۔ ان میں شریعت جو مذہب کے دستور العمل کا نام ہے لعنت قرار دی گئی ہے۔ سارا دارومدار کفارہ پر ہے۔ معلوم نہیں کفارہ نے ان کو کیا فائدہ دیا اور کس طرح سب کی نجات کا موجب ہو گیا۔ اس میں گناہ کی مزدوری موت بتائی جاتی ہے اور یہ کہ عورت کو دردِزہ ہوگا اور کہ آدمی اپنی پیشانی کے پسینے سے روٹی کھائے گا۔ اب یہ باتیں جو گناہوں کی سزا میں ہیں یہ تو اب تک کفّارہ پر ایمان لانے والوں میں بھی ہیں۔ پس کفّارہ نے ان کو کیا فائدہ دیا۔

آریہ دھرم سناتن دھرم والے تو بت پرست ہیں ان کے بتوں کی تعداد تو پھر تھوڑی ہے مگر یہ تمام کائنات عالم کو خدا کہتے ہیں کیونکہ مادہ اور روح کو خدا کے برابر ازلی ابدی سمجھتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ فضا اور اس زمانے کا بھی ازلی ابدی ہونا لازم آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر شرک اور اللہ تعالیٰ کی بے قدری کیا ہوگی کہ وہ چیزیں بنانے میں دو اور چیزوں کا محتاج ہے اور ان کا خالق نہ ہونے کی وجہ سے ان کے خواص سے ناآشنا اور معبود بننے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ پھر یہ لوگ ابدی نجات کے قائل نہیں تو اس صورت میں ایک مسلمان اور آریہ میں کیا فرق رہ گیا۔ اگر مسلمان ان کے نزدیک مکتی نہیں پانے کا تو ایک آریہ بھی تو ابدی مکتی سے محروم ہے۔

سکھ ازم یہ لوگ بھی دوسروں کے مذہب پر چلنے والے ہیں۔ اوّل تو سنگھ کہتے ہی سپاہی کو ہیں۔ پھر ان کی اپنی کوئی شریعت نہیں۔ کچھ مسلمانوں کے تابع ہیں کچھ ہندوؤں کے۔

برہمو سماج یہ لوگ بھی عجیب مذہب رکھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم یونیورسل بات اور کانشس کی ہدایت پر چلتے ہیں مگر اس کانشس پر ہزار افسوس جو یہ تعلیم دے کہ تمام انبیاء جھوٹے اور دروغ مصلحت آمیز کے پابند تھے۔ ساری دنیا کے مذاہب نے پیغمبروں کو مانا اور ان کو راستباز جانا مگر یہ

اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم تو یونیورسل بات ضرور مانتے ہیں اور تجربہ اور مشاہدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ کیا یہ بات ان کے تجربہ میں نہیں آئی کہ بیٹھے بیٹھے یکدم بدی یا نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ جب ہر تحریک کے لیے ایک محرک ہے تو کیا وجہ کہ اس بدی یا نیکی کے محرک شیطان یا ملک پر ایمان نہیں لاتے۔

معیار صداقت مذاہب مختلف مذاہب کا یہ حال ہے اب یہ سوال کہ سچا مذہب کون سا ہے بہت صفائی سے حل ہوسکتا ہے۔ وہی جو فطرت صحیحہ کے مطابق انسان کو دینی دنیوی ترقیات دلانے والا ہو اور ہر زمانہ میں اس کے نمونہ خلقت کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ ایک امیر نے مجھے کہا کہ پراچین مذہب سچا ہوسکتا ہے۔ (اس کا مطلب تھا کہ اسلام تو تیرہ سو برس سے ہے وہ سچا نہیں ہوسکتا۔) میں نے کہا بہت صحیح اسلام بھی پراچین ہی ہے کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۱)۔ وہ کہنے لگا راچند رجی بہت پہلے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے؟ کہا وشنو کی۔ میں نے کہا وشنو کس کی؟ کہا ردر کی۔ میں نے کہا اور ردر کس کی؟ کہا برہما کی۔ میں نے کہا برہما کس کی؟ اسے کہنا پڑا پرمیشور کی۔ میں نے کہا پس لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل تھے جو ہمارے مذہب اسلام کا خلاصہ ہے اور یہی پراچین مذہب ہے۔

انبیاء کس قدر محتاط ہوتے ہیں جب ابن صیاد کی بعض مشابہ بہ دجّال شعبدہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا میں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں۔ اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیا کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے پیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے تو اس نے کہا دخ۔ روایت میں آیا ہے کہ رسول ﷺ نے اس وقت یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ

مُّبِيْنٍ (الدخان:١١) کا خیال فرمایا تھا۔ابن عربی نے اپنا ایک ذوقی (نکتہ) اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابن صیاد کو دُخ بھی معلوم نہ ہوتا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغیر صریح امر ربی تشریف لے گئے تھے۔ میں نے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہئے اور کبھی پہل نہ کرو۔ چنانچہ میرا معمول ہے کہ جب بات گلے پڑ جائے تو پھر میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ میں نے کسی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو۔ مامورین کی جدا بات ہے۔انہیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت چیلنج کرنا پڑتا ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو ابتداان کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

ایک علمی لطیفہ بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (صٓ:٦)اور کِبَارًا اور هُزُوًا خلاف محاورہ وغیر فصیح الفاظ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اپنے کسی زبان دان بوڑھے کو بلا لاؤ۔ چنانچہ ایک کو مجلس نبوی میں لے آئے۔آپ نے اسے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھا تو فرمایا ذرا اٹھنا۔ پھر بیٹھا تو پھر فرمایا ذرا آپ اٹھ کر اس طرف تشریف رکھ لیں۔ جب وہ اس طرف بیٹھا تو پھر آپ نے فرمایا آپ ذرا یہاں سے اٹھیے اور ادھر آ جایئے تو وہ جھنجلا کر بول اٹھا یَا مُحَمَّدُ اَتَتَّخِذُنِیْ هُزُوًا وَ اَنَا شَیْخٌ کِبَارٌ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔اے محمدؐ کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے حالانکہ میں ایک بڈھا بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس طرح پر وہ تینوں الفاظ اس زبان دان تجربہ کار فصیح و بلیغ بڈھے کے منہ سے نکلوا لیے اور معترضین نادم ہو کر دم بخود رہ گئے۔

لوگ کیوں غافل ہیں ایک بچہ بھی جزو کل میں فرق سمجھتا ہے۔آپ اسے ایک چیز دے کر پھر اس سے آدھی دیں تو وہ فوراً اپنی ناراضگی کا اظہار کرے گا۔جس سے ثابت ہوگا کہ وہ جزو کل میں خوب فرق سمجھتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لیے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی چیز اس کے دست قدرت سے اوپر یا دور پڑی ہوگی تو وہ اپنی اماں سے اشارۃً کہے گا کہ وہ

مجھے لا دو۔ ایسا ہی میں دیکھتا ہوں کہ پاگل روٹی منہ میں ہی ڈالتا ہے۔ میں پچاس سال سے طب کا پیشہ کر رہا ہوں میں نے کوئی مجنون ایسا نہیں دیکھا جو کھانا کھاتے ہوئے منہ کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتا ہے۔ ایک زمیندار بھی اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کے لیے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی، آب رسانی کی ضرورت ہے اور باوجود اللہ تعالیٰ کو خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ جاننے اور مَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (هود:۷) (کوئی جانور نہیں مگر کہ اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا اور ان اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے اور مشک کا منہ اگر کھول دیں تو پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد وضوابط اٹل ہیں مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ بایں ہمہ لوگ دین میں بداعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی عمل صالح و ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دین کے بارے میں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدة :۴۰) (اللہ بخشنہار) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (البقرة :۲۱) (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔

کچھ داؤد و سلیمان علیہما السلام کی نسبت سورۃ صٓ میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤد پر تہمت لگا دی ہے کہ انہوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھجوا کر مروا دیا اور اس کی بی بی سے خود نکاح کر لیا اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے حالانکہ یہ بات ہے کہ وہ ملائکہ نہ تھے بلکہ دشمن تھے کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے تھے۔ آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں انارکسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہاں تک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔

مگر معاً شاہی رعب ان پر غالب آیا اور انہوں نے ایک جھوٹی بات بنا لی۔ آپ نے نہایت متانت سے انہیں جواب دیا اور ظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ (صٓ :۲۵) کے یہ

معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بدامنی کا زور ہے تو سمجھا آخر کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب وجلال میں فرق آ رہا ہے۔ اس لیے خدا سے مغفرت طلب کی اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپ کی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو ہم نے تجھے بنایا ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو۔ تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل وانصاف پر قائم رہو تمہاری ہی فتح ہوگی۔

حضرت سلیمان کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا۔ یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔

بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حُب بھی دو قسم کی ہے۔ بعض حبیں دکھ کا موجب ہوتی ہیں جیسے عشق مگر میری یہ حُب جوان گھوڑوں سے ہے یہ پسندیدہ حُب ہے کیونکہ ان سے میں اپنے مولا کو یاد کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (صحيح البخارى كتاب الجهاد و السير باب الخيل معقود في نواصيها) آپ خدا تعالیٰ کے فضل واحسان بیان کرنے میں مشغول رہے اتنے میں گھوڑے سامنے سے گزر گئے۔ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (صٓ :۳۳)۔ آپ نے فرمایا۔ انہیں پھر واپس لاؤ۔ جب پھر گزرنے لگے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ گھوڑوں کو پیار کرنے کا یہی طریق ہے۔ اگر مسح کے معنی تلوار مارنے کے ہی ہوں تو پھر سب سے پہلے وضو کرنے والے ہی اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔

آپ ہی کے متعلق اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ (صٓ :۳۵) آیا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا بیٹا نالائق تھا اور هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ (صٓ :۳۶) سے مراد رضا و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

ایوب صابر دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گزشتہ بیان ہو اس میں فرق یہ ہے کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا بلکہ بتایا جاتا ہے جو ایسا کرے گا وہ بھی انہیں انعامات سے

سرفراز ہوگا۔ چنانچہ ذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ (صٓ :۴۵) اور كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف :۲۳) ایسے پاک کلمات سے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوب کے صبر کا بیان کیا ہے۔ انبیا علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں۔ وہ کسی دکھ کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑائے تو ارشاد ہوا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ (صٓ :۴۳) اپنی سواری کو اس سرزمین کی طرف لے چل جہاں آپ کے لیے آرام کے سامان مہیا ہیں اور وہاں اہل وعیال اور احباب اس کی مثل دیئے جاویں گے۔ اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جس کے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا مگر اسے ضرر نہ پہنچا۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی۔ نبی کریم صلعم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنے والا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پائے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے اس کے لیے امن و آسائش بموجب وعدہ الٰہی يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً (النساء :۱۰۱) موجود ہے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤں گا تو نقصان اٹھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب، اصحاب اور رشتہ دار دے گا۔

راستباز کی پہچان کسی نبی کسی مامور کے دل میں یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں۔ وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں پھر خدا تعالیٰ انہیں اپنے حکم سے نکالتا ہے تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی کہ میں قوم کا امام بن جاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو اَفْصَحُ مِنِّيْ (القصص:۳۵) سے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ۔ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (صٓ :۷۰) مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں جیسا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔

پھر ہر نبی کے لیے ایک نہ ایک بڑا دشمن اٹھتا ہے جسے ایک وقت مقررہ تک مہلت دی جاتی ہے تا کہ اپنا زور لگا لے اور اپنے تمام قویٰ اور لاؤلشکر کے ساتھ ناکام رہ کر ثابت کر دے کہ یہ مامور واقعی خدا کا برگزیدہ ہے۔

اسی نبی کے ہر ایک قول وفعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں۔ اس کی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے اور نہ وہ خلقت کو نصیحت دنیوی فائدہ اٹھانے کی امید یا نیت پر کرتے ہیں بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ چنانچہ سیدنا ومولنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنادے مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص:۸۷)۔ اسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ اپنے بارہ میں لکھتے ہیں۔ ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ وبار

(درثمین صفحہ ۱۴۶)

اور آپ میں تکلف اور بناوٹ نام کو نہ تھی۔ اس کی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں۔ نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں نہ لباس میں اور اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (یونس:۷۳) پر جو عمل فرمایا تو اب بھی ظاہر ہے کیونکہ اپنے لیے باوجود اس قدر روپیہ کے آنے کوئی جائداد نہیں خریدی اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى عَبْدِکَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ رفروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ریویو بر کتاب ''چشمہ زندگی''

''سوجیوں سردور'' کیا معنے ''چشمہ زندگی''

جناب کی تصنیف کو میں نے ۱۵ رجنوری جس وقت ڈاک میں آئی پڑھا اور دلچسپی سے پڑھا۔ فزیکل

کانگریس نام کے بعد یہی دوسری کتاب ہے جو مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے۔ جناب الٰہی کا فضل ہر ایک ملک پر ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ ہماری پاک کتاب میں ہمارے خالق و مالک کا نام ربّ العالمین ہے۔ اگر یونان کی زمین نے مخلوق کے لیے مفید روحوں کو پیدا کیا ہے تو وسط ایشیا کو بھی ایسے پاک ارواح سے محروم نہیں رکھا۔ اگر ملک عرب و ایران راحت بخش قطعہ دنیا کا ہے جس میں قلب و قالب کے لیے مفید سامان مہیا ہیں تو ہندوستان بھی اس کی ربوبیت و فضل عام سے سیراب ملک تھے۔ جالینوس و بقوریدوس وغیرہ پر فضل محدود نہیں۔ بوعلی و زکریا، رازی وغیرہ بھی اس کے کرم و فضل کے نیچے تھے۔

چرک، شرت، باگ بھٹ وغیرہ کی محنتیں بے ریب قابل قدر ہیں۔ آج کل یورپ کی مفید عام محنتوں کا کون انکار کرسکتا ہے۔ تار، ڈاک، ریلوے، کاغذ، مطبع، سلطنت وسیع وغیرہ وغیرہ اور پھر ان کے ڈاکٹروں کی محنت سے نادان ہی منکر ہوسکتا ہے۔ اس وقت ایک مجموعہ طب کی بھاری ضرورت ہے جس پر ملک کی بہبودی منحصر ہے۔

مہتہ سیتا رام جی دت کو یراج کو یرنجن، ادتیہ، اوشدہالہ، صدر بازار، راولپنڈی کی محنت بہت ہی قابل قدر ہے۔ ہندو مسلمانوں کی کشیدگی خدا کرے ملک کی ترقی کا موجب ہو۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس رسالہ کی قدر کرے۔ دستخط نورالدین از قادیان

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۴ مؤرخہ ۷؍ مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اشتہار ضروری

مجھے اس بات کو معلوم کر کے بہت افسوس ہوا ہے کہ فنڈ یتامیٰ اس وقت پانچ چھ سو روپیہ کا مقروض ہے اور جہاں اس کے اخراجات دو سو روپیہ ماہوار کے قریب یا اس سے بھی بڑھے ہوئے ہیں آمدنی پچاس روپیہ ماہوار بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ اس لئے میں جماعت کے مخلصوں کو اس طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔

مذہب اسلام کے دو ہی بڑے جزو ہیں۔ایک طاعت لِاَمْرِ اللّٰہ اور دوسرے شفقت علٰی خَلْقِ اللّٰہ۔اس دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں یتامیٰ کی خبر گیری کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں صدقات کا ذکر آیا ہے۔ وہاں یتامیٰ کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ پارہ دوم میں قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ (البقرة :۱۷۸) اس آیت میں حقیقی نیکی کو انہی دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے جن میں سے پہلے حصہ میں ایمان یا طاعت لِاَمْرِ اللّٰہ کا ذکر ہے اور دوسرے میں مال کے خرچ کرنے یا شفقت علٰی خَلْقِ اللّٰہ کا حکم ہے اور انفاق فی سبیل اللہ میں ذَوِی الْقُرْبٰی کے بعد دوسرے درجہ پر مستحق امداد یتامیٰ کو قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں پر رحم کرنے کے متعلق جو تاکید فرمائی ہے۔اس سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا ہے۔ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمِثْلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس و البهائم) یعنی مومن باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک جسم کے حکم میں ہیں۔ اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو اس کی خاطر سارا جسم تکلیف اٹھاتا ہے اور پھر خصوصیت سے ان بے کس بچوں پر رحم کے لئے جنہیں یتیم کہتے ہیں۔فرمایا۔ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ فِى الْجَنَّةِ هٰكَذَا (صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اللعان) یعنی میں اور وہ شخص جو یتیم کی خبر گیری کرتا ہے۔ جنت میں اس طرح سے ملے ہوئے ہوں گے۔جس طرح دو انگلیاں باہم ملی ہوئی ہیں۔ایک سچے مومن کی آرزو اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ نہ صرف جنت میں ہو بلکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو۔اس کے لئے فرمایا کہ جو یہ چاہتا ہے کہ یتیم کا کفیل بن جاوے۔خواہ وہ

یتیم کوئی اس کا اپنا رشتہ دار ہو یا کوئی اور ہو۔ میرے دوستو! تم میں سے کون ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہو۔ پس تم علیحدہ علیحدہ تو یتیموں کے کفیل بن نہیں سکتے۔ اگر تم اس ثواب میں شریک ہونا چاہو تو یتیم فنڈ کے لئے کچھ اپنے ذمہ لگا لو خواہ وہ تھوڑی رقم ہی ہو۔ یہاں انجمن کی زیرنگرانی تمہاری قوم کے بہت سے یتیم بچے پرورش پا رہے ہیں اور بہت سے ہیں جن کی درخواستیں آتی ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے، جو شخص تم میں سے ان کی پرورش کے لئے چندہ دیتا ہے وہ یتیم کی کفالت کرتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخلص جلد اس طرف توجہ کر کے یتیم فنڈ کی موجودہ حالت کو ایسا بنانے کی کوشش کریں گے کہ اس کے لئے دوبارہ مجھے کہنے کی ضرورت نہ ہو۔

نورالدین

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۲)

لغویات سے بچو

ایک روز اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (اٰل عمران:۱۰) پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ''اللہ تعالیٰ کسی جنتی کو دوزخ میں ڈال دے۔'' اس پر آپ نے ایک تقریر بڑے جوش سے فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

قرآن مجید میں بامراد ہونے والے مومنوں کی یہ بھی ایک صفت ہے وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (المومنون:۴) جو لوگ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید کی غرض کچھ اور سمجھی ہو مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ''قرآن مجید کے پڑھنے سے غرض عمل ہے۔'' اس واسطے لغو باتوں میں کبھی وقت ضائع نہ کرو۔ ان لغو امور کی میں مختصر سی مثال سناتا ہوں۔ مثلاً آدم کی پیدائش پر بحث شروع کر دی کہ آدم حوا سے پیدا ہوا یا حوا آدم سے؟ وہ کہاں پیدا ہوا؟ جنت کہاں تھا؟ وہاں سے نکل کر کہاں گرا۔ دانہ کس چیز کا تھا یا نوح کی کشتی کس درخت کی لکڑی تھی وغیرہ۔ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ ان کو عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اس کو ہمیشہ یاد رکھو کہ کبھی اس قسم

کی بحثوں میں نہ پڑو تفسیروں کو پڑھو تو جہاں اس قسم کی بحثیں آئیں ان کو چھوڑ دو۔اسی طرح پر بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کی صفات پر بحثیں کرتے ہیں۔اور میں نے دیکھا ہے کہ امکان کذب باری پر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ سوال بھی اسی قسم کا ہے۔میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔

پھر اسی سلسلہ میں بعد درس فرمایا کہ

قدرت وطاقت اوراس کا حیزفعل میں آنا قدرت اور طاقت جدا امر ہے اور اس قدرت کا حیزفعل میں آنا امر دیگر۔مثلاً ایک شخص ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے،اس کے قویٰ درست ہیں، کیا اس سے یہ نتیجہ نکال لیں کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن سے بھی جماع کرسکتا ہے؟ ایک شریف اور غیور انسان کب یہ پسند کرسکتا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی ناقص اور ردّی صفات منسوب کی جائیں۔خدا تعالیٰ قادر ہے یہ ایک جدا بات ہے مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ افعال ذنبیہ کا ارتکاب بھی کرتا ہے نہایت بے ادبی اور گستاخی اور جرأت ہے۔توبہ کرنی چاہئے۔

ایک نومسلم کو اسلامی تلقین

۱۵ / مارچ بعد نماز جمعہ حضرت امیرالمؤمنینؓ مکان پر تشریف لائے۔اخویم غلام حسین صاحب دفتر ملٹری اکونٹنٹ راولپنڈی نے اپنے ایک دوست مسٹر جی جی سمتھ عیسائی کو پیش کیا کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اوراسی غرض کے لیے میرے ہمراہ آئے۔مسٹر سمتھ بعہدۂ کمپونڈر شفاخانہ ملازم ہیں۔حضرتؓ نے اوّل امیر احمد صاحب قریشی کو حکم دیا کہ ان کے یہ کپڑے جو اب پہنے ہوئے ہیں تبدیل کراؤ یعنی ہمارے گھر سے کپڑے منگوا کر پہناؤ۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔جب مسٹر سمتھ تبدیل لباس کے بعد آئے آپ نے فرمایا۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ مذہب کا بوجھ جو اللہ تعالیٰ کسی کے اوپر رکھتا ہے تو چونکہ وہ رحیم وحکیم ہے ایسا نہیں کرسکتا کہ جو ایک من بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اس پر دس من بوجھ رکھ دے۔ مذہب ایسا صاف اور سیدھا ہونا چاہئے کہ اس کو عامی جاہل آدمی بھی سمجھ سکے کیونکہ مذہب تو سب کے لیے ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ اگر انسان کا جنم لے سکتا ہے تو جو لوگ کہتے ہیں کہ رامچندر جی پرمیشر کے اوتار تھے یا کرشن خدا تھے تو ان میں اور مسیح کو خدا ماننے والوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ پھر جو کوئی جرم کرتا ہے

عیسائی عدالتوں میں اس کو سزا دی جاتی ہے۔ گورنمنٹ بھی مجرم کو سزا دیتی ہے۔ پس کفارہ پر تو ایمان نہ ہوا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ کفارہ سے انسان جرم کرتا ہی نہیں تو پوچھنا چاہئے کہ عیسائی جرم کیوں کرتے ہیں؟ جیل خانوں میں کوئی عیسائی نہ ہونا چاہئے۔ میری سمجھ میں جو مذہب آیا ہے وہ اسلام ہے۔ اسلام ایسا سیدھا مذہب ہے کہ اس کا کوئی کلمہ چھپا ہوا نہیں۔ کوٹھوں اور بلند میناروں پر چڑھ کر بڑے دور سے پکارتے ہیں اللّٰہ اکبر (اذان دیتے ہیں) اللّٰہ اکبر سے پرے اور کلمہ کیا رہ گیا۔ تمام کائنات کا خالق، تمام اچھی اور اعلیٰ صفات سے موصوف، تمام عیبوں سے منزہ اور بدیوں سے پاک اور عبادت کے لائق وہ ہے جس کو اللّٰہ کہتے ہیں۔ اس کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں۔ اس کی صفات جیسی صفات کسی میں نہیں۔ جو بڑائی ہم اس کی کریں وہ بڑائی کسی دوسرے کی جائز نہیں۔

دنیا میں جو ایسے لوگ آئے کہ انہوں نے نیکی سمجھائی اور خدائے تعالیٰ کی رضا کی راہ بتائی بعد میں لوگوں نے ان کو خدا بنالیا۔ عیسائی خود اس کا نمونہ ہیں۔ حضرت مسیحؑ آئے تھے خدائے تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے، لوگوں نے خود ہی ان کو خدا بنالیا۔ ہمارے اسلام نے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سکھا کر اور اسلام کا جز و لازم قرار دے کر ہم کو بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ کبھی بیٹھے بیٹھے نیکی کا کبھی بدی کا کوئی خیال آجاتا ہے۔ نیکی کا خیال جن ذرائع سے ہوتا ہے ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ نیکی کا خیال آئے تو انسان ضرور اس کو کر گزرے۔ مر کر ہم فنا نہ ہوں گے۔ ہم مر کر کسی اور عالم میں جائیں گے جو ہماری آنکھ سے غائب ہے۔ اور یہ عقل کے خلاف نہیں۔ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری اور پابند ہونا۔ میں نے وید، ژند، استا، دساتیر، گاتھ، سفرنگ وغیرہ پڑھے ہیں اور خوب پڑھے ہیں مذہب کا نام کسی نے کوئی نہیں بتایا۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہی ایک بڑی بھاری حجت ہے۔ توحید میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ نے کمال کر دیا۔ ملائکہ کے متعلق ان کی تحریک نے۔ پھر مذہب کا نام اسلام ایسا رکھا ہے جو کسی نے نہیں رکھا۔ فرمانبرداری کے نشانوں میں نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ ہیں۔ اگر تمہارا دل میری ان باتوں کو مانتا ہے اور

تم سمجھ گئے ہوتو تم مسلمان ہو گئے ورنہ ہم سے سمجھ سکتے ہو۔ اقرار کرنے کا نام ہی بیعت ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ لے کر پھر مختصراً مذکورہ بالا باتیں فرمائیں اور حسب معمول بیعت ہوئی۔ پھر فرمایا۔

میرے آپ فرمانبرداران باتوں میں ہیں۔ اسلام اسی کا نام ہے۔ اسلام کوئی بھید نہیں ہے۔ عیسائی مذہب میں عیسائی ہونے کے بعد کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اسلام میں نماز روزہ وغیرہ فرمانبرداری کے نشان بجالانے پڑتے ہیں۔ اسلام میں دقت اور تکلیف کچھ نہیں، آسانی ہی آسانی ہے۔ نام انسان کوئی رکھے اسلام میں رہ سکتا ہے۔ مگر مذہب کے ساتھ نام بھی تبدیل کر ہی لیتے ہیں۔ میں تمہارا نام عبدالحی رکھتا ہوں۔ عبدالحی ہمارا ایک بچہ ہے۔

اس کے بعد حاضرین نے عبدالحی صاحب نومسلم سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور عبدالحی صاحب اپنے جائے قیام کو اپنے دوست مسٹر غلام حسین صاحب کے ہمراہ گئے۔ والسلام

نورالدین بہ حیثیت پیر ایک دن فرمایا کہ

بعض لوگ دنیا میں چاہتے ہیں کہ کوئی ان کا مرید ہو اور مرید بنانے سے ان کی مختلف اغراض ہوتی ہیں۔ کوئی جمع جتھا بنانا یا روپیہ پیسہ اکٹھا کرنا چاہتا ہے مگر میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں کبھی خواہش نہ تھی کہ لوگ میرے مرید ہوں بلکہ میں نے خود مرید ہونا پسند کیا اور میری خواہش، آرزو کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو میرے ہاتھ پر مرید کر دیا اور میں پیر ہو گیا تو مجھے پھر بھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ میں تمہارے اموال پر قبضہ کروں۔ میں اپنی ضروریات زندگی کے لیے کسی انسان کا ایک لحظہ کے لیے بھی محتاج نہیں ہوں۔ حتیٰ کہ میری اتنی خواہش بھی نہیں کہ کوئی مجھے آ کر سلام کرے۔ اموال لینا تو درکنار، میری ضروریات زندگی کا وہی متکفل ہے جو ہمیشہ سے رہا ہے۔ ایک مرتبہ انجمن والوں نے میرے لیے وظیفہ کی تجویز کی۔ میں نے اس تجویز کو سنا تو مجھے سخت کرب ہوا کہ افسوس ساری عمر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہ آپ ہی دے اور اب انسانوں کی طرف توجہ ہو۔ میں نے فوراً ان لوگوں کو منع کر دیا کہ میں ایسی رقوم نہیں لیتا اور نہ مجھے ضرورت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے محض

فضل وکرم سے مرزا صاحب کے بعد میں نے سلسلہ کی ضروریات کے لیے اپنے چندوں میں پہلے سے زیادتی کر دی ہے۔ غرض میری خواہش نہ پیر بننے کی تھی اور نہ ہے۔ اور اب جو خدا تعالیٰ نے مجھے اس منصب پر مقرر کر دیا میں خدا تعالیٰ کے اس فضل کی بے ادبی سمجھتا ہوں اگر اس سے پہلو تہی کرتا۔ اس پیر بننے نے میرے مشاغل میں زیادتی کر دی۔ قوم کے جوانوں، بچوں، بوڑھوں، عورتوں، لڑکیوں، بیماروں، مقدمات میں مبتلا، زیر باروں اور مختلف قسم کے حاجت مندوں کے لیے مجھے بہت وقت دعاؤں میں صرف کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور میں خدا ہی کی توفیق سے اس فرض کو ادا کرتا ہوں جس طرح پر پیر بننا مشکل ہے اسی طرح مرید بننا بھی سہل نہیں ہے۔ بیعت کے معنے بک جانا ہے۔ جو شخص بک جاتا ہے اس کا پھر اپنا کچھ نہیں رہتا۔ اپنی تمام آرزوؤں اور خواہشوں کو چھوڑ دینا پڑتا ہے اور پیر کی سچی فرمانبرداری حسن ظن کے ساتھ لازمی ہو جاتی ہے۔ میں اپنے فرائض کو سمجھتا ہوں مگر تمہیں مرید ہونے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ تم کس قدر نازک ذمہ واری کے لیے آگے بڑھتے ہو۔ بڑی دعائیں اور استخارے کرنے چاہئیں۔ پیری مریدی کچھ آسان نہیں ہے اور نہ یہ تر نوالہ ہے جو آسانی سے منہ سے اتر جاوے خدا کے فضل سے ہی بیڑا پار ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۱ مؤرخہ ۲۱ / مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، ۵)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

(مرقومہ محمد عبداللہ بوتالوی)

مسلمانوں کی حالت فرمایا۔ مسلمانوں میں آیات الکتاب کا کفر بہت ہے اسی وجہ سے مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ کنجر اور کنچنیاں اور بھڑوے سب مسلمان کہلانے والے ہیں۔ جیل میں بھی مسلمان زیادہ جاتے ہیں۔ میں نے ایک جیل کی بابت دریافت کیا۔ ۳۳۵ قیدیوں میں سے ۳۲۲ مسلمان تھے۔ ایک نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ میں نے کہا کہ چلو ذرا

مدرسہ کا حال بھی معلوم کریں۔ وہاں چودہ سو میں سے ۱۴ طالب علم مسلمان تھے۔ زانی اور لونڈے باز اکثر مسلمان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لواطت کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہوتا تو مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ بھی بدکاری ہوتی ہے۔ میری فطرت بھی اس بات کو تسلیم نہ کرتی تھی۔ ایک دفعہ میں نے جب طب کی کتاب میں مرض اُبنہ کا حال پڑھا تو میں نے نہ مانا کہ ایسے الٹے فعل کا وجود بھی دنیا میں موجود ہے اور کہ یہ کام انسان کرسکتا ہے۔ پھر ڈاکہ مارنے والے اکثر یہی لوگ ہیں۔ پھر عورتوں کو جائداد کا حصہ دینے سے مسلمانان پنجاب نے انکار کردیا ہے۔ یہ کتنا ظلم اور قرآن شریف کی خلاف ورزی ہے۔ ہمارے ایک دوست رئیس تھے۔ میں اس وقت جوان تھا۔ ہمارے ساتھ مذہبی لڑائیاں ہوتی رہیں وہ ہمارا ساتھ دیتے تھے۔ ایک اور رئیس ان کے مقابلہ کا تھا۔ جب وہ ملا تو اس نے کہا کہ تم نورالدین کے پاس کیا جاتے ہو وہ تو وہابی ہے۔ وہ دونوں رئیس ضلع کی کمیٹی میں شریک تھے۔ جب وہ دونوں کمیٹی پر چھاؤنی گئے تو ہیڈ کلرک کو کہا کہ بندوبست کی مسل لاؤ۔ وہ امیر بھی آ گیا۔ اس کو مسل کا وہ مقام نکال کر دکھایا کہ جہاں پر عورتوں کو حصہ جائداد دینے کا فیصلہ درج تھا۔ مہتمم بندوبست نے لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا ہوا تھا اور اس امیر نے جواب لکھایا ہوا تھا کہ ہم ان کو حصہ نہیں دیں گے۔ پھر مہتمم نے سوال کیا کہ تمہارا رسول تو دیتا تھا مگر اس نے پھر یہی لکھایا کہ ہمارا رواج نہیں ہے۔ اس پر اس نے پوچھا کہ رفع یدین کو تم جانے دو یہاں تم نے کیا کیا ہے۔ وہ نادم ہوکر لاجواب ہوگیا۔

فرمایا۔ مسلمانوں میں کسل بہت ہے، خود پسندی اور خود غرضی بہت ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے گیارہ ریاستیں برباد ہوگئیں۔ سمرقند[۱]، بخارا[۲]، یارقند[۳]، دہلی[۴]، اودھ[۵]، زنجبار[۶]، مصر[۷]، ٹیونس[۸]۔ اب ایران[۹] بھی جاتی ہے اور عرب کا سارا کنارہ جاتا ہے۔ طرابلس[۱۰] پر لڑائی ہے، مراکش بلا لڑائی کے لے لیا ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کے کانوں پر جوں نہیں چلتی۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ:۳۱)۔

حالت طلباء پانچ گروہ ہیں۔ علماء[۱]، صوفیاء[۲]، امرا[۳]، طلبۃ[۴] العلوم اور عوام[۵] الناس۔ امیر یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی دکھ نہ دے اور ہم مزے اڑاتے رہیں۔ علماء شرعی احکام پر عامل نہیں رہے۔ گدی نشینوں کو یہ خواہش ہے کہ ہماری طرف لوگوں کا رجوعات ہو اور بس۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری سے نہ خود ان کو غرض ہے نہ دوسروں کو چلانا چاہتے ہیں۔ طالب علموں پر بہت مصیبتیں ہیں۔ لڑکوں کے اصلی نگران نہیں رہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **اَلْمَرْءُ عَلٰی مَذْهَبِ خَلِيْلِهٖ** (مسند احمد بن حنبل مسند المکثرین من الصحابۃ مسند ابی ھریرۃؓ حدیث نمبر ۸۰۲۸) آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔ لڑکے ایک دوسرے کی صحبت میں وہ وہ باتیں سیکھتے ہیں جو ان کے شیطان کو بھی معلوم نہیں ہوتیں۔ خشیۃ اللہ کا کوئی علم ان کو نہیں پڑھایا جاتا۔ پندرہ برس انگریزی پڑھتے رہیں اس میں خشیۃ اللہ کا ایک مضمون بھی نہ آوے گا۔ جو عربی پڑھائی جاتی ہے وہ بھی خشیۃ اللہ کے خلاف کہتی ہے۔ تصوف اور اسلامی تاریخ درس میں سے نکال دی گئی ہیں۔ کیا مصیبت کا وقت ہے۔ ان کے تفسیر پڑھنے کا یہ حال ہے کہ ایک شخص جو میرا ہم جماعت تھا اور تفسیر بیضاوی پڑھا کرتا تھا اس نے ایک دن فضل الدین صاحب سے کہا کہ حکیم جی تفسیر بیضاوی کا جو متن ہے یہ بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہیں سے مل جاوے تو بہت عجیب ہو۔ حکیم صاحب نے ہنس کر کہا کہ اس کا ملنا تو دنیا بھر میں مشکل ہے۔ پھر باوجود علم سے اس قدر بے خبری کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض طالب علم مڈل میں پہنچ کر مذاہب پر ریویو کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک شخص نے اپنے باپ کو تو حضرت صاحب کا مرید کیا اور پھر خود کچھ عرصہ کے بعد دہریہ ہو گیا۔ ایک دن مجھے قادیان میں کہا کہ کوئی طاقت آپ کے پاس ہے کہ میری تسلی کرا دیوے؟ میں نے کہا کہ میں چپ کرا دوں گا۔ میں نے کہا کہ تم کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ دلیل سناؤ۔ جو دلیل اس نے سنائی اس کا جواب مجھے اچھا سوجھا۔ میں نے اس کو ردّ کر دیا اور کہا کہ یہ دلیل تو تمہاری لغو ہے۔ وہ چپ ہو گیا اور کہا کہ میری ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ (۹/مارچ ۱۹۱۲ء)

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مؤرخہ ۲۸/مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

جس نے بیوی کو تین دفعہ حرام کیا سوال ہوا کہ ایک شخص نے غصے میں آ کر اپنی بیوی کو تین دفعہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے، اب پچھتاتا ہے۔اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

یہ طلاق نہیں ہے بلکہ قسم ہے اس نے اپنی بیوی کو اپنے واسطے حرام کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا

(المائدۃ:۸۸) اور فرمایا ہے۔ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۲) جو شے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حلال کی ہے تو اسے اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم:۳) اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے کہ قسموں کو کھول دو۔ پس اس شخص پر لازم ہے کہ اپنی قسم کا کفارہ دیوے تا کہ اس کی بیوی اس پر حلال ہو جاوے۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک غیر احمدی نیک طینت پنجوقتہ نماز گزار حضرت مرزا صاحب کا مدح خوان ان کے دعوے پر غور کر رہا ہے۔کیا ایسے شخص کے پیچھے احمدی نماز پڑھ لے؟

فرمایا۔ یہ سب ترکیبیں ہیں جو لوگ بناتے ہیں۔ میں ایسی تراکیب کو پسند نہیں کرتا۔

کلام امیر

(رقم زدہ منشی محمد عبداللہ صاحب)

اللہ تعالیٰ خود قرآن شریف کی تفہیم کر دیتا ہے فرمایا کہ میں چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔ بین السجدتین دل میں خیال اٹھا اور میں نے دعا کی کہ خدایا! دھرم پال نے جو ترک اسلام میں مقطعات قرآنی پر سوال کیا ہے اس کا صحیح صحیح جواب مجھے سمجھا دے۔ تیرا وعدہ ہے کہ ہم تم کو قرآن شریف کے معانی بتائیں گے اور مشکلات سمجھائیں گے۔ معاً دوسرے سجدہ میں جانے سے پہلے مجھے جواب سمجھایا گیا۔ جس کو میں نے کتاب نورالدین میں درج کر دیا ہے۔

الہام کے اقسام فرمایا کہ

(۱) یا تو زبان بے اختیار ہو جاتی ہے اور کلام جاری ہو جاتا ہے۔

(۲) یا ایسی آواز ہوتی ہے جس طرح کٹورے کو چھنکایا جاوے تو بعد میں ایک سُرسی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) یا کسی آدمی کی شکل سامنے آ جاتی ہے اور وہ بولنے لگ جاتا ہے اور دل میں القاء ہو جاتا ہے کہ یہ وحی ہے۔

(۴) یا اس طرح سے آواز آتی ہے جس طرح دور سے کسی کا سَدّ سنائی دیتا ہے۔

اور بھی اقسام ہیں مگر یہ صورتیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں۔

جھوٹ کا دخل بے جا ایک صاحب کا سوال تھا کہ سچے سلسلہ میں جھوٹ بھی دخل دینے لگ جاتا ہے اس میں کیا حکمت الٰہی ہے؟

فرمایا۔ ہر ایک سچائی کے ساتھ جھوٹ لگا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کا جو رائج الوقت سکہ ہے اس میں بھی جھوٹ اور جعلسازی کا دخل مواد ہے۔ ہم نے بعض ایسے روپے دیکھے ہیں جن پر ایک باریک سا نقطہ ہوتا ہے پھر کسی پر دو کسی پر تین۔ یہ روپے جعلی ہوتے ہیں اور اس نقطہ کی تعداد اس بات کے اظہار کے واسطے ہوتی ہے کہ اب اتنے لاکھ روپیہ اس قسم کا نکل چکا ہے۔ ایک لاکھ بناتا ہے تو ایک نقطہ دے دیتا ہے۔ اور جب دو لاکھ بناتا ہے تو دو نقطے دے دیتا ہے۔ دنیا کے سارے ہی کارخانے میں سکھ کے ساتھ دکھ موجود ہے۔ حدیث ہے تو وہاں بھی جھوٹی اور وضعی حدیثیں موجود ہیں۔ پھر ریل کیا آرام کی چیز ہے مگر ساتھ ہی کبھی کبھی کولیژن (ٹکریں) بھی ہو جاتی ہیں جس سے بڑا بڑا نقصان ہو جاتا ہے جہاز کیسے آرام کی چیز ہے مگر اس میں بھی بعض وقت بڑا نقصان پہنچ جاتا ہے۔ آگ لگ جاتی ہے، غرق ہو جاتے ہیں۔ رؤیا کیسی مفید چیز ہے مگر اس کی بھی تعبیر کبھی سمجھ میں آتی ہے کبھی نہیں آتی۔ پھر اس کی تفہیم میں طرح طرح کے مشکلات ہوتے ہیں۔ تجارت کا بھی یہی حال ہے۔ ایک خبر آتی ہے کہ فلاں مال کی یہاں بہت طلب ہے۔ پھر لوگ اپنے گھر کا مال اسباب فروخت کر کے وہ

مال خرید کر وہاں پہنچاتے ہیں۔ چونکہ کئی جگہ ایسی چٹھیاں جاتی ہیں اس واسطے وہ مال بہت جمع ہو جاتا ہے اور اس طرح بعض دفعہ سب کو بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ زراعت میں بھی کبھی بیج بھی واپس نہیں آتا۔ مقدمات میں ہر ایک آدمی یقین کرتا ہے کہ میں ہی کامیاب ہوں گا پھر بھی کبھی نتیجہ الٹا ہو جاتا ہے۔ آپ (مخاطب شیخ محمد حسین خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج تھے) خواہ کتنا ہی سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں پھر بھی اپیل میں کبھی الٹ جاتا ہے۔

میرے دل میں اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مفید اور بابرکت چیز بابرکت ہی رہتی ہے۔ حدیث کو لو۔ جھوٹی حدیثیں بھی ہیں مگر سچی بھی ہیں۔ خدا کے فضل سے میرے پاس ایسے مصالحے موجود ہیں کہ میں ان کے ذریعہ سے جھوٹی حدیث کو معلوم کر لیتا ہوں۔ یہ ایک ملکہ ہو جاتا ہے۔ ہاں غلطی بھی لگ جاتی ہے مگر آخر پتہ لگ ہی جاتا ہے۔ ان باتوں میں کثرت اور قلت کا لحاظ کر لیا جاتا ہے۔ قوت اور ضعف کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے۔ جناب الٰہی کی باریک در باریک حکمتیں جس طرح اس کے افعال میں پائی جاتی ہیں اسی طرح اس کے اقوال میں بھی پایا جاتا ہے۔ چونکہ افعال میں ایسی باتیں دیکھنے کے لوگ عادی ہو گئے ہیں اس واسطے ان اختلافات کو محسوس نہیں کرتے۔ دیکھو ہوائی جہازوں سے بہت نقصان بھی ہوئے مگر لوگ ان کو مفید ہی خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح الٰہی سلسلہ میں بھی کثرت کا خیال رکھ کر اس کے مفید ہونے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

آسمان پر تیر فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج جب چڑھائی کریں گے اور اہل زمین پر فتح پالیں گے تو کہیں گے کہ اب ہم نے زمین کے لوگوں کو تو قتل کر لیا ہے آسمان میں بھی تیر چلائیں گے۔ میں اس کے یہ معنے لیا کرتا تھا کہ اہل اللہ لوگوں کو جو آسمانی ہوتے ہیں تیر چلائیں گے۔ اب ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان کی بلند پروازی ظاہر ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں اب یہ لوگ ان جہازوں کے مقابلہ کی کوئی چیز تیار کریں گے۔

دجال کی حدیثیں فرمایا۔ یہاں ایک مولوی صاحب آئے تھے۔ میں نے ان کو دکھلایا کہ دجال کی حدیث میں کس قدر اشکال لوگوں کو پیدا ہوئی ہیں۔ ایک حدیث ہے کہ جوان ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھا۔ اس حساب سے وہ اب تک بڈھا کیوں نہ ہوا ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ دجال بہت سی مخلوق بنائے گا۔ باپ، بہن اور بھائی بھی بنالے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ مغرب میں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ مشرق میں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ عراق اور شام کے درمیان ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ روٹیوں اور پانیوں کے پہاڑ اس کے ساتھ ہوں گے اور جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا خدا کے دشمنوں کو ایسی عزت مل سکتی ہے۔ میں نے ان کو یہ سنایا کہ اب یہاں کوئی کیا کرسکتا ہے اور ایک آدمی میں یہ سب باتیں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں۔ دراصل یہ سب باتیں قوت قدسیہ سے درست ہوسکتی ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی باریک در باریک حکمتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک بچہ اگر مدرسہ میں نہیں جاتا تو اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تم جاؤ گے تو ہم تم کو ایک چیز دیں گے۔ پھر جب وہ چیز اس کو دی جاتی ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ یہی کچھ ہے جو مجھ کو دیا جا چکا ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ اس چیز کی کیا ہستی ہے۔ ہم کو تو ایم اے تک تعلیم دلا دو تب ہم خوش ہوں گے۔ ہر ایک بات کی حقیقت ایک وقت مقرر سے پہلے نہیں معلوم ہوسکتی۔

کیسے آدمیوں کی ضرورت ہے فرمایا کہ ایک شخص بڑا انگریزی خوان اور لسان تھا۔ وہ یہاں قادیان میں آیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ایک جلسہ کر کے آپس میں لیکچر بازی کر کے معلوم کریں کہ اسلام کے واسطے فی زمانہ کیا مفید بات ہے۔ وہ شخص بڑا مدلل تھا اس نے اپنے لیکچر میں اس بات پر بڑا زور دیا کہ ہم کو اس وقت بڑے سائنسدانوں اور لیکچراروں کی ضرورت ہے۔ اب سوائے انگریزی خوانوں کے دوسرے پر امید رکھنے سے بڑھ کر کوئی اور جہالت ہی نہیں۔ غرض اس

کی تقریر کا بڑا اثر لوگوں پر پڑا۔ جب وہ تقریر ختم کر کے بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب انگریزی جانتے ہیں؟ اس نے کہا۔نہیں مگر ان کا فلاں مرید انگریزی خواں ہے۔ہم نے کہا کہ تم خود بھی بڑے انگریزی خوان ہومگر تمہارا ابھی کوئی معتقد ہے۔اس نے کہا۔ہم کوتو لوگ بُرا ہی سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم نے تو یہ زور دیا ہے کہ اسلام کوانگریزی خوانوں کی ہی ضرورت ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی معتقد نہیں۔سوآپ لوگ کسی کام کے نہیں یہی لوگ کام کے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ لوگوں کے باوا آدم سر سید صاحب انگریزی پڑھے ہوئے ہیں۔ کہا کہ وہ تو بولنا بھی نہیں جانتے۔ میں نے کہا کہ تم سب لوگ اس کے پیچھے ہواور اس جیسا کسی کو عظمت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ یہ دوسرا ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ کو غلطی لگی ہے۔ پھر اس نے کہہ دیا کہ خدائی لوگوں سے ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ہم لوگوں میں نمونہ نہیں ہوتا۔

جلد بازی اچھی نہیں ایک صاحب جنہوں نے رات کو حضرت خلیفۃ المسیح سے یوکلڈ (اقلیدس) شروع کی اور دن کو یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے صرف فلاں فلاں موقع سمجھا دیا جاوے تو کافی ہے۔اس پر فرمایا کہ دیکھو اشکال معہ حواشی پندرہ مقالہ اقلیدس دنیا بھر میں کسی کے پاس ہی پاؤ گے۔ میں بڑھا آدمی ہوں۔اس پر بھی میرا خیال تھا کہ میں ہفتہ عشرہ تک پڑھا دوں گا۔رات کو صرف اصول موضوعہ ہی پڑھے اور اب جلدی ختم کرنے کی پڑ گئی۔ایک ہفتہ ہی صبر کرتے کہ میں تمہیں یوکلڈ کا عالم بنا دیتا۔ میں نے تمہارے سبق کی خاطر وہ وقت دیا ہے کہ جب میں عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کرتا۔

اسی طرح ایک مولوی عبدالقادر رام پور میں ہوتے تھے ڈپٹی تھے۔ بڑے ہوشیار تھے۔ وہ طالب علموں کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ایک شخص نے جا کر کہا کہ میرا بیٹا تحصیل کر چکا ہے اب آپ اس کو صرف شرح چغمینی جلدی پڑھا دیویں۔مولوی صاحب نے کہا کہ پڑھا دیں گے۔ پھر اس نے کہا کہ میں اس کو لینے آیا ہوں آپ جلدی پڑھا دیویں۔انہوں نے کہا کہ جلدی پڑھا دوں گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں یہاں بیٹھا ہوں آپ ابھی پڑھا دیویں۔ انہوں نے لڑکے کو بلایا اور کاغذ پر لفظ شرح چغمینی لکھ کر لڑکے کو ہجا کرا دیا اور کہا کہ لو بابا۔رخصت۔

حکمت سے سمجھاؤ فرمایا۔انہیں مولوی عبدالقادر صاحب کے پاس ایک بڑا پیچیدہ مقدمہ آیا۔ انہوں نے اس کی چھان بین میں بہت محنت کی اور فیصلہ کر دیا۔جس کے برخلاف فیصلہ ہوا وہ نواب صاحب کا آدمی تھا اس نے جا کر نواب صاحب سے کہا۔نواب صاحب نے اس سے اپیل لے لی اور برخلاف فیصلہ کر دیا۔مولوی صاحب نے جب یہ حال سنا تو ان کو بہت حیرانی ہوئی۔کئی دن سوچتے رہے مگر کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی کہ کس طرح نواب صاحب نے فیصلہ کو توڑا ہے۔آخر نواب صاحب کے پاس گئے اور جا کر پوچھا کہ میں نے اس مقدمہ پر بہت محنت کی تھی اور اپنی طرف سے تحقیقات کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا۔ مجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ نے کن وجوہات پر برخلاف فیصلہ دیا ہے۔نواب صاحب نے سرسری کہہ دیا کہ تقدیر ہی ایسی تھی۔ یہ بات سن کر مولوی صاحب نہایت ادب سے واپس چلے آئے اور ذرہ بھی ملال کا اظہار نہ کیا۔آ کر اجلاس لگایا اور منشی سے پوچھا کہ ہمارے پاس کس قدر مثلہ دائر ہیں۔اس نے بہت سی تعداد بتائی۔کل مثلیں منگوائیں اور ہوشیار منشی ادھر ادھر بٹھا لئے اور حکم لکھوانے شروع کئے۔کسی پر ڈسمس، کسی پر ڈگری، کسی پر کچھ کسی پر کچھ لکھوانا شروع کیا۔منشی نے پوچھا وجوہ بھی لکھواؤ۔مولوی صاحب نے کہا کہ لکھ دو ''تقدیر''۔جب کل مثلوں کا فیصلہ ہو گیا تو ان منشیوں کو حکم دیا کہ یہ سب انبار لدوا کر فلاں راستہ سے گزر کر دفتر میں لے جاؤ۔وہ راستہ نواب صاحب کی نشست گاہ کے پاس سے گزرتا تھا۔نواب صاحب نے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب نے آج کُل متدائرہ مثلوں کا آناً فاناً فیصلہ کر دیا ہے اور اب داخل دفتر کرنے کے واسطے بھیج دی ہیں۔نواب صاحب تاڑ گئے۔انہوں نے کہا کہ مثلیں واپس لے جاؤ اور مولوی صاحب کو بلاؤ۔ جب مولوی صاحب آئے تو پوچھا کہ آپ نے یہ کیا فیصلہ کیا ہے۔مولوی صاحب نے کہا کہ حضور کی رعایا ہے اور حضور کا ہی قانون ہے اور حضور کا ہی یہ فیصلہ ہے۔آپ مجھ سے قسم لے لیں کہ میں نے مثل کو دیکھا بھی نہیں۔آنکھ بند کر کے تقدیر کا فیصلہ لکھتا رہا ہوں۔نواب صاحب نے کہا کہ یہ تو ہمارا خدمت گزار تھا۔مولوی صاحب نے کہا کہ میں بھی آئندہ خدمت گزار کے واسطے ڈگری لکھا کروں گا اور باقیوں کو تقدیر پر چھوڑا کروں گا۔غرضیکہ نواب صاحب

نے تنگ آ کر وہ مثل وہاں نظر ثانی کے واسطے مولوی صاحب کے پاس بھیجی تو مولوی صاحب نے پھر بھی اپنا ہی فیصلہ بحال رکھا اور نواب صاحب کے منشاء کی پروانہ کی۔

ذریعہ تحریکات فرمایا۔ مسلمانوں میں ایک بات ترقی کرنے کی ہے کہ مکہ معظّمہ میں ہر سال دنیا کے سب حصوں کے مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی تحریکیں کرتا رہے تو ان کے دن بدل سکتے ہیں۔

قومیت فرمایا۔ دراصل مسلمانوں میں قومیت کی روح نہیں رہی۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک چھوٹی سی نالی سے فرانسیسی لڑکے کودرہے تھے۔ مدرسہ کے لڑکے سب کودنے لگے۔ ایک لڑکا انگریز تھا اس کو ہرنیا کی بیماری تھی جس کے سبب اس کے خصیوں میں سے انتڑیاں نکل جاتی تھیں۔ ایک نے اس کو منع کیا کہ تم چھال نہ مارو۔ اس نے کہا کہ میں کیوں فرانسیسی قوم سے پیچھے رہوں۔ غرضیکہ اس نے چھال ماری اور مر گیا۔ اس کی وجہ کیا ہے اس میں قومیت کی روح تھی۔

محکمات فرمایا۔ مومن کو چاہئے کہ جب قرآن اور حدیث پڑھنے لگے تو محکمات اور متشابہات کا خیال رکھے۔ اگر قرآن سے کسی بات کا پتہ لگے تو اس کو مان لے۔ اگر نہیں لگتا تو اس کو محکم سے حل کرے۔ پھر اللہ سے دعائیں کرے وہ راہ اور حقیقت کھول دے گا۔ قرآن شریف کو پڑھتے ہوئے اور قصے کہانیوں کا خیال دل سے دور کر لینا چاہیے۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب متشابہ آیت پڑھتے ہیں تو محکم کا نام نہیں لیتے۔

دیگر مذاہب پر قرآن کا احسان فرمایا۔ میں نے دنیا میں جس قدر مذہب دیکھے ہیں وہ دوسرے مذہب کی تعریف نہیں کرتے۔ قرآن کا ہر مذہب پر احسان ہے۔ مشرک پر احسان ہے کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام:۱۰۹) یعنی کسی بت کو گالیاں نہ دیا کرو۔ عیسائیوں پر یہ احسان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر جو الزام تھا وہ دور کیا۔ اگر عیسائیوں کو خدا کا خوف ہوتا تو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۶ و ۲۷ مؤرخہ ۱۱/ اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۲ تا ۵)

ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرہ اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ

''برائے امراضِ چشم بسیار مفید است''

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۶، ۲۷ مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۲)

معارف قرآن مجید

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سورہ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو صاف کھل جاتا ہے کہ انـــہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے چنانچہ شروع سورہ میں ہے اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَ اِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ (الزخرف:۴،۵)۔ یہ اِنَّهٗ قرآن مجید ہے پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْــَٔلُوْنَ (الزخرف:۴۵) یہاں بھی اِنَّـــهٗ قرآن مجید ہے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (الزخرف :۶۲) یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل وترقی کی گھڑیوں کا علم ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیوں کر بنتی اور بگڑتی ہیں۔ پس تو اے قرآن پڑھنے والے! ان میں شک نہ کرو کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں۔

اگر یہ ضمیر عیسیٰؑ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور مبتدا کی خبر صفت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کا بھی وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (الزخرف:۸۶) سے فیصلہ ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام عِلْمٌ لِلسَّاعَةِ اور وہ عِلْمُ السَّاعَةِ خدا کے پاس ہے۔ اور تم بھی اے مخاطبو! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ

گے۔ تُرْجَعُوْنَ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:۱۵۷) سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسدہ العنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار مر کر جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی چلا گیا۔

سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہیں مشرق میں ایرانیوں کا اثر تھا اور مغرب میں عبرانیوں کا۔ تمام یورپ، امریکہ، افریقہ کے کناروں اور جزائر پر بائبل کا اثر اور ایران اور اس کے قرب وجوار و ہندوستان میں ایرانیوں کی کتابوں کا اثر تھا۔ ہاں عرب پر کسی کا اثر نہ تھا۔ ان میں بت پرستی تھی اور مکہ ان کا مرکز تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے وہ مرکز فتح کیا جس پر کوئی مغرب یا مشرق کا بادشاہ کامیاب نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں پہلا حملہ ایران کی طرف ہوا اور ان پر اسلامی تسلط ہوا اور ادھر شام کے ملک کو فتح کرنے کی توفیق حضرت عمرؓ کو ملی۔ اس طرح پر تمام دنیا میں حجت قائم ہوگئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ جب تینوں مشہور مذہبوں کے مرکز ہماری سرکار نے فتح کر لئے تو اب کسی ہادی کے لئے کون سا عظیم الشان کام باقی رہ گیا جس کو کرنے کے لئے اس کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور اب بھی باوجودیکہ اسلام کی حالت نازک ہے اس خصوص میں اسلام کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا کہ اس کے مذہب کا مرکز اس کے اپنے قبضے میں ہو بلکہ دوسری قوموں کے مذہبی مرکز بھی اسلام ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ بے نظیر فتح ہے اور لازوال نشان ہے۔ ایک تو یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ایک دعویٰ ہوتا ہے ایک دلیل اگلی کتابوں میں دعوے تو بے شک بہت ہیں مگر دلائل کم۔ قرآن مجید نے دونوں کام کئے دعاوی اور دعاوی کے ساتھ دلائل بھی ایسے پُرزور کہ انہیں کوئی دنیاوی طاقت باطل نہیں کرسکتی۔ مثلاً بت پرستی سے منع فرمایا اور بہت سی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی دی وَ ھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف:۱۴۱) یعنی انسان غور کرے تو دنیا کی تمام چیزیں اسی کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ پس جو چیزیں مخدوم ہونے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں وہ معبود کس طرح ہوسکتی ہیں۔ یہ بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے کہ جو دعویٰ کیا ہے اس کی دلیل بھی دی ہے اور یہ بات اور کسی الہامی کتاب میں نہیں اور آئندہ ان سے بڑھ کر اور کیا کوئی دلیلیں دے گا۔

سوم۔ تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں ان میں یہ امر مشترک پایا جاتا ہے کہ وہ دعا کے قائل ہیں۔ الفاظ دعا میں خواہ اختلاف ہومگر اصل دعا میں کسی کو اختلاف نہیں اب یہ بات بھی دنیا میں نبی کریم ﷺ اور صرف نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کے متبعین ان کے لئے دن رات کے ہر ایک حصے میں دعائے ترقی درجات مانگتے ہیں۔ کسی مذہب کا ہرگز ہرگز کوئی مقتدا نہیں جس کے لئے اس کے مقتدیوں نے اس قدر دعا کی ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود کم از کم ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے اور زمین گول ہے۔ پس دنیا میں ہر ایک وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت رہتا ہے اور نماز میں ضرور پڑھا جاتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی درجات وازدیاد برکات کے لئے خلوص بھرے دلوں سے دعا کی جاتی ہے۔ عیسائی مسیح کے لئے دعا ہی نہیں کرتے اور ایسا ہی ہندو سری رامچندر و کرشن جی کے لئے اس کی ضرورت نہیں سمجھتے ہاں مسلمان ہیں جو اپنے محسن نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور تیرہ سو برس سے بتوالی آناءِ لیل ونہار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ رہے ہیں۔ پھر دنیا میں مومن مسلمان جو نیک کام آپؐ کی تحریک وارشاد کے ماتحت کرتا ہے اس کا ثواب بھی آپؐ کو ملتا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی آپؐ ہی کی ذات بابرکات خاتم النبیین ٹھہرتی ہے۔

شفاعة النّبی بعض لوگ حضرت نبی کریم ﷺ کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت حجت قویہ ہے۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف:۸۷) اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں (یعنی سیدنا محمد ﷺ) اسی طرح ایک اور آیت ہے پارہ ۵ رکوع ۶/۹ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء : ۶۵) اور جب ان لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو اگر وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت مانگتا تو اللہ کو توبہ قبول

کرنے والا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے اور مندرجہ ذیل آیت اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ال عمران:۳۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں یہ شفاعت ہے۔ مجرموں کی جنبہ بازی کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

حل مشکل جب کوئی ایسا مسئلہ تمہارے سامنے پیش ہو جس کا جواب تمہیں نہ آتا ہو تو خصم کو محض الزامی جواب دینا جوانمردی نہیں کیونکہ جس بات پر خود تم کو یقین نہیں اسے دوسرے کو منوانا یا ماننے کے لئے کہنا دیانتداری کے خلاف ہے۔ چاہیے کہ اس آیت یا سوال کو لکھ کر دیوار پر کسی نمایاں جگہ جہاں ہر وقت تمہاری نظر پڑتی رہے آویزاں کر دو۔ ادھر صدقہ و خیرات کرو۔ استغفار بہت پڑھو۔ ایمان بالغیب کے رنگ میں اللہ تعالیٰ سے بہت بہت دعائیں کرو۔ یقیناً یقیناً یقیناً تم کو سچائی کی راہ نظر آ جائے گی۔ قرآن کریم کے ابتدا میں ہی اس نکتہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرة:۳،۴) ہدایت ان لوگوں کا حصہ ہے جو گناہ آلود زندگی سے بچنے والے ہوں۔ پھر ایمان بالغیب رکھیں دعاؤں میں لگے رہیں اور کچھ صدقہ خیرات بھی کریں۔ حضرت امام شافعیؒ کا ایک شعر ہے۔

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰہٖ
وَ نُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

یہ دراصل تفسیر ہے لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة:۸۰) کی۔ پس قرآن مجید کے غوامض کی تہہ کو پہنچنے اور معضلات مسائل کے لئے پاک زندگی اور مطہر قلب ہونا چاہیے۔ ایک معمولی

مہمان کے لئے مکان صاف کیا جاتا ہے اور حتی الوسع کوئی ناپا کی اور گندگی رہنے نہیں دی جاتی تو خدا کے کلام کے معانی کے نزول کے لئے ایک مصفّٰی دل کی کیوں ضرورت نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی دھوکہ نہ کھاتے اور نہ مستوجب وعید ہوتے ۔ چاہیے تھا کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہم پر حق کھل جائے۔ استغفار کرتے ، صدقہ وخیرات دیتے اور پاک زندگی اختیار کرتے۔ انسان جو بُرے کام کرتا ہے۔ ان کی ابتدا ان وسوسوں سے ہوتی ہے جو سینوں میں اٹھتے ہیں۔ ان کا علاج یہ ہے کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اٹھنے لگے تو اس جگہ کو بدل دے باہر چلا جائے کسی سے باتوں میں لگ جائے۔ موت کو یاد کرے ایک مشغلہ میں اگر وہ سلسلہ نہ ٹوٹے تو دوسرا مشغلہ اختیار کرے[1]۔ تنہا نہ رہے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردے۔ عام طور پر لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ بہت پڑھے۔ الحمد پڑھے۔ استغفار کرے۔ نبی ﷺ پر درود بھیجے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا ورد کرے۔ اختلافات سے گھبرانا مومن کا کام نہیں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے رفع کے لئے یہ آیت فرمائی ہے۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الحدید :۲۶) یعنی اختلاف رفع ہوتے ہیں کتاب سے اور پھر ......سے جس میں علم مناظرہ شامل ہے۔ پھر لوہا بھی فیصلہ کرتا ہے جو پچھلے زمانہ میں اگر بصورت تلوار فیصلہ کن تھا تو اس زمانہ میں بصورت قلم ، غرض اسلام نے ہر مشکل کے حل کرنے کے لئے طریق سکھایا۔ مبارک وہ جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں ۔　　　(تشحیذ الاذہان)

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۴؍ اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۱ تا ۳)

دینی سفر پر روانگی کے لئے اجازت اور طلب دعا

۲؍ اپریل ۱۹۱۲ء کو عشاء کی نماز سے پہلے (علوم عربیہ کی تحصیل کے سلسلہ میں ایک دینی سفر پر جانے والے وفد حافظ مولوی روشن علی صاحب، مولوی سید سرور شاہ صاحب، مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب، مولوی فاضل عبد الحی عرب صاحب اور حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب پر مشتمل) یہ کل احباب

[1] نماز کے ارکان قیام، رکوع، سجود سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور حاضر ہوئے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم ان بزرگوں سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایک خادم کو کسی خط کا جواب لکھ رہے تھے۔ جب جواب سے فارغ ہوئے تو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو قریب بلا کر فرمایا۔

ندوۃ نمبر پر ریمارک میں نے آپ کا ندوۃ نمبر پڑھ لیا ہے اور خوب غور سے پڑھا ہے۔ مجھے اس میں دو نقص معلوم ہوئے ہیں ایک تو یہ کہ کسی قدر سختی سے کام لیا ہے اور اس سختی میں بعض لوگوں کے نام لئے ہیں۔ قرآن مجید طرز کو اختیار کرنا چاہیے۔ قرآن مجید بلا اظہار نام غلط اور باطل عقائد پر زد مارتا ہے اور ایسی زد مارتا ہے کہ کوئی کیا مار سکے گا۔ اگر قرآن مجید میں ابوجہل یا دوسرے منکرین مخالفین کا ذکر بقید نام ہوتا تو ان کی اولاد کو اس کا پڑھنا سخت ناگوار ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام اور مامورین کی حالت کچھ اور ہوتی ہے وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی کسی تحریک کے نیچے بعض لوگوں کے نام لیتے ہیں اور ان کے متعلق بعض اوقات ایک ایسی سختی سے کام لیتے ہیں جو سراسر رحمت ہوتی ہے۔ مگر ہر شخص کا کام نہیں کہ اس طریق کو اختیار کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی تحریروں میں مخالفین کو نام لے کر مخاطب نہیں کرتا۔ اب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ فصل الخطاب کس کے لئے لکھی گئی مگر جو شخص فصل الخطاب کو پڑھ جاوے گا اور اسے بتایا نہ جاوے اس کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کے جواب میں ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے اس طریق کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم مرحوم (بڑی لمبی دعا ان کے لئے فرمائی) مجھ کو بہت پیارا تھا میں اس کی تقریر اور تحریر کو پیار سے پڑھتا اور سنتا تھا۔ ان کی تحریر میں اور تقریر میں تیزی ہوتی تھی میں اس تیزی کو بھی پسند کرتا مگر باوجود اس پیار کے جو مجھے ان سے تھا۔ خدا تعالیٰ کی کتاب تو ان سے پیاری تھی اور پیاری ہے عبدالکریم کیا مجھے تو خدا تعالیٰ کی کتاب سب سے پیاری ہے ہاں اس کے لانے والا بھی میرا محبوب ہے اور بہت ہی محبوب ہے مگر اس کو بھیجنے والا پھر ایک ہی محبوب ہے کہ اس کے سامنے ساری محبتیں فنا ہو جاتی ہیں اور یہ اسی محبوب کا کلام ہے۔ پیارے کی پیاری باتیں ہوتی ہیں اور میری تو یہ غذا ہے۔ پس میں آپ کو طرز تحریر اور طرز بیان میں قرآن مجید کے اسلوب کے اتباع کی طرف توجہ

دلاتا ہوں۔ غرض مولوی عبدالکریم مرحوم نے ایک مرتبہ حضرت صاحب سے کہا کہ نورالدین کی تحریر میں تیزی نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ہاں ان کا طریق ایسا ہی ہے یہ نرم طبیعت رکھتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میں ہر قسم کی تحریر اور تقریر پر خدا کے فضل سے قادر ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جب بولتا ہوں یا لکھتا ہوں تو میرے زیر نظر یہ امر ہوتا ہے کہ کوئی اس سے نفع اٹھاوے۔ پس نفع رسان بنو اور جس طرح پر یہ تحریریں مفید اور نفع رساں ہوں اس کو مدنظر رکھو ہمارے طریق کو استعمال کرو اور ہمیشہ یہ مدنظر رکھو کہ کوئی سعادت مند فائدہ اٹھاوے مہدی کے متعلق جو مضمون آپ نے کہیں سے لیا ہے اس کا طرز بیان مجھے پسند نہیں آیا ایسے طرز بیان سے بعض اوقات صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے اور لوگ اس کو معمولی پھبتی سمجھ لیتے ہیں۔

متانت کی قدر اس واسطے صداقت کے اظہار میں ہمیشہ متانت اور ثقاہت سے کام لینا چاہیے۔ دہلی کی زبان میں شوخ کلام کرنے والے بھی ہوتے ہیں مگر مجھے پسند نہیں۔ میرے کتب خانہ میں دواوین اردو میں سے ذوق، غالب اور مومن کے دیوان موجود ہیں مگر سودا اور ابوظفر کا کلام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام میں وہ بات نہیں جو ذوق اور مومن کے کلام میں ہے۔ دہلی کے بعض لوگوں سے مجھے بڑی محبت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبدالغنی صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب وَغَيْرُهُمْ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى سے میں محبت رکھتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے بارہا میں نے اس کا ذکر کیا ہے ان کی زبان میں بڑی پاکیزگی اور ثقاہت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اپنی تحریروں میں ان لوگوں کا اتباع کریں۔ آپ ہمارے اسلوب تحریر کا بھی اتباع کر کے دیکھیں۔

تقریر امیر اور نصائح

یہاں تک حضرت نے گفتگو فرمائی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولوی حافظ روشن علی صاحب اور قاضی مولوی سید امیر حسین صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی حصول اجازت کے لئے آحاضر ہوئے مختصراً حضرت نے پھر ان ریمارکس کا ذکر کیا جو پہلے فرمائے تھے پھر فرمایا کہ

میں میاں صاحب کو تم پر امیر مقرر کرتا ہوں کوئی سفر بدوں امیر کے جائز نہیں اس لئے میاں صاحب کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔میاں صاحب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ تقوی اللہ سے اور چشم پوشی سے عموماً کام لیں۔ بہت دعائیں کریں۔ جناب الٰہی میں گر جانے سے بڑے بڑے برکات اترتے ہیں۔اورآپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں کوئی کام ان کی اجازت کے بدوں نہ کریں۔علم کا گھمنڈ کوئی نہ کرے۔ میں نے بھی علوم پڑھے ہیں میں بعض وقت کوئی لفظ بھول بھی جاتا ہوں مگر خدا کے فضل سے خوب سمجھتا ہوں۔ بہت پڑھایا بھی ہے اور پڑھاتا بھی ہوں مگر میں نے دیکھا ہے کہ محض علوم کچھ چیز نہیں۔

علم آن بود کہ نور فراست رفیق اوست

تم بھی اسی علم کو حاصل کرو اور یہی اپنا مقصد بناؤ۔ باقی علوم کچھ بھی چیز نہیں ہوتے۔ان کا گھمنڈ بھی نہ کرنا۔ دعاؤں سے بہت کام لینا۔ یہاں سے چلتے وقت راستہ میں کسی قریہ کو دیکھو تو برابر دعائیں کرو۔ کسی سے مقابلہ ہو تو دعاؤں سے کام لو۔کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو دعاؤں سے اس کا حل چاہو۔ میرا اپنا تجربہ ہے۔ میں بڑھا ہو گیا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے دل کو کھول دیتا ہے اور آپ اس کی مشکل کا حل بتا دیتا ہے۔

صاحب منار نے سلسلہ کی مخالفت کی ہے اس سے ملو تو بیشک عمدہ پیرایہ میں اس کو جتادو کہ گو تم نے مخالفت کی ہے مگر ہم لوگ ایسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔علماء سے ملو اگر کسی سے کوئی عمدہ بات ملے تو اسے فوراً لے لو کیونکہ **كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَهَا** یعنی حکمت کی بات مومن کی گم گشتہ متاع ہے اسے لے لو جہاں سے ملے۔

پھر چند علماء کے نام بتائے اور چند مدارس کے نام لئے کہ

ان سے ملو اور ان مدارس کو دیکھو۔

بالآخر فرمایا۔

دعاؤں سے کام لو۔اب تم سب میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

پھر بھی دعا کروں گا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا۔[1]

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دیر تک نصائح فرماتے رہے اور فرمایا کہ

ہر قسم کے لوگوں سے ملنا چاہیے اس سے بہت کچھ تجربہ اور فوائد حاصل ہوتے ہیں مومن کو ایک نیت کر لینی چاہیے جو نیک ہو۔ میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ

من بہر جمعیت نالان شدم
جفت خوش حالان و بد حالان شدم

میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کو ساری مثنوی پڑھا دوں مگر جس قدر پڑھ لی ہے وہ کافی ہے باقی اللہ تعالیٰ خود ہی آپ کو پڑھا دے گا۔ فرمایا۔ کانپور جاؤ تو مدرسہ الٰہیات والوں کو یوگ ابھیاس کے متعلق ضرور سمجھانا اور جرأت سے یہ بات کہہ دو کہ یوگ وِدّیا کا نتیجہ شاکت مت نکلا ہے اس کو تم کیوں کوئی مفید چیز سمجھتے ہو؟

قرآن کریم کی ایک ہدایت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح کی ایک بات جو ایک موقع پر آپ نے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے کہ

انسان جس جس قدر اپنے آپ کو قرآن مجید کی حکومت کے نیچے لاتا ہے اسی قدر وہ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ: ۶۳) کے نیچے آجاتا ہے۔ قرآن مجید کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا نام جنت ہے اور قطع نظر اور باتوں کے کوئی شخص بھی جو قرآن کریم کی کسی ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اس کا پھل پاتا ہے۔ چراغ کا کام روشنی کا دینا ہے خواہ ایک مومن اس کو جلائے یا فاسق فاجر، وہ روشنی ضرور دے گا۔ اسی طرح پر قرآن کریم کی ہدایت ہے۔

میں نے ایک شخص کو ایک مرتبہ کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ وہ ایک ایسی جگہ جاتا تھا جہاں اکثر لوگ زنا میں مبتلا ہو کر ان امراض خبیثہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اس کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اس کو کہا کہ قرآن مجید کی ایک ہدایت کو یاد رکھو لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ

کَانَ فَاحِشَۃً (بنی اسرائیل : ۳۳) زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ بڑی بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اس شخص نے اس بات پر عمل کیا اور وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔[2]

[1] (ماخوذ از ایک دینی سفر الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۴/ اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

[2] (ماخوذ از ایک دینی سفر الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۵، ۱۶ مورخہ ۲۸/ اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۱، ۲)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

(مرتبہ محمد عبداللہ صاحب بوتالوی)

حضرت خلیفۃ المسیح کا خاص درس

مورخہ ۱۰/ مارچ ۱۹۱۲ء نماز مغرب کے بعد حسب معمول صاحبزادہ حضرت خلیفۃ المسیح میاں عبدالحی صاحب قرآن شریف کا سبق پڑھ رہے تھے اور ایک کثیر تعداد دیگر طالب علموں کی بھی موجود تھی جو کہ روزانہ اس درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اثنائے درس میں میاں شریف احمد صاحب صاحبزادہ خورد حضرت مسیح موعود صاحب علیہ السلام کسی ضرورت کے واسطے باہر جانے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

جلدی واپس آنا۔ پھر فرمایا کہ ایک شاہ عبدالرحیم بزرگ تھے ان کو خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی کہ گنو اس وقت کتنے آدمی موجود ہیں۔ انہوں نے گن لئے۔ پھر الہام ہوا کہ آج عصر کی نماز جس قدر لوگ تمہارے پیچھے پڑھیں گے سب جنتی ہوں گے۔ ایک آدمی سے وہ خوش نہ تھے۔ جب انہوں نے نماز شروع کی تو وہ آدمی موجود تھا۔ جب نماز ختم کی تو دیکھا کہ وہ آدمی پیچھے نہیں ہے۔ آدمی گنے تو پورے تھے۔ پوچھا کہ ان میں کوئی اجنبی آدمی آ کر شامل ہوا ہے؟ آخر ایک اجنبی آدمی پایا گیا۔ اس سے پوچھا کہ تم کس طرح شامل ہو گئے۔ اس نے کہا کہ میں جا رہا تھا اور میرا وضو تھا جماعت کھڑی ہوئی دیکھی میں نے کہا کہ میں بھی شامل ہو جاؤں۔ پھر وہ دوسرا آدمی آ گیا۔ اس سے پوچھا کہ تم کہاں چلے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میرا وضو ٹوٹ گیا تھا اور میں وضو کرنے گیا تھا۔ مجھے وہاں دیر ہو گئی اتنے میں

نماز ختم ہوگئی۔ یہ معاملہ ہمارے درس سے بھی کبھی ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ ہم نے آج ایک دعا کرنی ہے وہ دعا بڑی لمبی ہے مگر سب دعا اس وقت نہیں کریں گے۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ جس قدر لوگ اس وقت درس سن رہے ہیں اللہ تعالیٰ ایسا کرم کرے کہ اس دعا سے کوئی محروم نہ رہے۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ ایک ہے اور وہ سب صفات کاملہ سے موصوف اور سب برائیوں سے منزہ ہے۔ اس کا نام اللہ ہے، ربّ ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے، مالک یوم الدین ہے۔ ان اسماء کاملہ سے وہ موسوم ہے۔ عبادت کے لائق صرف وہی ہے بندگی صرف اسی کی چاہیے۔ اور ملائکہ پر ایمان لاویں وہ اللہ کی مخلوق ہیں وہ مومنوں کو نیک تحریکیں دیا کرتے ہیں۔ ہم کو چاہیے کہ ان کی نیک تحریک کو مانا کریں۔ شیاطین بدی کی تحریک کرتے ہیں وہ کوئی نہ کوئی شریعت حق کے اوپر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کے داؤ سے محفوظ رکھے۔ اللہ کی کتاب پر ہمارا خاتمہ ہو۔ نبی سب سچے ہیں۔ جزا و سزا کا معاملہ سچا ہے۔ ہمیں اپنا مال خدا کی راہ میں لگانا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ نماز پڑھیں، روزے رکھیں، بدیوں سے بچتے رہیں۔ دین کے خادم ہوں۔ اللہ کی تعظیم میں ہم چست ہوں اور اس کی مخلوق کا اکرام کرنے اور بھلائی کرنے میں چست ہوں۔ ہم کسی کے ساتھ عداوت کر کے گمراہ نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ اللہ کی باتیں اور اس کے دین کو دنیاوی لالچ سے خراب نہ کرو اور اللہ پر توکل کرو۔ میرا وہ مطلب حاصل ہو گیا ہے۔

الحمد للہ کہ راقم الحروف حسن اتفاق سے اس درس میں شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ عاجز کے حق میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا کو منظور فرماوے۔ آمین

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ (اٰل عمران: ۸۰)۔ اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ

یہ بڑی پہچان ہے شریر اور پاکباز کی۔ شریر لوگ اپنی بڑائی کا بہت اظہار کرتے ہیں۔ پاکوں کے منہ سے كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ نہ نکلے گا۔ حاتم کا بیٹا عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں آیا اور کہا کہ ہم اپنے پادریوں کو ربّ تو نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا کہ جس کو وہ حلال کہتے ہیں تم اس کو حلال اور جس کو وہ حرام کہتے ہیں تم اس کو حرام نہیں سمجھتے؟ غرض کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں تم وہی کچھ مان لیتے ہو۔ وہ کتاب اللہ کا حوالہ تو نہیں دیتے۔ یہی ربّ بنانا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے علماء کا بھی یہی حال ہو گیا ہے۔ سہارنپور میں کوّے کی حلت اور حرمت کا جھگڑا عرصہ تک چھڑا رہا۔ تین کتابیں چھپیں۔ غدر سے پہلے اُلّو کی حلت اور حرمت کا جھگڑا برپا رہا اور اس پر خوب فتویٰ بازی ہوتی رہی۔ ایک نے لکھا ؎

اُلّو ہے وہ جو کہتا ہے اُلّو حلال ہے

دوسرے نے یہ لکھا کہ ؎

اُلّو ہے وہ جو کہتا ہے اُلّو حرام ہے

ایک نے ''بال کی کھال'' کتاب بنائی۔ دوسرے نے اس کا جواب بنایا جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

زاہد اس نے جو کھال نکالی ہے بال کی
مزدوری دینا چاہیے اس خستہ حال کی

۱۱ر مارچ ۱۹۱۲ء

قرآن سیکھنا آسان ہے فرمایا۔ میں ایک دفعہ وزیرآباد کے اسٹیشن پر تھا۔ ایک آدمی کا جموں میں ہمارے ساتھ تعلق تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کہتے ہو کہ ہم قرآن پڑھیں مگر اب ہم اس عمر میں صَرف کس طرح پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ صَرف آسان ہے۔ صَرف کہتی ہے کہ قَالَ قَوَلَ سے بنا۔ قرآن شریف میں پہلے ہی قَالَ بنا ہوا ہے قَوَلَ سے نہیں بنانا پڑتا۔ پھر کہا کہ نحو کی تو ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سامان ہو چکا ہے کہ اب نحو سے مدد لینے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یعنی موجودہ قرآن شریفوں پر زبر زیر پڑے ہوئے ہیں۔ پھر کہا کہ لغت کی تو

ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی مثال دو۔ اس نے جھٹ پڑھ دیا کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (الاحزاب:۷۱) میں نے اس کا ترجمہ یہ سنا دیا کہ گلاؤ گل سدھی۔ بات کہنے کو اس طرف گلانا بھی کہتے ہیں۔ یہ ترجمہ آیت کے الفاظ سے ایسا مطابق تھا کہ گویا عربی سے ہی بگاڑا گیا ہے۔

۲۴ مارچ ۱۹۱۲ء (درس حدیث شریف)

تجارت کی عمدہ راہ فرمایا۔ تجارت کی راہ یہ ہے کہ جنس کو چالیس چالیس دن تک رکھ کر بیچ دیا کرے۔ اتنا حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اس سے زیادہ عرصہ رکھنا نہیں چاہیے۔ تھوڑا عرصہ رکھنے میں اگر گھاٹا ہوگا تو بھی کم ہی ہوگا۔ یہ تجارت کی بڑی عمدہ راہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر قسم کے غلے رکھے کیونکہ عموماً تمام غلے یکدم گراں نہیں ہو جاتے۔

فرمایا۔ ایک دفعہ بھیرہ میں غلہ اتنا مہنگا تو نہ تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ گراں ہو جاوے گا دل میں آیا کہ غلہ کافی خرید لوں۔ پھر خیال آیا کہ ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت۔ جو دوسروں کا حال ہوگا ہم بھی گزر لیں گے۔ چنانچہ غلہ سات سیر فی روپیہ ہو گیا مگر خدا نے وہ فضل کیا کہ میری آمدنی اس قدر بڑھا دی کہ مجھے اس سات سیر کے نرخ میں ذرا بھی بوجھ معلوم نہ ہوا۔

فرمایا۔ ایک بزرگ تھے ان کو الہام ہوا کہ اس دفعہ چنے بہت گراں ہو جاویں گے۔ انہوں نے یہ الہام عام لوگوں کو بھی بتا دیا مگر خود صرف سو روپیہ کے چنے خریدے حالانکہ وہ ہزار ہا روپیہ کے مالک تھے۔ ان کو اس سو روپیہ کے چنوں میں کافی نفع ہوا۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ نے زیادہ روپیوں کے چنے کیوں نہ خرید لیے۔ انہوں نے کہا اس واسطے کہ میں اس الہام کو دنیا طلبی کا ذریعہ نہ بنا لوں۔ پھر پوچھا کہ سو روپیہ کے چنے کیوں خریدے۔ فرمایا۔ اس واسطے کہ خدا کے فضل کو قبول کر لوں جو اس نے خود مجھے اطلاع دی ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو کفران نعمت تھا اور الہام الٰہی کی بے ادبی تھی۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲۸، ۲۹ مؤرخہ ۲ مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۳، ۴)

کاش! خدیو نمازی بناتا ایک شخص نے ذکر کیا کہ اخبار میں لکھا ہے کہ خدیو مصر نے ایک کروڑ روپیہ لگا کر ایک مسجد بنوائی ہے۔فرمایا۔

کاش کہ وہ ایک کروڑ روپیہ نمازیوں کے تیار کرنے میں لگاتا۔ایسی مساجد تو پہلے بھی موجود ہیں اب تو نمازیوں کی ضرورت ہے۔لاہور کی شاہی مسجد پر ایک کروڑ روپیہ لگا ہوگا اور مسجد وزیرخاں پر تو اس سے بھی زیادہ لگا ہے۔اس کی کاریگری کی آج تک کوئی نقل نہیں کرسکا۔

ہماری دولت ایک دوست کا خط پیش ہوا کہ میں مبلغ تین سو روپے کا مقروض ہوں اور قرضہ کے سبب لاچار ہوں میری امداد فرمائی جاوے اور ایک کا نام لکھا کہ اس سے مجھے قرضہ لے کر دیا جاوے۔ حضور نے اس خط کو لے کر اپنے دست مبارک سے اس پر ایک دعا لکھی اور فرمایا۔

اس کو لکھ دو کہ ہمارے پاس تو یہ دولت ہے اس کو لے لو اور اس کے ساتھ خود خط و کتابت کرو۔

وہ دعا بمعہ ترجمہ فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡھَمِّ وَالۡحُزۡنِ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡکَسَلِ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَالۡجُبۡنِ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ غَلَبَۃِ الدَّیۡنِ وَ قَھۡرِ الرِّجَالِ. اَللّٰھُمَّ اکۡفِنِیۡ بِحَلَالِکَ عَنۡ حَرَامِکَ وَ اغۡنِنِیۡ بِفَضۡلِکَ عَمَّنۡ سِوَاکَ.

ترجمہ۔اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے۔اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل اور نامردی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں میں قرض کے غلبے سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔الٰہی کفایت کر مجھ کو اپنی حلال روزی سے بچا کر اپنی حرام روزی سے اور بے پرواہ کر مجھ کو ساتھ اپنے فضل کے اپنے ماسوائے۔

گناہ سے نفرت کس طرح ہو؟ ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا طریق بتلائیں جس سے گناہ سے قطعی نفرت ہو جاوے۔

فرمایا۔نیکوں کی صحبت اختیار کرو اور موت کو یاد رکھو۔

چند سوالات اور ان کے جوابات

پوسٹل لائف انشورنس سوال۔ زندگی کا بیمہ ڈاکخانہ میں کرانا کیسا ہے؟

جواب:۔ یہ ایک جوابازی ہے اور منع ہے۔ مسلمان ان باتوں سے ترقی نہیں پکڑ سکتے۔

کُشتی سوال۔ کشتی دیکھنا کیسا ہے؟

جواب۔ جن لوگوں کو خدا کی یاد کے واسطے وقت اور توفیق نہیں وہ ایسے کاموں میں لگتے ہیں۔

عمدہ غذا سوال۔ میں چاہتا ہوں عمدہ غذا کھاؤں تا خوب عبادت کرسکوں؟

جواب۔ انبیاء اور اولیاء جو سب سے زیادہ عابد و زاہد گزرے ہیں وہ عمدہ غذا کے شائق نہ تھے۔ عمدہ غذاؤں کے پیچھے پڑنے والوں کو کم ہی یہ توفیق ملتی ہے کہ عبادتوں میں مصروف ہوں۔

ورزش سوال۔ ورزش میں وقت صرف کرنا کیسا ہے؟

جواب۔ جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوڑتے تھے۔

تھیٹر، سرکس سوال۔ تھیٹر، سرکس اور مسمریزم کے تماشے دیکھنے کیسے ہیں؟

جواب:۔ اہل دل کے واسطے جائز ہیں۔

غیر احمدی کا سلام سوال۔ غیر احمدی السلام علیکم کہے تو اسے کیا جواب دیں؟

جواب۔ جس طرح وہ سلام کرے اسی طرح تم جواب دو۔ جو سلام کہے اس کو سلام کہو۔

چائے، قہوہ سوال۔ چائے قہوہ کا استعمال کیسا ہے؟

جواب۔ جائز ہے۔ کثرت مضر ہے۔

تمباکو پینا سوال۔ تمباکو پینا کیسا ہے؟

جواب۔ فضول خرچی میں داخل ہے۔ کم از کم ۸؍ ماہوار کا تمباکو جو شخص پیئے سال میں [illegible]؍ اور سولہ سترہ سال میں یکصد روپیہ ضائع کرتا ہے۔ ابتدا تمباکو نوشی کی عموماً بری مجلس سے ہوتی ہے۔

پان کا استعمال سوال۔ پان کا استعمال کیسا ہے؟

جواب۔ بعض طبائع کے واسطے ہاضم اور مفرح ہوتا ہے۔ زیادتی فضول ہے۔

مسمریزم ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ کیا علم مسمریزم سیکھنا بدیں نیت جائز ہے کہ انسان اس کے ذریعہ بیماروں کا علاج کرے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جائز ہے۔ ۱۹؍جنوری ۱۹۱۲ء

(ماخوذ از کلام امیر البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۳۱ مؤرخہ ۱۶؍مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

عمر قیدی کی عورت سوال ہوا کہ ایک شخص بیس سال کے واسطے قید ہو گیا ہے اور عورت کو طلاق نہیں دے گیا۔ اس کی عورت کیا کرے؟

فرمایا۔ وہ نکاح کر سکتی ہے۔ عدالت سرکاری میں درخواست دے کر فیصلہ کرا لینا چاہیے۔

ناجائز تجارت ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مجھے ایک صاحب اپنی تجارت میں شریک کرنا چاہتے ہیں بدیں شرط کہ نقصان میں میرا حصہ نہ ہوگا صرف منافع میں ہوگا۔

فرمایا۔ ایسی تجارت ناجائز ہے۔ (ماخوذ از المفتی البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۳۱ مؤرخہ ۱۶؍مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰)

البدر کی عارضی بندش کا رنج

افضل مرحوم کی وفات پر احیاء بدر کے لیے آپ نے جو کچھ ارقام فرمایا اس میں ظاہر کیا کہ

میرا دل گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ قادیان سے کوئی مفید سلسلہ جاری ہو اور وہ رک جاوے۔ البدر کا چندروزہ وقفہ رنج تھا۔

الحکم کی اشاعت کے متعلق تڑپ

حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سالانہ جلسہ میں جو تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا۔

ہمارے شیخ یعقوب علی اٹھتے ہیں وہ کہتے ہیں مشینوں کے ذریعہ کام ہونا چاہئے اور مشینیں آنی

چاہئیں۔اس کے لیے اتنے ہزار چاہئیں۔میں کہتا ہوں کروڑ مانگتا ہے تو یہ بھی ضروری ہے۔

(ماخوذ از ایک بیہودہ تجویز اخبارات سلسلہ کے متعلق۔الحکم جلد ۱۶ نمبر ۱۹ مؤرخہ ۲۱ رمئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۸)

بسم اللہ وآمین جہراً اور آہستہ پڑھنا ۱۵ رمئی ۱۹۱۲ء۔فرمایا۔بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دوطرح جائز ہے۔ہمارے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔حضرت مرزا صاحبؑ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دوطرح جائز ہے۔بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا برا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔مجھے ہر دوطرح مزہ آتا ہے کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

سورۃ فاتحہ فرمایا۔سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے خواہ آدمی کے پیچھے ہو۔دن کی نمازوں میں یا رات کی نمازوں میں۔قرآن شریف کی کوئی آیت اس کے مخالف نہیں نہ کوئی حدیث اس کے مخالف ہے۔

قرآنی ترتیب کا نمونہ فرمایا۔ہم نے تین دعائیں الحمد میں کی ہیں۔منعم علیہ بنیں۔ مَغْضُوْب عَلَیْھِمْ اور ضَآلّ نہ بنیں۔ہر سہ خدا نے قبول کی ہیں۔انعام ان پر ہوا جو متقی ہیں۔ مَغْضُوْب بے ایمان منکر ہیں جن کو وعظ کرنا نہ کرنا برابر ہو۔ضَآلِّیْنَ منافق لوگ ہیں۔ہر سہ کا ذکر اَلْحَمْد میں ہے۔پھر ترتیب وار ہر سہ کا ذکر سورہ بقرہ کے ابتدا میں ہے۔یہ قرآن شریف کی ترتیب کا ایک نمونہ ہے۔

منافق فرمایا۔منافق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک اعتقادی اور دوسرے عملی۔عملی منافق وہ ہیں جو غداری کرتے،جھوٹ بولتے،عشا و فجر کی نماز کے چور۔اس قسم کے لوگ عملی منافق ہیں۔

تین نصیحتیں مسجد اقصیٰ میں جہاں سب لوگ جمع تھے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا۔

اس وقت میں تین نصیحتیں کرتا ہوں۔اوّل پڑوسیوں کو دکھ دینا ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ کسی ہمسایہ کو کبھی دکھ نہ دو بلکہ اسے آرام پہنچاؤ۔میں نے سنا ہے کہ کوئی دولڑکے مسجد میں کھیلتے تھے اور انہوں نے جوتا پھینکا جو ہندوؤں کے گھر میں جاپڑا اور انہیں تکلیف ہوئی۔ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

(۲) میری دوسری عرض یہ ہے کہ بچوں کو پیٹنا چھوڑ دو۔مدرسہ کے بعض استاد بچوں کو مارتے ہیں۔مجھے یہ خبر بہت دکھ دیتی ہے۔گورنمنٹ نے بھی اس بات سے منع کیا ہے۔صدرانجمن نے بھی قاعدہ بنایا ہوا ہے کہ کوئی استاد بچوں کو نہ مارا کرے۔میں بھی اس بات کو بہت برا سمجھتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں۔حضرت مرزا صاحب نے بھی سخت ممانعت کی تھی۔اس بدعادت کو چھوڑ دو۔تم بچوں کو مار کر بہشت میں نہیں پہنچادو گے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ باہمی بدظنی نہ کیا کرو۔بدظنی سے ہمارے دل کو دکھ پہنچتا ہے جو بدظنی کو نہیں چھوڑ سکتا وہ اس شہر کو چھوڑ دے۔ (ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

ختم قرآن پرآمین ایک شخص کے دریافت کرنے پر کہ میری لڑکی نے قرآن ختم کیا ہے آمین کے متعلق شرعی احکام کیا ہیں جو بجالائے جاویں؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

آمین صرف ایک خوشی کا اظہار ہے بقدر طاقت خود کر سکتے ہیں۔اس کے واسطے کوئی شرعی احکام نہیں ہیں۔

ننگے سر نماز جائز ہے فرمایا۔سر پر ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تب بھی نماز جائز ہے۔یہ اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم نے ایک صحابی کے نکاح کے وقت اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس ٹوپی بھی نہ تھی اور وہ ننگے سر نماز پڑھتا تھا۔

نماز میں چور کو پکڑو فرمایا۔اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ کوئی شخص کچھ چرا لے جاتا ہے تو چاہیے کہ چور کو پکڑے اور اسے روکے۔اسی طرح گھوڑے کو پکڑے ہوئے نماز پڑھنا

جائز ہے خواہ گھوڑے کے روکنے میں چند قدم آگے پیچھے ہونا پڑے۔اس سے نماز میں کچھ ہرج نہیں۔ احادیث میں یہ سب مذکور ہے۔ (ماخوذ از المفتی۔البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵)

بنی اسرائیل کون ہے؟ فرمایا۔قرآن شریف میں جہاں اس قسم کے الفاظ آتے ہیں کہ مثلاً یَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ۔اے بنی اسرائیل۔وہاں مخاطب کون ہے؟ کیا ہمارے قرآن سنانے کے وقت کوئی یہودی سامنے ہے یا کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہود جمع رہتے تھے؟ نہیں بلکہ وہاں تو اکثر صحابہ ہی جمع رہتے تھے۔پس ان الفاظ کے مخاطب بھی ہم ہی ہیں۔یہ بھی عرب میں بیان کا ایک طریقہ تھا۔شاعر کسی پڑوسن کا نام لے کر کچھ بات کرتا اور اصل مطلب محبوبہ کو مخاطب کرنا ہوتا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صاف روایت ہے کہ مَضَوْا۔وہ قوم چلی گئی اب تم مراد رکھے گئے ہو۔اسرائیل کے معنے ہیں خدا کا بہادر سپاہی۔تم بہادر سپاہی کی اولاد ہو بہادر بنو۔ان نعمتوں کو یاد کرو جو خدا نے تم پر کیں۔خدا کے عہد کو پورا کرو۔مجھے تو ان آیات کو پڑھ کر بہت حیرانی اور دکھ ہوتا ہے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

منکر کہو فرمایا۔ہمارے ملک میں کافر کا لفظ خاص بن گیا ہے اور لوگ اس سے بہت گھبراتے ہیں۔ اگر منکر کا لفظ رکھو تو لوگوں کو دوبھر نہیں ہوتا۔

علماء پر زکوٰۃ فرمایا۔علماء پر بھی زکوٰۃ واجب ہے جب ان کے پاس مال ہو مگر ہم نے سوائے ایک کے کبھی کسی کو زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا۔

فرمایا۔لکھنؤ میں ایک نمکین الدولہ ہوئے ہیں۔انہوں نے ظرافت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ہمارے گھر میں بھی وہ کتاب تھی۔میں چھوٹی عمر میں ایک دفعہ اس کتاب کو لے کر اپنی مسجد میں چلا گیا۔ وہاں ایک واعظ آئے ہوئے تھے۔جب انہوں نے وہ کتاب دیکھی تو بہت منت سماجت کی کہ یہ کتاب مجھے دے دو۔میں حیران ہوا کہ یہ تو واعظ ہیں یہ ایسی کتاب کیا کریں گے۔وہ کہنے لگے کہ وعظ کے واسطے دو باتیں ضروری ہیں۔مضحکات اور مبکیات۔کچھ ہنسانے والی باتیں کچھ رلا دینے والی

باتیں۔ سو ایک بات اس کتاب سے حاصل ہو جاوے گی۔ اب تک میرے دل پر اس کی بات کا اثر ہے کہ ہمارے واعظین کا یہ حال ہے کہ خشیۃ اللہ، خوف الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، کسل و کاہلی کو دور کرنے کی تجاویز، وحدت و اتحاد وہ نہیں پیش کرتے بلکہ صرف ہنسانے اور رلانے کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ میں خوف کرتا ہوں کہ واعظوں کا وہ حال ہو جو کہا گیا ہے کہ بدار. بدار. بدار. وَ یَذْھَبُ اِلٰی دَارِ الْبَوَارِ. لوگوں کو تو کہیں کہ خبر دار ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ کرو وہ نہ کرو۔ اور خود جہنم کو چلے جاویں۔

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

(مرقومہ۔ محمد عبداللہ بوتالوی)

نبی کی حالت الہام کے وقت ۱۲ راپریل ۱۹۱۲ء۔ سوال ہوا کہ نبی کی حالت الہام کے وقت کیا ہوتی ہے؟

فرمایا۔ یہ ذوق کی حالت ہے۔ نہ یہ تقریر سے بیان ہو سکتی ہے اور نہ کسی کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ شہد اور گُڑ دونوں میٹھے ہیں مگر کوئی ان کے فرق کو تقریر سے بیان نہیں کر سکتا۔ ہیر کو رانجھا کے متعلق ایک ذوق تھا جو دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اس کو اور بھی ہزاروں نے دیکھا ہو گا۔

اسلام سہل مذہب ہے ۲۴ ر مارچ ۱۹۱۲ء۔ فرمایا۔ اسلام بڑا سہل مذہب ہے۔ ایک قرآن اور ایک بخاری پاس ہو تو پھر کسی قسم کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اور میرے جیسا اگر قرآن آتا ہو تو پھر بخاری کی بھی کم ہی ضرورت پڑتی ہے۔

پھر فرمایا کہ مجھے خدا کے فضل سے قرآن خوب آتا ہے بلکہ مجھے تو بعض وقت قرآن میں سے عجیب عجیب انوار صداقت کے نظر آتے ہیں جن کو میں دوسروں کے آگے بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت علیؓ کی انصاف پسندی فرمایا۔لکھا ہے کہ حضرت علیؓ اور ایک یہودی کا آپس میں مقدمہ تھا جو حضرت عمرؓ کے پاس دائر ہوا۔حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کوفرمایا کہ ابوالحسن اٹھواور بیان دو۔غرضیکہ وہ اٹھے اورانہوں نے بیان دیا۔جب فیصلہ ہو چکا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو پوچھا کہ آپ کو برا تو نہیں لگا۔آپ نے فرمایا کہ ہاں برا تو لگا ہے۔حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ شاید کھڑا ہونے کو برا مانا ہے۔مگر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھے یہ برا لگا ہے کہ آپ نے مجھے تو ابوالحسن کر کے پکارا اوراعزاز دیا اور میرے مدعی کو یہودی نام لے کر پکارا۔یہ عدل نہیں ہے۔

عیسائیوں کے مقابل ایک دلیل فرمایا۔اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (الانعام:۱۰۲) یعنی کس طرح ہوسکتا ہے اللہ کا بیٹا جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے۔یہ ایک دلیل ہے عیسائیوں کے مقابل پر۔کیونکہ عیسائی مریم کو خدا کی جورو نہیں مانتے اور بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ وہ نتیجہ ہو دو چیزوں کا۔ایک ابا جی ہوں اور ایک اماں جی۔جب تم مریم کو بیوی نہیں مانتے تو بیٹا جوان دونوں کا نتیجہ ہوتا ہے کس طرح پیدا ہوسکتا ہے۔جس طرح ایک کیڑا ہوتا ہے جب دوسرا وجود اس کے اثر کو جذب کرنے والا ہو تب مرض پیدا ہوسکتا ہے۔ایک طرف تعدیہ ہو اور دوسری طرف انفعال ہو تب کچھ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ بلحاظ تصنیف ۲۷/ مارچ ۱۹۱۲ء۔فرمایا۔سید عبدالقادر جیلانیؒ بلحاظ تصنیف کے میں کہہ سکتا ہوں کہ بڑے عظیم الشان آدمی تھے۔اوروں کے کلام تو سمجھ میں ہی مشکل سے آتے ہیں۔میرا منشاء تھا کہ ''فصوص الحکم'' تم کو (مخاطبین مولوی محمد اسماعیل صاحب اور دیگر چند شاگردان حضرت خلیفۃ المسیح تھے) پڑھاؤں مگر وہ مجلس میں پڑھانے کے لائق نہیں ہے۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۶/ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲، ۳)

مسیح موعودؑ کے ایک وعدہ کا ایفاء

مجھے (ایڈیٹر الحکم) ایک واقعہ یاد ہے۔ میرے عزیز مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دعا کا وعدہ کیا تھا جس مقصد کے لیے دعا چاہی تھی اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کو وہ وعدہ تحریری یاد دلایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر اس قدر دعا کی کہ وہ مقصد پورا ہوگیا مگر ساتھ ہی فرمایا کہ

یہ ایک ابتلا تھا۔ وہ جوش جو حضرت مسیح موعود میں تھا اور جس رنگ میں وہ دعا کرتے وہ ایک الگ چیز تھی۔ اب مجھے اس کام کو کرنا پڑا۔ یہ خدا ہی کے خاص فضل سے ہوا۔

(ماخوذ از ''لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے بنیادی پتھر'' الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲۰، ۲۱ مؤرخہ ۷، ۱۴؍جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۱)

حضرت خلیفۃ المسیح مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِیْ کا سفر لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح ۱۵؍جون ۱۹۱۲ء کو لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ایفاء تھا جو آپؑ نے اپنے ایک خادم شیخ رحمت اللہ صاحب سے کیا تھا۔

اس غرض کے ساتھ آپ نے یہ نیت بھی کی تھی کہ لاہور میں اپنی جماعت کو خصوصیت سے نصیحت فرمائیں گے اور بعض امور میں جو اختلاف ہو جاتا ہے اس کو مٹانے کی للہی کوشش کریں گے اور اگر موقع ملا تو تبلیغ حق بھی کریں۔ ان پاک اغراض کو لے کر آپ نے اس شدت گرما اور ضعف وعلالت میں لاہور کا سفر گوارا کیا۔ یہ ایک عملی تعلیم تھی قوم کے لیے استقلال، ہمت، عزم صحیح اور تبلیغ حق اور عام نفع رسانی کے لیے سچا جوش پیدا کرنے کی۔

روانگی سے پہلے خدام قادیان کو آپؓ کی نصیحت

چونکہ شیخ صاحب نے چند مخصوص دوستوں کو مدعو کیا تھا اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی جماعت کو نصیحت کرنی پڑی کہ

کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے۔ وِالّا میں وہاں پہنچ کر اپنے سید ومولا آقا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کردوں گا کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔

آپ نے یہاں تک فرمایا کہ

میری بیوی جاتی ہے۔ میں اس کو بھی دوسرے مکان میں ٹھہراؤں گا اور میں جائز نہیں رکھتا کہ وہ بن بلائے ان کی مہمان ہو۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ

اگر میرے اختیارات میں ہوتا تو میں تم سب کو ساتھ لے جاتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے سفر ملتان سے واپس آ کر پوچھا تھا کہ

تم کیوں نہیں گئے تھے اور مجھ سے کیوں نہیں پوچھا تھا؟

اس بناء پر میں نے حضرت سے اس سفر میں ہمرکاب ہونے کی اجازت چاہی جو آپ نے عطا فرمائی اور ساتھ ہی دوسرے موقع پر ایک اور شخص کے اجازت مانگنے پر فرمایا کہ

میں نے صرف ایک شخص کو اجازت دی ہے اور میں اس کا خرچ اپنی جیب سے دوں گا۔

عورتوں میں تبلیغ

۱۶؍جون ۱۹۱۲ء کی صبح کو بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

صاحبزادہ صاحب احمدی جماعت کا خاص جلسہ کر کے ایک تقریر ضرور کریں۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۹ بجے دن کے احمدیہ مسجد میں ایک تقریر فرمائی۔

ایڈیٹر زمیندار کی پسندیدگی کا اظہار

ایڈیٹر زمیندار نے آپ کی تقریر کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ صاف کر دیا جاوے جس پر آپ نے فرمایا کہ

تم نے کبھی کوئی جماعت نہیں بنائی؟ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲۲، ۲۳ مورخہ ۲۱، ۲۸؍جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰ تا ۱۳)

پیشوں میں دخل میعاد اور فن طبابت

۱۱؍جون ۱۹۱۲ء ساڑھے گیارہ بجے ایک مریض سے فرمایا کہ

ہر پیشہ میں میعاد کو دخل ہے۔ایک معمار کہہ سکتا ہے کہ میں مکان اتنے دنوں میں طیار کردوں گا ایک کلرک کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں اس رجسٹر کی خانہ پُری کردوں گا۔ایک درزی کہہ سکتا ہے کہ میں اتنے دنوں میں کپڑا سی کر تیار کردوں گا۔لیکن ایک طبیب یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اتنے دنوں میں مرض کو اچھا کردوں گا۔ ہاں جاہل طبیب ایسا کہہ دیتے ہیں لیکن جس قدر اعلیٰ درجہ کا طبیب ہوگا اسی قدر اس قسم کے دعویٰ سے ڈرے گا۔ہم شوقین بھی اتنے ہیں کہ چین سے بھی دوائیاں منگوا لیتے ہیں اور محتاط بھی اس قدر ہیں کہ بعض وہ دوائیاں جو بڑی محنتوں اور صرف زر کثیر کے بعد میسر ہوئیں ان کو آج تک کسی مریض پر تجربہ نہیں کیا۔صرف اس لئے کہ کوئی طبیب ایسا نہیں ملا جو ان کے متعلق کوئی اپنا ذاتی تجربہ اور طریق استعمال بیان کر سکے۔ بوٹیاں اور ایسی دوائیاں جو سہل الوصول نہ ہوں ہم کبھی استعمال نہیں کرتے۔ (اکبر)

سفر لاہور کے دوران احباب کی دعوتیں

حضرت خلیفۃ المسیح بمعہ خدام یوم السبت ۱۵؍جون ۱۹۱۲ء دس بجے دن کے لاہور پہنچے۔کھانے پینے اور رہائش کا انتظام تشفی آمیز تھا۔ملک غلام محمد صاحب نے حضرت صاحب کی دعوت کرنی چاہی۔فرمایا۔

کل علی الصبح جوار (مکئی) کی چھوٹی سی روٹی اور چائے آپ پلا دیں۔

ملک صاحب نے اس کی تعمیل کی ایسا ہی قاضی حبیب اللہ کی درخواست دعوت پر ان سے شام کے وقت چائے پی۔

تعمیر مسجد پر اظہار مسرت اور تقریر

لاہور پہنچ کر سب سے پہلی بات جو حضرت خلیفۃ المسیح کو خوش کرنے والی ہوئی وہ مسجد احمدیہ ہے جو احمدیہ بلڈنگس کے وسط میں بنی ہوئی ہے۔حضرت سب سے اوّل مسجد میں داخل ہوئے دو نفل نماز ادا کر

کے بانیان مسجد اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کے واسطے بہت دعائیں کیں۔ایسی دعائیں کیں کہ فرمایا کہ

میں یقین کرتا ہوں کہ میری وہ دعائیں عرش تک پہنچ گئیں۔

حضرت نے اس مسجد کی خوشی کا اظہار واپسی پر قادیان کے پہلے درس میں بھی کیا۔مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد حضرت نے ایک مختصر سی تقریر کی جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مجھے لکھ کر دی تھی اور وہ درج ذیل ہے۔

چھوٹی بات سے بڑی بن جاتی ہے ہمیشہ کوشش کرو کہ اختلاف نہ ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک بات میں اتفاق اور وحدت کا رنگ رکھا ہے۔پیمبر صاحب نے ہر ایک بات میں چاہا ہے کہ ہم ایک ہوں۔آج اگر مسلمان ایک ہوتے تو کوئی قوم مقابلہ نہ کر سکتی۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ (الانعام:۴۵) فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (المائدۃ:۱۵) قرآن کو جب چھوڑا۔عداوت اور بغض آ گیا۔اسی طرح یہود تباہ ہوئے اسی سے مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔جب اٹکل بازیوں پر بات آ گئی تو سب کے خیالات جدا۔اس لئے خدا، بہشت، دوزخ وغیرہ سب جدا، نیو فیشن کے لوگ پرانے لوگوں کو اولڈ فیشن کہتے ہیں وہ ان کو ملحد کہتے ہیں۔جھگڑے کی بناء قرآن کو چھوڑنا ہی ہے۔

منجملہ ان باتوں کے جو ایک کرنے والی ہیں۔نماز، فرائض، خدا کو ماننا سب میں اب تک اتحاد ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اپنی صفوں کو تم سیدھی کرو۔اگر تمہاری صفیں ٹیڑھی ہوں گی تو تمہارے دل بھی ٹیڑھے ہوں گے۔اس لئے صفوں کو سیدھا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔یہ مسجد مجھے بہت پیاری معلوم ہوئی ہے جب میں اس مسجد میں آیا ہوں مجھے دعا کی بڑی تحریک ہوئی ہے۔بنانے والوں کی نسبت مجھے بہت راحت ہوئی ہے صف بندی کا فکر چاہیے۔چھوٹی باتوں سے بڑی بات بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ تم کو اتفاق کی توفیق دے۔میں خدا کی تحریک سے کھڑا ہوا تھا بناوٹ سے نہیں کھڑا ہوا۔ (ماخوذ از کلام امیر ضمیمہ البدر جلد ۱۱ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۷؍جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۳،۴)

صرف مرید کہلانا مفید نہیں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ آپ کے ایک مرید نے جھوٹی گواہی دی ہے۔فرمایا۔

میری مریدی پر کیا منحصر ہے؟ لوگ امت محمدیہ میں شامل ہوکر زنا، چوری اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔رنڈیاں بھی مسلمان اور محبان حسین کے گروہ میں شامل ہیں۔خدا کی مخلوق میں کیا کچھ بدیاں ہیں۔کسی قوم میں داخل ہونے سے یا کسی کے مرید کہلانے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ انسان اپنے اعمال کو درست نہ کرے۔

ذریعہ نجات ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیحؑ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟

فرمایا۔اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔

محمد ظہیرالدین اروپی

کچھ عرصہ ہوا اخبار بدر میں ایک اعلان نکلا تھا کہ بعض لوگ خود بخود اشتہار چھاپتے ہیں ایسے اشتہارات سلسلہ احمدیہ کی طرف سے نہ سمجھے جائیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت اور رضامندی سے وہ نہیں ہوتے۔اس پر منشی محمد ظہیرالدین صاحب اروپی کے ایک خط کی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے حکم دیا ہے کہ اخبار میں شائع کردیا جاوے کہ

’’اس اعلان کے ساتھ محمد ظہیرالدین کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ وہ اعلان مولوی یار محمد وعبداللہ تیماپوری کے متعلق تھا مگر افسوس محمد ظہیرالدین نے اس کی عجیب تلافی کی ہے کہ اپنے ایک تازہ خط میں مجھے اطلاع کی ہے کہ میرا آپ کے بعض عقائد کے ساتھ اختلاف ہے۔لہٰذا میں ان کی تحریر کے مطابق اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں۔محمد ظہیرالدین میرے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔پس ایسی صورت میں وہ مینہہ سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے کھڑے ہوگئے۔بھلا کسی فروعی اختلاف کا ذکر فرماتے تو مقام سکوت ہوتا۔اب وہ مجھ سے عقائد کا اختلاف رکھتے ہیں اور اپنے عقائد پر مضبوطی سے قائم ہیں اس لیے میرا ان سے کیا تعلق اور میری جماعت کا ان سے کیا علاقہ۔

محمد ظہیر الدین نے عجیب تلافی کی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔‘‘

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۲نمبر ۲۰مورخہ ۱۱؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲)

درس خواتین میں سے چنے ہوئے انمول موتی

خلاف قرآن اعمال نتائج فرمایا۔اگر قرآن کے مطابق عمل کرو تو تمہارے سب کام سنور جاویں۔ ہمارے ملک میں ایک فقرہ بہت دغا کا ہے۔’’خالق سے خلقت رکھنا مشکل ہے‘‘۔ یہ کفر کا کلمہ ہے دیکھو اب مسلمانوں نے خلاف قرآن کیا تو تمام دنیا میں ذلیل ہو گئے بادشاہیاں جا رہی ہیں تمہیں تو خبر نہیں مگر آج کل ہمیں بہت دکھ پہنچ رہا ہے۔مسلمانوں پر ہر طرف سے تباہیاں آ رہی ہیں۔

حق مہر۔متعہ فرمایا۔مہر حیثیت کے مطابق مقرر کرنا چاہیے۔متعہ ناجائز ہے اور گناہ۔

اصیل اور لونڈی فرمایا۔اصیل کے حقوق لونڈی سے زیادہ ہیں مگر سزا بھی لونڈی کو اصیل سے نصف ہو گی۔

حافظات عورتیں فرمایا۔ یہ بہت غلطی ہے کہ مرد عورت کوئی سودا لینے جاوے تو مرد پیچھے کھڑا رہے اور عورت چیزیں پسند کرے۔ انگریزوں میں یہ بد رسم ہے۔عورتوں کا یہ بہانہ ہے کہ مرد کیا جانیں خانہ داری کے کام۔ یہ غلطی ہے دیکھو تم سب میری عزیز بیٹیاں بہنیں ہو۔ میں حق کہتا ہوں کہ مردوں کے ماتحت کام کرو۔قرآن کریم کا یہ حکم ہے۔حافظات عورتیں وہ ہوتی ہیں جو خاوند کے مال کی حفاظت اپنی عزت کی حفاظت کرنے والیاں اولاد کی نگہبان ہوں۔

فضول خرچی نہ کرو فرمایا۔اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔قرآن حمید نے مردوں کو تمہارا مصلح بنایا ہے گھر میں ایک بادشاہ چاہیے۔مرد بادشاہ ہوتا ہے اس کی کمائی میں اسراف نہ چاہیے۔ دیکھو! میں تم کو پیار سے، محبت سے، اخلاص سے قرآن کریم کا حکم سناتا ہوں کہ فضولی نہ کرو۔ پانچ روپیہ کی آمد ہو تو بیس روپیہ کا خرچ نہ نکال لو۔ یا اگر بیس کی آمدن ہے تو پچاس کا خرچ نہ بنا لو۔ خدا جانے مرد

بچارے کن مصیبتوں سے کماتے ہیں اور حلال طیب رزق کمانا سخت مصیبت کا کام ہے۔ پھر اگر بیوی تنگ کرے تو حرام مال لانا پڑتا ہے۔ میں نے بعض عورتوں کو کچھ نصیحت کی۔ تو کہہ دیا آپ ہنسی کرتے ہیں یا کہ ...... اجی آپ سیدھے سادے آپ کو دنیاوی معاملات کی کیا خبر!

بدظنی نہ کرو فرمایا۔ بدظنی نہ کرو، بدظنی سخت گناہ کا کام ہے۔ عورتوں میں خاص کر یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے۔ امام شعرانی نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ لڑکوں سے خدمت لیتے مگر بدظن لوگوں نے بہتان باندھا کہ یہ سیاہ کار ہے۔ آخر کار ایک دن انہوں نے دعا کی کہ یا مولیٰ کریم! اس محلّہ میں اور مجھ میں فیصلہ کر دے۔ آخر امام شعرانی فرماتے ہیں۔ میں نے وہ محلّہ دیکھا ہے اس میں اب تک کنچنیاں اور گنڈے اور ہیجڑے آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی غیرت والا ہے۔

عورتوں کا حصہ فرمایا۔ لوگ اب عورتوں کو حصہ نہیں دیتے ہم نے کسی شخص کو نصیحت کی کہ یہ مال اپنی بہن کو دے دو۔ کہا میں کچھ نہیں دوں گا مگر اس کو بھی کچھ نہ ملا۔

اچھے اخلاق فرمایا۔ اچھے اخلاق یہ ہیں۔ دغا، فریب، جھوٹ، تکبر، غیبت، کم حوصلگی سے بچنا۔ مہمان نوازی، اخلاق سے پیش آنا۔

دینی باتوں کی ہنسی نہ اڑاؤ فرمایا۔ دین کی باتوں کی ہنسی نہ اڑاؤ۔ جو دین کی باتوں کو حقیر جانے اس کو مطلق محبت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اذان میں اللہ اکبر کیا اعلیٰ درجہ کا فقرہ ہے پھر ساری اذان کو غور سے سنو تو کیا لطیف مضمون ہے مگر ہمارے ملک کے لوگ اذان ہوتی تو کھڑے ہو کر سنتے اور پھر چل پڑتے ہیں مگر اذان تو نماز کو بلانے والی ہوتی ہے۔

عورتوں کی نماز میں سستی فرمایا۔ عورتیں نماز میں بے حد سست ہوتی ہیں خاص کر عصر، شام، فجر کو تو ضرور بہانہ بنالیتی ہیں کہ روٹی پکانی ہے۔

ادائیگی نماز میں آسانی فرمایا۔ یہ آسان بات ہے کہ غریب بی بی شام کو روٹی پکائے تو ایک پانی کا لوٹا اور جانماز چولہے پاس رکھ لے جب اذان ہو وضو کر وہیں نماز پڑھ لے۔

باورچی خانہ میں نماز فرمایا۔ میری ماں نے تو باورچی خانہ میں تو ایک جانماز ایک کھونٹی پر ٹنگی ہوئی تھی نماز کا وقت ہوتا تو بے تامل وہیں نماز پڑھ لیتیں۔

نیکی کی تحریک فرمایا۔ حکم قرآن ضرور کسی نہ کسی کو پہنچاتے رہو۔ عورتوں میں تبلیغ کا مادہ کم ہے اور اور جب ہم کسی کو کہتے ہیں کہ تبلیغ یعنی نیکی سمجھا دو تو کہتی ہیں اجی ہمیں کیا ضرورت کہ کسی کو رنجیدہ کریں یا لڑائی مفت کی لے لیں۔ مگر یہ غلط راہ ہے کوئی برا مانے یا نہ تم حق کہنے سے نہ رکو۔

اولاد کے لئے دعا اور بیٹی کی عظمت فرمایا۔ اولاد کے لئے دعائیں مانگو۔ بہت بہت دعائیں کرو۔ تمہارے خاوند نیک ہوں۔ اولاد نیک ہو۔ لڑکی ہونے پر برا نہ مانو۔ نیک ہو خواہ لڑکی ہو۔ دیکھو! ہماری سرکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی بیٹی فاطمہ تھی[1] مگر دیکھو قیامت تک فاطمہ کی اولاد کو خدا تعالیٰ نے کتنا بڑھایا گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے باوا آدم معلوم ہوتے ہیں۔

تکرار مضامین قرآنی کی حکمت فرمایا۔ بعض لوگ نادانی سے اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں بار بار ایک ہی مضمون کیوں ہے۔ دیکھو! یہ انسان کی فطرتی بات ہے جس طرح بار بار سانس لینے کی، کھانے کی، پینے کی، ضروری حاجات کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قرآن پاک کی نصائح سے سیاہی دل کی دور ہوتی ہے۔

بہکانے والی عورتوں سے بچنے کی نصیحت فرمایا۔ بعض عورتیں نئی بیاہی دلہن کو بہکاتی ہیں کہ تیرا خاوند ایسا ہے۔ تجھے یوں اس پر حکمرانی کرنی چاہیے۔ اس طرح منہ موڑے رکھنا چاہیے تا وہ تیرا تابع ہو جاوے۔ یہ گمراہ کرنے والیاں ہوتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو گھر میں نہ آنے دو۔ شریف بیبیاں ان کو منہ نہ لگائیں۔

اختتام درس پر زریں نصائح درس ختم پر اکثر فرمایا کرتے ہیں۔ جاؤ اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔

---

[1] یعنی آنحضورؐ کی ایک ہی ایسی بیٹی تھی جن سے اولاد چلی۔ (ناشر)

اپنے خاوندوں کو راضی کرلو۔ اولادیں نیک تربیت والیاں بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عمل کی توفیق عنایت کرے۔ آمین! عاجزہ سکینۃ النساء از قادیان

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

(مرقومہ محمد عبداللہ بوتالوی منشی ضلعداری بیریوالہ)

بدی کا مقابلہ کرو ۱۳؍مارچ ۱۹۱۲ء فرمایا۔ ہر بدکار جب اس کی ذرا بھی بات ماننے لگیں تو وہ موقع ڈھونڈنے لگ جاتا ہے کہ ہم اس کو اور بات بھی کسی طرح منوالیں۔ میں نے جموں میں ہندو لڑکا دیکھا میرے پاس آیا۔ اس کو ایک سخت بیماری تھی۔ اس کو میں نے کہا کہ تم بتلاؤ کہ کوئی عجیب بات اس شہر میں کیا ہے تم جو لچے ہو تم لوگوں کو کس طرح بگاڑ لیتے ہو۔ اس نے کہا کہ میری عادت تھی کہ کسی کا مفت خدمتگار بن جاتا۔ پھر اس کو بدی پر لگا لیتا اور اس سے فائدہ اٹھاتا۔ اس نے ایک لڑکا بے ریش دکھایا کہ میں اس کے پاس مفت نوکر رہ پڑا۔ میں رات کو اس کو مٹھیاں بھرنے لگا اور بدی کی تحریک دے دی۔ جب وہ سمجھ گیا تو جھٹ کھڑا ہو گیا کہ کوئی ہے؟ میں وہاں سے تیر کی طرح بھاگا اور نکل گیا پھر اب تک میں اس کے سامنے کبھی نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگا کہ میں اب بھی اس کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہوں۔ میں تم سب کو کہتا ہوں کہ جب کوئی بدکار بدی کی ترغیب دینے لگے تو جھٹ اس کے دشمن ہو جاؤ۔ اللہ کا فضل تم پر ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دوست برے نہ ہوں اور ایسے بھی ہوں جن کے آگے جا کر تم ہاتھ رکھو اور محتاج ہو۔ بدمعاش لوگ تمہاری کمزور جگہ ڈھونڈتے ہیں۔ امیروں کو ان کے نوکر خراب کرتے ہیں۔ میاں اور سرکار کہہ کہہ کر بڑی مصیبت میں ڈالتے ہیں۔

دعا کرانا سنت ہے ۱۸؍مارچ ۱۹۱۲ء۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میرے دل میں جب کبھی خیال آجاتا ہے کہ حضور کو دعا کے واسطے عرض کروں تو ساتھ ہی یہ بھی خیال آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو

سب حال معلوم ہے پھر دعا کرانے کی کیا ضرورت ہے؟

اس پر فرمایا۔ پیغمبر صاحب ﷺ نے حضرت عمر کو فرمایا تھا جب وہ مکہ جانے لگے **لَا تَنْسَانِیْ مِنَ الدُّعَاءِ** (یعنی مجھے دعا سے نہ بھلانا) وہ کتنے بڑے آدمی تھے۔ ان سے بڑا تو کوئی نہیں ہوسکتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے مگر دعا بھی اسی نے بتائی ہے۔ نمازیں بھی اسی نے فرمائی ہیں روزے بھی اسی نے فرمائے ہیں۔

قرآن شریف سائنس کی طرف متوجہ کرتا ہے

۱۸؍ مارچ ۱۹۱۲ء۔ فرمایا۔ ہماری کتاب بڑی عجیب ہے۔ ہماری کیا؟ حضرت نبی کریم ﷺ کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی۔ دنیا کی کوئی کتاب نہیں جو سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (البقرۃ:۱۶۵) اس میں آسمان کی بناوٹ کا ذکر ہے۔ وَالْاَرْضِ پھر زمین کے بارہ میں سارا علم جیالوجی داخل کر دیا وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ میں علم جغرافیہ آجاتا ہے۔ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ اس میں سٹیمر، جہاز، قطب شمالی کی سوئی، سمندر، پانی، ہوا اور کشتیوں کا علم آجاتا ہے۔ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اس میں بخارات اور بارشوں اور نباتات کا علم آجاتا ہے۔ وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ اس میں جانوروں کا علم آجاتا ہے۔ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اس میں ہوا اور ہوا کی قسموں کا ذکر ہے۔ کاربالک ہائیڈروجن وغیرہ موٹی موٹی چیزیں ہیں۔ علاوہ ان کے اور بھی ہوا میں کئی اجزا ہیں۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ بادلوں میں روشنی، لچک، ایتھر کا کارخانہ الگ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کتاب کسی علم سے نہیں ڈرتی۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس میں نشان ملتے ہیں مگر عقلمندوں کے لئے۔ وہ کون لوگ ہیں اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (اٰل عمران:۱۹۲) اس میں اب ہی مجھے ایک لطیفہ خیال میں آیا کہ اس موجودہ سائنس پر جس قدر لوگ غور کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اٹھتے بیٹھتے جب سوچتے ہیں تو ساتھ ہی خدا کو بھی یاد کر لیتے ہیں۔ ایک وہ جو قدرت الٰہی پر غور کرتے ہیں تو مولا کو بھول جاتے ہیں۔ یہاں یہ فرمایا ہے کہ اگر تم سائنس پر غور کرو

تو اللہ کو بھی یاد کیا کرو کیونکہ ایسے وقت میں جو اللہ کا خیال نہیں رکھتے ان کو سکھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ جس نے کونین بنائی تھی اس کو قید کر دیا گیا تھا اس خیال سے کہ اس نے کسی جن کو قابو کر کے اس سے یہ کام لیا ہے۔

درس خواتین سے قیمتی نوٹ

(مرقومہ سکینۃ النساء قادیان)

متقی کی تین صفات فرمایا۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:۶) میں جو دعا ہے اگر مقبول ہو جاوے تو انسان متقی بن جاتا ہے۔ متقی کی تین صفتیں ہیں۔

(۱) متقی وہ ہے جو غیب سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔

(۲) جس طرح ہو سکے نماز قائم رکھے اور اسے سنوار کر ادا کرتا رہے۔

(۳) اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔ دینی چندہ دینے میں سست نہ ہو۔

فتح مند کون؟ فرمایا۔ فتح مند وہ ہوتا ہے جو اسلام کے پھیلانے میں خود عمل کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ چاہے ہزار کوئی زور لگائے کہ یہ ہلاک ہو، ذلیل ہو، مگر وہ اللہ والی جماعت بنانے میں مصروف رہتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کا نام لینے اور خدا کا کلام پہچاننے والی جماعت بن جاتی ہے تو وہ دنیا سے بلا لیا جاتا ہے۔

مامور من اللہ کی بعثت کا وقت فرمایا۔ جب کوئی بستی یا ملک گندے، بدکار، بدزبان لوگوں سے بھر جاتا ہے تو خداوند کریم ضرور وہاں کوئی اپنا پاک بندہ بھیجتا ہے۔

چشم معرفت رکھنے والا انسان فرمایا۔ چشم معرفت رکھنے والے انسان کو چاہیے کہ دیکھے تو سہی جہاں کوئی نیا مذہب نکلا ہے وہاں کون اور کیسے لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہیں آیا گندے، بدزبان، بدکار ہیں یا نیک جسے یہ پہچان نہیں وہ ہرگز کوئی نیک بات نہیں سمجھ سکتا اور خدا تعالیٰ اس کے

دل پر مہر کر دیتا ہے۔ پھر نہ وہ حق کے شنوا رہتے ہیں نہ بینا۔

افشائے نفاق فرمایا۔ دنیا میں نفاق بہت پھیل رہا ہے مردوں میں، عورتوں میں بے حد نفاق ہے اس وجہ سے عمدہ فیصلہ نہیں ہوتا۔

منافق کی نو نشانیاں فرمایا۔ منافق کی نو نشانیاں ہیں۔ جھوٹ[۱] بولے، وعدہ[۲] خلافی کرے، خیانت[۳] کرے، گندی گالیاں[۴] نکالنے والا، معاہدہ کر[۵] کے غداری کرنے والا، عشاء کی[۶] نماز میں سستی، صبح کی[۷] نماز میں سستی، عصر کی[۸] نماز میں سستی کرنے والا، چندہ نہ[۹] دینے والا نہ دلانے والا بلکہ دوسرے کو روکنے والا۔

منافق کی مثال مکھی سے فرمایا۔ منافق کی مثال مکھی کی طرح ہے یعنی وہ شہد پر بھی بیٹھتی ہے اور پاخانہ پر بھی مگر اس کا تعلق کسی سے نہیں ہوتا یہی حال منافق کا ہوتا ہے۔

ناصحین کی تین اقسام فرمایا۔ ناصح تین قسم کے ہوتے ہیں۔

اوّل۔ منافق وہ جو کسی کا مذاق ہو جیسا کسی کا مذاق ہو وعظ کرتے ہیں۔ ہمارے پرانے وطن بار کی طرف چوری چھڑانے کا وعظ نہیں کریں گے۔

دوم۔ خود بے عمل دوسروں کو بتانا۔

سوم۔ حق کہنے والا خود حق پر عامل مگر اس پر لوگ اعتبار کرتے نہیں اور کوئی نہ کوئی اعتراض کر دیتے ہیں۔

تم نیکی سنانے والے پر اعتراض نہ کیا کرو۔ یہ بھی قدر کرو کہ نیکی بتاتا ہے۔ اعتراض کر کے اپنے آپ کو گناہگار نہ بناؤ۔

گھروں میں داخل ہونے پر سلام فرمایا۔ جب گھروں میں داخل ہو **السلام علیکم** ضرور کہہ لیا کرو اس سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

سبت کے معانی فرمایا۔ سبت آرام کو بھی کہتے ہیں اور ہفتہ کو بھی مگر آرام ملنے سے تو خدا بھول

جاتا ہے۔غریبی بھی شامت ہے کہ نیک اعمال کی فراغت نہیں ملتی مگر میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ادھر جمعہ آیا اور ادھر عورتوں نے اپنے دکھ بیان کرنے شروع کئے کہ نئے کپڑے ہوں، وہ چیز ہو، یہ ہو تو مجلس میں بیٹھنے کے قابل ہوں۔

....

کتاب کی اشاعت کے متعلق نصیحت

میرے احباب کو معلوم رہے کہ حضور امیر المومنینؓ کی سوانح کی تسوید وتسطیر وترتیب کا کام الحمدللہ بہت کچھ ہو چکا ہے۔ایک روز میں (اکبر شاہ خان نجیب آباد آپ کی سوانح لکھنے کی غرض سے حسب معمول کاغذ اور پنسل لے کر خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ

آپ کا اشتہار بدر میں میں نے پڑھا کہ ہم کتاب کو آگرہ یا کانپور میں ایسا اچھا چھپوائیں گے......گویا آپ کتاب کو بت بنانا چاہتے ہیں.....اتنے بڑے اہتمام کی کیا ضرورت ہے۔

پھر فرمایا۔

اب صرف قادیان کے حالات رہ گئے ہیں ان کو سب جانتے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں خیر ہم وہ بھی لکھوا دیں گے مگر ابھی چند روز صبر کرو۔

تعطیلات کے فوائد درمیان میں تعطیل بھی ضروری ہے۔دیکھو لڑکوں کو سالانہ چھٹیاں ہوتی ہیں۔ہم نے ایک مرتبہ سالانہ چھٹیوں کے موقع پر ان کو بتایا تھا کہ یہ تعطیل نہایت ضروری ہے۔تعطیل سے قویٰ میں قوت پیدا ہوتی ہے اور دماغی نشو ونما میں ترقی ہوتی ہے۔خدا تعالیٰ نے بھی اس کو اپنے قانون قدرت میں ضروری قرار دیا ہے۔درختوں میں اگر خزاں نہ ہو تو بہار نہ آئے۔کچھ عرصہ تک بے برگ و بار رہ کر پھر بڑے زور سے ان میں پتے اور کلیاں نکلنی شروع ہوتی ہیں۔یہ بھی ایک نکتہ ہے اس کو سمجھو اور غور کرو۔اور کچھ روز صبر کرو۔

....

تحریر اظہار خوشنودی ظہیر الدین اروپی صاحب کو آپؓ نے مندرجہ ذیل تحریر اظہار خوشنودی

میں دی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ مع التسلیم اما بعد

میاں ظہیرالدین اپنی غلطی سے پشیمان ہیں۔ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَهٗ وَلَا تَثْرِیْبَ عَلَیْهِ الْیَوْمَ میں اس کے اس رجوع پر بہت خوش ہوگیا۔ جَزَاهُ اللّٰهُ جَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

نورالدین ۲۹؍جولائی ۱۹۱۲ء

....

بے کار روپے پر زکوٰۃ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر ایک رقم پر اس سال زکوٰۃ ادا کی جائے اور اگلے سال پھر وہ روپیہ بے کار پڑا رہے تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ شریعت اسلام میں جائز نہیں کہ انسان اپنے روپے کو بے کار رکھ چھوڑے اس واسطے زکوٰۃ ضروری ہے۔

حق مہر ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ ایک مرد اپنی عورت کو طلاق نہیں دینا چاہتا لیکن عورت کے رشتہ دار طلاق لینے کے خواہشمند ہیں۔ اس صورت میں مرد پر مہر کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ اس صورت میں مرد کو مہر قطعاً نہیں دینا پڑتا بلکہ مرد کچھ لے لے تو بھی جائز ہے۔

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۶ مورخہ ۸؍اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۳ تا ۵)

درس خواتین میں سے کچھ فرمان

اولاد میں عورتوں کے لئے بڑا فتنہ فرمایا۔ یہ جو قرآن حمید میں فرمایا گیا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ (التغابن :۱٦) یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور خاص کر عورتوں کے لئے بہت ہی فتنہ ہے۔ فتنہ عربی بولی میں سنار کی کٹھالی جس میں سونا کھرا کھوٹا پہچانتے ہیں اسے بھی کہتے ہیں۔ تو انسان مومن مال، اولاد میں پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً دیکھو صبح کی نماز کا وقت ہے ادھر رات بچہ نے پیشاب کر کر کے کپڑے بھگو دیئے بدن پر پیشاب لگا دیا وہ دھونا ہے ادھر سردی ہے بچہ رو رہا ہے۔ ادھر میاں کا ناشتہ تیار کرنا ہے تو ایسی حالت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ نماز پڑھ لینا بہادروں کا کام ہے گویا فتنہ سے کامل اترنا ہے۔ اسی طرح عصر کو، شام کو، عشا کو ایسے ہی مشکلات سے نکل یاد خدا کر لینا بہت بڑا بہادری کا کام ہے۔

خوف خدا والوں کا حال ایک بزرگ نے اپنی بیٹی کہیں دور بیاہ دی پھر مدت کے بعد وہ میکے آئی تو وہ بزرگ بھری مجلس میں بیٹھے تھے جونہی داماد ان کی نظر پڑا۔ فرمایا کیوں جی جب ہماری لڑکی ڈولی میں تھی نماز کہاں پڑھی؟ اس نے کہا حضور شاید اندر پڑھ لی ہوگی۔ کہا باہر چونکہ ناواقف ہوتے ہیں باہر کہاں نکلتی، تو پھر کہا وضو کہاں کیا نہ پڑھی ہوگی؟ وہ خاموش رہا۔ تو فرمایا تو نے اسے طلاق کیوں نہ دے دی۔ یہ تھا خدا کے خوف والوں کا حال۔

نماز عصر فرمایا۔ دھوپ زرد ہو جاوے تو عصر کی نماز جائز نہیں۔

نیکی کو تنگی اور تکلیف نہیں فرمایا۔ کوئی آدمی تنگی و تکلیف میں رہنا نہیں چاہتا۔ لوگوں نے یہ قرآن حمید کے خلاف مثل گھڑی ہوئی ہے کہ نیکوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں۔ یہ جھوٹی کہانیاں بنی ہوئی ہیں اور یہ کہ پیغمبر ﷺ جَو کھاتے بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ اجی عرب میں جَو تو پیدا ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے پاس بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہی تھیں۔ ایک دفعہ اس قدر روپیہ آیا کہ صحن مسجد بھر گیا۔ تو آپ نے کوئی حساب نہ رکھا اور حکم فرمایا کہ جتنا کوئی چاہے لے جائے۔ کیا یہ بھوکوں ننگوں کا کام ہے۔ یہ بہت غلط باتیں ہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا

ہے اور اللہ پاک اس کو ہر تنگی سے ضرور نکالتا ہے۔اب دیکھو قادیان کی طرف یہاں کا لباس، زبان، طرز معاشرت کوئی اچھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنا ایک بندہ پیدا کیا۔ہم سب پروانے کی طرح اس پر نثار ہیں۔فرقان کے معنی بھی یہی ہیں ہر دکھ سے سکھ پہنچانا ہر تنگی سے نجات دینا۔کوئی متقی ہو ضرور اسے تنگی سے فراخی ہوتی ہے اور دشمن ہلاک ہو جاتا ہے۔یہ نہ ماننا خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔

خدا کی نافرمانی فرمایا۔کوئی شخص جب تک کوئی گناہ قصور نہ کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بادشاہی نہیں لیتا جب تک اس کی نافرمانی نہ کی جاوے۔ایک میرے پیر تھے حضرت شاہ عبدالغنی۔ میں نے سنا ان کا مرید دہلی کا ایک شہزادہ تھا، کامران نام۔ایک دن اس نے سنایا حضرت ہمارے قلعہ میں اس قدر سیہ کاری ہوتی ہے۔رات کو جتنی رذیل چوہڑیاں ہیں وہ شہزادوں کے بستروں پر اور جس قدر شہزادیاں ہیں وہ رذیل لوگوں کے بستروں پر ہوتی ہیں۔تو شاہ صاحب نے فرمایا۔تم نکل آؤ وہاں سے۔کہتے ہیں کہ نماز عصر کا وقت تھا کہ شہزادہ کامران مع اہل وعیال آ گیا۔حضرت کو الہام ہوا کہ ہم نے قلعہ کامران کی خاطر سے بچایا ہوا تھا۔پھر رات کو وہاں غدر ہو گیا اور بڑی بڑی شریف شہزادیاں خاک میں مل گئیں اور عزت برباد ہوئیں۔

مصائب آنے کے اسباب فرمایا۔تکبر فضولی نکما پن تباہ کر دیتا ہے۔ یاد رکھو جو تکلیفیں مصائب آتے ہیں ضرور کسی گناہ کے سبب آتے ہیں مگر اب مسلمان اس مسئلہ کو مانتے نہیں۔

احکام قرآن چھوٹنے کا نتیجہ فرمایا۔دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پھیلاؤ حدیثوں کو پھیلاؤ۔ یہ بھی لوگوں نے دنیا میں اب راہ نکالی ہے کہ لمبی نمازیں پڑھتے ہیں مگر لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے یا تو عورت کو گھر کی مالک ہی بنا دیتے ہیں یا پھر ذرا غصہ آیا بس چوٹی پکڑ کر باہر نکال دیا۔قرآن کے احکام چھوڑ دیئے۔

خانگی لڑائی جھگڑوں کا سبب فرمایا۔یہ بھی ایک بڑا دکھ ہے گھر گھر لڑائی ہے۔ساس بہوؤں میں لڑائی، دیورانی جٹھانیوں میں فساد، میاں بیوی میں جھگڑا، بہن بھائیوں میں، رشتہ داروں میں

پھوٹ۔اس سے تو مسلمان ذلیل ہو گئے مگر قرآن حمید نے اس کی کیا عمدہ راہ بتائی تھی کہ تمہارے گھر الگ الگ ہوں۔جب کبھی محبت آئی آپس میں مل لیا۔اصل میں جب کبھی کوئی لڑائی فساد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

کسب حلال اور محنت کی کمائی فرمایا۔محنت کر کے کھانا بہت خوشگوار ہوتا ہے اور انسان خوش رہتا ہے۔جموں میں ایک دفعہ میں نے دیکھا کڑکڑاتی دھوپ گرمیوں کے دنوں میں ایک موچی دیوار کے سایہ تلے بیٹھ کر جوتے گانٹھا کرتا۔میں خود اس کے پاس گیا کہ جوتا گانٹھ دے حالانکہ جموں میں ہمیں خود جوتے گانٹھوانے کی کیا ضرورت تھی۔تو وہ کہتا ہے جا میاں اس وقت نہیں۔یہ آرام کا وقت ہے۔

فرمایا۔حضرت عالمگیر بہت بڑے عالیشان بادشاہ تھے۔زیب النساء ان کی بہت پیاری بیٹی تھی۔دونوں باپ بیٹی قرآن مجید لکھتے یا ٹوپی کاڑھتے اور اسے فروخت کروا کر حلال طیّب روٹی کھاتے۔بلبن التمش بھی یہی کرتے۔محنت کا کھانا،حلال اور طیّب،کیا عمدہ بات ہے۔دیکھو! میں خود بھی محنت سے کھاتا ہوں اور خوب محنت کرتا ہوں۔پیری مریدی کے روپیہ کو میں دیکھتا بھی نہیں۔

نکمی عورتیں فرمایا۔نکمی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بہت بہت دکھ بنا لیتی ہیں۔شادیوں غمیوں کے لئے ناحق فضول سامان بنا لیتی ہیں۔سو تم یہ طریق چھوڑ دو۔

فقط سکینۃ النساء از قادیان

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۲۸، ۲۹ مورخہ ۱۴، ۲۱/اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، ۵)

عقیقہ و ختنہ

ایک شخص نے عقیقہ و ختنہ کے متعلق کچھ مسائل لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجے تھے حضرت نے ان کی تصحیح تصدیق کی اس واسطے فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اس کو آلائش سے صاف کر کے نہلائیں اور سفید کپڑے پہنائیں اور زرد کپڑے سے احتراز کریں اور اس کے داہنے کان کی طرف تکبیر کہیں اور نام اس کا نیک

رکھیں جیسے عبداللہ یا عبدالرحمٰن یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں پر جیسے محمد علی یا احمد حسن وغیرہ۔ اور ساتویں دن روز پیدائش سے حساب کر کے عقیقہ کریں کہ سنت ہے۔ اگر بیٹا ہوتو دو بکرے اگر مقدور ہو، ورنہ ایک بھی درست ہے اور اگر بیٹی ہوتو ایک بکری نذر اللہ ذبح کریں اور گوشت احباب اور عزیزوں کو، مسکینوں کو دیں۔ بکری میں نر و مادہ کی کوئی احتیاط نہیں مگر اعضا سب درست ہوں۔ بچہ کے بالوں کے برابر وزن چاندی خیرات کریں۔ بکرا ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے مگر جس وقت بال نائی اتارے اسی وقت بکرا بھی ذبح ہو۔

دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ یہ میرے فلانے بیٹے کے لیے قربانی ہے۔ لہو اس کا بدلہ ہے اس کے لہو کا، گوشت اس کا عوض ہے اس کے گوشت کا اور ہڈی اس کا بدلہ ہے اس کی ہڈی کا۔ اس طرح سے سب عضو کا نام لے کر حتیٰ کہ بالوں تک بھی کہے۔

ختنہ سنت ہے اور جس کا پیدائشی ختنہ کیا ہوا ہو اس کا دوبارہ کرنا لازم نہیں ہے۔ ختنہ میں تمام جلد یا نصف سے زیادہ کٹ جاوے تو جائز ہے۔ اگر نصف کٹے تو ناجائز ہوگی۔

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۵ر اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۲)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ

منّاد فرمایا۔ مسیحی لوگ واعظوں کو مَنّاد کہتے ہیں۔ یہ کوئی لفظ نہیں ہے اصل لفظ مُنَادِی ہے اور مُنَادی کرنے والے کو نادی کہتے ہیں۔

یورپین کی ناواقفی اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (اٰل عمران:۱۹۶)

اس پر ایک لطیفہ فرمایا کہ

ہندوستان میں ابھی علم نہیں۔ عیسائی لوگوں نے اور یورپین نے مسلمانوں کو بڑا ذلیل سمجھ رکھا ہے۔ ایک لکھتا ہے کہ ازہر ایک مدرسہ مصر میں ہے۔ میں ایک انگریز کے ساتھ تھا ایک لڑکی مسجد میں آ گئی وہ دیر تک اس کو دیکھتا رہا۔ میں حیران رہا اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے جو تم اس قدر حیرت سے

اس کی طرف دیکھ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ ہم نے یورپ میں پڑھا تھا کہ مسلمانوں نے عورت میں روح کو مانا ہی نہیں اور وہ مسجد میں آ ہی نہیں سکتی۔ میں نے آج اس لڑکی کو مسجد میں دیکھا ہے کہ مسلمان تو عورت کا وجود مانتے ہیں اور ان کو موجود سمجھتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق ایک آریہ مجھ سے کہنے لگا کہ آخر عورت بھی کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ عورت تو ہماری ماں ہے۔ اس نے کہا کہ اس کے حقوق کیوں نہیں لکھے؟ میں نے یہ آیت نکال کر دکھائی کہ کوئی نیکی کرے عورت ہو یا مرد، ہم اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرتے۔ وہ میرے ہاتھ سے قرآن لے کر غور سے دیکھتا رہا۔ اس نے کہا کہ ہم کو تو یہ پڑھایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں عورت کوئی چیز ہی نہیں۔ انگریزوں نے ایک ذلت عورت کی تو یہ کی ہے کہ عورت کے باپ کی قوم اور اس کا نام سب کچھ چھین لیتے ہیں خاوند کی طرف لیڈی منسوب ہو جاتی ہے۔ دوسرے اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر ارب روپیہ بھی والدین سے لے آوے تو ایک پیسہ کا معاہدہ بھی خاوند کے اذن کے سوا نہیں کر سکتی۔ ایک دفعہ ایک عیسائی نے ہماری دعوت کی۔ اندر سے بلایا ''لیڈی پیٹرسن''! میں نے کہا کہ عورتوں کے حقوق پر ہی تو بحث تھی سو ایک تو تم نے اس کا نام و نشان ہی بُرد کر دیا۔ دوسرے یہ کہ وہ ایک پیسہ کا معاہدہ بھی خاوند کے اذن کے سوا نہیں کر سکتی۔ پس ہمارا تمہارا مباحثہ تو ختم ہو گیا۔

....

درس خواتین سے قیمتی نوٹ

(مرقومہ سکینۃ النساء از قادیان)

عورتوں میں صبر و توکل فرمایا۔ میرا تجربہ ہے کہ جب انسان آرام کے کھانے کو دکھ کے ساتھ کھاتا ہے تو ذرا بھر برکت نہیں ہوتی مگر عورتوں میں صبر، توکل بہت کم ہوتا ہے۔

مسلمانوں میں تکبر فرمایا۔ غریبی بھی ذلت ہے مگر دولتمند خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے اور متکبر ہو جاتا ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے۔ دیکھو ان کی بادشاہیاں جا رہی ہیں مگر تکبر ان میں بے حد ہے۔

الگ الگ گھر بناؤ فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ اپنے اپنے الگ الگ گھر بناؤ پھر کوئی فساد نہیں ہوگا۔ اصل میں ساس بہوؤں کے، نندوں بھاوجوں کے، دیورانیوں جٹھانیوں کے جھگڑے اسی واسطے زوروں پر ہیں کہ ایک جگہ اکٹھے ایک گھر میں رہتے ہیں۔

فرمایا۔ میرے خیال میں تو میاں بیویوں کے بھی الگ گھر ہونے چاہیے۔ جب آپس میں محبت کا خیال آوے میل ملاقات کر لیں۔

بیوی کی چیزوں کا تجسس فرمایا۔ میں نے اپنی بیوی کی چیزیں کبھی نہیں دیکھیں نہ ہمیں اب تک معلوم ہے کہ ان کے پاس کتنے ٹرنک، برتن، کپڑے، چیزیں ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ عورتوں کی باتوں میں دخل دیں۔

فرمایا بلکہ میں اپنی بیوی کی کوٹھڑی کی جانب بھی کم ہی جاتا ہوں۔

زبان پر قابو رکھو فرمایا۔ اپنی زبان قابو میں رکھو۔ تمہاری زبان سے، ہاتھ سے، پاؤں سے، کان سے، آنکھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

حیض میں قرآن پڑھنا کسی خاتون کو دریافت مسئلہ پر فرمایا کہ

حیض میں قرآن باادب پکڑے اور پڑھ لے جائز ہے۔ **سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ**۔ پڑھنا

جائز ہے۔ نماز کا حکم نہیں اس لیے کہ نماز عظیم الشان چیز ہے۔ حیض میں بدبو آتی ہے عورت ہاتھ، منہ، پاؤں نہیں دھوسکتی۔ دماغ میں کمزوری آ جاتی ہے۔ فرشتوں سے ملاقات نہیں ہوسکتی اس لیے نماز نہیں پڑھنی۔ دیکھو دوسرے مذاہب میں ایسی احتیاط ہے کہ عورت کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھا سکتے مگر ہماری سرکار حضرت صلعم نے بہت بڑا احسان فرمایا کہ فرمایا قرآن متقی بناتا ہے تو سوائے خاص حالتوں کے قرآن پڑھنا پکڑنا جائز ہے۔

نبی عربیؐ کے احسانات فرمایا۔ دیکھو! تم پر نبی عربی صلعم نے کس قدر احسان کئے ہیں اور وہ کیسا جامع کمالات، رحمۃ للعالمین، خیرخواہ مخلوق تھا۔ وہ عظیم الشان نبی اکرم کہ ہم کو کھانے کے، پینے کے، پہننے کے، اٹھنے کے، بیٹھنے کے، حتیٰ کہ پاخانہ، پیشاب کے آداب سکھائے اور دعائیں سکھلائیں۔ ہر ایک بستی میں داخل ہونے، سفر پر جانے کی ایسی ایسی بے نظیر دعائیں سکھلائیں کہ سبحان اللہ بے اختیار اس پیارے نبی پر درود پڑھنے اور دعائے رحمت مانگنے کو دل چاہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

نبی اور رسول کو پہچاننے کا معیار فرمایا۔ نبی اور رسول لوگوں کو سچا پہچاننے کا پختہ معیار یہ جان لینا چاہیے کہ اوّل تو یہ لوگ اگلے نبیوں کی ہدایات پر قائم رہتے ہیں۔ ان کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے یعنی خداوند کریم کو ایک مانو، اس کے احکام پر چلو۔ دوم۔ یہ لوگ مخلوق کے بہت خیرخواہ ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں ستائے، مارے، تکلیفیں دے مگر ان کے لیے دعائے نیک مانگتے ہیں۔ ہاں کوئی سخت تکالیف دینے میں حد سے گزر جائے تو معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ سوم۔ اس شہر کے امیر لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے، غریب لوگ ساتھ دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا نہ ہو تو پھر اسے برخلاف جاننا چاہیے۔

معنی پوچھنے میں حکمت فرمایا۔ میں تم سے کسی لفظ کے معنی پوچھتا ہوں تو یہ مت سمجھو ہماری ہتک ہوتی ہے۔ یہ نبی کریم صلعم کی بھی عادت تھی صحابہ کرام سے کبھی خوب سمجھانے کے لیے کچھ پوچھا کرتے۔

سوائے عمل کچھ نہیں بنتا فرمایا۔ ہم تو چاہتے ہیں اور تہ دل سے چاہتے ہیں تمہیں فہم قرآن

آ جاوے، تمہاری اولادیں نیک ہوں، تمہارے خاوند نیک ہوں، خداوند کریم تمہیں تکبر، غیبت، چغلی، گلہ، جھوٹ، بدکاریوں سے بچائے۔ سوعمل کرو سوائے عمل کچھ نہیں بنتا۔ فقط۔

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۵/ اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک مولوی صاحب سے مکالمہ

(مورخہ ۱۳/ اگست ۱۹۱۲ء)

سوال۔ آپ کے اصول کیا کیا ہیں۔ دوسرے مسلمانوں سے آپ کو کیا اختلاف ہیں؟

جواب۔ ہمارے اصول یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ مستجمع جمیع محامد کاملہ ہے۔ ہر ایک قسم کے عیب و نقص سے منزہ۔ ملائکہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں۔ تمام رسول برحق ہیں کتابیں جو ان پر اتریں برحق ہیں۔ جزا و سزا کا مسئلہ برحق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

دوسرے مسلمانوں سے اصول دین میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں جہاں وہ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء کی وفات کو مانتے ہیں وہاں ایک حضرت مسیح کی وفات کو ہم نے مان لیا تو کیا گناہ ہے۔ ایسا ہی امت محمدیہ میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہی اولیاء اللہ سے جاری ہے تو مرزا صاحب سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ ماننا کیا حرج رکھتا ہے۔ مسیح کا نزول ماننا اصول دین میں داخل نہیں۔

سوال۔ مرزا صاحب کیا تھے؟ کیا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟

جواب۔ مرزا صاحب امتی ہیں۔ اپنا نام ہمیشہ غلام احمد فرماتے رہے۔ جس طرح ہم لوگ ابراہیم، اسمٰعیل وغیرہ نام رکھ لیتے ہیں اسی طرح خدا نے ان کا نام عیسیٰ رکھا۔ بنی اسرائیل کا عیسیٰ فوت ہو چکا ہے۔ عیسیٰ کے نزول کا مسئلہ الفاظ قرآنی اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (البقرة: ۵۸) وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ (الزمر: ۷) پر غور کرنے سے حل ہو جاتا ہے کیونکہ لوہا

وغیرہ جیسے اترے ایسا ہی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے یہ معنی نہیں کہ آسمان سے اتریں۔
مرزا صاحب کا ایک شعر ہے۔

من نیستم رسول و نیاوَردہ اَم کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند مُنذِرَم

(درثمین فارسی صفحہ ۱۱۳)

سوال۔ کیا مرزا صاحب مہدی تھے؟

جواب۔ ہاں مہدی تھے۔ آپ کے صدق کی دلیل وہ حدیث ہے جو دارقطنی صفحہ ۱۸۸ میں اہل بیت سے مروی ہے کہ ماہ رمضان میں سورج گرہن لگنے کی درمیانی تاریخوں میں اور چاند گرہن لگنے کی پہلی تاریخ میں ہوگا۔ یہ نشان آپ کے دعویٰ کے ساتھ ظاہر ہوا۔

سوال۔ مرزا صاحب نے یہ نشان دیکھ کر دعویٰ کرلیا ہوگا؟

جواب۔ دعویٰ اس سے پہلے کا تھا اور اس طرح تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ توریت میں نشان دیکھ کر دعویٰ کردیا۔

سوال۔ عرب میں بھی اس زمانے میں کسی نے دعویٰ کیا ہوگا؟

جواب۔ آپ کے دعویٰ کے پہلے کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور بعد بھی بایں دلیل اگر آپ ثابت کردیں تو میں آپ کو ایک ہزار روپیہ دوں گا۔

سوال۔ کیا مسیح اور مہدی ایک ہیں؟

جواب۔ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۷ میں حدیث ہے **لَا مَھْدِی اِلَّا عِیْسٰی** اور مسند امام احمد حنبل میں بھی یہ حدیث ہے جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ** ﷺ **قَالَ یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا وَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ الْجِزْیَۃَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا** اور ہمارے نزدیک کئی مہدی ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان وحیدر کرار، عبداللہ بن زبیر، محمد عبداللہ بن حسن مثنیٰ، مہدی ہارون کے والد فاتح قسطنطنیہ مگر جو مسیح کے زمانہ

میں مہدی ہوگا وہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہے۔

سوال۔ کیا مرزا صاحب عالم تھے؟

جواب۔ ظاہری علوم میں کوئی ایسے عالم نہ تھے۔ ایک مولوی گل علی شاہ شیعہ بٹالہ کے رہنے والے معمولی مولوی تھے۔ لڑکپن میں مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کے پاس بٹھایا تھا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علم بخشا تھا کہ آپؑ کی عربی کتابوں کے مقابلے میں ہند اور عرب کے علماء عاجز آ گئے۔ آپؑ کو دعا پر بہت بھروسہ تھا اور دعا سے خدا نے تمام علوم آپ کو سکھا دیئے تھے۔

سوال۔ آپ مجازی معنی کیوں لیتے ہیں؟

جواب۔ اچھا ایک شخص کا نام عیسیٰ ہو، اس کی ماں کا نام مریم ہو، وہ ایک صلیب کو توڑ دے اور ایک سؤر کو لے کر قتل کر دے تو کیا تم اسے مان لو گے کہ یہی موعود ہے۔ بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھنے کے لئے کتاب الٰہیہ کی طرز پر گہری (نظر) ڈالنی چاہیے۔ (ابواللیث)

صحبت کا فیض ایک شخص نے عرض کی کہ کوئی مجھے حضور کے کلمات نصائح روزانہ لکھ کر بھیجتا رہے۔ اس کو میں اجرت دوں گا؟

فرمایا۔ صحبت میں اور فیض ہوتا ہے بولنے والے کی طبیعت میں ایک خاص جوش ہوتا ہے لکھنے والا اس کو ادا نہیں کر سکتا بلکہ بعض وقت سمجھ بھی نہیں سکتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ (۱۴؍اگست ۱۹۱۲ء)

ایمان کسی آدمی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ یہ تو دنیا دار اور مالدار آدمی ہے۔ ایمان ایک سیدھی راہ ہے جس میں پیچ نہ ہو۔ (۱۴؍اگست ۱۹۱۲ء)

ثبوت مخالف کے ذمہ ہے ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ مجھے مجمع البحار بھیجی جائے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔

فرمایا۔ یہ راہ ٹھیک نہیں کہ ہم وفات مسیح کا ثبوت دیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوا۔ کس کس کے مرنے کا ثبوت ہم دیتے پھریں گے۔ عام بات یہ ہے کہ سب انسان جو پیدا ہوتے ہیں مرتے ہیں۔ تمام نبی بشر تھے وہ پیدا ہوئے اور فوت ہو گئے۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان میں سے کوئی نہیں

مرا۔ اسی کے ذمے بارِ ثبوت ہے کہ اس کو زندہ دکھائے یا ثابت کرے ورنہ موت ظاہر ہے۔ حیات عیسیٰ کا دعویٰ کرنے والے پر بارِ ثبوت ہے۔(۱۴؍اگست ۱۹۱۲ء)

کتابیں باہر نہیں جاسکتیں فرمایا۔ کتابوں کا یہاں سے منگوانے کا طریق درست نہیں۔ ہمارے کتب خانہ میں عموماً ہر ایک کتاب کا ایک ایک نسخہ ہوتا ہے اور اس کی یہاں بھی ضرورت رہتی ہے کیونکہ اکثر لوگ یہاں آ کر ان مسائل کے متعلق دریافت کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتابیں دکھانے کی ضرورت رہتی ہے۔ مباحثات کا دامن وسیع ہے ہر جگہ احباب کے ساتھ ایسی گفتگو چھڑی رہتی ہے۔ ہم کہاں کہاں کتابیں بھیج سکتے ہیں۔ (۱۴؍اگست ۱۹۱۲ء)

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۲؍اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

قرآن رمضان

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:۱۸۶) کے معنے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ فرمائے ہیں کہ

رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت ہے کہ اُس کے متعلق قرآن شریف میں ذکر ہوا ہے اور اس میں ایک خاص عبادت کے احکام نازل ہوئے ہیں۔

کیا ہی سچے اور صحیح معنے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس کلمہ طیبہ کے یہ معنے کئے ہیں کہ قرآن شریف سارا یک دفعہ رمضان کے مہینہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر اس تفسیر کو قرآن شریف کے تیئیس ۲۳ سالہ نزول مختلف اوقات ومختلف مقامات کے مخالف پا کر اپنی تفسیر کی۔ یوں تفسیر کی ہے کہ پہلے رمضان کے مہینہ میں قرآن شریف اکٹھا کسی آسمان پر نازل ہوا تھا وہاں سے رفتہ رفتہ تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں زمین پر آیا۔ بعض اصحاب نے کچھ اور توجیہات بھی نکالی ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف کا کچھ حصہ ماہ رمضان میں بھی نازل ہوا۔ اور یہ صحیح بات ہے لیکن میری رائے میں قرآن شریف کے ماہ رمضان میں نازل ہونے کی ایک صحیح تاویل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنے کا اس قدر موقع ہوتا ہے کہ گویا اس ماہ میں ہر سال نئے طور پر قرآن شریف نازل ہوتا ہے۔ مجھے جنٹلمینوں

کی تو خبر نہیں جو ملاقاتوں ،تماشاؤں اور ناول خوانی وغیرہ سے فارغ ہو کر رات کے ۲ بجے بستر پر گرے تو صبح کے دس بجے اُٹھ کر چائے پی مگر پرانے لوگوں میں اتنی نیکی اب تک چلی آتی ہے کہ گیارہ مہینے کیسی ہی غفلت میں گزرے ہوں رمضان کے روزے ضرور اہتمام سے رکھے جاتے ہیں اور اس ماہ میں نمازوں کی پابندی بھی کی جاتی ہے اور صدقہ وخیرات کا دروازہ بھی حسب مقدور کھولا جاتا ہے۔ یہ تو عام اسلامی دنیا کا رنگ ہے ہی لیکن قادیان کا رمضان قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ تہجد کے وقت مسجد مبارک کی چھت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ صوفی تصور حسین صاحب خوش الحانی سے قرآن شریف تراویح میں سناتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب میاں محمود احمد صاحب بھی قرآن شریف سننے کے لئے اسی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ تراویح ختم ہوئیں تو تھوڑی دیر میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی آواز بلند ہوتی ہے۔ زاہد و عابد تو تہجد کی نماز کے بعد اذان فجر کے انتظار میں جاگ ہی رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے بھی بیدار ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے لحن میں کسی محبوب کی آواز کی خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطر کرتے ہوئے فریضہ صلوٰۃ فجر کو ادا کرتے ہیں۔ جس کے بعد مسجد کی چھت قرآن الفجر کے محبین سے گونجنے لگتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح جلد اپنے مکان کے صحن میں درس دینے والے ہوتے ہیں اس واسطے ہر طرف سے متعلمان درس بڑے اور چھوٹے بچے اور بوڑھے پیارا قرآن بغلوں میں دبائے حضرت کے مکان کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں صحن مکان بھر جاتا ہے۔ حضرت کے انتظار میں کوئی اپنی روزانہ منزل پڑھ رہا ہے، کوئی کل کے پڑھے ہوئے کو دُہرا رہا ہے۔ کیا مبارک فجر ہے مومنوں کی۔ تھوڑی دیر میں حضرت کی آمد اور قرآن خوانی سے ساری مجلس بُقعۂ نور نظر آنے لگتی ہے۔ نصف پارہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے تفسیر کی جاتی ہے۔ سائلین کے سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ تقویٰ وعمل کی تائید بار بار کی جاتی ہے۔ لطیف مثالوں سے مطالب کو عام فہم اور آسان کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اندرون مکان میں عورتوں کو درس قرآن دیا جاتا ہے۔ پھر ظہر کے بعد سب لوگ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوتے ہیں۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے جاتے ہیں اور صبح کی طرح وہاں پھر درس ہوتا ہے۔ بعد مغرب مسجد اقصیٰ میں حافظ جمال الدین صاحب تراویح میں قرآن شریف سناتے ہیں اور حضرت

کے مکان پر حافظ ابوالليث محمد اسماعیل صاحب سناتے ہیں ۔غرض اس طرح قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور سننے کا ایسا شغل ان ایام میں دن رات رہتا ہے کہ گویا اس مہینہ میں قرآن شریف کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اپنے دردمند دل کی دعاؤں کے ساتھ قرآن شریف سناتے ہیں۔ ہر درس کے بعد سامعین کے واسطے دعا کرتے ہیں ۔ اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس درس رمضان کو کلام امیر میں درج کیا جائے اور اُس کے صفحات بھی دو یا چار ہر ہفتے الگ رکھے جائیں تاکہ جواحباب چاہیں ان صفحات کو بعد میں الگ کر کے ایک کتاب بنا سکیں ۔اس اخبار میں دوصفحات لگائے گئے ہیں ۔ اگلے میں انشاء اللہ تعالیٰ چار لگائے جائیں گے تاکہ جلد یہ کاپی الگ ختم ہو جائے ۔کلام امیر قرآن رمضان کی شان کے لحاظ سے خوشخطی اور خوبصورتی اور خوشنمائی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔اخباری مسطر کی گنجائی نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کو سب دوست سال کے آخر میں جلد کرا کر اپنے پاس محفوظ رکھنا ضروری خیال کریں گے۔

ضمیمہ درس جو پہلے اخبار کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور اب آخری پارہ چھپ رہا ہے اور عنقریب ختم ہونے والا ہے اُس کے پورا ہونے پر ایک دور قرآن شریف کے نوٹوں کا مکمل ہو جائے گا۔لیکن اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے ایام میں چند پارے ایسے ہیں جن کا درس حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے دیا تھا۔اُن پاروں کا درس اُس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی دیا تھا اور وہ نوٹ محفوظ ہیں اس واسطے اُس دور کے ختم ہونے پر اخبار کے ساتھ وہ پارے بطور ضمیمہ کے شائع ہوتے رہیں گے تاکہ ایک دفعہ سارا قرآن شریف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ العزیز کا بیان کردہ احباب کو پہنچ جائے۔اُس کے بعد پھر ضمیمہ درس میں دوسرا دور شروع کیا جائے گا جس میں صرف وہ باتیں لکھی جائیں گی جو کہ پہلے دور میں درج نہیں ہوئیں اور اس طرح یہ سلسلہ ضمیمہ کا برابر جاری رہے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

بعض دوستوں کی یہ بھی رائے ہے کہ نئے دور میں ایک ورق قرآن شریف کا اور ایک ورق کتاب حدیث صحیح بخاری کے نوٹ ہوں ۔اس کے واسطے ناظرین کی رائے طلب کی جاتی ہے۔

اب ہم درس قرآن رمضان کو شروع کرتے ہیں اور سب سے اوّل حضرت

خلیفۃ المسیح کی تمہیدی تقریر کو لکھتے ہیں جو کہ حضور نے اس درس کے شروع میں کی۔(ایڈیٹر)

نوٹ۔اس درس میں سیپاروں کے نمبر اور سیپاروں کے رکوع کے نمبر دیئے جائیں گے۔

یاد رہے کہ قرآن شریف پر رکوع کا نمبر رکوع کے خاتمہ پر دیا جاتا ہے، رکوع کے شروع میں نہیں دیا جاتا۔مثلاً جہاں قرآن شریف میں لکھا ہوگا ع تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سورۃ کا دوسرا رکوع ختم ہوا ہے اور سیپارے کا ساتواں رکوع ختم ہوا ہے اور اس رکوع میں چھ آیات پڑھی گئی ہیں۔''ع'' کے درمیان کا نمبر تعداد آیت کا ہوتا ہے اوپر کا نمبر سورۃ کا ہوتا ہے اور نیچے کا نمبر سیپارے کا ہوتا ہے۔اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہاں سے رکوع شروع ہوتا ہے۔یہ بات نہیں ہے بلکہ یہاں رکوع ختم ہوتا ہے۔ ۱

یہی وجہ ہے کہ پہلے ہی پارہ میں الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کے حاشیہ پر کوئی علامت رکوع کی نہیں لگائی گئی ہے۔سب سے پہلا ''ع'' جو قرآن شریف کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے وہ سورہ بقرہ کی ساتویں آیت کے خاتمہ پر لفظ عظیم کے بعد ہے۔ ع اس کا یہ مطلب ہے کہ سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع یہاں پورا ہوا اور پہلے پارہ کا پہلا رکوع یہاں پورا ہوا اور اس پہلے رکوع میں سات آیات ہیں۔رکوع شماری میں سورۂ الحمد کو پہلے پارے میں شمار نہیں کیا جاتا۔الفاظ کی تشریح میں رکوع کی آیات کا نمبر بھی دیا جائے گا تا کہ تلاش میں آسانی ہو۔

....

یکم رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ عَلٰی صَاحِبِهَا التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ

۱۵/اگست ۱۹۱۲ء بوقت صبح

تقریری تمہید

میں نے قرآن شریف کو بہت غور، فکر، تدبر اور توجہ سے پڑھا ہے۔ہمیشہ پڑھتا ہوں اور آج بھی بہت غور سے پڑھا ہے۔دعائیں کرتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں اور قرآن شریف کو پڑھتا ہوں۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا بنایا ہے اور اُس کے اندر ایسے قویٰ رکھ دیئے ہیں کہ وہ تمام

دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ ہر چیز کو اپنے تصرف اور قابو میں لانے کی کوشش کرتا ہے جنگل کے جانوروں کو اُس نے قبضے میں کیا۔ ہاتھی جیسے بڑے جانور کو پاؤں کے انگوٹھے کے اشارے کے ماتحت چلایا۔ گھوڑے جیسے طاقتور جانور سے سواری کا کام لیا۔ آگ اور پانی کو اپنے تصرف میں لاکر ریل بنائی ۔ جہاز چلائے۔ اب ہوا میں اوپر ایروپلین چل رہے ہیں ۔ پھر بس نہیں دن بدن آگے بڑھتا ہے نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے۔ ایک کپڑے ہی کو دیکھو۔ اس کو بنانے کے واسطے کیا کچھ عقل خرچ کی گئی ہے۔ پُرانے کرگہ سے لے کر نئے ملوں تک اور پھر اُس کے آگے روز نئی ترقی ہے۔ ایسے باخبر ہوشیار عاقل، فہیم، صاحب فراست کی روحانی ضروریات اور ترقیوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف عطا کیا ہے۔

قرآن شریف تمام اختلافات کو مٹانے کے واسطے آیا ہے مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ بجائے اس کے کہ اس کتاب پر عمل کریں اور اُس کے ذریعہ سے اختلافات مٹائیں خود قرآن شریف کو نَعُوذُبِاللّٰہ ۔نَعُوذُبِاللّٰہِ ۔نَعُوذُبِاللّٰہِ موجب اختلاف بناتے ہیں اور خود اس میں بھی اختلاف نکالنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ انسان میں قوت اور طاقت ادراک بہت ہے۔ جس طرف اپنی طاقت کو چلائے اُسی طرف چلتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔ قرآن شریف کی طرف جو کچھ منسوب کیا جارہا ہے وہ ممکن ہے کہ ایک حد تک درگزر کے قابل بھی ہو مگر بعض دفعہ بات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ عقائد پر بھی حملہ کیا جاتا ہے۔ میں نے اس امر کا ذکر اس واسطے کر دیا ہے کہ تم اس درس کے سننے میں اس بات پر غور کرتے جاؤ کہ آیا قرآن شریف کہاں تک الجھاتا ہے یا سلجھاتا ہے۔

مسلمانوں کے درمیان ایک جماعت ایسی بھی ہے جو وحدت وجود کی قائل ہے۔ ان کے خیال میں ہم سب خدا ہیں یا ہر ذرہ خدا ہے۔ بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ بڑے بڑے دیندار اور دنیادار بھی اس میں گرفتار ہیں۔ سرسید کا بھی یہ مذہب تھا کہ سارا نیچر مل کر بحذف تشخصات خدا ہے۔ ان خیالات کے لوگ عموماً بے باک ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ اباحت تک ان کی نوبت پہنچتی ہے۔

بعض لوگ وہ ہیں جو ملائکہ اور شیطان کے وجود کے قائل نہیں۔ صرف اپنے نفس کی ایک قوت کو

فرشتہ یا شیطان کہتے ہیں۔

کچھ وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف کے صرف باطنی معنے کرتے ہیں۔اس میں شک نہیں کہ باطنی معنے بھی ہوتے ہیں مگر ان لوگوں نے ظاہر کو بالکل چھوڑ ہی دیا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔

ایک اور جماعت بڑے زور شور سے طیار ہو رہی ہے ہزاروں لاکھوں ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ وہ کالجوں میں طیار ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن پر فضل کرے اور انہیں راہ راست پر لاوے۔ان کا یہ حال ہے کہ کوئی عبادت انہوں نے اپنے ذمے نہیں لگائی۔نہ نماز پڑھتے ہیں، نہ روزہ رکھتے ہیں، نہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، نہ حج کو جاتے ہیں، ہاں بڑے بڑے لیکچر دیتے ہیں کہ اسلام کے واسطے یہ کرنا چاہئے اور مسلمانوں کے واسطے وہ کرنا چاہئے اور قوم کے واسطے ہم ایسے دردمند ہیں اور فکر مند ہیں اور غمگین ہیں۔شراب پیتے ہیں اور شراب کے نشہ میں تقریریں کرتے ہیں اور کیا کیا شکلیں بناتے ہیں مگر عمل سے خالی ہیں۔ہاں ان میں سے مستثنیٰ بھی ہیں۔

ایسے ہی ....ایک جنٹلمین نے ہمارے ایک احمدی سے پوچھا کہ تم ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔اُس احمدی نے خوب جواب دیا کہ جناب مسلمان دو قسم کے ہیں۔ایک تو ملاّں لوگ ہیں جن کو آپ حقارت سے دیکھتے ہیں اور ان کو میلے کچیلے لوگ بتلاتے ہیں اور اولڈ فیشن کہتے ہیں ان کے پیچھے تو آپ خود بھی نہیں پڑھتے اور نہ ان کی مسجدوں میں جاتے ہیں۔جنٹلمین نے کہا۔ہاں یہ ٹھیک ہے وہ بہت میلے لوگ ہیں۔احمدی نے کہا۔اچھا دوسرے آپ ہیں جو بخیال خود صاف ستھرے رہتے ہیں مگر آپ نماز پڑھتے ہی نہیں سو آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کی تجویز کی جائے تو نماز ہی جائے۔ جنٹلمین بولا کہ بات تو تمہاری معقول ہے۔

یہ جماعت کالجوں میں طیار ہو رہی ہے۔وہاں ان کو دین تو پڑھایا نہیں جاتا اس واسطے مذہب سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ایک انگریز کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی کی زنجیر کے ساتھ اُس نے ایک صلیب لٹکائی ہوئی تھی۔دریافت کرنے پر کہنے لگا کہ یہ مذہب کے خیال سے نہیں لٹکائی گئی یہ ایک قومی نشان ہے۔ہمارے دیسی جنٹلمین یورپ کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مذہب کی ضرورت نہیں سمجھتے اس

واسطے یہ بھی ایسے ہی بن جاتے ہیں۔ان کی تقلید کرتے ہیں مگر وہ بھی پوری نہیں۔ہم نے دیکھا ہے کہ انگریز کیسے ہی مذہب سے بے تعلق ہوں سونے کے وقت کم از کم تھوڑی سی انجیل ضرور پڑھ لیا کرتے ہیں مگر ان لوگوں سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ تھوڑا سا قرآن روزانہ پڑھ لیا کریں۔

ایسے ہی ایک جنٹلمین میرے آشنا تھے اور مجھ سے محبت رکھتے تھے۔ایک ایسا موقع پیش آیا کہ وہ اور میں عصر کی نماز کے وقت بہت دنوں تک متواتر جمع ہوتے تھے۔ جب میں نماز عصر کے واسطے اُٹھتا تو وہ بھی میرے ساتھ نماز میں شامل ہوتے مگر کسی دن میں نے ان کو وضو کرتے نہ دیکھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ بڑے نیک آدمی ہیں ہمیشہ باوضو رہتے ہیں۔ایک دن میں نے انہیں کہا کہ آپ تو وضو کے بڑے پابند ہیں ہمیشہ اس وقت آپ با وضو ہوتے ہیں ۔ فرمانے لگے ۔ ہاں ہم لوگ (جنٹلمین) رات کو شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں مگر صبح سویرے اُٹھ کر خوب نہا کر روز نئے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ دن بھر پھر کوئی ایسا کام نہیں کرتے۔ میں نے کہا۔اچھا تو آپ صبح کے بعد پھر وضو نہیں کرتے۔فرمانے لگے۔اور تو ہمیں معلوم نہیں اگر وضو کو توڑنے والی کوئی اور شئے ہے تو اس سے آپ مجھے مطلع فرماویں۔غرض اس قسم کے لوگ بھی اس زمانہ میں بکثرت طیار ہو رہے ہیں۔

ایک اور قوم ہے ہر قسم کا شرک، دغا، فریب، دھوکہ بے ایمانی کر لیتے ہیں۔نماز نہیں پڑھتے، جھوٹ بول لیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں پھر بزرگ کے بزرگ بنے بیٹھے ہیں۔ یہ گدی نشین لوگ ہیں۔ نہ انہیں نماز سے تعلق نہ قرآن شریف سے کوئی غرض۔ **اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ** دنیا نیکوں سے خالی نہیں۔

پھر بعض علماء ہیں وہ قرآن شریف کے الفاظ سے اپنے مطلب کے مطابق عجیب عجیب باتیں بناتے ہیں۔ میں نے ایک عالم دیکھا۔ یہاں آیا۔ ہمارا کتب خانہ دیکھتا تھا۔اچھا مولوی صاحب یہ جو قرآن شریف میں آیا ہے کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام :۱۶۱) جو ایک نیکی کرے اُسے دس گنا بدلا ملے گا۔کیا یہ پختہ بات ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں پختہ بات ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔تب مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں تو اسی واسطے

ہر ماہ میں تین دن نماز پڑھ لیتا ہوں مہینے کی نمازوں کا ثواب مل جاتا ہے۔ یہ حال علماء کا ہے۔

یہ باتیں میں نے تم کو اس واسطے سنائی ہیں کہ اب جو میں قرآن شریف تمہیں سناؤں گا اور اللہ تعالیٰ نے عمر، صحت اور توفیق دی تو ابتدا سے انتہاء تک سناؤں گا۔ تم غور کرتے جاؤ کہ آیا یہ امور جو لوگ بناتے ہیں اور کرتے ہیں فی الحقیقت قرآن شریف میں موجود ہیں یا یونہی کسی لفظ کی ٹانگ پکڑ کر یہ لوگ گھسیٹ کر کہیں کہیں لے جاتے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تم ان باتوں کو دل میں رکھو اور غور سے سنو۔ کیا ایسی باتوں کی تائید آیات قرآنی سے نکلتی ہے یا کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا چال چلن دیکھتے ہیں مگر خود اُس پر عمل کوئی نہیں کرتے۔ تم اس واسطے سنو کہ عمل کرو نہ اس واسطے کہ صرف سن لو یا اپنی کاپیوں میں نوٹ کر لو اور بس۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البینۃ:۶)۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اللہ کے واسطے کرو جس میں کوئی ملاوٹ ریاء کی نہ ہو اور نہ کوئی اپنی نفسانی غرض ہو۔

قرآن شریف جامع کتاب ہے وہ تمام اختلافات کو مٹانے کے واسطے آئی ہے۔ بعض دفعہ ایک لفظ کے دو تین چار معنے ہوتے ہیں اور لغت میں اختلاف ہوتا ہے۔ یہ اس واسطے ہے کہ تمہیں دعا، محنت، تدبر، فہم کے واسطے موقع مل جائے۔

قرآن شریف میں تمام اصول مفصل اور مدلل بیان کئے ہیں۔ حدیث میں دلائل نہیں ہیں۔ عمل کے واسطے حدیث بہت مفید اور بابرکت ہے۔ بخاری کو میں نے بہت پڑھا ہے۔ اب بھی پڑھتا ہوں۔ صحابہ، تابعین کا عملدرآمد بڑی ہدایت اپنے اندر رکھتا ہے۔

قرآن شریف اصل ہے۔ پھر حدیث۔ پھر تعامل، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیاء اور صلحائے امت کا۔ اس کا علم اور اس پر عمل رضائے الٰہی کے حصول کا موجب ہے۔ یہ ہماری نجات کا ذریعہ ہے اور اسی طرح سے کام چلتا ہے۔

آج دھواں دھار تقریریں کرنے والے اور مضامین لکھنے والے خود عمل نہیں کرتے۔ شراب کی مذمت میں تقریریں کرتے ہیں حالانکہ خود اُس وقت شراب پیئے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت نے اپنا مذہب متعلق خدا، ملائکہ، قرآن، قرآن شریف، صحابہ، اولیاء اللہ، فقہا بیان کیا۔ چونکہ حضور نے اپنا یہ مذہب اپنی وصیت کے رنگ میں عربی زبان میں ایک دفعہ لکھا تھا۔ اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فائدہ عام کے واسطے وہ وصیت بمعہ ترجمہ یہاں درج کر دی جائے۔ اس کے اندر وہ ساری تقریر آ جاتی ہے جو اب حضرت صاحب نے فرمائی۔

وصیّت نورالدین

هٰـذَا شَهَـادَتِـىْ اَمَـانَةٌ عِنْدَ كُلِّ مَنْ سَمِعَ اَوْنَظَرَ فَفَهِمَ بَعْدَ اَنْ اَشْهَدْتُّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَلٰٓئِكَتَهٗ عَلَيْهَا. وَاَنَا الْفَقِيْرُ اِلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. نُوْرُ الدِّيْنِ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ كَاسْمِهٖ. اٰمِيْن.

اِنَّ الـلّٰـهَ تَعَالٰى رَبِّىْ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ. وَاِنَّ الـلّٰهَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَـهُ الْـمُـلْكُ وَلَـهُ الْـحَـمْـدُ. اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ. وَاِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْ ءٍ عَلِيْمٌ يُدَبِّرُ ا لْاَمْرَ مِنَ السَّمَآ ءِ اِلَـى الْاَرْضِ، اَلْـقَـادِرُ، اَلْـفَعَّالُ لِمَا يُرِيْدُ، اَلسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَـكْـلِيْمًا وَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَهُوَ الْغَنِىُّ مِنَ الْعَالَمِيْنَ. اِسْتَوٰى عَلٰى عَرْشِهٖ وَلَيْسَ كَـمِثْلِهٖ شَىْءٌ .اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْ ءٍعِـلْمًا وَخَلْقًا وَوَسِعَ كُلَّ شَىْ ءٍ عِـلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْ ءٍعَدَدًا يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى. اَ لَايَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَا للَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ. (الملک:۱۵) عَـالِـمُ الْـغَيْـبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ـ هُـوَ الْاَ وَّلُ لَيْـسَ قَبْلَهٗ شَىْءٌ هُوَ الْاٰخِـرُ لَيْـسَ بَعْدَهٗ شَىْءٌ هُوَ الظَّاهِرُ لَيْسَ فَوْقَهٗ شَىْءٌ هُوَا لْبَاطِنُ لَيْسَ دُوْنَهٗ شَىْءٌ لَا رَآدَّ لِقَـضَـآئِـهٖ وَلَا مُـعَـقِّـبَ لِـحُكْمِهٖ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَتَـمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ـ لَا مُبَـدِّلَ لِـكَلِمَاتِهٖ وَلَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ وَلَا يَـظْـلِـمُ رَبُّكَ اَحَدًا. وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ وَلَوْ شَآءَ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ـ يَغْضَبُ وَيَـرْضٰـى وَيَـفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ۔ لَا تُـدْرِكُـهُ الْاَبْـصَـارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَ بْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَمَعَ هٰذَا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

وَالْقُرْاٰنُ كَلامُ اللّٰهِ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى مَوْلَانَا وَ رَسُوْلِنَا خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ .اُرْسِلَ اِلَى النَّاسِ نَعَمْ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً. قَالَ تَعَالٰى قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: ۱۵۹) وَنَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ وَوَعَدَ اَنَّهُ حَافِظُهُ كَمَا قَالَ تَعَالٰى اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۱۰) وَهُوَ هُدًى وَّرَحْمَةٌ وَّشِفَاءٌ وَّرَوْحٌ وَّفَضْلٌ. وَكِفَايَةٌ وَقَدْ كَفٰى.

وَالْمَلٰٓئِكَةُ حَقٌّ وَالرُّسُلُ حَقٌّ وَكِتٰبُ اللّٰهُ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ حَقٌّ وَلَمْ يَزَلِ اللّٰهُ رَبًّا رَحِيْمًا مُّتَكَلِّمًا وَلَا يَزَالُ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا وَالْقَبْرُ وَالسُّؤَالُ فِيْهِ وَالنَّشْرُ وَ الْحَشْرُ حَشْرُ الْاَجْسَادِ وَالْحِسَابُ وَفَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ وَالصِّرَاطُ وَالشَّفَاعَةُ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ فَضْلًا عَنِ الصَّغَائِرِ وَلَرَفْعُ الدَّرَجَاتِ حَقٌّ، نَعْمَآءُ الْجَنَّةِ حَقٌّ فَهِيَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُوْذٍ وَآلَامُ النَّارِ وَاَنَّ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرٍ حَقٌّ. وَاِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَايُرِيْدُ (هود:۱۰۸)وَقَدْ سَبَقَتْ رَحْمَتُهُ غَضَبَهُ وَاِنَّهُ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ وَاَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ.

ثُمَّ الْاِسْلَامُ بُنِيَ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ. وَاِنَّ الصَّلٰوةَ وَسِوَا هَا كَمَا ثَبَتَتْ فِي التَّعَامُلِ وَالسُّنَّةِ وَكَمَابُيِّنَتْ مُشَرَّحًا فِي الْمُؤَطَّا وَالْبُخَارِيِّ وَرَاَيْنَاهَا فِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَيْقَنَّا اَنَّهَا سَبِيْلُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَالَ تَعَالٰى وَمَنْ.....يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۶). وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ تَعَالٰى كَمَا اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ مَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِهٖ، كَمَا قَالَ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران: ۲۳) وَكَمَا اَمَرَبِاطَاعَتِهٖ اَمَرَنَا طَاعَةَ رَسُوْلِهٖ وَاِطَاعَةَ اُولِي الْاَمْرِ. فَقَالَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء :۶۰) . بَلْ وَقَالَ فِيْ اِطَاعَةِ الْوَالِدَيْنِ

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمٰن :۱۶)

وَلا بُـدَّ اَنْ نُّقَدِّمَ اِطَاعَةَ اللّٰهِ وَاِطَاعَةَ كِتَابِهٖ عَلٰى اِطَاعَةِ الْخَلْقِ. وَاِطَاعَةُ رَسُوْلِهٖ اِطَاعَتُهٗ تَعَالٰى عَزَّ سُلْطَانُهٗ كَمَا قَالَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء :۸۱) وَاُحِبُّ اِتِّبَاعَ السَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبة :۱۰۰). فَاِنَّهُمْ اَوَّلُ مَنْ تَزَكّٰى بِتَزْكِيَةِ حَبِيْبِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالْخُلَفَآءُ الرَّاشِدُوْنَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ مَاكَانُوْا وَلَا وَاحِدٌ مِّنْهُمْ مُنَافِقًا اَبَدًا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَصَفَ الْمُنَافِقِيْنَ بِاَنَّهُمْ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبة:۷۴) وَهٰٓؤُلَآءِ نَالُوْا مَا هَمُّوْا. وَهُمْ مِصْدَاقُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور :۵۶). وَهُمُ الْغَالِبُوْنَ كَمَا ذَكَرَ فِي الْمَائِدَةِ. وَعَلِيٌّ مِّنْهُمْ صِهْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَتَنُهٗ وَزَوْجُ بِنْتِ الرَّسُوْلِ فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ وَحُبُّهٗ اِيْمَانٌ وَبُغْضُهٗ نِفَاقٌ وَهُوَ اَخُ رَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى وَمِنْهُمْ سَيِّدٌ وَهُوَ حَسَنُ الْمُجْتَبٰى. اَللّٰهُمَّ تَرٰى فِيْ قَلْبِيْ حُبَّهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنَّهٗ مِصْدَاقُ يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ الْفِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاُحِبُّ اَخَاهُ الْحُسَيْنَ سَيِّدَ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُتِلَ غِرًّا مَظْلُوْمًا شَهِيْدًا وَاُبْغِضُ فِيْ مُقَابَلَتِهِ الْعَنِيْدَ ذَالْخَيْبَةِ فَاِنَّهٗ مَااَثْنٰى عَلَيْهِ اَحَدٌ خَيْرًا بَلْ اَثْنَوْا عَلَيْهِ شَرًّا.

وَاُحِبُّ الْعَشَرَةَ الْمُبَشَّرَةَ وَاَصْحَابَ الْبَدْرِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَمَنْ قُتِلَ فِيْ اُحُدٍ وَّجَمِيْعَ مَنْ بَشَّرَهٗ سَيِّدُنَا. وَقَرَاْنَا فِي الصِّحَاحِ بَلْ وَمَنْ اَسْلَمَ عَلٰى يَدِهِ الْكَرِيْمَةِ وَمَاتَ عَلَى الْاِسْلَامِ كَمُعَاوِيَةَ وَمُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ مَا كَذَبَ مِنْهُمْ اَحَدٌ

فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ عَنِ الرَّسُوْلِ الْاَکْرَمِ وَمَا کَانَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَطْرَشَ. وَتَرَکْتُ مِنْ بَدْوِ الشُّعُوْرِ الرَّوَافِضَ وَالشِّیْعَۃَ وَالْخَوَارِجَ وَالْمُعْتَزِلَۃَ وَالْمُقَلِّدَۃَ الْجَامِدَۃَ التَّارِکِیْنَ لِنُصُوْصِ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّۃِ وَالْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ الثَّابِتَۃِ لِقَوْلِ اَحَدٍ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَمَعَ ھٰذَا اُحِبُّ اَبَا حَنِیْفَۃَ وَمَالِکاً وَالشَّافِعِیَّ وَاَحْمَدَ وَمُحَمَّدَ بْنَ اسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیّ وَاَصْحَابَ السُّنَنِ وَالْفُقَھَاءَ وَالْمُحَدِّثِیْنَ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ وَاُعَظِّمُ مَا عَلَیْھِمْ، وَ اُحِبُّ اِتِّبَاعَھُمْ فَاِنَّھُمْ ھُمُ الْقُدْوَۃُ وَاُثْنِیْ عَلَیْھِمْ خَیْرًا وَاَحْتَاجُ اِلٰی تَحْقِیْقَاتِھِمْ وَمَعَ ھٰذَا اُقَدِّمُ مَنْ قَدَّمَہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَاَعْتَقِدُ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ قَبْلَ رَفْعِہٖ اِلَیْہِ کَمَا وَعَدَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (اٰل عمران:۵۶) وَمَا قُتِلَ وَمَا صُلِبَ وَثَبَتَ رَفْعُہٗ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ (النساء :۱۵۹) وَقَدَّمَ سُبْحَانَہٗ فِی الْوَعْدِ تَوَفِّیْہِ وَمَا قَدَّمَہُ اللّٰہُ قَدَّمْنَا وَمَا اَخَّرَہٗ اَخَّرْنَا ثُمَّ اللّٰہُ جَعَلَ الْاَرْضَ کِفَاتًا اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا. وَقَالَ تَعَالٰی مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ (اٰل عمران:۱۴۵) فَخَلٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا خَلَتِ الرُّسُلُ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الَّذِیْ نَازِلٌ نَزَلَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَعَدَ لَنَا فِی الْقُرْاٰنِ فِی النُّوْرِ بِاَنَّ اللّٰہَ یَسْتَخْلِفُ مَنْ یَّسْتَخْلِفُ مِنَّا. وَصَرَّحَ رَسُوْلُنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ النَّازِلَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ وَشَھِدَ اللّٰہُ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ وَاُوْلُو الْعِلْمِ بِاَنَّہٗ ھُوَ. وَشَھِدَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِاَنَّہُ الْمَھْدِیُّ وَالطَّاعُوْنُ وَالْجَدْبُ وَالْقِتَالُ بِاَنَّہُ الْمُرْسَلُ کَمَا قَالَ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰھُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ (الانعام:۴۳) وَفَوْزُہٗ وَفَلَاحُہٗ مَعَ مُخَالِفِیْہِ الْاٰرِیَۃِ وَالْبَرَاھِمَۃِ وَالنَّصَارٰی وَالسِّکھ وَالْعُلَمَآءِ وَالْمُتَصَوِّفِیْنَ وَالْحُکَّامِ وَاَقَارِبِہٖ بَنِیْ عَمِّہٖ بِبَکْرَۃِ اَبِیْھِمْ بِاَنَّہٗ ھُوَ الْمُطَاعُ. وَتَحَدِّیْہِ وَنُصْرَتُہٗ بِاَنَّہٗ ھُوَ عَلَی الْحَقِّ۔

یہ میری شہادت ہے ہر ایک جو اس کو سنے یا دیکھے اور سمجھے اس کے پاس یہ میری امانت ہے سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے فرشتوں کو اپنی اس وصیت پر گواہ کرتا ہوں میں ربّ العالمین کا ایک فقیر ہوں اور میرا نام نورالدین ہے اے اللہ! تو اس نام والے کو اسم بامسمّٰی بنادے۔آمین۔

میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کی بخششیں بغیر ہماری کسی محنت کے ہمیں عطا ہوئیں اور جو ہماری محنتوں کو بارآور کرتا ہے۔ جزاء وسزا کے وقت کا وہ مالک ہے وہ اللہ ایک ہے بے احتیاج ہے نہ اس کو کسی نے جنا تھا اور نہ آگے اس نے کسی کو جنا اور نہ اس کی کوئی برابری کرنے والا ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں سب بادشاہی اس کی ہے سب حمد اس کے لئے ہے وہ زندہ ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ آسمان سے زمین تک تمام امور کی تدبیر کرتا ہے وہ قدرت والا ہے جو ارادہ کرتا ہے وہی کر لیتا ہے سنتا ہے دیکھتا ہے اسی نے موسیٰ سے کلام کیا اور اس کے خوبصورت نام ہیں اور وہ سب سے بے پرواہے۔ وہ اپنے عرش پر ٹھیک ٹھاک حکمران ہے اور کوئی اس کی مانند نہیں اس کے علم اور خلق کا احاطہ سب پر ہے اور اس کا علم سب پر وسیع ہے اور ہر ایک شے کو اس نے گن رکھا ہے وہ چھپے رازوں کو جانتا ہے اور مخفی باتوں سے آگاہ ہے۔ کیا وہ جس نے پیدا کیا نہیں جانتا؟ حالانکہ وہ تو بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔

وہ غیب کو جانتا ہے ظاہر سے آگاہ ہے۔ اس کی ذات برتر ہے اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں۔ وہ اوّل ہے اس کے قبل کوئی نہیں وہ آخر ہے اس کے بعد کوئی نہیں وہ ظاہر ہے اس کے اوپر کوئی نہیں وہ باطن ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس کی قضا کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور اس کے حکم کو کوئی موڑ نہیں سکتا۔ اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے اور تیرے ربّ کی باتیں صدق وعدل سے پوری ہوئیں۔ اس کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور تیرا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اللہ کی حجت سب پر غالب ہے اگر وہ چاہتا سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا۔ وہ غضبناک ہوتا ہے اور راضی بھی ہوتا ہے اور بندہ کی توبہ پر خوش ہوتا ہے اور آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر

سکتیں اور وہ سب بصارتوں پر احاطہ کرتا ہے۔ وہ باریک باتوں سے خبردار ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ کئی منہ اس دن خوش ہوں گے اور اپنے ربّ کی طرف نظر کرنا ان کو نصیب ہوگا۔

اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے رُوح الامین نے یہ کلام ہمارے مولیٰ اور ہمارے رسول خاتم النبیین اور سردار بنی آدم رحمۃً للعالمینؐ پر نازل فرمایا۔ یہ رسول لوگوں کی طرف ہاں تمام جہان کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہہ دے اے لوگو! خدا کی طرف سے تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ خدا نے جو سب باتوں سے عمدہ بات نازل فرمائی ہے وہ قرآن ہے اور خود اس نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ہم نے ہی یہ نصیحت نامہ نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ کلام ہدایت ہے، رحمت ہے، شفا ہے، روح ہے اور فضل ہے اور کفایت کرنے والا ہے اور بیشک اس نے کفایت کی۔

اور فرشتے حق ہیں اور رسول حق ہیں اور اللہ کی کتاب حق ہے اور جو کچھ اس سے پہلے نازل ہوا وہ سب حق ہے۔ اور ہمیشہ سے اللہ ربّ رحیم کلام کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا ہر شے کو اس نے پیدا کیا اور ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کیا۔ اور قبر میں سوال اور مُردوں کا جی اٹھنا اور جسموں کا پھر نکلنا اور حساب کا ہونا اور ایک گروہ کا بہشت کو جانا اور ایک گروہ کا دوزخ میں جانا اور صراط سے گزرنا اور چھوٹے گناہ تو کجا بڑے بڑے گناہوں کی شفاعت اور درجات کی بلندی یہ سب باتیں حق ہیں اور ضرور ہونے والی ہیں۔ جنت کی نعمتیں حق ہیں اور وہ (یعنی جنت) ایک ایسی نعمت ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی اور آگ کا عذاب، اور اس پر انیس داروغوں کا ہونا یہ سب حق ہے۔ بے شک تیرا رب بخوبی کرسکتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور اللہ کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ گئی ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور سب حاکموں کا حاکم ہے اور سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔

اسلام کی پانچ بنا ہیں۔ اوّل گواہی دینا کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کا رسول ہے دوم نماز سوم زکوٰۃ چہارم روزہ پنجم حج۔ اور نماز اور دیگر عبادات اس طرح ہیں جس طرح تعامل اور سنّت سے ثابت ہے اور جس طرح اس کی تشریح مؤطّا اور بخاری میں آچکی ہے ہم نے مومنوں کو

ویسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یقین کیا ہے کہ یہی مومنوں کی راہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مومنوں کی راہ کے سوا کسی اور راہ کی تلاش کرے ہم اسے اُدھر ہی پھیر دیں گے جِدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم تک پہنچا دیں گے جو بہت بُری جگہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ ہمیں حکم فرمایا ہے کہ نازل کردہ کتاب پر ایمان لائیں ایسا ہی یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ محمدؐ اس کے رسول کی اتباع کریں جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے اے رسول ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم سے پیار کرے گا۔اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم فرمایا ہے ایسا ہی اپنے رسول کی اور حاکم وقت کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور جو تم پر حاکم ہو اس کی بھی اطاعت کرو بلکہ والدین کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا ہے۔اور فرمایا ہے کہ اگر تیرے والدین یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے حالانکہ تجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں دیا گیا تو اس معاملہ میں ان کا کہنا نہ ماننا باقی دنیا میں ان کا اچھی طرح سے ساتھ دو۔

ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو خلقت کی اطاعت پر مقدم کیا جاوے اور اس کے رسول کی اطاعت خود اس کی اطاعت ہے جو سب پر غالب ہے۔جیسا کہ فرمایا ہے اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔میں اس بات سے محبت رکھتا ہوں کہ مہاجرین میں سے سابقین اوّلین کی اتباع کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سبقت لے جانے والے پہلے مہاجر اور انصار اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سب سے پہلے پاک کئے گئے تھے۔اور ان میں سے خلفاء جو راہ راست پر چلنے والے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ ان میں سے کوئی بھی منافق نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی صفت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جس امر کا قصد کرتے ہیں اس کو حاصل نہیں کر سکتے لیکن اِن بزرگوں نے جس امر کا قصد کیا اُس میں کامیاب ہوئے اور وہ اس کے مصداق ٹھہرے کہ جو تم میں سے ایمان لائے گا اور عمل صالح کرے گا ہم ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیں

گے اور وہی غالب رہیں گے جیسا کہ سورۃ مائدہ میں ذکر ہوا ہے اور انہیں میں سے حضرت علیؓ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور آنحضرتؐ کی بیٹی فاطمہؓ بتول ان کے گھر میں تھی اُن کے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور اُن کے ساتھ بُغض رکھنا نفاق ہے وہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے اور ان کا مرتبہ ایسا تھا جیسا کہ ہارونؑ کا موسیٰؑ کے پاس تھا اور انہیں میں سے سید حسن المجتبیٰ تھے۔ اے اللہ تو میرے دل میں ان کی محبت دیکھتا ہے۔ خدا اُن سے راضی ہو وہ اس امر کے مصداق ہوئے کہ اُن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ اور میں اس کے بھائی حسینؓ سے بھی محبت رکھتا ہوں جو اہل جنت کے نوجوانوں کا سردار تھا جو دھوکا سے مظلوم شہید ہو کر مارا گیا اور اس کے مقابلہ کے دشمن نامراد کے ساتھ بغض رکھتا ہوں کسی نے بھی اس کی نیک تعریف نہیں کی بلکہ انہوں نے اس کی برائی بیان کی۔

اور میں ان دس سے بھی محبت رکھتا ہوں جن کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی اور ان سے بھی جو جنگ بدر میں شامل تھے اور ان سے جو بیعت الرضوان میں شامل تھے اور ان سے جو جنگ احد میں قتل کئے گئے تھے اور ہر ایک سے جس کو آنحضرتؐ نے بشارت دی اور ان کا ذکر ہم نے صحاح (ستّہ) میں پڑھا ہے بلکہ ہر ایک سے میں محبت رکھتا ہوں جو آپؐ کے دست مبارک پر اسلام لایا اور اسلام پر فوت ہوا جیسا کہ معاویہ اور مغیرہ ابن شعبہ۔ ان میں سے کسی نے رسول اکرمؐ سے دین کے معاملہ میں جھوٹ نہیں بولا اور نہ ان میں سے کوئی بہرہ تھا۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے ترک کر دیا ہے، روافض اور شیعہ کو خوارج اور معتزلہ کو اور ایسے مقلّدین کو جو کسی ایک کے قول کی خاطر قرآن وسنّت اور احادیث صحیحہ کے نصوص کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن اور اس کے ساتھ میں ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد سے محبت رکھتا ہوں اور محمد بن اسماعیل بخاری اور اصحاب السنن اور فقہاء اور محدّثین سے محبت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ میں ان کی اور ان کے اقوال کی تعظیم کرتا ہوں اور ان کے متبعین سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ مقتدا لوگ ہیں ان کی اچھی

تعریف کرتا ہوں اور ان کی تحقیقات کا محتاج ہوں اور باوجود اس کے میں اسی کو مقدم سمجھتا ہوں جس کو اللہ اور اس کے رسول نے مقدم کیا اور میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہلے وفات دی پھر اپنی طرف اُن کا رفع کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ دیا تھا کہ میں تجھے مارنے والا ہوں اور پھر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور وہ نہ قتل کیا گیا اور نہ صلیب دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے اس کا رفع ثابت ہے بلکہ اللہ نے اس کا اپنی طرف رفع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں موت کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ جس چیز کو خدا نے پہلے رکھا اس کو ہم بھی پہلے رکھتے ہیں اور جس کو پیچھے رکھا اس کو ہم بھی پیچھے رکھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہی زندہ اور مردوں کے ٹھہرنے کی جگہ بنائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمدؐ ایک رسول ہے اور اس سے پہلے سب رسول گزر چکے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح گزر گئے جس طرح پہلے رسول گزر گئے تھے ان پر صلوٰۃ وسلام اور عیسیٰ ابن مریم جو نازل ہونے والا تھا وہ نازل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صلوات اور سلام اس پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ نور میں وعدہ فرمایا تھا کہ خلیفہ جو ہوگا تم میں سے ہوگا اور رسول کریم سید الاوّلین والآخرین سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی تھی کہ نازل ہونے والا تم میں سے ہی ایک امام ہوگا اور اللہ نے اور اس کے فرشتوں نے اور صاحبانِ علم نے گواہی دی ہے کہ یہی وہ ہے جو آنے والا تھا اور سورج اور چاند نے بھی شہادت دی ہے کہ یہی مہدی ہے۔ اور طاعون نے اور قحط نے اور جنگوں نے ثابت کر دیا کہ یہی مرسل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے اور تجھ سے پہلے امتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر ہم نے وہاں کے باشندوں کو قحط اور بیماری میں مبتلا کیا۔ اور خدا نے اس کو بامراد کیا ہے باوجودیکہ آریہ اور برہمو اور عیسائی اور سکھ اور علماء اور صوفی اور بعض حُکّام اور چچازاد بھائی اور اقارب اور سب نے سارا زور لگا کر اس کی مخالفت کی باوجود اس کے اس کی کامیابی ثابت کرتی ہے کہ وہ امام ہے اور اس کا تحدّی کرنا اور پھر خدا سے نُصرت پانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔

ایک اور مصیبت ایک اور مصیبت ہم پر یہ ہے کہ بہت سی اصطلاحات لوگوں نے آپ بنائی ہیں

اور پھران کو قرآن وحدیث پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مجوسی، صابی، یہودی، عیسائی بہت لوگ عرب میں اوراس کے قریب قریب آباد تھے۔ان کے علاوہ عرب کے کناروں پر ایک فلسفیوں کا مذہب جاری ہو چکا تھا اور بہت لوگ اس کو اختیار کر چکے تھے۔انہوں نے بہت سی اصطلاحیں عجیب درعجیب گھڑی تھیں اور پھر اپنے مطلب کے مطابق اُن اصطلاحات کو قرآن وحدیث پر لگا کر نئے نئے معنے کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک بلا ہے۔جتنی منطق فلسفہ طبیعات آجکل پڑھی جاتی ہے۔

قال اقول، ایساغوجی، مسلم، میر زاہد، صدرہ، شمس بازغہ وغیرہ اٹھارہ کتابیں ہیں۔ان کی اصطلاحات کے ماتحت قرآن شریف کے معنے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہت سے طلباء اس میں گرفتار ہیں۔اللہ ہی ہے جو کسی ذریعہ سے اس کو گھٹائے۔

دوسری صدی کے اخیر میں اور تیسری کی ابتداء میں ایک کتاب لکھی گئی جس کی اصطلاحات کی بنا لفظ عقل پر رکھی گئی ہے۔لکھا ہے ایک عقل اوّل ہوتا ہے ایک عقل دوم۔ایسا ہی جو عقل دسویں ہے وہ اصل خالق اور ربّ ہے۔ایک عقل فعّال ہوتا ہے۔اس قسم کی بہت سی بیہودگیاں گھڑی گئی ہیں۔ میں تو ان پر تھوکتا بھی نہیں۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ میں نے تم کو سنایا ہے تا کہ تم ان سے بچو۔

ایسا ہی ایک شخص نے لکھا ہے کہ خَلْعُ النَّعْلَیْنِ سے یہ مراد ہے کہ دین اور دنیا دونوں کے تعلقات کو چھوڑ دو۔نَعْلَیْن سے مراد ایک دین اور دوسری دنیا ہے۔نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔ یہ جھوٹی بات ہے اور کسی خودغرض نے اپنے پاس سے بنائی ہے۔

یہ اصطلاحیں لوگوں نے آپ گھڑی ہیں قرآن شریف نے نہیں بتلائیں۔ نہ صحابہ وتابعین نے، نہ ائمہ دین نے، نہ لغت عرب نے۔[۳۱]

سورۃ الفاتحة

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ سارے جہانوں کا ربّ ۔ عبادت کے لائق وہی ہے اسی کے لئے سب محامد ہیں ۔ اس میں حکم ہے کہ عبادت اسی کی کی جائے جو سارے جہانوں کا ربّ ہے ۔ کوتاہ نظر لوگ اپنی نادانی سے کسی ادنیٰ چیز میں اپنے زعم کے مطابق کوئی حسن یا احسان خیال کر کے اُسی کی پرستش کرنے لگتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اُن کے عقیدہ باطل کی تردید فرماتا ہے کہ وہ اشیاء ربّ العالمین نہیں ہیں سب جہانوں کی ربوبیت نہیں کر سکتے ، تم خود دیکھ رہے ہو ۔ پھر وہ عبادت و اعلیٰ محامد کے لائق کیونکر ہو سکتے ہیں ۔ ماں کے پیٹ سے لے کر بچپن ، جوانی ، بڑھاپا ، موت تک ہر حالت میں اور ہر جگہ انسان اللہ تعالیٰ کی ربویت کا محتاج ہے بلکہ باپ کے جسم میں بلکہ عنصری حالت میں ۔ پھر بعد الموت جو حالات انسان پر وارد ہونے والے ہیں ان سب میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ربوبیت کام آوے گی ۔ لوگ پتھر ، مورت ، تصویر ، قبر ، آدمی ، فرشتہ وغیرہ کیا کیا کی پرستش کرتے ہیں ۔ یہ سب عبادت بے سود ہے کیونکہ یہ اشیاء ربّ العالمین نہیں بلکہ خود ربّ العالمین کی ربوبیت کے ماتحت ہیں ۔ یہی دلائل **الرحمٰن ۔ الرحیم ۔ مالک یوم الدین** میں مذکور ہیں ۔

نَعْبُدُ ۔ یہ ایک دعویٰ ہے کہ اے اللہ ہم تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور کریں گے ۔ ہمارے سب کام تیری ہی اطاعت کے لئے ہیں اور ہوں گے اور کسی کی پرستش ہم نہیں کرتے نہ کریں گے ۔ عبادت کے اصول یہ ہیں کہ جس کی عبادت کی جائے ۔

اُس کے ساتھ کامل محبت ہو ۔

اُس کے حضور اپنا کامل تذلل ہو ۔

کیا معنے اُس کے حضور میں کامل تواضع و انکسار کیا جائے جو اُس کا ارشاد ہو اُس کے مطابق عملدرآمد ہو ۔ ہر وقت اُسی پر بھروسہ ہو ۔

نَسْتَعِیْنُ ۔ میں جتلایا گیا ہے کہ آدمی کو سست نہیں ہونا چاہئے بلکہ چست کام کرنے والا بننا

چاہئے۔ شیطان انسان کو دھوکا دیتا ہے کہ تو کمزور ہے یہ دینی خدمت ادا نہیں کرسکتا اور وہ نہیں کرسکتا۔ کئی ایک نالائق عذر دل میں پیدا ہو جاتے ہیں کہ ہم معذور ہیں مسجد نہیں جا سکتے یا روزہ نہیں رکھ سکتے یا نماز جمع کر لینی چاہیے۔ ایسے عذرات سے بچنا چاہئے۔ چستی سے خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ نَعْبُدُ کا دعویٰ اور سستی میں بھلا کیا تعلق۔

صِرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ سارا قرآن شریف صراط مستقیم سیدھی راہ دکھانے کے واسطے آیا ہے صراط مستقیم وہی ہے جو نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، صالحین کی راہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی راہ، آپ کے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا تعامل۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول کی اطاعت ضروری نہیں۔ ایسے لوگوں کو عملدرآمد کی توفیق نہیں ملتی۔

اَلْمَغْضُوْب اور اَلضَّآلّ۔ مَغْضُوْب وہ قومیں ہیں جنہوں نے علم پڑھا پر اُس پر عمل نہ کیا اور ضَآلّ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دینی علم پڑھا ہی نہیں یا کسی سے بے جا محبت کی یا محبت میں غلو کیا۔

مسلمانوں کو صراط مستقیم کی دعا مانگنے کی ضرورت

سوال۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ سب لوگ جو مسلمان ہیں وہ تو خود صراط مستقیم پر ہیں۔ اب ان کو صراط مستقیم کی دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔

جواب میں حضرت نے فرمایا۔

اوّل تو یہ کہنا غلط ہے کہ سب مسلمان ہیں۔ مسلمان کہاں ہیں؟ چوریاں کرتے ہیں، زنا کرتے ہیں اور ان باتوں کو پسند کرتے ہیں بلکہ ضروری و حلال جانتے ہیں۔ جیل خانے ان سے بھرے پڑے ہیں۔ وحدت ملیہ اور غیرت دینیہ کا ان میں نام نہیں۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ۔ کیا یہ مسلمان ہیں؟

پھر کیا وہ مسلمان ہیں جو پورٹ بلیر میں اور گجپت کے قلعہ میں مقید ہیں۔ یا وہ رنڈیاں جو بازاروں میں پائی جاتی ہیں وہ مسلمان ہیں۔ یا وہ عیاش جو صبح کو رنڈیاں پسند کرتے ہیں اور رات کو بدکاری کرتے ہیں وہ مسلمان ہیں یا وہ امراء مسلمان ہیں جنہوں نے شریعت کا کوئی حکم اپنے واسطے ضروری نہیں سمجھا۔ کیا کسی نواب یا بادشاہ اسلام بلکہ مکہ شریف کے پاس کوئی بیت المال ہے اور اس

میں ان کا تصرف بے جانہیں۔ یا وہ لوگ مسلمان ہیں جو قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ یا وہ عوام مسلمان ہیں جنہوں نے کبھی نماز کا نام نہیں لیا یا وہ ملاں مسلمان ہیں جو مساجد میں بدکاری کرتے ہیں اور جنابت کے ساتھ امامت کرتے ہیں۔ یا عدالتوں کے وہ گواہ مسلمان ہیں جو قرآن شریف لے کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ یا وہ مقدمہ باز اور وکیل مسلمان ہیں جو خود ایسے گواہ بناتے ہیں۔ آہ! مسلمان کہاں ہیں؟ ذرا قرآن شریف پڑھو۔ ذرا قرآن شریف پڑھو۔ اس میں مومنوں کی کیا نشانی لکھی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (الانفال :۳)۔ترجمہ۔مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دھڑکتے ہیں اور جب اُن پر نشانات الٰہی پڑھے جائیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ اپنے ربّ پر بھروسہ کرے ہیں۔ ایسا ہی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ذکر الٰہی سے اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس غور کرو کہ ایسے لوگوں کو صراط مستقیم مانگنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

دوم۔ جیسا کہ دنیوی امور میں ترقی کی کوئی حد نہیں ایسا ہی دینی امور میں بھی ترقی کی کوئی حد نہیں۔ دنیوی مثال دیکھو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے وقت انسان پیادہ جاتا ہے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا ہے۔ پھر ہاتھی کی سواری ہے۔ پھر بیل گاڑی، اکّہ، ٹم ٹم، فٹن ہے۔ پھر بائیسکل، موٹر، ٹریم، ریل، جہاز ہے اور اب ایک نئی سواری ایروپلین ہے ابھی بس نہیں۔ دیکھئے آگے کیا کچھ ایجاد ہوتا ہے۔ یہ دنیوی راہوں کے طے کرنے کے ذرائع ہیں۔ ایسا ہی دینی راہوں کے طے کرنے واسطے بھی طریقے ہیں اور محامد الٰہیہ اور اس کی رضا کی راہوں کے علم میں ترقی کی حد نہیں۔ علماء، اولیاء، انبیاء جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں اسی قدر انشراح بڑھتا جاتا ہے۔ میں نے آج قرآن شریف شروع کرنے سے قبل دعا کی ہے۔ ہر دفعہ جب قرآن شریف سناتا ہوں مجھے ایک نیا انشراح ہوتا ہے اور ہر دَور میں کچھ نئے علوم کھلتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں جو لٹریچر تھا اس میں آج بہت فرق ہو گیا ہے۔ الفاظ کا ہجا کرنے تک طریق بدل گیا ہے۔ ہر روز طریقہ تعلیم میں ایک نئی

راہ نکلتی ہے۔ آنحضرت ﷺ تک کو تو حکم ہوتا ہے کہ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵) دعا مانگ کہ اے ربّ میرا علم بڑھا۔ جب یہ دعا آپ کی ہے ﷺ تو ہم کون ہیں جو کامل ہو چکے۔ یہ سب صراط مستقیم ہے۔

فطرت انسانی انسان کی منی کے ان کیڑوں میں جو کچھ بننے والے ہوتے ہیں تین صفات عجیبہ پائے جاتے ہیں۔

(۱) چلنے میں انحراف نہیں کرتے۔ ادھر اُدھر نہیں ہوتے سیدھا چلتے ہیں۔

(۲) پیچھے نہیں ہٹتے۔

(۳) ان کا ایک انتہائی مقصد ہوتا ہے کہ انڈے کے اندر گھس جائیں۔ اس مقصد کو نہیں چھوڑتے۔

ان ہر سہ باتوں کی ہم کو اب بھی ضرورت ہے۔ انسان کی ترقی اگر ہر آن جاری نہ رہے تو وہ مر جاتا ہے۔ ہر آن دوران خون کے چلتا رہنے کی ضرورت ہے جو انسان کل تھا وہ آج نہیں۔ ہر آن جسم میں ایک تغیر ہے۔ ہم بچے تھے، جوان ہوئے، اب بوڑھے ہو گئے۔ وہ جسم جو بچپن میں تھا وہ کہاں ہے۔ اسی طرح ہر وقت علم میں بھی ترقی چاہئے۔ کل والا علم آج کے واسطے بس نہیں اور اسی طرح عمل میں ترقی ضروری ہے۔

سورة البقرة

پارہ اوّل۔ رکوع اوّل

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کا جواب ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ ایک ہی کتاب دیکھی، لکھی، پڑھی، پڑھائی، سنی اور سنائی۔ اس کے سوائے آپ نے کوئی اور کتاب نہ دیکھی۔ یہود و نصاریٰ کو کہا گیا تھا۔ فَأْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ (الصافات:۱۵۸) مگر کوئی نہ لایا۔

(اور لاتے کہاں سے۔ ان کے پاس کوئی کتاب اپنی اصلی حالت پر موجود تو تھی ہی نہیں۔ نبی کے

سامنے کتاب پیش کرنا کوئی آسان امر نہ تھا۔عوام کے سامنے پیش کر لینا اور کہہ دینا کہ یہ خدا کا کلام ہے آسان امر ہے مگر خدا کے نبی اور پھر خاتم النبیین کے سامنے بائبل یا اس کے اجزاء رکھے جاتے تو ساری قلعی کھل جاتی۔آخر انبیاء اور ان کے انکشاف کی کہانیاں تو انہوں نے سنی ہوئی تھیں۔جرأت ہی نہ ہوئی کہ کوئی کتاب افضل الرسل کے سامنے پیش کرے۔مدعی بنیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ایڈیٹر)

لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ نہ اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی بات ہے اور نہ کوئی شک وشبہ کی جگہ ہے۔کتاب کی تو یہی حالت ہے باقی کوئی اور آدمی شکی ہو اس کے لئے جواب موجود۔(دیکھو وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ کو)۔

هُدًى۔ یہ وہ ہدایت ہے جسے سورۂ فاتحہ میں طلب کیا گیا تھا۔اسے سیکھو اور اس پر عمل کرو۔اس راہ پر چلو یہ خدا نے تمہارے لئے بنایا ہے۔

مُتَّقِيْن۔تمہاری دعا قبول ہوئی۔خدا نے متقی بننے کا طریقہ بتلا دیا۔پہلے جس قدر متقی دنیا میں گزرے اور جو آئندہ متقی ہوں گے ان کے طریق بھی سب اس میں درج کئے گئے۔یہ کامل ہدایت نامہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (النساء:۲۷) اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پہلے نیک لوگوں کی راہیں تم پر ظاہر کرے اور ان پر تجھے چلائے اور تم پر رجوع برحمت ہو۔اللہ تعالیٰ کو سب علم ہے کہ پہلے لوگوں کی کیا راہیں تھیں اور وہ اپنی حکمت کاملہ سے اُنہیں تم پر کھولتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔ اس آیت شریفہ میں کامیابی کے تین اصول بتلائے گئے ہیں۔ایمان[1] بالغیب، دعا[2] اور اللہ کی[3] راہ میں خرچ کرنا۔دراصل ہر ایک کام جس کو انسان اختیار کرے اس میں انسان تب ہی کامیاب ہوسکتا ہے جبکہ یہ تین کام کرے۔سب سے اوّل غیب سے کام لیا جاتا ہے۔تمام ریاضی کی بنیاد غیب پر ہے۔نقطہ، دائرہ اور خط سب فرضی ہوتے ہیں اور اسی پر سب ریاضی کا علم بنتا ہے۔علم حساب بھی فرضی باتوں سے شروع ہوتا ہے۔لڑکوں کو سوال حل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے کہ ایک شخص کے پاس دس ہزار روپیہ

ہے۔ وہ تجارت کرتا ہے اس بھاؤ خریدتا ہے اُس بھاؤ بیچتا ہے۔ بتلاؤ کیا منافع ہوگا۔ یہ سب فرضی باتیں ہیں نہ کوئی شخص ہے، نہ کچھ روپیہ ہے، نہ کوئی تجارت ہے لیکن اسی سے بچہ بڑا حساب دان بن جاتا ہے۔ پولیس بھی غیب سے کام چلاتی ہے۔ اس کو پکڑو، اس کی تلاشی لو، آخر مقدمہ نکل ہی آتا ہے۔

ایسا ہی دعا اور توجہ ہے۔ میری تحقیق ہے کہ جو شخص ہدایت کے واسطے دعا نہیں مانگتا وہ کبھی فائدہ نہیں اُٹھاتا۔

تیسرا گُر کامیابی کا خرچ کرنا ہے۔ ہر ایک کام کے واسطے پہلے کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے پھر اتنا ہی نفع ہوتا ہے۔ ریل بنائی جاتی ہے۔ ایک میل پر ایک لاکھ روپے کے خرچ کا اندازہ ہوتا ہے۔ جب یہ خرچ ہو چکتا ہے تو پھر آمدنی بھی کروڑوں کی ہوتی ہے۔

مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ پہلے لوگوں کو جو ہدایت نامے آئے وہ سب قرآن شریف میں موجود ہیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ جہان کب سے ہے اور خدا کے نبیوں اور رسولوں اور کتابوں کا کیا شمار ہے۔ یسوعی لوگ دنیا کی عمر پانچ چھ ہزار سال قرار دیتے ہیں اور آریہ لوگ بھی کچھ ہند سے لکھ کر دنیا کی عمر قرار دیتے ہیں مگر قرآن شریف نے کوئی حد بندی نہیں کی۔ ہاں اُن تمام مشترکہ ہدایت کی باتوں کو جو پہلوں پر نازل ہوئیں اور ہمارے لئے ضروری ہیں اس پاک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

آیت ۵۔ مُفْلِحُوْنَ ۔ مظفر و منصور کامیاب۔ یہ ہدایت یافتوں کا نشان ہے۔ اگر آجکل مسلمان ہدایت پر ہوتے تو وہ ایسے ذلیل و حقیر نہ بنتے بلکہ اپنے ہر کام میں مظفر و منصور ہوتے۔

آیت ۶۔ کفار تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) وہ جو بات کو سنتے ہی نہیں اور انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔

(۲) وہ جو بات کو سن تو لیتے ہیں مگر کچھ توجہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہاں ایسی باتیں سنا ہی کرتے ہیں۔ اور یہ دلیلیں سنی ہوئی ہیں۔ کچھ قابل توجہ نہیں۔

(۳) تیسرے وہ جو توجہ کرتے ہیں مگر اچھی چیز کو سمجھ کر بھی قبول نہیں کرتے۔

جو کفار ایسے ہیں کہ ان کی سخت دلی اُس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ عذاب الٰہی سے ڈرانا بھی کچھ کارگر نہیں ہوتا۔ انہوں نے جن قوتوں سے کام لینے سے انکار کیا ہے وہ قوتیں ان کی چھین لی جاتی ہیں۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک تحصیلدار اپنے عہدے سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ سرکار کا کام پورا نہیں کرتا تو بالآخر اُسے عہدہ تحصیلداری سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ خدا کی باتوں کو کسی حالت میں نہیں ماننے میں آتے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر ہو جاتی ہے۔ پھر کسی بات کا اثر ان پر نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ بعض ہندو فقیر اپنا ہاتھ اونچا کرتے ہیں اور اسی طرح رہنے دیتے ہیں اور نیچے نہیں کرتے تو کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ ہاتھ وہیں خشک ہو جاتا ہے اور اس میں نیچے آنے کی طاقت رہتی ہی نہیں پھر اگر وہ چاہیں بھی کہ اُسے نیچے کریں تو بھی نہیں کر سکتے۔

رکوع دوم

آیت۳۔ زَادَ۔ چونکہ ان پر یہ ابتلا نئے مسائل کی وجہ سے تھا جو کہ ان کے رسم و رواج یا عام خیالات کے خلاف تھے۔ اس واسطے فرمایا کہ ایسے مسائل تو دن بدن بڑھتے جائیں گے۔ ابھی قرآن شریف نازل ہو رہا ہے ساتھ ہی ان کا مرض بھی بڑھتا جائے گا۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ یہ لوگ ہمیشہ دکھ میں رہیں گے کیونکہ مسلمانوں کی فتوحات دن بدن ترقی کریں گی۔

آیت۷۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ تحقیر کرتے ہیں۔ خفیف سمجھتے ہیں۔ هُزُوَ کے معنے ہیں۔ تحقیر کرنا۔

آیت۹۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ ۔ ان کی تجارت بھی ان کے لئے فائدہ مند نہ ہوئی۔

اس کی مثال انگریزوں کے حالات میں خوب پائی جاتی ہے۔ کس قدر وسیع تجارت کرتے ہیں۔ سب ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سب زبانیں سیکھتے ہیں۔ تمام علوم میں ترقی کرتے ہیں۔ لیکن

یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اپنے مذہب کی اصلاح کر لیں ۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ان کی تجارت نے ان کو یہ فائدہ نہ دیا کہ وہ راہ پانے والے ہو جاتے۔

ہرایک ملک سے وہاں کی صنعت کا نمونہ لے جاتے ہیں۔ چکیاں، جوتیاں، لوہاروں کی چیزیں، ترکھانوں کی چیزیں، کشیدہ، برتن۔ غرض ہر شے کا نمونہ ہر ملک سے لیتے ہیں اور اس کی نقل کرتے ہیں بلکہ اس سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اتنی عقل نہیں اور نہ توفیق ملتی ہے کہ اور مذاہب میں سے اچھے مذہب کو قبول کریں اور اُس سے فائدہ اُٹھائیں۔

آیت ۱۲۔ صَيِّبٍ ۔ دین کے کام میں مشکلات ہوتے ہیں اور یہ مشکلات منافقوں کی منافقت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ منافقوں کو جب لڑائی کا حکم ہوتا تو عذر کر دیتے۔

یہاں ہم نے ایک شخص کو جو مہاجر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا ایک نصیحت کی کہ تم اپنی محنت سے کچھ اپنے لئے کما لیا کرو سُست بیٹھنا اچھا نہیں۔ تو بہت خفا ہو کر بولا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ٹوکری اُٹھاؤں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی ایک اور شخص کو نصیحت کی کہ کچھ ملازمت یہاں کر لے جس سے گزارہ چل جائے اور کسی سے کچھ مانگنا نہ پڑے۔ تو بولا کیا میں محمد علی کو اپنا بادشاہ بنا لوں۔ یہ سب فضول تکبر کے کلمات ہیں۔

بعض منافق ایسے ہوتے ہیں کہ کچھ حصہ شریعت کو مانتے ہیں باقی پر عمل کرنے سے ڈرتے ہیں۔ جس حصے میں شامل ہوتا ہے اس کی برسات رحمت اُس پر پڑتی ہے مگر بعض باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ بارش میں اگر چہ بڑی بڑی رحمتیں ہیں مگر ابتلاء بھی ہیں۔ مثلاً رات کا وقت ہو اندھیرا ہو۔ بادلوں کے سبب چاند اور ستارے بھی نظر نہ آویں۔ ایسی سخت تاریکی پھر گرج اور کڑک۔ کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ہم کشمیر سے آ رہے تھے۔ ٹانگہ پر سوار تھے۔ راستہ میں ایک جگہ ہوا کی بالکل بندش کے سبب بہت تکلیف تھی۔ ٹانگہ والا بھی کہتا تھا کہ غضب ہے۔ تھوڑی دیر میں خدا تعالیٰ نے بادل بھیجے خوب بارش ہوئی۔ سڑک پر پانی ہو گیا جس سے ٹانگے کو چلنے میں دقت ہوئی۔ ٹانگے والا بولا

غضب الٰہی میں چلتے تو تھے اب رحمت الٰہی تو چلنے بھی نہیں دیتی ۔یہی حال منافق کا ہے۔

منافق جہاد میں جانے سے ڈرتا ہے کہ کہیں موت نہ آ جائے۔بعض لوگ اپنی ملازمت پر معقول تنخواہ پاتے ہیں لیکن وہ عہدہ ایسا ہوتا ہے کہ وہاں رشوت لے سکتے ہیں ساتھ والوں کو رشوت لیتے ہوئے دیکھ کر رہ نہیں سکتے ۔آخر اس بدی میں گرفتار ہو جاتے ہیں یہ عملی منافق ہیں۔

ایسے لوگ اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں اور دلائل دینے لگتے ہیں۔ایسوں کے متعلق فرمایا کہ ان کو تھوڑی بینائی لگی ہے مگر جو لگی ہے وہ بھی کہیں جاتی نہ رہے۔

بعض لوگ انگریزوں کی نقل کے سبب چھری کانٹے سے کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک دفعہ چھری سے کھایا تھا یا پتلون کے سبب کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایسا کیا تھا۔ یہ منافق ہیں کیونکہ دین کی باتیں جب ان کو سنائی جاتی ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے ۔صرف اپنے نفسانی مطالب کے مسائل مانتے ہیں باقی کے متعلق کہتے ہیں کہ مشکلات ہیں عمل نہیں ہو سکتا ہم کیا کریں۔

منافق کا دل کمزور ہوتا ہے۔ نہ اس میں قوت فیصلہ اور نہ تاب مقابلہ۔اسی واسطے فرمایا کہ تم فیصلہ تو کر نہیں سکتے کہ حق بات کون سی ہے اور یہاں مسائل دن بدن بڑھیں گے۔سارا قرآن شریف نازل ہو گا۔تمہارا مرض بھی ساتھ ہی ساتھ بڑھتا جائے گا اور مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہے گی۔ زَادَهُمُ اللّٰهُ ۔یا تو دعا کے رنگ میں ہے یا امر واقعہ ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔

رکوع سوم

آیت۱۔ تَتَّقُوْنَ ۔اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

آیت۲۔ بِنَآءً ۔آسمان کو جہاں دیکھو گول ہی نظر آتا ہے۔جیسے ڈیرہ اور خیمہ۔

نِدّ ۔مدِّ مقابل ۔نہ خدا کا کوئی شریک ہے نہ اس کا کوئی مدِّ مقابل ہے۔

آیت۵۔ رُزِقْنَا ۔یہ وہی چیز ہے جس کا ہم کو پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا۔

آیت۶۔ لَا يَسْتَحْيٖ ۔نہیں رکتا۔

بَعُوْضَةً ۔منافقوں کے متعلق جب آگ جلانے کی مثال دی گئی تو بڑبڑانے لگے کہ آگ تو مچھر ہٹانے کے واسطے جلائی جاتی ہے کیا ہم مچھر ہیں جو ہمارے واسطے ایسی مثال پیش کی گئی ہے۔

آیت ۷۔ فَاسِقِيْنَ۔ بدعہد۔

آیت ۸۔ تُرْجَعُوْنَ ۔اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔

اسْتَوٰى ۔متوجہ ہوا۔

رکوع ۴

آیت ۱۔ خَلِيْفَةً ۔ خَلِيْفَةً مِّنَ اللّٰهِ۔خدا کی طرف سے بنا ہوا خلیفہ۔

خلیفۃ اللہ کے یہ معنے کرنے کہ اللہ کا قائمقام غلط ہیں۔ ہم نے کبھی کسی انسان کو انسانوں کی ربوبیت کرتے نہیں دیکھا۔اس واسطے ایسے معنے مشرکانہ ہیں۔

خلیفہ وہ ہے جو کسی کے بعد آوے یا کسی کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔

نافذ الحکم اور بادشاہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں۔

وَنَحْنُ ۔ملائکہ نے پہلے عذر کیا مگر پھر کہا کہ ہم بہرحال حاضر ہیں۔

آیت ۲۔ سوال ہوا کہ اس مقام پر آریہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایسی باتیں آدم علیہ السلام کو سکھائیں جو فرشتوں کو معلوم نہ تھیں۔ پھر اسے فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔

جواب۔ فرمایا۔فرشتوں کو یا انسان کو جو کچھ ملا ہے سب خدا ہی کی طرف سے ہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ہمیں خدا نے کسی بیماری کا ایک نسخہ سکھلا دیا۔دوسرے نہیں جانتے وہ اس میں ہمارے محتاج ہیں جس کو ہم بتائیں وہی جانے۔اسی طرح ملائکہ کو ارشاد ہے کہ تم سب ہماری تعلیم میں محتاج ہو جس کو ہم پڑھائیں وہی پڑھے۔

اَسْمَاء۔ وہ اسماء کیا تھے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھلائے۔بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ وہ زبان تھی۔بعض نے لکھا ہے کہ وہ اسماء الٰہیہ تھے۔بعض کے نزدیک کلمات دعائیہ تھے مگر ایسی تحقیقاتوں میں توغل کرنا ایک بے فائدہ کوشش ہے۔

ترتیب۔اس سورۂ شریف میں سب سے اوّل ایمانداروں کا ذکر ہے۔پھر وہ جو کافر ہوئے۔ اُس کے بعد منافقوں کا ذکر ہے۔

پہلے علمی رنگ میں ان امور کا ذکر تھا اس کے بعد نام لئے گئے۔ پہلے آدمؑ کا ذکر ہے پھر ابلیس کا۔درمیان میں اعتراض کرنے والوں کی غلطی کا اظہار ہے۔

مخلوق دو قسم کی ہے۔ایک وہ جو نور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ان میں ملائکہ ہیں، نیک لوگ ہیں اور تمام مفید اور بابرکت اشیاء ہیں۔دوسری جو ظلمت سے تعلق رکھتی ہیں۔ان میں ابلیس ہے شریر لوگ ہیں اور تمام موذی جانور اور ضرر دینے والی اشیاء ہیں۔بعض شریر آدمیوں کو بھی قرآن شریف میں شیطان کہا گیا ہے۔مثلاً اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (البقرۃ:۱۵) جبکہ اپنے سرداروں شیطانوں کی طرف علیحدہ ہوتے ہیں۔خدا کے نیک بندوں کو فرشتہ کہا جاتا ہے۔حضرت یوسف کے متعلق مصر کی عورتیں بول اُٹھیں۔مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یوسف :۳۲)۔یہ انسان نہیں یہ تو صرف فرشتہ ہی ہے۔(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ مولوی شیر علی صاحب بی اے کے متعلق فرمایا تھا کہ شیر علی تو فرشتہ ہیں۔ایڈیٹر)

بعض جگہ میں نے ملک کا ترجمہ نیک بندے یا شیطان کا ترجمہ شریر لوگ کیا ہے۔اس سے کسی کو یہ دھوکہ نہ لگے کہ میں فرشتے یا شیطان کے وجود کا قائل نہیں ہوں۔میں ان کے علیحدہ وجود کو مانتا ہوں لیکن ان کے مظاہر بندوں میں اور دیگر اشیاء میں بھی ہوتے ہیں۔

آیت ۵۔ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ۔تکبر اور ابٰی بہت برا مرض ہے اور آجکل کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔فرمانبرداری بہت کم رہ گئی ہے۔فضولی، سُستی اور ساتھ ہی تکبر بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زیادہ تر یورپ سے سیکھا گیا ہے۔افسوس ہے کہ ہمارے لوگ یورپ کی نیکیاں نہیں لیتے اور ان کی بدیاں اختیار کرتے ہیں۔

آیت ۶۔شجرۃ۔ جھگڑے کو بھی کہتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ کسی جھگڑے کی بات میں نہ پڑو۔ نسل بڑھانے کو بھی شجرہ کہتے ہیں۔اسی واسطے شجرۂ نسب ہوتا ہے۔اور شجرہ کے معنے ہیں درخت۔

آیت ۷۔ عَدُوٌّ ۔ میں بھی اپنے دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ چوکس ہو کر رہو۔ مومن کو چاہئے کہ دشمن سے کبھی بے خبر نہ ہو۔

آیت ۹۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

خدا تعالیٰ کی ہدایت پر چلنے والوں کا یہ نشان بتلایا گیا ہے کہ ان پر حزن وخوف نہیں ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ والی دعا کا یہ نتیجہ ہے۔ یہ آیت قابل نوٹ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی حالت کو اس کے مطابق پرکھیں اور دیکھیں کہ آیا وہ اس درجے کو پہنچے ہیں یا کہ نہیں ۔ کیا مسلمانوں میں اب خوف وحزن نہیں ۔

رکوع ۵

آیت ۵۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ یہ غلط ہے جو کہا گیا ہے کہ عقل جوہر ہے۔ عقل جوہر نہیں بلکہ ایک صفت ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ (الحج:۴۷)۔

عقل کے معنے ہیں روکنا اور باندھنا۔ جو شخص حکم سن کر پھر نہیں رکتا وہ **لا یعقل** ہے۔

۱۵/اگست ۱۹۱۲ء جمعرات بعد نماز ظہر

مسجد اقصیٰ میں درس قرآن شریف شروع ہوا۔ درس دینے سے قبل حضرت نے فرمایا۔

جو لوگ ملازم ہیں وہ اپنی ملازمت پر چلے جائیں ۔ اپنے فرض منصبی کا حرج نہ کریں ورنہ ان کا مال طیب نہ رہے گا۔ درس کی خاطر اپنی نوکری کا نقصان نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کو ضائع نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ یہ درس تمہارے کانوں سے کسی اور ذریعہ سے نکلوا دے گا۔ جو لوگ دوکاندار ہیں ان کو بھی اپنی دکان کی فکر کرنی چاہئے ۔ ہماری طرف سے اجازت ہے ایسے لوگ چلے جائیں ۔ ہم تو ہمیشہ درس دیتے ہی رہتے ہیں وہ دوسرے اوقات میں سن سکتے ہیں ۔

آج کے حصہ درس (پہلا پارہ رکوع ششم سے شروع کر کے آخر تک) میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بندہ مغضوب کس طرح بنتا ہے۔ گویا قرآن شریف کی آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی تفسیر ہے۔ بعض لوگ ایسے بدنصیب ہوتے ہیں کہ مُنْعَمْ عَلَيْه بن کر پھر مَغْضُوْب عَلَيْهِمْ ہو جاتے

ہیں ۔ان کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ وہ کس قسم کی نافرمانیاں ہیں جن میں سے انسان اس حالت میں گرفتار ہوتا ہے۔

ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے حالات بسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہے۔توریت کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۵[۱] تا ۲۲ جو پیشگوئی درج ہے اس کے ذریعہ سے یہود پر حجت قائم کی گئی ہے کیونکہ یہود جس کتاب کی اشاعت کرتے تھے اس میں یہ پیشگوئی بوضاحت درج ہے۔اس سے یہود پر حجت قائم ہوتی ہے۔

(چونکہ ان رکوعوں میں یہود کا خصوصیت سے ذکر ہے اس واسطے یہود کے حالات پر اس جگہ حضرت نے درس میں ایک تقریر فرمائی جس کا مطلب حضرت کی ایک تحریر (ماخوذ از فصل الخطاب صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۲) سے اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔ایڈیٹر)

مدینے کی رونق افروزی کے وقت عرب تین قسم کے لوگ تھے۔ کھلے دشمن جیسے قریش اور اُن کے حلیف ۔ دوسرے معاہدین جیسے یہود کے مختلف قبائل ۔تیسرے منافق بظاہر اسلام کے ساتھ اور

---

[۱] نوٹ ۔۱۵۔خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو۔۱۶۔اس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تا کہ میں مر نہ جاؤں ۔۱۷۔اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔۱۸۔میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا ۔۱۹۔اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔۲۰۔لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے ۔۲۱۔اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں ۔۲۲۔تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر۔

بباطن کفار کے دوست ۔ عامّہ عرب میں بعض قومیں اسلام کی ترقی خواہ تھیں جیسے خزاعہ اور بعض دشمن کی فتح کے طالب جیسے بنو بکر ۔ اور بعض قومیں بالکل خاموش اور حیران تھیں ۔

آنحضرتؐ نے مدینہ میں پہنچتے ہی یہود سے ایک عہد کیا جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانوں کو خواہ قریش ہوں خواہ اہل یثرب (مدینے کا پرانا نام ہے) اور سب لوگوں کو چاہے کسی مذہب اور قوم کے ہوں جنہوں نے مسلمانوں سے صلح و آشتی رکھی ہے لکھ دیا ہے ۔ صلح اور جنگ کی ۔۵۔ حالت سب مسلمانوں کے لئے عام ہوگی اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے برادرانِ اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کریں ۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام ذلتوں اور اذیتوں سے بچائے جائیں گے اور ہماری امت کے ساتھ متساوی حقوق اُن کو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے ۔ یہودان بنی عوف بنی نجار بنی حارث بن حسم بنی غالب بنی اوس اور سب ساکنانِ یثرب مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک قوم سمجھے جائیں گے اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی آزادی کے ساتھ بجالائیں گے جیسے مسلمان اپنے رسومات دینی کو ادا کرتے ہیں ۔

یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو اُن سے دوستی رکھتے ہیں اُن کو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہے گی ۔ مجرموں کا تعاقب کیا جائے گا اور ان کو سزا دی جائے گی ۔ یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب کو سب دشمنوں سے بچانے میں کریں گے اور تمام وہ لوگ جو فرمان قبول کریں گے یثرب میں محفوظ و مامون رہیں گے ۔ مسلمانوں اور یہود کے دوست آشنا کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جاوے گا جیسا خود اُن کا کیا جاوے گا ۔

سب سچے مسلمان اُس شخص سے بیزار رہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم ، نا اتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہوگا اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کرے گا گو وہ کیسا ہی عزیز و قریب ہووے ۔ آئندہ جو تنازعات اِن لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کریں گے اُن کا فیصلہ خداوند عالَم کے حکم کے موافق رسولؐ اللہ فرمائیں گے ۔

تھوڑے دنوں بعد یہودان بنی نضیر اور بنی قریظہ اور بنی قینقاع اِس معاہدے میں شامل

ہو گئے۔ اِس فرمان سے وہ قبیح رسم دفع ہو گئی جو عرب میں رائج تھی کہ مظلوم ظالم سے انتقام لینے میں اپنی ذاتی قویٰ یا اپنے اعزہ کی طاقت پر بھروسہ کرتا تھا۔ دادرسی اور عدل گستری جنگ وجدل پر موقوف تھی۔ ابن ہشام صفحہ ۱۷۸ ولائف آف محمدؐ صفحہ ۲۷۔

یہود بڑے قسی القلب تھے۔ چونکہ وہ اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ بھی تھے اور عقیل بھی۔ اور فرقۂ منافقین سے اُن کو اتفاق تھا اور باہمی بھی یہود میں اتفاق تھا (برخلاف عرب جن میں باہمی سخت نااتفاقی تھی) لہٰذا وہ نہایت خطرناک دشمن اِس جمہوری سلطنت کے تھے جو شارع اسلام کے زیر حکومت قائم ہوئی تھی۔

ناتربیت یافتہ قوموں میں شاعروں کا وہی مرتبہ ہوتا ہے اور شاعر وہی اقتدار رکھتے ہیں جو اہل اخبار مہذب قوم میں۔ شعرائے یہود چونکہ نہایت ذی علم اور ذی شعور تھے لہٰذا اہل مدینہ پر بڑے حاوی تھے۔

اِس قوت کو اُنہوں نے اِس میں صَرف کیا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالنے لگے اور اُن میں اور فریق مخالف میں بُغض وعداوت کو ترقی دینے لگے۔ بلکہ مَیں کہتا ہوں باہم اہل اسلام میں اختلاف وعناد کا بیج بوتے تھے۔ شاس بن قیس یہودی نے ایک بار دیکھا کہ انصار مسلمان (مدینے کے اصل باشندے) باہم کمال محبت واتفاق سے بیٹھے ہیں اور خیال کیا یہ وہی گروہ اوس اور خزرج کا ہے جو ہمیشہ جنگ وجدل میں بسر کرتے تھے اب بالکل شیر وشکر ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کی بدولت کمال اتحاد اور اخوت کے ساتھ ملے جلے ہیں۔ اِس اتفاق کو دیکھ شاس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک جوان یہودی سے کہا تو ان میں بیٹھ جا اور باتوں باتوں میں بعاث[1] کی لڑائی کا قصہ چھیڑ دے اور وہ اشعار پڑھ سنا جو اُس وقت پڑھے گئے تھے۔ غرض اُس بدذات نے وہی کرتوت شروع کئے۔ آخر وہ نئے نئے اپنی قدیمی چال پر آ گئے اور باہم کہنے لگے آؤ اِس معاملے کو نیا کر دکھلائیں۔ خلاصہ کلام حرہ نام جگہ مقام جنگ تجویز

---

[1] باہم اوس اور خزرج کے ایک سخت جنگ ہوئی تھی اور اُس میں سینکڑوں آدمی اور امراء مارے گئے تھے اور کھیت اوس کے ہاتھ رہا تھا۔ ۱۲

ہوا اور ہتھیار لینے کو وہاں سے چل دیئے۔ مصلح عالم خیر خواہ بنی آدم کو خبر ہوگئی۔ آپؐ جھٹ پہنچ گئے اور فرمایا اے مسلمانو!

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَبِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ بَعْدَ اَنْ ھَدَاکُمُ اللّٰہُ لِلْاِسْلَامِ وَ اَکْرَمَکُمْ بِہٖ وَ قَطَعَ بِہٖ عَنْکُمْ اَمْرَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَاسْتَنْقَذَکُمْ بِہٖ مِنَ الْکُفْرِ وَ اَلَّفَ بِہٖ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ[1]

غرض یہ آرام بخش اور حیات افزا بات سن کر رو پڑے اور باہم گلے ملے اور آپ کے ساتھ شہر میں چلے آئے۔ اس وقت یہ آیت اُتری۔

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا (ال عمران:۱۰۰)[2]

اور انصار اہل اسلام کو قرآن نے بتایا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ (ال عمران:۱۰۱)[3]

بدر کی لڑائی میں چونکہ مسلمانوں کی فتح پر ایک طرف قریش مکہ آگ بگولہ ہو گئے تھے اور ایک طرف ان یہود کو غضب آیا اور ابوعفک نام یہودی نے آپ کے مار ڈالنے پر کوشش کی اور بہت اشعار میں لوگوں کو نبیؐ عرب کے مار ڈالنے کی ترغیب دی اِس واسطے وہ مارا گیا۔ کچھ عداوت سابقہ اور کچھ اس ابوعفک کا مارا جانا یہود کی خطرناک کارروائیوں کا باعث ہوا۔

---

[1] اللہ اللہ یہ جہالت کے دعوے اور مَیں تمہارے درمیان ہوں اس کے پیچھے کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کی اور اسلام کے ساتھ تم کو عزت بخشی اور جہالت کی باتیں تم سے کاٹ دیں اور اسلام کے باعث تم کو کفر سے نکالا اور تم کو باہم الفت دی۔۱۲

[2] اے کتاب والو! کیوں روکتے ہو خدا کی راہ سے ایمان والے کو۔ چاہتے ہو اس میں ٹیڑھا پن۔۱۲

[3] اے ایمان والو! اگر تم اطاعت کرو گے ایک گروہ کی اہل کتاب کے پھیریں گے وہ لوگ تم کو بعد تمہارے ایمان کے کافر۔۱۲

یہودان بنی قینقاع صنعت اور حرفت والی قوم تھے مگر اسکندریہ کے یہودوں کی طرح شریر و غدار، فاسق و فاجر تھے۔ ایک روز ایک نوجوان مسلمان لڑکی اُن کے بازار میں گئی اور بضرورت اپنے کاروبار کے ایک یہودی لوہار کی دکان پر پہنچی۔ نوجوانانِ یہود نے حرمت نسواں اور مہمان نوازی کے اصول کو بالائے طاق رکھ اُس نوجوان عورت کی ہتک حرمت اور آبروریزی چاہی۔ وہاں ایک مسلمان راہگیر اُس عورت کا شریک ہوگیا اور خوب مار پیٹ ہوئی۔ جو یہودی شرارت کا بانی تھا مارا گیا۔ تب یہودوں نے جمع ہو کر اُس مسلمان کو قتل کر ڈالا اور فتنہ عظیم برپا ہوا۔ ادھر مسلمان جوش میں آ گئے اور ہتھیار لے یہودوں پر جا پڑے اور طرفین میں لوگ مارے گئے۔ جونہی مصلح عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے فساد کو فرو کیا اور مسلمانوں کا طیش کم ہوا۔ اس عاقبت اندیش اور دوربین مصلح نے دیکھا غور کیا کہ اگر یہی حالت مدینے کی رہی تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ مدینہ باہمی فسادوں کا جنگ گاہ ہی نہ رہے گا بلکہ مخالف فرقوں کے لئے بے تردّد حملہ آوری کا باعث ہوگا۔ یہود خلافِ عہد کر ہی چکے تھے آنحضرتؐ فوراً یہود کے محلے میں جا پہنچے اور یہ حکم قرآنی اُترا۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (الانفال:۵۹)[۱]

اور اسی واسطے آپ نے خود تشریف لے جا کر یہود سے فرمایا۔ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا یہاں سے چل دو۔ یہود نے بڑی سختی سے جواب دیا[۲] کہ قریش کو شکست دے کر (بدر میں) نازاں نہ ہو وہ فنون جنگ سے ناواقف ہیں۔ اگر ہم سے لڑا تو دیکھے گا لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ یہ کہہ کر قلعہ بند ہوگئے اور آنحضرتؐ کی حکومت سے باہمہ عہد سرکش بن گئے۔ اس شریر قوم کا فتنہ فرو کرنا نہایت ضروری تھا۔ بنابراں اُن کا محاصرہ کیا گیا۔ پندرہ روز کے بعد قلعہ بند لوگ گھبرا گئے اور یہ کہہ کر اُتر آئے۔ محمدؐ صاحب جو ہماری نسبت فیصلہ فرمائیں وہ فیصلہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے پہلے سخت سزا تجویز فرمائی مگر

۱؎ اور اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کی دغا کا تو جواب دے اُن کو برابر کے برابر اللہ کو خوش نہیں آتے دغا باز۔۱۲

۲؎ ابن ہشام۔۱۲

آپؐ کا جبلی رحم، طبعی خلق ان کے سزا دینے پر غالب آ گیا۔ اور عبداللہ بن ابی نے بھی سفارش کی اِس لئے بنوقینقاع صرف جلاوطن کئے گئے۔

یہود کے ساتھ دوسری لڑائی کا نام غزوۂ بنونضیر ہے۔

کعب بن اشرف یہود میں ہاں بنونضیر میں کا سردار تھا اور بڑا شاعر، برخلاف عہدنامہ بدر کی لڑائی کے بعد قریش مکہ کے پاس پہنچا اور اُن کو بڑا طیش دلایا اور وعدہ کیا کہ ہم تم کو مدینے میں امداد دیں گے تم اسلام پر حملہ کرو اور اپنی جادو انگیز تقریر سے قریش کو انتقام پر آمادہ کیا۔ آخر قریش کعب بن اشرف کی اثر بھری تقریروں سے مدینے پر حملہ آور ہوئے۔ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر جبل اُحد کے پاس لڑائی ہوئی اور نیز کعب بن اشرف نے رسولِ خداؐ کے قتل پر منصوبہ باندھا مگر قدرت الٰہی سے وہ راز کھل گیا اور یہ کعب بن اشرف اپنی ایسی ایسی حرکتوں سے مارا گیا۔ بنونضیر کے دلوں میں اُس کے قتل کا رنج پیدا ہوا اور اُس پر یہ طرہ ہوا کہ ابو براء نام عامری آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دم دلاسا دے کر اپنے ہمراہ رسولِ خداؐ کے ستر حواری جو قرآن کے قاری تھے اِس عہد پر ساتھ لے گیا کہ ان کو ہر طرح امداد دی جائے گی۔ جب اپنے ملک میں پہنچا اور صحابۂ کرامؓ نے آنحضرتؐ کا خط عامر عامری اہل نجد کے رئیس کے پاس پہنچایا تو عامر نے ایلچی کو مار ڈالا اور عصیہ اور رعل قبیلوں کے لوگوں کو اپنا ممد بنا کر ان ستر قاریوں، محمد رسول اللہؐ کے اصحابوں پر آ پڑا اور ان مسلمانوں کو مار ڈالا۔ صرف دو آدمی بچ گئے ایک تو زخمی تھا اور دوسرا قید کیا گیا۔ اِس مقید کا نام عمرو بن اُمیہ تھا اور اِس لئے کہ مضری قوم کا تھا اس کو عامر ابن طفیل نے اپنی ماں کے کسی کفارے میں آزاد کر دیا۔ یہ قیدی عمرو بن اُمیہ آزاد ہو کر مدینے کو آتا تھا راستے میں اسے دو عامری مل گئے۔ یہ دونوں عامری اگرچہ اُس قوم کے تھے جنہوں نے غداری سے ستر آدمیوں کو مع ایلچی مارا تھا مگر یہ دو عامری بخلاف اپنی قوم کے رسول اللہؐ کے ہم عہد تھے اور عمرو اس عہد سے ناواقف تھا۔ عمرو نے موقع پا کر ان دونوں عامریوں کو مار ڈالا۔ جب رسول اللہؐ کو خبر ہوئی کہ عمرو بن امیہ نے اُن دو عامریوں کو مار ڈالا ہے جو ہمارے ہم عہد تھے تو آپؐ نے تجویز

کی اِن دو مقتولوں کا خون بہا (بدل قتل) دیا جاوے۔ حسب عہد نامۂ مذکورۂ سابق یہودیوں کو بھی اس خون بہا کے چندے میں شریک ہونا ضرور تھا۔ آپ یہود کے پاس تشریف لے گئے۔ دونوں مقتولین کے وارث بنونضیر کے دوست تھے اور انہیں کو یہ چندہ دیا جانا تھا اِس لئے آنحضرتؐ کو بنونضیر کی شرکت کا اس چندے میں بڑا یقین تھا۔ اور یہ خیال کیا اوّل تو حسب معاہدہ یہود کو اس چندے میں شریک ہونا ضرور ہے۔ دوم جن کو روپیہ دیا جاتا ہے وہ اُن کے دوست ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودانِ بنونضیر کے محلے میں تشریف لے گئے تو انہوں نے چندہ دینے سے انکار کیا اور اُس وقت ایک دلیر بہادر عمرو بن حجاش نام یہودی سے کہہ دیا کہ ایک بڑا بھاری پتھر کوٹھے کی چھت پر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لڑھکا دے اور اُن کا کام تمام کر۔ سلام بن مشکم نے یہود کو بہت روکا اور منع کیا مگر وہ اس غدر سے باز نہ آئے۔ آخر اُس سچے حافظ حقیقی نے جس نے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:٦٨) کہا تھا خبر دے دی۔ [۱]

زرقانی نے لکھا ہے ایک یہودیہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کے ذریعے سے جناب کو یہود کی غداری کی اطلاع دے دی اِس لئے یہودانِ بنونضیر کا محاصرہ کیا گیا۔ آخر چھ دن کے بعد اُنہوں نے صلح چاہی مگر عبداللہ بن ابی منافق نے کچھ اپنی امداد کا ایسا چکما دیا کہ پھر باغی بن بیٹھے اِس لئے پھر محاصرہ کیا گیا۔ بہت دنوں بعد لاچار ہو کر جلاوطنی پر راضی ہو گئے۔ رسولِؐ خدا کو جبر و اِکراہ سے مسلمان بنانا منظور ہی نہ تھا۔ اُن کو اجازت دے دی مدینے سے چلے جاویں اور مدینے کو امن وامان کا محل بنایا اور وہ خیبر کو چلے گئے۔

غزوۂ قریظہ۔ خندق اور احزاب کی لڑائی میں تم دیکھ چکے ہو مشرکوں کے مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مدینے میں اسلامیوں پر چڑھ آئے۔ حیی ابن اخطب یہودی بنونضیر کی جلاوطنی کے بعد قریش کو تحریص دیتا اور کنانہ ابوالحقیق کا پوتا غطفانیوں کو اُکسالایا اور اُن سے وعدہ کیا

---

[۱] پہنچا دے جو تجھ کو اُترا تیرے ربّ سے اور اگر یہ نہ کیا تو تُو نے کچھ نہ پہنچایا اُس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچالے گا لوگوں سے۔۱۲

خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی مَیں دوں گا اگر مسلمانوں پر حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابوالحقیق اور حیی اور کنانہ یہ سب بنونضیر مکے میں پہنچے اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔[1]

ان یہودوں کی کارستانی اور جادو بیانی قریش کے غیظ وغضب سے مل کر تمام عرب کو مدینے پر چڑھا لائی۔ جب یہ مختلفہ اقوام بغرض استیصالِ اسلام مدینے میں پہنچے حیی ابن اخطب یہودی خیبری نضری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنوقریظہ کا ہم عہد تھا) کے پاس پہنچا۔ پہلے تو کعب نے حیی کو گھر میں گھسنے نہ دیا اور کہا ہمارا اور اسلامیوں کا باہم معاہدہ اور اتحاد ہے اور بنوقینقاع اور بنونضیر پر جو کچھ بدعہدی کا وبال آیا اُسے یاد کیا مگر حیی نے کہا مَیں تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینے پر چڑھا لایا ہوں اور اُن تمام اقوامِ عرب نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کرلیں گے مدینے سے واپس نہ جائیں گے۔ کعب نے پہلے پہل بہت ٹالم ٹالا کیا اور کہا محمدؐ بڑا راست گو راستی پسند انسان ہے اور عہد کا بڑا پکا ہے ہم کو مناسب نہیں اُس کے ساتھ بدعہد بنیں مگر آخر دشمنوں کی کثرت اور اُن کے استقلال کو دیکھ اور حیی کے پُھسلانے اور عداوتِ اسلام کی قدیم بدعہدی میں آکر باغی بن گیا اور تمام عہدوں کو بالائے طاق رکھ کر اُس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا جو معاملات بنوقینقاع اور بنونضیر میں تجربہ کار ہو چکی تھی اور عین جنگ کے وقت آنحضرتؐ کو اِن یہودیوں کی بدعہدی کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے بہت سے آدمی تحقیق خبر کے لئے روانہ فرمائے اور کہا ان لوگوں کو فہمائش کرو عہد پر قائم رہیں مگر یہود نے درشت جواب دیا اور کہا رسولؐ اللہ کیا ہیں جو ہم اُن کی اطاعت کریں۔ ہمارا اُن کا کوئی عہد نہیں۔ اِن تمام آدمیوں نے جو یہود کے مقابلے کی خبر لینے گئے تھے آکر عرض کیا یہود دشمن کے ساتھ ہو گئے۔ قرآن بھی اِس کی خبر دیتا ہے اور احزاب کے قصے میں کہتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (الاحزاب:۱۱،۱۲)[2]

---

[1] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۴۱

[2] جب آئے وہ لوگ اوپر تمہارے اور نیچے تمہارے سے اور جب کج ہوئیں آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک اور تم گمان کرتے تھے اللہ کے ساتھ طرح طرح کے۔ اُس جگہ ایمان والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے اور ہلانا سخت۔۱۲

جہاں یہود کی سزا کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے وہاں صاف وجہ سزا کو بیان فرمایا ہے اور اسی سورۃ میں کہا ہے۔[۶]

وَ اَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاهَرُوۡهُمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ صَيَاصِيۡهِمۡ وَقَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ فَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ وَتَاۡسِرُوۡنَ فَرِيۡقًا (الاحزاب:۲۷)☆

آپؐ کے ساتھی گھبرا گئے۔ اِدھر تھوڑے سے معدود گروہ پر سارے عرب کی چڑھائی اُدھر گھر میں یہود کی بدعہدی۔ پھر یہود مدینے کے طرق اور راستوں کی کیفیت سے واقف، محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام بتا سکتے تھے اِس لئے بڑا خوف ہوا۔ علاوہ براں منافقوں کا نکل بھاگنا اور کمزور دلوں کا عذر بلاؤں پر بلائیں لایا۔ قربان جایئے الٰہی عاجز نوازی کے اُسی کے جنود نے اِن سب اعداء کو بھگوڑا بنایا اور تخمیناً ایک مہینے کے محاصرے پر کفارِ عرب الٰہی اسبابوں سے بھاگ گئے کیونکہ دس ہزار کی بھیڑ کے ساتھ تین ہزار اسلامیوں میں سے صرف تین سَو باقی رہ گئے (وہی جو سچے مسلمان تھے)۔ جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپ کو اُن کی طرف سے امن ہوا اور یہ اندیشہ مٹ گیا تو اہل اسلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا کہ بنوقریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں اگر انہوں نے مدینے پر شبخون مارا تو ہر ایک اسلام والا قتل ہو جائے گا لہٰذا مقتضی عاقبت اندیشی نے بتایا تو آپ مقامِ جنگ سے جہاں خود حفاظتی کے لئے آپ نے کھائی کھود لی تھی مدینے میں تشریف لائے اور قلعہ جات بنوقریظہ کا محاصرہ کیا۔ دس پندرہ روز محاصرے میں لگ گئے۔ اب قلعہ بند لوگ گھبرائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈالا (وَقَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ (الاحزاب:۲۷)☆☆) تب یہودانِ بنوقریظہ کا رئیس کعب بن اسد قوم میں کھڑا ہوا اور وہ اسپیچ دی جس میں کہا۔ اے قوم تم کو مناسب ہے تین باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ یا تو اِس شخص (محمدؐ) پر ایمان لاؤ۔ تم کو صاف عیاں ہو چکا ہے یہ شخص بیشک نبی ہے اور یہ وہی ہے جس کی

☆ اور اتارا اللہ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے اہل کتاب سے ان کی مدد کی اُن کے قلعوں سے اور ڈالا اُن کے دلوں میں خوف کو۔ ایک گروہ کو ہلاک کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو۔۱۲

☆☆ اور ڈالا اُن کے دلوں میں خوف کو۔ یہ آیت سیپارہ ۲۱ رکوع ۱۹ سورۂ احزاب میں ہے۔۱۲

بابت توریت میں پیشین گوئی اور بشارت ہو چکی ہے۔تم اور تمہارا مال واسباب اور تمہاری جانیں بچ رہیں گی۔قوم نے اِس پر انکار کیا۔تب اُس نے کہا آؤ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں (اس کی سزا پائی)اور تلواریں لے؟ مسلمانوں پر گر پڑیں یہاں تک کہ شہید ہو جاویں۔قوم نے کہا اگر ہم جیت گئے تو بال بچوں اور عورتوں کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہوگی۔تب کعب نے کہا آج سبت کی رات ہے۔ محمدی جانتے ہیں آج ہم غافل ہیں لڑ نہیں سکتے اِس لئے مسلمان بھی غافل اور سُست ہیں آؤ غفلت میں مسلمانوں پر حملہ آوری کریں۔تب قوم نے کہا تجھ کو خبر نہیں سبت کی بے حُرمتی سے ہمارے بڑوں پر کیسے وبال آئے۔ وہ سؤر اور بندر بن گئے۔آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالت مآبؐ کے حضور روانہ کیا اور کہا ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجئے ہم اُس سے صلاح لیں گے۔ جب ابولبابہ ان کی درخواست سے وہاں آئے عورتیں اور بچے چلائے اور یہود نے کہا کیا تیری صلاح ہے ہم لوگ محمدؐ کے فیصلے پر دروازہ کھول دیں۔اُس نے کہا بیشک۔مگر اشارہ کیا وہ تم کو ذبح کا فتویٰ دیں گے۔پھر ابولبابہ پچتایا اور اپنے آپ کو مسجد میں جا باندھا۔جب محاصرے پر مدت گزری اور وہ یہود تنگ ہوئے تو ان کمبخت لوگوں نے کہلا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے وہ فیصلہ ہم کو منظور ہے۔بدقسمتوں نے رحمۃٌ للعالمین کو حاکم نہ بنایا بلکہ سعد کے فتوے پر راضی ہو گئے اور قلعے سے نکل آئے۔رسولِؐ خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا یہ لوگ تیرے فیصلے پر ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس سپاہی کو اس قوم کی بدچلنی اور بدعہدی اور ناعاقبت اندیشی اور بنوقینقاع اور بنونضیر سے عبرت نہ پکڑنے پر یہی سوجھی کہ اس بدذات قوم کا قصّہ تمام کرو۔اس نے کہا۔ان کے قابلِ جنگ لوگ مارے جاویں اور باقی قید کئے جاویں۔غرض کئی سَو آدمی قریظی مدینے میں لاکر قتل کیا گیا۔

مانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔چاہے کوئی کیسے جرائم اور معاصی کا مرتکب ہو جب اُس سے کوئی ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے تو اُس وقت ہمیں خواہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل میں رحم عدل کی جگہ کو چھین لیتا ہے مگر رحم کے باعث

عدل چھوڑنا اور جرائم کی سزا سے درگزر نہ چاہیے۔ یہود نے دغا دی۔ بدعہدی کی۔ عین شہر کا امن کھو دیا۔ مسلمانوں کی توحید اور موسیٰ وتوریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلے میں بھولا دیا۔ بہرحال مسلمانوں کا حکم قریظہ کی نسبت گرامول کے حکم سے بہت کم تھا جس کے بموجب آئرلینڈ میں شہرورڈ ہیڈا کے سب باشندے بلافرق تہِ تیغ بے دریغ کئے گئے۔ کارلائل لکھتا ہے سچ ہے شریر کا سَو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہوں کو اغوا کرے۔ یہ اسلام کا فعل اِس وقت کے مارشل لاء سے بہت نرم تھا اور حضرت داوٗدؑ کی سزا سے جس میں انہوں نے جیتے آدمی جلتے پزاووں میں جلائے اور پھر ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے نہایت نرم ہے۔

غزوۂ خیبر ۔غزوۂ احزاب کے بیان میں گزر چکا سلام بن مشکم اور ابن ابی الحقیق اور حیی اور کنانہ اور ہوذہ اور ابوعمار خیبر سے قریش پاس پہنچے اور اُن کو اور عرب کے مختلف اقوام غطفان اور فزارہ کو مدینے پر چڑھالائے۔

پھر ابورافع سلام بن مشکم جو یہودیوں کا راس رئیس تھا اپنی ایسی حرکتوں سے مارا گیا اور یہود نے اُس کے جا پر اُسَیر بن رزام یہودی کو اپنا امیر بنایا اور اس نئے امیر نے اپنی بڑائی کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ غطفان قبیلے میں پھروں اور اُن کو ہمراہ لے کے اسلامیوں پر چڑھائی کروں۔اسی فکر میں تھا مصلح عالم کو خبر ہوگئی۔آپ نے اپنا سفیر بھیجا۔اُس نے جا کر اس نئے امیر کو فہمائش کی اور ہمراہ لایا۔ اِلّا نئے امیر کو پھر ایک خبط سوجھا اور چاہا ان سفیروں کو مار ڈالے۔ اِس امر کی اطلاع پر عبداللہ انیس نے اُسَیر کو مار ڈالا۔غرض اہل خیبر سے یہ معاملات صادر ہوتے رہے۔علاوہ بریں خیبر والوں سے بنونضیر بنوقینقاع جا ملے تھے اُن کے شور وفساد کرنے کے خیال سے آپ نے خیبر کا عزم کیا اور وہاں کی رجز صاف اسباب اور وجہ جنگ کو ظاہر کرتی ہے۔ ؎

[1] اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا　　اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

خیبری اور سب قومیں اسی سازش میں رہتی تھیں کہ مسلمانوں کی بیخ کنی کریں[2]۔اسلام نے اِس

---

[1] انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب کبھی وہ کسی فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کا انکار ہی کرتے رہے ہیں۔(ناشر) [2] وہ صحرائی قومیں اُن کے ساتھ متفق تھیں اور ہمیشہ اُن لوگوں کی یہ حالت تھی۔لُوٹ مار کی۔جب اُدھر سے حملہ ہوا جنگلوں میں بھاگ گئے۔۱۲

بات کا تدارک یہ کیا کہ چودہ سَو سپاہیوں کے ساتھ خیبر چل دیئے۔ اوّل اسلام نے صلح کا پیغام بھیجا۔ جب خیبریوں نے نہ مانا تب اُن پر حملہ کیا۔ خیبر میں یہود کے بہت قلعے تھے اور آہستہ آہستہ وہ سب فتح ہو گئے۔ آخر بڑا قلعہ القموس نام تھا اُس پر لڑائی ہوئی۔ جب وہ فتح ہوا یہود کو شکست کا یقین ہو گیا تب انہوں نے معافی مانگی اور اُن کی درخواست پر معافی دی گئی مگر اُن کی نیک کرداری کی ضمانت (کاسن دی پرسول جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴) جائیداد غیر منقولہ سے کی گئی اور رسوماتِ مذہبی کی نسبت یہود کو آزادی دی گئی۔ چونکہ کوئی باضابطہ ٹیکس اُن پر نہ تھا اور سلطنت کے خرچ میں شرکت اُن پر فرض نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے اُن کی حفاظت کے معاوضے میں جو اَب ان کو حاصل ہوئی ایک محصول بقدر نصف پیداوار اُن کی اراضی کے اُن پر مقرر کیا اور منقولہ جائیداد جو لڑائی اور محاصرے کے بعد قلعوں سے نکلی اور ضبط ہوئی وہ لشکر اسلام میں سپاہیوں کو تقسیم کی گئی۔ پادریوں اور ان کے مدد لوگوں کی یہ روایت غلط ہے کہ کنانہ کو خزائن و دفائن بتانے کے لئے عذاب دیا گیا۔

یہاں آنحضرتؐ کو زہر دینے کا منصوبہ ہوا اور اس دغا باز قوم نے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو کھلانا چاہا۔ اس دعوت میں ایک صحابی اسی زہر سے مَر گئے اور آنحضرتؐ کو زہر کی بڑی تکلیف رہی مگر آپؐ نے اُس عورت کا جرم معاف کیا جس نے زہر دیا تھا۔

غــزوۂ تبوک ۔ آنحضرتؐ نے حارث بن عمیر الازدی کو امیر بصریٰ کے پاس ایک خط دے کے روانہ کیا۔ جب یہ قاصد موتہ نام مقام پر پہنچا تو وہاں کے حاکم شرجیل غسانی عیسائی نے اس قاصد کو مار ڈالا (یہ عیسائی صاحبوں کی تہذیب اور خاکساری ہے)۔ اِس واقعے کی جب مدینے میں اطلاع ہوئی تو آپؐ نے زید بن حارث کو تین ہزار سپاہ کا افسر بنا کر موتہ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا جہاں حارث مارا گیا وہاں جاؤ اور یہ ارشاد فرمایا۔

اُوۡصِیۡکُمۡ بِتَقۡوَی اللّٰہِ وَبِمَنۡ مَّعَکُمۡ مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ خَیۡرًا اُغۡزُوۡا بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ لَا تَغۡدَرُوۡا وَلَا تَغُلُّوۡا وَلَا تَقۡتُلُوۡا وَلِیۡدًا وَلَا اِمۡرَاَۃً وَلَا کَبِیۡرًا فَانِیًا وَلَا مُنۡعَزِلًا بِصَوۡمَعَۃٍ وَلَا تَقۡرَبُوۡا نَخۡلًا وَلَا تَقۡطَعُوۡا شَجۡرًا وَلَا تَھۡدِمُوۡا بِنَاءً۔[1]

غرض یہ فوج ظفر مَوج وہاں پہنچی اور موتہ کے لوگ مقابلے کو کھڑے ہوئے۔ زید سپہ سالار مارا گیا اور اُس کی جگہ عبداللہ بن رواحہ مقرر ہوا۔ پھر جعفرؓ بن ابی طالب علیؓ ابن ابی طالب کے بھائی سپہ سالار ہوئے۔ ان کے نصف بدن میں اسّی ۸۰ سے زیادہ زخم تھے اور وہ سب آگے کی جانب۔ پھر خالد بن ولید سپہ سالار ہوئے اور یہ تدبیر کی کہ میمنہ اور میسرہ اور سائق اور قدام کو بدل دیا۔ دشمن نے سمجھا کہ ان کی مدد آ گئی ہے۔ غرض وہاں مخالف کو شکست ہوئی۔ لڑائی میں مخالف ہرقل شاہِ روم کے ماتحت تھے اس لئے عرب کی طرف روم کا خیال بڑھ گیا۔ پہلے بھی وہ فتح عرب کے خواہاں تھے اب وہ خواہش دوبالا ہوگئی۔ ہجرت کے نویں سال شام کے تجار سے خبر ملی ہرقل ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ حملہ آوری کی تیاری کر رہا ہے۔ جب یہ خبر مدینے میں پہنچی اُن دنوں بڑی گرمی پڑتی تھی۔ آپ نے جب کوچ کیا راستے میں اونٹوں کے اوجھ سے پانی میسر ہوتا تھا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے اِس جنگ میں ایک ہزار اونٹ مع ساز وسامان اور ستر گھوڑے اور دوسَو اوقیے چاندی کے بلکہ ہزار اشرفی کا چندہ دیا۔ جس پر آپ نے فرمایا **لَایَضُرُّ عُثۡمَانَ مَاعَمِلَ بَعۡدَھَا** اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال واسباب چار ہزار درم کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال دیا۔ غرض اس جنگ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد تہائی لشکر کو کافی تھی۔ منافقوں نے لوگوں کو بہت بہکایا۔ اِلّا خالص مسلمان جس قدر تھے وہ سب ساتھ ہو لئے۔ تیس ہزار سپاہ آپ کے ساتھ تھی اور اُس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ غرض آپ تبوک پہنچے۔ ایلیہ کے رئیس نے ٹیکس منظور کر کے صلح کر لی۔ پھر

---

[1] مَیں وصیت کرتا ہوں تم کو اللہ کے ساتھ پرہیزگاری کی اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرنے کی راہ خدا میں اللہ کے نام سے اُس شخص کے ساتھ لڑو جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہے اور بیوفائی اور سرکشی نہ کرو اور بچے اور عورت اور بڈھے اور عبادت خانے کے گوشہ نشینوں کو نہ مارو اور باغ کے نزدیک نہ جاؤ اور درخت نہ کاٹو اور مکانات کو نہ ڈھاؤ۔

آپ نے خالد بن ولید کو دومۃ الجندل بھیجا۔ وہاں یہود سے لڑائی ہوئی اور اکیدر یہود کا رئیس اعظم قید ہو گیا۔ اکیدر جب آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا اس نے جزیہ منظور کیا اِس واسطے رہا کیا گیا اور بدستور رئیس بنایا گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے ہرقل کو خط لکھا اور چونکہ بڑا بھاری سفر فوج کو طے کرنا پڑا اور تبوک میں کھانا، چارہ، پانی زیادہ تھا اور نیز ہرقل کی خبر کو جاسوس بھیجے گئے تھے اِس لئے آپ بیس روز وہاں ٹھہرے۔ تبوک نصف راہ شام سے تھا وہاں معلوم ہوا ہرقل کو اندرونی مشکلات ایسے آپڑے ہیں کہ وہ مدینے کو فوج نہیں پہنچا سکتا اِس لئے وہاں سے واپس تشریف لائے۔

رکوع ۶

آیت ۱۔ اِسْرَآءِیْلَ کے معنے ہیں بہادر سپاہی اے بہادر سپاہی یعنی اسحٰق کی اولاد تم میرے وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہارے بزرگوں پر کئے۔ احسان اللہ تعالیٰ نے اس لئے یاد دلائے کہ یہ انسان کا فطری تقاضا ہے کہ جب وہ اپنے محسن کے احسانات یاد کرتا ہے تو خواہ مخواہ اُس کے دل میں اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے محسن کو کسی طرح سے خوش رکھوں۔ اُس کی فرمانبرداری اور اس کا شکریہ ادا کروں کہ شکریہ اور فرمانبرداری میں خدا کی رحمت اور اُس کے فضل کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔ اس لئے خدا نے فرمایا کہ اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ پھر اگلی آیت میں یہ فرما کر ڈرایا کہ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ۔

ایک طرف تم کو میں اپنے احسانات اس لئے یاد دلاتا ہوں کہ تا تمہاری سوئی ہوئی فطرتیں بیدار ہو کر محسن کے بھیجے ہوئے شخص کو تسلیم کر لیں۔ اگر تم میرے بھیجے ہوئے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو تو یاد رکھو کہ جیسی بزرگی میں نے تم کو اپنے اور انبیاء کے قبول کرنے پر دی تھی ویسی اب دوں گا اور تمہارے تمام خوف حزن فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کے ماتحت دور کر دوں گا لیکن اگر تم اس کی اتباع نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ ایک وہ دن آنے والا ہے کہ

اس وقت کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ نہ اُس روز کسی کی سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی کو جرمانہ لے کر بغیر سزا کے چھوڑا جاوے گا اور نہ وہاں پر کوئی کسی کی مدد کر سکے گا۔

آیت۲۔ یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ ۔یوم سے مطلب قیامت کا دن بھی ہے اور وہ دن بھی ہے جو خدا نے کفار کو جنگ بدر میں قیامت کے ثبوت میں دکھلایا۔ کیونکہ مومن اور مسلمان تو جزا و سزا کو اپنے عقیدہ کے موافق یقین جانتے ہیں ۔ پر کفار کی تسلی بھی تو ضروری تھی کہ دیکھو جس طرح اس دنیا میں جب تم کو خدا کے عقاب سے کوئی نہ بچا سکا تو قیامت میں تم کو کون بچا سکتا ہے اور یہود کے لئے تو وہ دن ہے جب جلاوطن ہوئے اور قریظہ قتل ہوئے۔

آیت۳۔ پھر بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلا کر فرماتا ہے کہ دیکھو اس زمانہ کو یاد کرو جبکہ فرعونی تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے اور تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے۔ پھر دیکھو ہم نے تم کو ان سے نجات دلائی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ان ظالموں کو غرق کیا۔ کیا یہ کچھ تھوڑا سا احسان تھا۔ پھر جب ہم نے موسیٰ کو کتاب کا وعدہ دیا اور وہ جیسا کہ عبادت الٰہی کے لئے تنہائی کے لئے نہایت مناسب موقع ہوتا ہے کوہ طور پر تم سے علیحدہ چلا آیا تو تم نے اس کے بعد میں خدا کے احسانات کو بھلا دیا اور ایک بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر اپنی جان پر ظلم کیا مگر دیکھو ہمارے رحم کو کہ ہم نے تمہاری اس نہایت عظیم الشان خطا کو بھی معاف کر دیا اور یہ اس لئے تا کہ تم شکر کرو۔

آیت۵۔ عجل۔ بچھڑا۔

اے بنی اسرائیل ہم نے تو تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی پر تمہاری عقل کو کیا ہوگیا تھا کہ تم نے ایک بچھڑے کو جو تمہارا خادم ہونے کے سوا مخدوم ہونے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا تھا معبود بنا لیا۔

آیت۸۔ پھر ہم نے کہا۔ اُقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ یعنی ان لوگوں کو قتل کرو۔ جنہوں نے بت پرستی کی۔ لے

بَارِئِکُمْ ۔ (خالق کا مرادف نہیں) مختلف اشیاء میں سے خلاصہ در خلاصہ نکالنے والا۔ انسان کو ممتاز کرنے اور مصیبت سے نکالنے والا۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں اشارہ۔ مِنْ

سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِيۡنٍ (المؤمنون :۱۳)۔

آیت ۹۔ پھر تم نے اس کے بعد ایک بڑی بھاری گستاخی یہ کی کہ تم نے موسیٰ کو یہ کہا۔اے موسیٰ! ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو ہم کو صاف طور پر خدا کا چہرہ نہ دکھلا دے۔ پھر تم کو بجلی کے عذاب نے پکڑ کر بیہوش کر دیا اور تمہاری حالت مُردوں جیسی ہوگئی مگر ہم نے پھر تم سے اُس غشی کو دور کر دیا تا کہ تم شکر کرو۔

نَرَى اللّٰهَ ۔ظاہراً۔علانیہ۔بعض طبائع الہامات نبی کو سن کر یہ خواہش کیا کرتی ہیں کہ کاش ہم کو بھی رویاء، الہام ہونے لگے۔

صَاعِقَةٌ۔ایک قسم کی غشی یا مہلک عذاب۔

پھر تمہاری اس خطاء سے بھی درگزر کر کے تم پر یہ اپنا فضل کیا کہ تم کو بلا کسی محنت و مشقت برداشت کرنے کے اعلیٰ درجہ کا کھانا اور تمہاری صحت کے لئے جنگل کی تازہ ہوا دی۔تم کو آزاد کیا تا کہ تم سے غلاموں والی عادتیں دور ہو جائیں اور تم بادشاہ بننے کے قابل ہو جاؤ مگر تم نے اس کی ناقدری کی اور کفران نعمت کر کے اپنی ہی جان پر ظلم کیا۔تم شہروں میں بود و باش کرنے اور اعلیٰ اور بلا مشقت کے کھانا کھانے کو چھوڑ کر لہسن، پیاز اور دالوں کے خواہشمند ہوئے۔

آیت ۱۱۔سَلْوٰی۔شہد، بیڑ۔

مَنّ ۔جو رزق بلا محنت و مشقت ملے۔

مِنَ السَّمَآءِ ۔اٹل، ناگزیر، آسمان سے، بادل سے۔

پس پھر جب ہم نے تمہاری خواہش پورا کرنے کے لئے کہا کہ جاؤ شہروں میں رہو اور بافراغت کھاؤ اور پیو اور داخل ہو دروازوں میں فرمانبردار ہو کر دعائیں اور استغفار کرتے ہوئے۔

آیت ۱۲۔مگر ظالموں نے ہماری بتلائی ہوئی دعاؤں کو تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنالیا۔پس نازل کیا ہم نے اوپر ان کے عذاب ناگزیر بدلے اس کے کہ وہ فسق کرتے تھے۔

رکوع ۷

آیت ۱۔ وَ اِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ۔اور جب موسیٰ نے بہ سبب قلت کے اپنی قوم کے لئے پانی کے واسطے دعا کی تو ہم نے کہا کہ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ۔

اِضْرِبْ۔اپنی جماعت کو پہاڑ پر لے جا یا اپنے عصا کو پتھر پر مار۔اُس نے ایسا ہی کیا۔پس وہاں بارہ چشمے موجود ہو گئے۔

اِذِ اسْتَسْقٰی بھی سنت انبیاء ہے۔حضرت نبی کریمؐ نے بھی نماز استسقا پڑھی ہے۔

عصاء کے معنے جماعت کے بھی ہیں اور لاٹھی پر چونکہ پانچوں اُنگلیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس کو بھی عصاء کہتے ہیں۔

اِنْفَجَرَتْ۔بہتے تھے۔

فُوْم۔لہسن۔

پس ہر ایک سردار نے اپنی اپنی قوم کے ساتھ ایک ایک چشمہ پر قبضہ وتصرف کیا۔پس کھاؤ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اور زمین میں فساد مت کرو۔

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔پس تو اپنے ربّ سے ہمارے لئے دعا کر کہ اُگائے ہمارے واسطے اُس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین۔مثل سبزی ساگ،ککڑیاں، لہسن،مسور اور پیاز کے۔حکم ہوا کیا بدلتے ہو ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کے بدلہ میں۔جاؤ کسی شہر میں اس میں تم کو وہ ملے گا جو تم مانگتے ہو اور اُن پر ذلت اور مسکنت ماری گئی۔اور وہ اللہ کا غضب کما لائے۔

اور یہ سب کچھ اس واسطے ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔انبیاء کے ساتھ بغیر حق کے لڑتے تھے۔اور یہ بدلہ تھا اس بات کا کہ وہ حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔

اَدْنٰی۔کھیتی باڑی میں پڑو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے کیونکہ خدا نے تو یہ حالت جس سے تم نکلنے کی کوشش کر رہے ہو اس لئے تجویز کی کہ تا تم آزادی پسند ہو۔فرعون کی غلامی کرتے کرتے جو

کمینہ خصلتیں تم میں پیدا ہوگئی ہیں وہ دور ہو جائیں اور بادشاہت کرنے کے لئے تم میں طاقت ولیاقت پیدا ہو جائے۔

مَسْكَنَتُ ۔بے دست و پا ہو جانا۔

بنی اسرائیل نے یہ دعا کی اور قبول ہوگئی۔مگر کیسا نقصان اُٹھایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دعاؤں کا قبول ہونا اچھا نہیں بلکہ نہ ہونا ہی اچھا ہوتا ہے۔

آیت۲۔ يَعْتَدُوْنَ ۔مسلمانوں کی تباہی بھی اسی طرح سے ہوئی چھوٹے گناہوں سے بڑے گناہ پیدا ہوتے ہیں یہاں تک کہ آدمی نبیوں کے قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ۔افسوس ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان تمام مصائب میں گرفتار ہیں لیکن اب تک کروٹ نہیں بدلتے۔

رکوع ۸

آیت ا۔ تحقیق وہ لوگ جو مسلمان ہوئے خواہ وہ یہودی تھے یا عیسائی تھے یا صائب تھے۔پس جو اللہ تعالیٰ پر آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرنے لگے اُن کے ان نیک کاموں کا خدا بدلہ دے گا اور اُن سے تمام خوف وغم دور کر دے گا۔

صَابِئ۔اپنے آپ کو دین ادریس پر سمجھتے ہیں اور بعض حضرت یحییٰ کو اپنا مطاع مانتے ہیں۔

آیت۲۔ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے کہ ہم نے تم سے کوہ طور کے نیچے پختہ وعدہ لیا اور تم کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں تم اس پر پورے طور سے عملدرآمد کرنا تا کہ متقی بن جاؤ۔

رَفَعْنَا ۔اونچا رکھا۔جیسا کہ دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ (یوسف:۱۰۰) اس کا یہ مطلب نہیں کہ یوسف کے اوپر چڑھ گئے بلکہ یوسف کے پاس گئے ۔ایسا ہی ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ لاہور دریائے راوی پر ہے۔عَلٰى اور پر کے مضمون پر غور کرنا چاہئے۔

آیت۳۔ تم نے عہد کیا پر پھر تم پھر گئے ۔پس یاد رکھو کہ اگر تمہاری اس بدعہدی کے بدلہ میں تم کو سزا ملتی اور خدا کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوتے۔

وَاذْکُرُوْا۔ عمل کرو۔

آیت۴۔ اور تحقیق تم جانتے ہو کہ جو لوگ سبت کے دن میں حد سے بڑھ گئے تھے یعنی وہ سبت کے دن کی بے حرمتی کرتے تھے ان کو ہم نے بندر بنا کر............ ذلیل کر دیا۔

وہ دراصل بندر ہو گئے تھے۔ پارہ ۶ رکوع ۱۳ میں بھی ان کا ذکر ہے کہ یہ بندر اور سؤر جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے۔ نیز دیکھو پارہ نمبر ۹۔

آیت۵۔ پس ہم نے اس واقعہ کو اُن کی آئندہ نسلوں اور متقیوں کے لئے عبرت بنایا۔

وہاں بنی اسرائیل کو سبت کے دن کی عزت و حرمت کی تاکید تھی اور یہاں جمعہ کے دن عزت کی مسلمانوں کو تاکید کی گئی۔ مسلمانوں کے سامنے یہودیوں کے اس سبت کے دن کی بے حرمتی کرنے سے بندر بنے، سؤر بنے، بت پرست بنے، ذلیل ہوئے۔ اس ذلت کو عبرت کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے اور ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو سبت کے دن کی بے حرمتی کر کے یہودیوں نے یہ پھل پایا ایسا نہ ہو کہ کہیں تم جمعہ کے دن کی عزت سے لاپروائی کر کے موردِ غضب بنو مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جمعہ کے دن سے پھر بھی غفلت کی۔ آخر کو اب وہ زمانہ آ گیا کہ یہ بھی ذلیل ہو گئے۔ مسلمانوں نے عالمگیر کے آخری زمانہ سے جمعہ کے معاملہ میں سستی شروع کی تھی۔

آیت۶۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ موسیٰ کی قوم میں گائے کی عظمت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ اُس کو خدا کا شریک ٹھہرانے لگے تو اس کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے چاہا کہ ان کے دلوں سے اس شرک کا نام و نشان تک بھی اُٹھا دے۔ اس کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! تو اپنی قوم کو یہ حکم دے کہ وہ گائے کو ذبح کریں اور اس کی قربانی کریں۔ تاکہ جب وہ اس کے گوشت کو کھائیں تو ان کو یہ بات محسوس ہو جائے کہ واہ! ہم نے یہ اچھا معبود بنایا ہے کہ جس کا ہم گوشت بھی کھا جاتے ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ دیکھو خدا تم کو حکم کرتا ہے کہ تم گائے کو ذبح کرو تو قوم نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تو ہمارے ساتھ ہنسی کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔ میں اس امر کے لئے خدا

سے مدد طلب کرتا ہوں کہ میں جاہلوں سے نہ ہو جاؤں ۔ یہاں پر ایک نکتہ ہے جس سے **معلوم** ہوتا ہے کہ ہنسی ٹھٹھا کرنا جاہلوں کا کام ہوتا ہے تب ہی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اس بات سے خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں وہ کام کروں جو جاہل کیا کرتے ہیں ۔

هُزُوًا ۔ جس چیز سے ہنسی کی جاتی ہے اور جس کی تحقیر ہو۔

فَارِضٌ ۔ کَبِیرَۃٌ۔

بِكْرٌ ۔ جس نے ایک بار بچہ دیا ہو۔

عَوَانٌ ۔ جس نے دوبارہ بچہ دیا ہو۔

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۔ درشنی گائے ۔ خوش کرے دیکھنے والوں کو۔

رکوع ۹

آیت ا۔ **مُخْرِجٌ** ۔ تم گائے کی خفیہ طور سے عبادت کرتے تھے خدا نے اس کو ظاہر کر دیا۔

آیت ۲۔ پس کہا ہم نے کہ قتل کرو گائے کو کیونکہ اُس کو تم نے معبود بنایا تھا۔ تم گائے کی پوجا کر کے مُردہ ہو گئے تھے ۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ تمہارے دلوں سے شرک کی تاریکی اور زنگ دور کر کے نور ایمان اور روحانیت سے بھر دے اور تم کو زندہ کر دے ۔ دیکھو اس طرح سے اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر کے اپنے نشان دکھلاتا ہے تاکہ تم اُلو نہ بنو بلکہ عقل کرو۔

آیت ۳۔ مگر پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اور سخت بھی ایسے کہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کیونکہ پتھروں سے تو پانی بھی جاری ہو جاتا ہے مگر تمہارے دل خوف الٰہی سے پسیجے تک بھی نہیں ۔

آیت ۴۔ پس اے مومنو! کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ وہ ایمان لائیں گے کیونکہ وہ تو ایک ایسا خبیث فریق تھا کہ باوجود اُس نے کلام الٰہی کو سننے اور سمجھنے کے تبدیل کر دیا۔ اس رکوع کی تین آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود کا قصہ سنا کر ڈرایا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی (گئو ماتا جی کے) پرستاروں یا اُن کے معاونین میں شامل ہو جاؤ۔ اگر تم نے ان جیسی چال اختیار کی تو یاد رکھو کہ جس جس قسم کی ذلتیں ان پہلے خبیثوں کو اُٹھانی پڑی ہیں تم بھی اُن کے برداشت کرنے کے لئے

کمر بستہ ہو جانا۔ مگر افسوس کہ اب مسلمانوں پر وہی زمانہ آ گیا جس کے لئے اُن کو پہلے ہی تنبیہ کی گئی تھی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بعض اُلو کے چرخے گاؤکشی کے خلاف گئو رکھشا کے ہیڈ نگ دے دے کر گائے کی پرستش کے ممد و معاون ہیں اور باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں نہایت صفائی کے ساتھ ارشاد الٰہی لوگوں کے دلوں سے گائے کی عظمت اُٹھا دینے کے لئے۔ اس کے ذبح اور قربان کرنے کے لئے لکھا پا کر بھی قرآن کی مخالفت کرتے اور اُس کے حرفوں کو تبدیل کر کے ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ :۷۶) کے مصداق بنتے ہیں۔

اُن کی یہ حالت اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ یا تو وہ برائے نام ہی مسلمان ہیں۔ قرآن کو جانتے ہیں خوب سمجھتے ہیں مگر اپنی خباثت اور منافقت طبع کی وجہ سے وہ ہندوؤں سے سگڑ بھلائی لینے کے لئے خدائی احکام کی مخالفت اسلام کی آڑ میں کر رہے ہیں۔

یا وہ بالکل قرآن سے واقف ہی نہیں بلکہ لا یعقل بیوقوف ہیں۔ اس لئے بیہودہ بکواس کر رہے ہیں اور مطلب اس سے صرف اسی قدر ہے کہ کوئی ہمیں بھی قاضی و مفتی سمجھے۔

یا یہ بات ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو گئے مگر حقیقتاً ان میں کسی دال خور گئو کی رکھشا کرنے والے اور اس کے پرستار کا خمیر شامل ہے جو اُن کو ان کے آبائی فطرت کے مطابق مجبور کر کے یہ کارروائی کرا رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ بات بھی نہیں تو اُن کو مفتی و قاضی مقرر کس نے کیا ہے؟ کہ تم اس امر میں ضرور ہی فتویٰ دو۔

آیت ۵۔ اُمّی۔ صرف تلاوت قرآن کرتا ہے اور معنے نہیں جانتا۔

اَمَانِيَّ۔ امیدیں۔

اُمِّيُّوْنَ۔ ماں والے، ماں کے لاڈلے، ان پڑھ۔

وَيْلٌ۔ کلمہ افسوس ہے اور جہنّم کی ایک وادی کا نام ہے۔

يَكْتُبُوْنَ سے مطلب عیسائیوں کے ترجموں سے ہے کہ وہ ترجمے در ترجمے کرتے

چلے جاتے ہیں اور اصل عبارت کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمے کرنے سے فرق پڑ پڑ کر کچھ کا کچھ بن جاتا ہے مگر وہ اُس کو کلام الٰہی کہہ کہہ کر تھوڑی تھوڑی قیمتوں پر فروخت کرتے رہتے ہیں۔

فَتَحَ اللّٰہُ کے معنے پیشگوئیوں کے ہیں۔ کھولا اللہ نے تم پر۔

نیم ایرین۔ براھمو

بلٰی۔ پیشگوئی ہے۔

رکوع ۱۰

آیت ا۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

جب عہد لیا ہم نے بنی اسرائیل سے کہ تم خدائے واحد کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنا اور اپنے قریبی رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں کو بھلی باتیں بتلاؤ اور نیک سلوک کرو اور نماز کو مع پابندی ارکان کے قائم رکھو۔ زکوٰۃ دیتے رہو مگر افسوس ہے کہ تم میں تھوڑے لوگ ایسے تھے جو اپنے عہد پر قائم رہے باقی سب کے سب بدل گئے۔

قرآن شریف میں اس قصہ کو بیان کرنے سے ایک تو پیشگوئی کا اظہار کرنا تھا کہ تم ایک زمانہ میں چل کر بدعہد ہو جاؤ گے۔

دوسرے مسلمانوں کو تاکید اس امر کی گئی کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ کہیں تم بھی یہود جیسی کرتوتیں کرنے لگو مگر افسوس کہ مسلمانوں نے سب کچھ بھلا دیا اور وہی روش اختیار کی جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔

مِیۡثَاقَ۔ پختہ وعدہ۔ نبی کریم نے بھی تمام اقوام سے وعدہ لیا۔

خٰلِدُوۡنَ. اَقۡمۡتُ۔

یتیم۔ اکیلا ہونا۔

تم سے عہد لیا کہ تم خونریزی نہ کرنا اور آپس میں ایک دوسرے کو اس کے گھر سے نہ نکالنا۔ مگر افسوس کہ تم نے باوجود اس عہد کو جاننے اور سمجھنے کے خونریزی بھی کی اور اپنے اہل برادری کو شرمندہ

کرنے اوران پر اپنا احسان جتانے کی غرض[۸] سے پہلے اُن کے دشمنوں سے مل کر اُن کو اُن کے گھروں سے نکلوا دیا۔ پھر بظاہر تم نے اُن کے دشمنوں کو کچھ روپیہ دے کر چھُڑا دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو تم کو جو اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ تم ان کو ان کے گھروں سے مت نکلوانا اُس پر تو تم نے عمل نہیں کیا۔

دوسرا حکم تم کو یہ دیا گیا تھا کہ اگر تمہارے متعلقین میں سے کسی پر کوئی مصیبت آوے تو اس کی مدد کرنا۔ اس پر تم نے عمل کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم بعض حصص کتاب پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہیں لائے۔

یاد رکھو کہ جو لوگ ایسے ہوتے ہیں ہم اُن کو دین و دنیا میں ذلیل کر دیتے ہیں۔

اِثْمٌ۔ جو بات انسان کے دل میں کھٹکے اس کو اِثم کہتے ہیں۔

تَظٰهَرُوْنَ۔ شاباش دیتے ہو، پیٹھ ٹھونکتے ہو، مدد کرتے ہو۔

تُخْرِجُوْنَ۔ شرارت کر کے نکلواتے ہو۔

رکوع ۱۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا۔ موسیٰ کو کتاب دی۔

روح۔ کلام الٰہی۔ مسیح علیہ السلام تو موٹی موٹی باتیں ارشاد فرماتے تھے۔ اخلاقی امور، کوئی باریک باتیں نہیں بتاتے تھے۔

الْبَيِّنٰتِ۔ حجت نیرہ، شہادت، عظیم الشان نشان۔

هَوٰى۔ گرنا

هَوِىَ کے معنے پیارا لگنا۔

بِمَا لَا تَهْوٰٓى۔ جن چیزوں کو تم پسند نہیں کرتے۔

غُلْفٌ۔ توریت میں اس لفظ کو نامختون کہا ہے۔ وہاں اس لفظ کے یہ معنے ہیں کہ جو

ملت ابراہیم کے خلاف ہو۔ یہ معنے بھی ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں۔

لَعَنَ۔ دھتکارا ہوا۔

علم پر عمل نہ کرنا اور پاک بندوں سے مخالفت کرنا غضب ہے۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ۔ اور پہلے اس آنے والے رسولوں کے متعلق خوب کھول کھول کر بیان کرتے تھے۔ باب استفعال مبالغہ کے لئے بھی آتا ہے۔ یہ بھی معنے ٹھیک ہیں کہ آپ کے نام سے ہی فتح طلب کرتے تھے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ۔ تم نے کس لئے اللہ کے انبیاء کو قتل کیا جو پہلے آئے۔

میرے خیال میں یہ تو صاف ظاہر ہے کہ انبیاء تو قتل نہیں ہوئے۔ میرے نزدیک قتل کے معنے سخت مقابلہ کے ہیں۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ۔ بڑی قوت سے اس پر عمل کرو۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ آخرت پر ایمان لاتے ہو اور اپنے آپ کو کامیاب ہونے والا سمجھتے ہو تو آؤ ایک فیصلہ کن جنگ کر لو مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ زندگی کے بڑے شائق ہیں۔

مگر یہ یاد رہے کہ بڑی عمر پانا عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

رکوع ۱۲

مباحثات سے بہت بچنا چاہئے۔ مباحثات میں ابتداء کبھی نہ کرے ابتداء کسی اور کی طرف سے ہونی چاہئے۔ جب ابتدا اپنی طرف سے نہ ہو تو خدا تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ۔ تو کہہ دے جو جبرائیل کا عدو ہے.......... کہتے ہیں کہ کچھ یہودی مدینہ میں آئے اور نبی کریم سے مباحثہ کیا اور مباحثہ میں کہا کہ کیا ثبوت ہے کہ آپ کو الہامات ہوتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہی ثبوت ہے جو حضرت موسیٰ کے لئے الہام کا ثبوت ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى (الانعام :۹۲) اُس نے کہا کہ ہم تو موسیٰ کے الہام کو بھی نہیں مانتے کہنے کو تو یہ بات کہہ گیا مگر پھر حیران رہ گیا۔

پھر سوچ کر کہنے لگا کہ آپ کے پاس کونسا فرشتہ وحی لاتا ہے۔ آپ نے کہا جبرئیل۔ اس نے کہا کہ جبرئیل تو ہمیشہ سے یہود کا دشمن ہے۔ یہ صرف مباحثات کا نتیجہ ہے کہ انسان اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اپنا مذہب بھی چھوڑ بیٹھتا ہے اسی واسطے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ زمانہ وغیرہ کو بھی گالی نہ دو۔

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا۔ عہد کرتے ہیں اور پھر توڑ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کتاب کو اس طرح سے پس پشت ڈال دیتے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔ انسان کے قویٰ محدود ہیں ایک حد تک کام کر کے تھک جاتے ہیں۔ اسی واسطے انسان بعض اوقات لعب کی کتابوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ حضرت سلیمان کے زمانہ میں بڑا امن ہو گیا تھا۔ ایسی ہی حالت میں بیرونی آدمی آتے تھے اور اپنے ہمراہ عجیب عجیب دلربا اشیاء لاتے تھے تا کہ مقبول ہوں مگر جب مقبول نہیں ہوتے تو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگوں نے اپنی عجیب عجیب بدذاتیوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔

مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ۔ سلیمان علیہ السلام کافر نہ تھے بلکہ کافر شیطان تھے جو سحر کی باتیں کرتے تھے۔

سِحر۔ کُلُّ مَا دَقَّ وَ لَطُفَ مَأْخَذُهٗ۔ ناول، دلربا باتیں، حقیقت سے بات کو ہٹا دینا۔ ایسے اعمال جن سے انسان ارواح خبیثہ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لطیف بات کو بھی سحر کہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم نے فرمایا ہے۔ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الخطبة)۔

پس معلوم ہوا کہ سحر ممدوح بھی ہے اور مذموم بھی۔ سحر کی میں نے بڑی کتابیں پڑھی ہیں۔ بعض لوگ تو خواص اشیا میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے لوگ تو کیمیا کے پھندے میں پھنس گئے ہیں۔ پھر مغربی ملک کے لوگوں نے ریل اور تار برقی وغیرہ ایجادیں کیں۔ باریک در باریک تدابیر جس کو پولیٹیکل اکانومی کہتے ہیں۔ ایک ہاتھ کی چالاکی، ایک قوت نفسانی کی تحریک، ایک روحوں کی بڑی طاقت ہوتی ہے کبھی لوگوں کو دھوکا دے دیتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ کے مقابل پر

ساحروں نے کیا۔ کچھ ستاروں کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ ان میں بھی عجیب در عجیب باتیں ہوتی ہیں۔ سورج کے پوجاری میں نے دیکھے ہیں کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک تمام دن ٹکٹکی باندھ کر سورج کو دیکھتے ہی رہتے ہیں اور ایسے لوگوں میں ہندوؤں کو بھی دیکھا اور مسلمانوں کو بھی۔ بعض شریف بھی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بعض لوگ بڑے بزرگ کہلاتے ہیں اور وہ ان سب باتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ ۔ وہ لوگ جو ہم پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کو کیا خصوصیت ہے...... وہ غور کریں کہ کیا نبی کافر ہوا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان کی نسبت یہودیوں میں ساڑھے نو قومیں یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ وہ کافر تھے۔ اسی طرح عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ایک عورت کی محبت میں مشرک ہوگئے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے ان دونوں کی یہاں پر نفی فرمائی ہے۔

یادرکھو کہ جس قدر کتابیں نقش سلیمانی اور طلسم سلیمانی وغیرہ سلیمان کی طرف منسوب ہیں وہ سب افترا پردازیاں ہیں۔

میں نے بابل کی کہانیاں بھی بہت پڑھی اور سنی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ دو فرشتوں نے آدمیوں کی سیہ کاریوں پر اعتراض کیا چنانچہ وہ آدمی بنا کر بھیجے گئے۔ قوت شہوت نے غلبہ کیا............ یہ تمام جھوٹی کہانیاں ہیں۔ ملائکۃ اللہ ایسی باتوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء مثلاً حزقیل وغیرہ کو خدائے تعالیٰ نے بتایا کہ تم فارس اور مید کے بادشاہوں سے تعلق پیدا کرلو تو آزاد ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

اسی واسطے انہوں نے تعلق پیدا کیا۔ چونکہ یہ موقع خطرناک تھا۔ اس لئے بتایا کہ اپنی عورتوں کو بالکل آگاہ نہ کرو صرف جری مرد واقف ہوں۔

جن مَلک نے یہ تعلیم دی ان میں سے ایک کا نام ہاروت اور دوسرے کا نام ماروت تھا۔ ان کے ذریعہ سے سمجھایا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم اس راز کو ظاہر کر کے انبیاء کے قتل کا موجب ہو اور وہ وہ علم تھا جو شوہر و بیوی کے درمیان تفرقہ تھا یعنی بی بی کو نہیں بتایا گیا تھا۔ اس کے سبب سے بابلیوں کو نقصان پہنچا۔

هَرْتٌ۔ تہ و بالا کر کے۔ میدان کو صاف کر دینا۔

مَرْتٌ۔ کہتے ہیں زمین کو اس طرح صاف کرنا کہ درخت تک بھی باقی نہ رہے۔

اس لئے جن دو فرشتوں کے ذریعہ سے حزقیل اور دانیال نبی کو یہ تعلیم دی گئی کہ تم ایران اور مید کے بادشاہوں سے مل کر بابل کو اڑا دو اور یہود کو آزاد کرنے کے لئے بابل کے بادشاہوں کو اُڑا بھی دیا گیا تو ان کو ہاروت و ماروت کہا گیا۔ اس خفیہ کارروائی کے لئے اُن کو خاص اشارات اور زبانیں سمجھائی گئیں۔

ہمارے ایک بہت پیارے کے والد فریمسن تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کی کمیٹی کب سے ہے۔ کہا حضرت سلیمان کے وقت سے۔ میں نے کہا پھر کب سے۔ کہا بابل کے وقت سے۔ پھر میں نے پوچھا کہ قانون کے ذریعہ سے جس شخص کو نہ مار سکو کیا اس کے ذریعہ سے قتل کر سکتے ہو۔ کہا کہ اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ پھر میں نے چند اور سوالات کئے جن کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ مار ڈالتے ہیں۔ عورت فریمسن نہیں بن سکتی۔ ان کے چند اشارات ہوتے ہیں اشاروں سے باتیں کرتے ہیں۔ ایک اور فریمسن سے بھی باتیں ہوئیں۔ پھر مجھ کو خدا تعالیٰ نے عالم رؤیا میں .... یہاں ایک شخص دکھایا کہ یہ فریمیسنوں کی طرف سے خاص طور پر یہاں رہتا ہے۔ یہ لوگ رات دن دشمنوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ مذہب سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ ان کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت محمد صلعم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے ملک عرب میں سے اس کمیٹی کا نام و نشان تک اُڑا دیا اور پینتیس سال تک اس کا کوئی پتہ و نشان باقی نہ رہا اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی اس کمیٹی میں قطعاً شریک نہ ہوا۔ پھر جناب علی مرتضیٰ کے عہد میں انہوں نے سر نکالا۔

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ ۔سونے کو کٹھالی میں رکھنا تا کہ اس کا کھرا اور کھوٹا پن معلوم ہو جاوے۔ آزمائش، امتحان۔ دیکھو یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ (الذّٰریٰت :۱۴) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا ...... (العنکبوت :۳) اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ...... (الانفال :۲۹) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ ...... (البقرة :۱۵۶)...... بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً (الانبياء :۳۶)۔

فَلَا تَكْفُرْ ۔ پھر کفر کا ارتکاب نہ کرنا۔ تعلیم کے خلاف نہ کرنا۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ ۔ سیکھتے ہیں اُن دونوں فرشتوں سے۔ یہاں پر خدا تعالیٰ حضرت نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کو جو خفیہ خفیہ آپ کو تباہ کرنے کی تجویزیں اور تدبیریں کرتے تھے یہ بتلاتا ہے کہ دیکھو تم نے محمد رسول اللہ کے تباہ کرنے کی وہی روش اختیار کی ہے جو دانیال اور حزقیل کی اقوام نے ظالم بابلیوں کو تباہ کرنے کے لئے کی تھی۔ تو یاد رکھو کہ تم اس سے محمد رسول اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ خدا کا منشاء نہیں ہے کہ اس کو ضرر پہنچے۔ پھر دانیال اور حزقیل کی قوموں کو مظلوم ہونے کے سبب سے ہماری جانب سے یہ حکم ہوا تھا۔ تب شہر بابل کے ظالم مفتوح ہوئے۔

یہاں پر تو معاملہ ہی برعکس ہے یعنی تم خود ظالم ہو اور پھر خدا کے نیک اور متقی بندوں کی جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہو۔ خدا سے تم کو اس قسم کا کوئی حکم بھی نہیں آیا۔ اُس میں خدا اُن کا مددگار تھا مگر یہاں پر خدا تم سے بیزار ہے۔ تو کیا تم ایک اللہ تعالیٰ کے رسول کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ نہیں۔ یاد رکھو کہ جس طرح یہاں پر معاملہ برعکس ہے اسی طرح تم ان تجاویز سے اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے بلکہ اُلٹا تمہیں کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے فرمایا۔ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۔

رکوع ۱۳

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے قوتیں ترقی کرنے کے لئے رکھی ہیں۔ اور منشاء اُن کا یہ ہے کہ ایک دوسرے پر بڑھو اور ترقی کرو ایک آدمی دوسرے سے بڑھتا چلا جائے۔ یہ فطرت انسان کی تمام ترقیات کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن بعض لوگ ناجائز استعمال کر کے حسد سے کام لیتے ہیں۔

ایک شخص جو خوش چلن، نیک اور خوش رہنے والا ہو اُس سے اُن باتوں میں ترقی کرنے کے بجائے حسد کرتے ہیں۔ حسد کی صفت کو ناجائز استعمال کر کے اس کے منافع سے محروم رہتے ہیں۔ نیکیوں میں رشک کرنا مفید ہوسکتا ہے۔ حسد کو جب ناجائز استعمال کرتے ہیں تو محسود کی نسبت بُرے الفاظ زبان سے نکالتے ہیں۔ اللہ جلشانہ اس رکوع شریف میں فرماتا ہے کہ ایمان والو! لوگ دغا، فریب اور حسد کے وقت برے برے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں۔ تم کو چاہئے کہ تم ایسے دورخے

ذو معنی الفاظ بھی استعمال نہ کیا کرو۔ دیکھو رَاعِنَا ایک دورُخہ لفظ ہے تم محمد رسول اللہ (ﷺ) کے سامنے یہ لفظ بھی مت بولا کرو کیونکہ یہود کی زبان میں اس کے کچھ اچھے معنے نہیں ہیں۔اس کی بجائے تم اُنْظُرْنَا کہا کرو۔

یَوَدُّ۔یُحِبُّ

مَایَوَدُّ الَّذِیْنَ۔ یہ منکر اہل کتاب چاہتے ہی نہیں کہ تم پر کوئی مکرم چیز اُتاری جائے۔

اُنْظُرْنَا۔آپ ہماری طرف توجہ فرماویں۔آپ ہم پر نظر عنایت فرماویں۔

اٰمَنُوْا۔مسلمانوں کو روکا تو پھر یہودیوں کو بھی رُکنا پڑا۔

حدیث میں ہے کہ عشاء کے واسطے عَتَمَةً کا لفظ نہ بولو کیونکہ یہ جنگلیوں کا لفظ ہے۔

نُنْسِ۔بھلا دیتے ہیں۔چھوڑ دیتے ہیں۔

مَانَنْسَخْ۔ جو کچھ ہم کھو دیں یا بھول جائیں مٹا دیں۔خدا ہم کو اُس سے بہتر دے سکتا اور سکھلا سکتا ہے۔قرآن شریف میں کوئی ایسا حکم نہیں جو منسوخ ہو چکا ہے اور اس پر عمل کرنا اس وقت ممنوع ہو۔

نَنْسَخْ۔ہم دنیا کے کچھ مذاہب کو مٹا دیں گے۔

وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ۔اللہ تعالیٰ اس وقت ایک شخص کو خصوصیت دے رہا ہے۔

نَنْسَخْ۔باطل کرنا، ازالہ کرنا، نقل کرنا، حالتوں کو بدل دینا۔

توریت وانجیل کا اصل نہیں ملتا۔مٹ گئیں۔اُن کی جگہ ان سے اعلیٰ وافضل تریں کتاب یعنی قرآن شریف عطا کیا گیا۔

اٰیَةٍ۔نشان، عبرت، ایک فقرہ قرآنی، (نبی)۔

مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ کے یہ معنے ہوئے کہ اس کو اس طرح سے مٹا دے کہ نام ونشان تک بھی باقی نہ رہے۔رسول اللہ ﷺ نے تمام عربی اقوام کے رسم ورواج، اخلاق وعادات میں کیسی تبدیلی پیدا کر دی۔شرک کو بالکل مٹا کر وحدانیت کو پھیلا دیا۔

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ میں تعظیم الٰہی ہے اور زکوٰۃ میں مخلوق سے ہمدردی ہے۔ جو کچھ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ سے اجر پاؤ گے۔ وہ دانا و بینا ہے۔ ۹ے

رکوع ۱۴

جب کوئی کسی کا دشمن ہو جاتا ہے تو اس کی کسی خوبی کا قائل نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی ایسی چیز ہوتی ہے کہ جس میں کچھ بھی خوبی اور کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو ہم اُس کو دنیا میں رہنے نہیں دیتے جیسے فرمایا۔ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:۱۸)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود کا نصاریٰ کو یہ کہنا کہ یہ کچھ بھی نہیں اور نصاریٰ کا یہود کو یہ کہنا یہ کچھ نہیں عداوت پر مبنی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ یہود و نصاریٰ ہی سے متعلق نہیں بلکہ فرمایا۔ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ یعنی جو کوئی بھی ایسا کہے وہ سب اسی بنا پر مبنی ہے۔ پھر قرآن میں سب سے بڑا سبب عداوت کا فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا (الانعام:۴۵) لکھا ہے یعنی جب لوگ قرآن کریم یا کتاب اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں تو اُن میں بغض و عداوت پڑ جاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جو مسلمانوں میں باہم ناچاقی کی وبا پھیلی ہوئی ہے تو اس کا سبب قرآن کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ مسلمانوں میں پہلے یہ وبا شروع ہوئی تو جبر و قدر کا جھگڑا شروع ہوا پھر خوارج کا پھر شیعوں کا۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ کر جبر و قدر کو کیوں چھیڑا۔ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کسی کو رڈی نہیں سمجھتا۔ اس جھگڑے کو بھی مفید ہی سمجھتا ہوں۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ کو ہرگز کسی سے بھی بغض نہیں حتیٰ کہ شیطان سے بھی نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو بھی کسی غرض سے ہی پیدا کیا ہے۔

بھوپال میں میرے اُستاد مولوی عبدالقیوم صاحب تھے۔ جب میں اُن سے رخصت ہونے لگا تو میں نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے کہ جس سے میں ہمیشہ ہی خوش رہوں۔ فرمایا کہ تم اپنے آپ کو خدا اور رسول نہ سمجھنا۔ میں نے عرض کیا کہ بھلا میں اپنے آپ کو خدا اور رسول کیسے سمجھ سکتا ہوں۔

انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ میں نے کہا۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (ھود:۱۰۸) یعنی خدا وہ ہے کہ جو چاہے سو کر گزرے۔ انہوں نے فرمایا کہ بس اگر تمہاری خواہش پوری نہ ہو تو اپنے نفس کو کہنا کہ میاں تم کوئی خدا ہو؟ اس نکتہ سے مجھے اب تک فائدہ پہنچا ہے اور میں بہت راحت وآرام میں رہتا ہوں۔

دوسری بات یہ کہ رسول نہ بننا۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ فرمایا کہ رسول کے پاس خدا سے حکم آتا ہے۔ اس کو خوف ہوتا ہے کہ اگر لوگ میری باتوں کو نہ مانیں گے تو دوزخ میں جائیں گے اس لئے وہ کڑھتا ہے مگر جو تمہارا فتویٰ نہ مانے تو وہ تو دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ اس لئے تم اس کا بھی کبھی رنج نہ کرنا کہ فلاں شخص نے ہمارا کہنا کیوں نہ مانا۔

ہمارے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد کو ایک مرتبہ الہام ہوا کہ اس وقت جو لوگ تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے سب جنتی ہیں۔ ایک شخص پر ان کو شبہ پڑ گیا کہ یہ نیک نہیں معلوم ہوتا۔ جب انہوں نے نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو دیکھا کہ وہی شخص اُن میں نہ تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ وضو کرنے کے لئے چلا گیا تھا اور بعد میں نماز ہو چکی۔ مگر مقتدیوں کو شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اتنے ہی ہیں جس قدر پہلے تھے۔ ایک شخص نے اُٹھ کر بیان کیا کہ میں وضو سے تھا جب میں نے دیکھا کہ یہاں جماعت طیار ہے تو میں فوراً ہی شامل ہو گیا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی شخص ظالم ہے جو لوگوں کو مسجدوں میں ذکر الٰہی کرنے سے روکے مگر افسوس کہ شیعوں کی مسجدوں میں سنی نہیں جا سکتے اور سنیوں کی مسجدوں میں شیعہ نہیں گھس سکتے۔

بعض بعض مسجدوں کے دروازوں پر لکھ کر لگا دیتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص نہ آئیں۔ ایسے لوگ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور آخرت میں ان کو بڑا عذاب دیا جائے گا۔

لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ۔ سارا جہان خدا کا ہی ہے جس طرف تم توجہ کرو خدا کی فتح ونصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔

اَیْنَ ۔ظرف مکان بھی ہے اور ظرف زمان بھی ہے۔اس میں سارا جہان مخاطب ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جس وقت توجہ کرو پس اسی طرف توجہ ہے اللہ کی ۔ فی الواقع جدھر صحابہ متوجہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ کو مثمر ثمرات بنایا۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ ۔ بیٹا ہونا سبحان کے بالکل خلاف ہے ۔عیسائیوں نے ایک مجلس کا نام تقدیس رکھا ہے اور اُس میں بیٹا ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔اس لئے فرمایا کہ یہ تقدیس نہیں۔

قنوت ۔نماز میں کھڑا ہونا،فرمانبرداری، دعا مانگنا، عام عبادت سب کو قنوت کہتے ہیں۔

قَضٰی ۔قَدَّرَ، اندازہ کیا،حکم جاری کیا،کام کو پورا کیا، پیدا کیا،خبر دی۔

رکوع ۱۵

اللہ جلّشانہ نے اَلْحَمْد میں اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ۔ مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ اور ضَآلِّیْن کا ذکر فرمایا ہے۔علمی طور پر فرمایا کہ جو لوگ نمازوں کے پابند ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، کتاب اللہ اور آخرت یا جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں وہ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ میں ہیں مگر دوسرے لوگ جو انکار کرتے ہیں مَغْضُوْب عَلَیْهِمْ ہیں۔تیسرے وہ جو ضَآلِّیْن ہیں جو تجارت کے ذریعہ سے تمام مذہبوں سے واقف ہو سکتے تھے اور وہ نصاریٰ ہیں۔ پھر فرمایا کہ بدعہد لوگ ضَآلّ ہوتے ہیں۔ان کا ذکر لمبا کیا پھر مَغْضُوْب اور مُنْعَمْ عَلَیْهِمْ کا نام لے کر بتایا۔

پھر بنی اسرائیل کا بار بار ذکر کیا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی اُن نعمتوں کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیں۔ پہلوں میں اور ان میں یہ فرق دکھلایا کہ یہاں عدل کو مقدم کر دیا اور ان میں شفاعت مقدم تھی اس لئے کہ بعض دنیا کو چھوڑ نہ سکے پہلے سپارش سے کام لیا جب اس سے کام نہ چلا تو بدلہ دینے کو ہوئے۔دوسروں نے مال کا دینا مقدم کیا جب کام نہ چلا تو لگے سپارش کرانے۔

اِبْتَلٰی ۔امتحان، آزمائش۔اور امتحان کے معنے ہیں کسی کی محنت لینا اور محنت کے بدلہ میں کچھ دینا۔ایک جگہ اظہار کے معنے بھی آتے ہیں۔ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (الطارق:۱۰)۔یہاں بھی محنت لینے کے معنے ہو سکتے ہیں۔

اِمَـــام ۔اس دھاگے کو کہتے ہیں جو معماروں کے پاس ہوتا ہے جس کو شاقول کہتے ہیں۔ دیکھو پھر اس لفظ کو کس قدر وسیع کیا ہے کہ جس کی اتباع سے انسان اپنا سیدھا اور ٹیڑھا پن دیکھ سکے ایسے شخص کو امام کہتے ہیں۔ قرآن بھی امام ہے، محمد رسول اللہ بھی امام ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع بھی ہیں۔

ذُرِّيَّةٌ۔ پھیلنا۔ نسل

مَثَابَةً ۔ثبہ جماعت کو کہتے ہیں اور مثابہ جماعتوں کے آنے یا امن کی جگہ کو کہتے ہیں۔

فَأَتَمَّهُنَّ سے ابراہیم کے مقام کا صاف پتہ لگتا ہے۔

ہم نے ابراہیم کو بڑا ضروری حکم بھیجا کہ اس گھر کو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ پاک رکھیو جو طواف، اعتکاف اور رکوع وسجود کے لئے یہاں آئیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے قد آدم دیوار بنانے میں سات ردے رکھے۔ سات ہی مرتبہ طواف کیا اور ہر جگہ دعائیں کیں۔

رکوع ۱۶

ایک شخص گزرا ہے عراق عرب کا رہنے والا۔ اس پاک انسان کا نام ابراہیم ہے۔ جو کچھ خدا کے فضل کے متعلق سمجھ میں آسکتا ہے وہ سب ہی کچھ اس کو میسر تھا۔ صحت کا یہ حال تھا کہ ۹۹ برس کی عمر میں حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔ جاہ و جلال کا یہ عالم تھا کہ تمام مسیحی قومیں، تمام یورپ، تمام ایشیا اور براعظم افریقہ میں اس کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ اولاد میں کیسے کیسے نبی اور کس کثرت سے موجود ہیں۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ ۔تورات میں میں نے پڑھا ہے کہ اے ابراہیم جو تجھ کو مبارک سمجھتا ہے اس کے لئے برکت ہے اور جو تجھ کو برا کہتا ہے اُس پر خدا کی لعنت ہے۔

اب خدائے تعالیٰ یہاں پر گُر بتلاتا ہے جس پر وہ عمل کرنے سے اس قدر بڑا انسان بنا تھا وہ گر یہ ہے کہ

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یعنی جب خدا نے ابراہیم! کو کہا کہ اے ابراہیم تم فرمانبردار ہو جاؤ تو عرض کی اے ربّ العالمین!

میں تو تیرا فرمانبردار ہو چکا۔فرمانبرداری کا وعظ ابراہیم نے اپنی اولاد اور اسحٰق نے اپنی اولاد کو کیا اور فرمایا کہ خدا نے تمہارے لئے ایک دین کو پسند کیا ہے جب تمہاری موت آئے تو تم کو فرمانبردار پائے۔

تِلْكَ اُمَّـةٌ ۔ یاد رکھو وہ ایک گروہ تھا جو گزر چکا۔تم کہیں یہ خیال نہ کر لینا ہم ان کی اولاد ہیں۔جو تم کرو گے تم کو اس کا بدلہ ملے گا۔

مِلَّةَ ۔اِمْلَالٌ سے نکلا ہے۔جب نبیوں پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے تب لکھواتے ہیں۔دین کا لفظ جناب الٰہی کی طرف مضاف ہوتا ہے مگر ملت کا لفظ کبھی جناب الٰہی کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کافی ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے اور وہ سمیع وبصیر ہے۔

پارہ سیقول۔سورہ بقرہ رکوع ۱۷

میں نے اس آیہ کریمہ پر مدتوں غور کیا ہے ہمارے مفسر لوگ تحویل قبلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔مجھ کو روایت سے باہر جانے میں جب تک الہام یا وحی نہ ہو نکلنا دشوار ہے بیس صحابی ہیں جو اس آیہ کو تحویل قبلہ کے متعلق بتاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے متعلق سورۃ البقر میں خوب بوچھاڑ ہے۔اُن کو اور ان کے علماء وغیرہ سب کو خوب خوب بتایا ہے اور اُن کے حالات گزشتہ یاد دلائے ہیں۔اُن کی غلط کاریاں اور اپنے احسانات وانعامات یاد دلائے ہیں۔پھر اُن کی غلطیاں اور جہالتیں بتا کر ابراہیمی لوگوں کی غلطیاں بتائی ہیں۔

میرے اُستاد حضرت رحمت اللہ صاحب کو نبی کریمؐ نے خواب میں بتایا تھا کہ تم سے مباحثہ ہوگا۔تم نے آیت ۱۱۹ اور ۲۱ سے استدلال کرنا۔

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب تم ابراہیمی تھے تو تم نے قبلہ سے کیوں منہ پھیرا؟ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب مشرق ومغرب ہمارا ہی ہے۔ہم اپنے مصالح سے جس کو چاہیں ہدایت کریں۔

كَذٰلِكَ کے معنے بسبب کے ہیں۔

ہم نے تم کو اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا بنایا ہے۔تم لوگوں کی نگرانیاں کرو اور رسول تمہارا نگران ہو۔

وَسَطًا کے معنے اعلیٰ درجے کے ہیں۔اس لئے تم کو چاہئے کہ شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ بنو۔ پارہ۴ رکوع ۳ ۱اور سورہ (الِ عمران) کے رکوع ۱۲ میں لکھا ہے کہ تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرو اور برائیوں سے روکو۔ یہ تحویل قبلہ بھی بڑا بھاری امتحان تھا کہ کون خدا تعالیٰ اور رسول کا متبع ہوتا ہے اور کون نہیں ہوتا۔

يَعْرِفُوْنَ کی ضمیر مجھ کو حضرت نبی کریم ہی کی طرف پسند معلوم ہوئی ہے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ذکر پہلے آیا ہے۔

رکوع ۱۸

بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے پر آریہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تم بیت اللہ کی پوجا کرتے ہو۔ یہ خیال اُن کا بالکل غلط ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ انسان جب عبادت الٰہی کرے گا تو کسی نہ کسی سمت کو تو اُس کا منہ ہو ہی گا۔ ہر صورت یہ اعتراض انسان پر آ سکتا ہے کیونکہ وہ بھی مشرق کی طرف عبادت میں اور آگ کی طرف ہَون میں منہ کرتے ہیں اس لئے آریہ لوگ خود بھی اس کے نیچے ہی ہیں۔ اہل اسلام اگر نماز اس طرح سے پڑھتے کہ کسی کا منہ پورب کو کسی کا پچھّم کو کسی کا اُوتر کو اور کسی کا دکن کو تو کیا اس سے سب کے خیالات و اعتقادات کا یکساں ہونا اور سب کے اتفاق و محبت کا اظہار ہو سکتا تھا۔ پھر جو خوبی اور خوبصورتی دوش بدوش کھڑے ہو کر اور ایک جانب کو منہ کر کے عبادت الٰہی کرنے میں پائی جاتی ہے وہ دوسری صورت میں کہاں پیدا ہو سکتی ہے۔ لطف تو اس میں ہے کہ ایک خدا کے پرستار ایک کتاب کے ماننے والے ایک ہی رسول کے مطیع ایک ہی جانب کو منہ کر کے عبادت الٰہی کرتے ہوں جو اُن کی یکجہتی اور ان کے ہم اصول ہونے پر ایک مضبوط دلیل ہے۔

اور اس میں کیا مزا ہے کہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی پرارتھنا کرتے ہیں اور جب پرارتھنا کرنے کے لئے بیٹھیں تو جس طرف کو ایک مہاشہ کا منہ ہو اُدھر دوسرے کے چوتڑ ہوں اور جدھر تیسرے کے چوتڑ ہوں اُدھر چوتھے کا منہ ہو۔ گویا کہ جنگل میں ایک دوسرے سے روٹھے ہوئے بیٹھے ہیں۔

اب غور کر کے دیکھو کہ آیا یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے یا وہ۔ پھر کسی کی عبادت کے لئے دل میں اعتقاد ہوتا ہے معبود کے سامنے انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرتا ہے۔ تعظیمات کے الفاظ بولتا ہے۔ اس سے دعائیں مانگتا اور التجائیں کرتا ہے۔ اُس کے حسن و احسان کا اقرار کرتا ہے اس سے امن وامان کی درخواست اور مصائب کے دور ہونے کی نہایت تذلل کے ساتھ دعائیں کرتا ہے۔

نماز اللہ کے نام سے شروع ہوتی اور اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔

وَلِكُلٍّ۔ ہر ایک آدمی کی کسی نہ کسی طرف توجہ لگی رہتی ہے۔

بَلْ اَحْيَآءٌ۔ شہید کے اعمال ترقی کرتے رہتے ہیں۔

صبر کے معنے روزہ، برائیوں سے پرہیز اور نیکیوں پر استقامت۔

وَلَا تَقُوْلُوْا۔ ان کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔

بِشَیْءٍ۔ تھوڑا سا۔

رکوع ۱۹

حضرت نبی کریم مکہ میں تھے تو آپ کی قوم ہی آپ کی دشمن تھی لیکن ہجرت کے بعد یہود دشمن ہوئے ان کے سبب کسریٰ سے دشمنی ہوئی۔ پھر عیسائی دشمن ہوئے تو ان کی وجہ سے قیصر سے دشمنی۔ اس لئے وہاں صبر کا زیادہ موقع تھا۔

صبر کی مختصر حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک نیکی پر قائم رہنا اور ہر ایک بدی سے بچنا۔[۱۰]

حوالہ جات قرآن رمضان

۱۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۷، ۸۔ قرآن رمضان صفحہ ۱، ۲

۲۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۱۳ تا ۱۶۔ قرآن رمضان صفحہ ۳ تا ۶

۳۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۳؍اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۲۱ تا ۲۴۔ قرآن رمضان صفحہ ۷ تا ۱۰

۴۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۲۹ تا ۳۲۔ قرآن رمضان صفحہ ۱۱ تا ۱۴

۵۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۳۷ تا ۴۰۔ قرآن رمضان صفحہ ۱۵ تا ۱۸

۶۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۴۵ تا ۴۸۔ قرآن رمضان صفحہ ۱۹ تا ۲۲

۷۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۵۳ تا ۵۶۔ قرآن رمضان صفحہ ۲۳ تا ۲۶

۸۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۷/ نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۶۱ تا ۶۴۔ قرآن رمضان صفحہ ۲۷ تا ۳۰

۹۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۴/ نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۶۹ تا ۷۲۔ قرآن رمضان صفحہ ۳۱ تا ۳۴

۱۰۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۱/ نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۷۷ تا ۸۰۔ قرآن رمضان صفحہ ۳۵ تا ۳۸

کلام امیر

علالت کے باوجود درس قرآن

۸؍ستمبر ۱۹۱۲ء (یوم الاحد) صبح حضرت کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ متلی ہوتی ہے پھر بھی قرآن شریف کا درس دیا۔ فرمایا۔

آج تو درس دینا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر خیر شروع کرتے ہیں۔

سورۂ صف میں مثیل مسیح کی بشارت

۱۰؍ستمبر ۱۹۱۲ء (یوم الثلا ثہ) صبح درس کے بعد بیماروں کو دیکھا۔ پھر بارہ بجے بھی بیماروں کو دیکھا اور ڈاک سنی اور جواب لکھائے۔ آج بعد از ظہر مسجد اقصیٰ میں سورۂ صف کے پڑھنے سے قبل کسی نے کہا کہ اس سورۃ کو کھول کر بیان کرو حالانکہ حضرت صاحب تمام ضروری باتوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور عام تراجم سے جہاں اختلاف ہو وہ بھی خصوصیت سے بتلا دیتے ہیں مگر افسوس ہے کہ نادان لوگ بے فائدہ سوالات سے باز نہیں آتے۔ اس سورۃ کی تفسیر میں آپ نے ثابت کیا کہ جس احمد کی بشارت اس سورہ شریف میں ہے وہ مثیل مسیح ہے۔ حضرت موسیٰ نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی تھی اور حضرت مسیح نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ فرمایا۔

میں اپنی ذوقی باتیں کم کیا کرتا ہوں۔ سائل تو صرف احمدؐ کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے۔ یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف میں اشارہ کر دیا ہے۔ آگے دین کا لفظ بھی ہے اور اس نور کو نہ ماننے کے متعلق بھی کہا ہے۔ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصّف :۹) (اگرچہ منکرین برا منائیں)

زخم ناسور ۱۱؍ستمبر ۱۹۱۲ء (یوم الاربع) صبح فرمایا کہ

رات زخم ناسور کے اندر اس طرح محسوس ہوتا رہا جیسا پیپ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے بامداد ڈاکٹر عبداللہ صاحب ڈریس کیا۔ اس کے بعد درس ہوا۔ ؎۱

لغو سوالات سے پرہیز چاہیے

۱۸؍مارچ ۱۹۱۲ء بوقت درس قرآن مجید بعد مغرب ایک مولوی صاحب نے جو ہندوستان کے مدرسوں سے فارغ التحصیل ہو کر قادیان میں بارادہ بیعت آئے ہوئے تھے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (الرعد : ۳۲) تو کیا وہ اگر چاہے تو کفار کو جنت میں اور مومنوں کو دوزخ میں نہیں ڈال سکتا؟ اس پر بڑے جوش اور کمال دلسوزی اور ہمدردی سے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں ایک بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ خوب سنو۔ چھوٹے ہو یا بڑے، جوان یا بڈھے خواہ سبق لمبا ہی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون :۲ تا ۴)۔ مظفر و منصور وہی مسلمان ہوتا ہے جو لغو سے بچتا رہے۔ یہ ایک معرفت کا نکتہ ہے۔ جب تک یہ عادت ان میں نہ ہو گی کامیاب نہ ہوں گے مگر اب اسلام میں کیا کیا فضول بحثیں چلی ہیں۔ اوّل۔ حضرت آدمؑ بہشت میں پیدا ہوئے یا زمین پر۔ (۲) حوّا آدم سے نکلی یا آدم حوّا سے۔ (۳) آدم کا بدن کس شکل کا تھا۔ (۴) کپڑے کیسے تھے۔ (۵) وہ درخت کیسا تھا (۶) شیطان کیا چیز ہے۔ (۷) آدم کو جب دھکہ دیا گیا تھا وہ کہاں اُترا تھا۔ (۸) حضرت نوح کی کشتی کس لکڑی کی تھی۔ (۹) وہ جانور جو پتہ لگانے کے واسطے گیا تھا وہ کون تھا۔ (۱۰) اس کشتی میں ہاتھی گھوڑے سب کچھ ڈالے گئے۔ گویا سارا جہان ہی ہوا۔ (۱۱) حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کس درخت کی تھی۔ (۱۲) حضرت موسیٰؑ کا قد کتنا لمبا تھا۔ کہتے ہیں کہ ستر ہاتھ لاٹھی تھی اور ستر ہاتھ حضرت موسیٰ کا قد تھا اور ستر ہاتھ اُچھل کر عوج بن عنق کو مارا مگر اُس کے گِٹے (ٹخنے) پر لگی۔ گویا اس کا ٹخنہ ۲۱۰ ہاتھ زمین سے اونچا تھا۔ اور اب دریائے نیل پر اس کی ٹانگ کی نلی کا پل بنا ہوا ہے اور جب نوح نبی کی لہر آئی تو عوج مذکور کو گِٹے گِٹے آئی۔

غرضکہ بڑے بڑے لمبے قصے کئے گئے ہیں۔ میں تو ایسے مسئلوں سے دنیا میں آ گے ہی گھبرایا ہوا ہوں۔ اب میں بڈھا ہوں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں لغو سے کام نہ لو۔ تفسیریں

پڑھو۔ جب ایسے قصے آویں انہیں چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مجوسیوں نے وہ قصے ڈال دیئے ہیں۔ قصوں کی وہ بھر مار ہے کہ ہم اصل قرآن تو پڑھ ہی نہیں سکتے۔ ہزار در ہزار ورق لکھ دیئے ہیں۔ نعوذ باللہ ایک کہانی ایک آیت پر یہ لکھ دی گئی ہے کہ ایک چارپائی پر ایک بادشاہ بیٹھ گیا۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے اور گرجھیں (گدھیں) بھی باندھ دیں۔ وہ اُس کا کھٹولا ہی اُڑا کر آسمان کی طرف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ خاص فضل کیا ہے میں تو ان لغو باتوں کے نزدیک بھی نہیں آ سکتا۔ اب لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ پہلے خدا کے بولنے کا تو فیصلہ کرو کہ آیا بولتا بھی ہے یا نہیں۔ اب پوچھتے ہیں کہ اگر خدا بروں کو دوزخ میں ڈالنے کا وعدہ کرتا ہے تو کیا نیکوں کو نہیں ڈال سکتا۔ میں خدا کے فضل سے اس پر بحث کر سکتا ہوں۔ میں نے قرآن کی غرض سمجھی ہوئی ہے مگر لوگوں نے قرآن کی اور ہی غرض سمجھی ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ قرآن میں صیغے عجیب عجیب ہیں۔ وہ حل ہو جاویں۔ یتقــــہ کا صیغہ کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس میں ترکیبیں مشکل ہیں وہ حل کی جاویں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دوزخ میں ٹھونسنا ہے اور بدکاروں کو جنت میں بھیجنا ہے تو اس قرآن کا آنا تو خاک میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت میں بھی لغو سے بہت کام لیا گیا ہے۔ بعض ؏

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِلِ کوزہ

وغیرہ کہتے ہیں پھر عیسائی اس قاعدے پر چلے ہیں کہ خدا مجسم ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ ہوا۔ پھر ہندو کہتے ہیں کہ خدا ایک سنسار بنا پھر کچھوکماں۔ پھر ایک دفعہ سؤر بن گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کچھ مچھ دراہ تُوں یعنی سؤر۔ نرا شنگھ تُوں یعنی شیر بھی تو ہی ہے۔ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور اپنے بڑھاپے کو حاضر کرتا ہوں۔ میں ہر رات کو یہ خیال کرتا ہوں کہ شائد میں صبح کو ہوں گا یا نہ۔ میں تم کو کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل بیہودہ ہیں۔ نہ ہمارے دین کے کام کی ہیں نہ دنیا کے کام کی نہ صحت کے کام کی۔ صحابہ[۱]، ائمہ حدیث[۲]، ائمہ فقہ[۳]، ائمہ تصوف[۴] چاروں قسم کے لوگوں نے قطعاً یہ بحثیں نہیں کی ہیں۔ جب مسلمان لوگ فاتح ہو گئے اور ہزاروں کتابیں دیکھیں تو وہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھ

ماریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی سوال میں اللہ رسولؐ، فرشتوں، جزا و سزا کے بارہ میں، اخلاق کے بارہ میں نفع پہنچے تو ان مسئلوں پر بحث کرو۔ اگر نہ پہنچے تو ان پر تھوک دو۔ ہم نہیں جانتے کہ موسیٰ کا عصا کتنا لمبا تھا اور کس لکڑی کا تھا۔ آدم کے گرنے کی جگہ کہاں ہے اور نوح کی کشتی کس لکڑی کی تھی وغیرہ۔ میرا ایک اُستاد منشی قاسم علی رافضی تھا۔ میں اُس سے فارسی پڑھا کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتا آج بزم کا رقعہ لکھو۔ آج رزم کا رقعہ لکھو۔ آج بہاریہ رقعہ لکھو۔ آج خزاں کا رقعہ لکھو۔ مجھے حکم ہوا کہ آج یہ سب رقعے یاد کر کے ہمیں سنا دو۔ میں اس کو فرفر کر کے سنا بھی دیا کرتا تھا۔ شاباش لے کر اُدھر جلا دیا کرتا تھا۔ آٹھ آٹھ ورق کا سرنامہ میں نے پڑھا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ پہنچا کہ میں نے اب سرناموں کو جڑھ سے ہی کاٹ دیا ہے۔ میرے سرنامے یہ ہیں۔ عزیز، عزیز مکرم، مکرم، جناب السلام علیکم۔ جن سے مجھے محبت نہیں ہے ان کو میں صرف جناب لکھ دیتا ہوں یعنی تم اُس طرف میں اس طرف۔ غرض ہم کو ان فضول باتوں کی ضرورت نہیں ہے ہم کو پنج بناء اسلام کی ضرورت ہے۔ اخلاق کی ضرورت ہے۔ میں نے بڑی کتابیں پڑھی ہیں۔ مولوی عبداللہ ٹونکی نے کذب باری تعالیٰ پر کتاب لکھی ہے۔ رشید احمد، مولوی قلندر علی پانی پت کرنال والے نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ مولوی حیدر علی ٹونکی نے بھی اس پر کچھ لکھا ہے۔ یہ سب کتابیں میرے پاس ہیں۔

اس قدر تقریر کے بعد سبق شروع ہو گیا۔ خاتمہ پر مولوی صاحب نے مذکور سوال کنندہ کو پاس بُلا کر پھر اُسی مضمون پر ذیل کی تقریر کی۔

میں نے دنیا کے بڑے مذاہب دیکھے ہیں اور اُن کے حالات پڑھے ہیں اب بھی پڑھتا ہوں مگر اُن میں سیدھا اور سلامتی کا مذہب ایک اسلام ہی ہے اور پھر اُس میں سنّی مذہب اور پھر مرزا صاحب کے رنگ میں مَیں نے اس کو مقابلتاً بھی دیکھا ہے۔ ہر ایک مذہب میں ایک بجھارت ہوتی ہے مثلاً عیسائیوں میں عیسیٰ خدا کا مسئلہ ہے اس کو وہ نہیں سمجھا سکے۔ بپتسمہ یوں دیتے ہیں۔ خدا قادر مطلق، بیٹا قادر مطلق، روح قادر مطلق مگر تین قادر مطلق نہ کہو ایک ہی قادر مطلق ہے۔ پھر خدا وحدہٗ لاشریک، بیٹا وحدہ لاشریک، روح القدس وحدہ لاشریک مگر تین نہ کہو ایک ہی وحدہٗ لاشریک

ہے۔ پھر خدا ازلی، بیٹا ازلی، روح القدس ازلی مگر ازلی تین نہ کہو ایک ازلی ہے۔ بخاری میں لکھا ہے۔ ربّانی وہ لوگ ہیں کہ جو آہستگی سے علوم میں ترقی دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایسی تقریر نہ کرو جو اللہ اور رسول کی تکذیب کرے۔ بات ہمیشہ سنبھال کر کرنی چاہیے۔ میں نے بہت کہا ہے مگر یہ دنیا حکم کو کم مانتی ہے۔ تلوار کی دھار پر چلنا اور حکم ماننا مشکل ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بہت فہم دیا ہے۔ اب میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ ایک قدرت اور طاقت ہوتی ہے اور ایک فعل اور اُس کا وقوع۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ میں آپ اس وقت صحت سے اگر اپنی اس زبان کو کہوں کہ میٹھے کو نمک سمجھ اور نمک کو میٹھا سمجھ تو یہ نہیں مانے گی۔ ایسا ہی اگر اس زبان کو کہوں کہ کلمہ کفر کہہ، قدرت اور ہے مگر جب تک مسلمان ہوں نہیں کرسکتا۔ ایسا ہی جس طرح میں بیوی سے جماع کرسکتا ہوں بیٹی سے بھی کرسکتا ہوں مگر نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں قادر ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا۔ (النساء :۱۳۴) یعنی اگر اللہ چاہے تو تم سب کو دنیا سے لے جاوے اور اوروں کو لے آوے اور وہ اس بات پر قادر ہے۔ قدرت اور وقوعہ میں تفرقہ کرنا مشکل ہے۔ تو کیسا نادان ہے وہ عالم جو اس مضمون کو عوام میں لے بیٹھتا ہے۔ دیکھو میں خدا کی قدرت کا بیان کرتا ہوں کہ اللہ بڑا قادر ہے اگر چاہے تو سارے جہان کو غرق کردے اور نئی مخلوق پیدا کردے۔

ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ ہاتھ اور پاؤں کا ذکر جو خدا کے بارہ میں ہے یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ آج لیکچر میں یہ سب الفاظ میں خدا کی نسبت بول جاؤں گا۔ میں نے لیکچر میں خدا کی تعریف کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ اُسی کے ہاتھ میں یہ سب جہان ہے۔ پھر میں نے ایک موقع پر کہہ دیا وہ چاہے تو نبیوں کے دشمنوں کو پاؤں کے نیچے کچل دے۔ پھر اخلاق فاضلہ کے ذرائع میں بیان کیا کہ اگر انسان یہ خیال کرلیوے کہ میں خدا کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تو اُس کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ غرض کہ اس طریق سے وہ سمجھ گیا۔ یہ بات بھی میں نے بچ کر کی ہے۔ بعض لوگ موٹی سمجھ والے ہوتے ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ ایک قدرت کا بیان ہوتا ہے اُس کو قدرت کے نیچے رکھیں

اور جہاں محامد کا بیان ہو اُس کو محامد کی ذیل میں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا صادق الوعد ہونا اُس کے محامد سے ہے اُس کو قدرت کے نیچے نہیں لے آنا چاہیے۔ ہمارے بزرگ کہہ گئے ہیں کہ خلاف وعید بھی ہوتا اور خلاف وعدہ بھی ہو جاتا ہے۔ اسی سے تو فرمایا ہے کہ **اِیْمَان بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَاءِ** چاہیے جس کا مطلب یہ ہے کہ خوف تو یہ کہ مبادا ہم کو دوزخ میں ڈال دے۔ اور رجا یہ کہ خواہ کچھ کریں ہم کو جنت میں ڈالے گا۔ اس مسئلہ کو مولوی اسماعیل صاحب نے ایضاح الحق کے حاشیہ پر لکھا ہے مگر بڑی عمدگی سے لیا ہے۔ میں محمد اسماعیل صاحب کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہوں۔

خدا رازق ہے فرمایا۔ ایک دفعہ میرے ہاں مہمان آ گئے۔ میں نے بیوی سے پوچھا مگر جواب ملا کہ ہمارے ہاں تو کچھ نہیں۔ یہ جموں کا واقعہ ہے۔ روپے تو ہمیں بہت آتے تھے مگر بعض وقت ہمارے گھر میں کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ کہیں سے میں نے پانچ روپے اُدھار لئے۔ میں بازار کے راستہ سے گھر کو جانے لگا تو دیکھا کہ ایک دوکاندار اپنی دکان کو ماتھا ٹیکنے لگا ہوا تھا۔ اُس نے خوش ہو کر پانچ روپے میرے آگے رکھ دیئے۔ میں نے کہا کہ کیوں دیتے ہو۔ اس نے کہا۔ آپ بڑے آدمی ہیں آپ کے سویرے ہی درشن ہو گئے ہیں آج ہمیں بہت کچھ ملے گا اس واسطے خالی ہاتھ درشن نہیں کرتا ہوں۔

حلال حرام میرے والد صاحب کو گھوڑی، بھینس رکھنے کا بہت شوق تھا۔ ایک آدمی کو کہا کہ ہماری بھینس چرایا کرو مگر خود دودھ نہ لیا کرو ہم تمہیں خوب مزدوری دیں گے۔ ان کی عادت تھی کہ جس طرح ہمارے مدرسہ میں اتفاقیہ کبھی کبھی آ جایا کرتے تھے اسی طرح بھینس کی بھی خبر گیری کے واسطے کبھی کبھی آ نکلتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً آئے۔ دیکھا کہ وہ دودھ دوہ رہا ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے چور نہ سمجھیں میرا لڑکا مر گیا تھا۔ آج جمعرات ہے اور لوگوں کا دودھ شکی تھا آپ کا حلال مال ہے اس واسطے میں نے اس کو دوہ لیا کہ اس پر فاتحہ کہلواؤں۔ ضلع شاہ پور کے جنگلیوں میں عام طور پر یہ ایک رسم ہے کہ دودھ کے بارہ میں شک اور حلال میں بہت فرق رکھتے ہیں جو گائے یا بھینس کبھی چوری کے

ذریعے سے اُن کے پاس آ جاوے اُس کی تمام پشتوں کی اولاد کو شک کا مال کہتے ہیں اور جو اُس کے ماسوا ہو اُس کو حلال ۔ یوں تو دونوں قسم کے مال مویشی کا ہی استفادہ حاصل کرتے رہتے ہیں مگر برتن جدا جدا ہوتے ہیں ۔ شک والا دودھ جدا اور حلال جدا جدا ہی دہتے ہیں جدا ہی بلوتے ہیں گو پیٹ میں دونوں ہی جمع ہو جاویں نیز فاتحہ کہلانے کے واسطے اور پیروں فقیروں کو پلانے کے واسطے بھی حتی الوسع حلال کا دودھ مہیا کیا جاتا ہے ۔ چونکہ اس نواح کے لوگوں کا آبائی پیشہ عموماً مال مویشی کی چوری تھا اس واسطے ان کی اصطلاح کے مطابق حلال کا دودھ مشکل سے ہی دستیاب ہوتا ہے ۔

گھر میں آ کر ہنسے کہ یہ بھی حلال کی ایک قسم نکالی ہے ۔[۲]

بچپن کی یادداشت

بچپن کی باتیں انسان کو کم یاد رہتی ہیں ۔ بالخصوص اس واسطے بھی کہ ان کے یاد رکھنے اور دہرانے اور ذکر کرنے کی ضرورت بڑی عمر میں نہیں پڑتی یا کم پڑتی ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ

مجھے وہ وقت اور حالت یاد ہے ۔ جب کہ میں نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑا اور میرے دودھ چھڑانے کے واسطے کوئی ایسی شئے لگائی گئی جو مجھے مکروہ معلوم ہو ۔

مکتوبات خلیفۃ المسیح

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ کلام امیر کی ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح کے بعض خطوط بھی درج کئے جائیں جن اصحاب کے پاس اس قسم کے خطوط ہوں جن کا شائع کرنا پبلک کے واسطے مفید ہو وہ اصل یا نقل مجھے بھیج دیں ۔ مجھے حضرت کا ایک پرانا خط میرے نام اتفاقاً اپنے پرانے کاغذات میں سے ملا ہے ۔ سب سے اوّل اسی کو درج کیا جاتا ہے ۔ یہ خط اس وقت کا ہے جبکہ میں جموں اسکول میں ٹیچر تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے ۔ اس خط پر ڈاک خانہ قادیان کی مہر ۶ / دسمبر ۱۸۹۳ء کی ہے اور یہ کارڈ ہے ۔

مکتوب نمبر ۱

پیارے بچہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند۔ دوسرے سیپارے میں لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ (البقرة :۱۷۸) سے دوسرا پارہ شروع ہوتا ہے اس کو پڑھو۔ اس میں متقی کی صفتیں مندرج ہیں اور ادھر الم کا پہلا رکوع دیکھو اس میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرة :۳) آیا ہے۔ پھر بدوں تقویٰ ہدایت ہی نہیں۔ مولوی صادق صاحب تو بھول جاتے ہیں خط تک نہیں لکھتے۔ ہاں تمہیں سیالکوٹ بلاتا مگر وہاں رہنے کا ارادہ نہ تھا۔ گلگت کے لئے اپنی کوشش رکھنا اور ضرور رکھنا۔ حضرت بھی آجکل فیروز پور میں ہیں جب تشریف لائیں گے۔ آخری زمانہ کے معنے مفصل آپ کو لکھوں گا۔ میاں غلام محمد کو سلام علیکم۔ آپ فیروز الدین کو بے ناغہ بقدر امکان سبق دیا کریں اور حساب کا بھی انتظام کر دیں۔ اس کی نوکری کا بھی مجھے فکر ہے۔ فقط [۳]

احسن اللطائف

سب حمد وثناء اس لطیف وخبیر کے لئے ہے جس نے اپنے لطف وکرم سے اپنے بندوں کی راہنمائی کے واسطے اپنا پاک کلام نازل کیا اور اس مقدس کلام کے طفیل اپنے محبّین کے واسطے روح پاک کے نزول کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رکھا۔ اللہ کے پیارے جب اپنے محبوب کی محبت میں اپنی ہستی کو محو کر دیتے ہیں تو خود محبوب بن جاتے ہیں اور ان کے افعال اور اقوال اور اعمال کلام پاک کی ایک چلتی پھرتی زندہ تفسیر ہوتے ہیں۔ کیسے ہی بد بخت ہیں وہ جنہوں نے اس حکمت کو شناخت نہ کیا اور احادیث وآثار کی سچی راہنمائی کا انکار کر کے حقیقی علم ومعرفت کے ایک بڑے ذخیرے سے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کے برگزیدہ رسول اور اس رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے برگزیدہ اصحاب کے حالات بجائے خود جس قدر ہدایت ورحمت کا موجب ہمارے لئے ہیں سو ہیں مگر ان کا نمونہ ظلّی رنگ میں ہم خود اس زمانہ میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے بیان تفسیر میں بہت سے

ایسے واقعات اور مکالمات اور مباحثات سنایا کرتے ہیں جو حکایات اور امثلہ کے رنگ میں قرآن شریف کی بعض آیات کی لطیف تاویل وتعبیر ہوتے ہیں۔ وہ کوئی قصے کہانیاں نہیں ہوتیں بلکہ کسی آیت قرآنی کے ماتحت ایک لطیف بات ہوتی ہے جو دلوں کی پاکیزگی میں امداد دیتی ہے۔ان لطائف کو نمبر وار احسن اللطائف کی سرخی کے نیچے درج مکالمہ امیر کیا جایا کرے گا۔انشاء اللہ اور آج پہلا لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔

لطیفہ نمبرا فرمایا۔ریاست بھوپال میں ہمارے ایک مربی محسن جمال الدین صاحب تھے۔**غَفَرَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَهُ اللّٰهُ** اُن کے ہم پر بڑے احسانات ہیں۔اُن کے پاس بیش قیمت اصلی موتیوں کا ایک ہار تھا جو جلسوں پر یا دیگر زینت کے موقعوں پر پہنا کرتے تھے۔ بوڑھے سفید ریش آدمی تھے ہار کو سامنے ہاتھ میں لے کر ایک وجدانی حالت میں سر مٹکاتے ہوئے بڑے لطف سے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے ہوئے پہنتے۔ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا (النحل:۱۵) اور اس (سمندر) میں سے زیور نکال کر پہنتے ہو۔

نوٹ: موتی سمندر میں سے ہی نکلتے ہیں۔[۱]

۵؍ستمبر ۱۹۱۲ء

ادب چاہیے ایک صاحب نے حضرت کو لکھا کہ فلاں شخص کو آپ نے وعظ کیا ہے مگر اب یہ وعظ بھی کرو اور وعظ بھی کرو۔

فرمایا۔اس کو لکھو کہ تم اب ہم کو سبق دیتے ہو؟ (ادب سیکھنا چاہیے۔ایڈیٹر)

مدد مسکین ایک مسکین طالب علم ضلع ہوشیار پور کا خط آیا کہ میں قادیان میں طب پڑھنا چاہتا ہوں مگر بہت مسکین ہوں۔

حضرت نے فرمایا۔دو۲ روپے ماہوار کی امداد ہم دیں گے۔

نوکر سے پردہ ایک گاؤں سے ایک زمیندار کا خط آیا کہ ہمارا ایک کاماں (خدمتگار) ہے۔

اٹھارہ سال سے گھر میں رہتا ہے بے تکلف آتا جاتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

فرمایا۔اُس کے آنے پر عورتیں اتنا کپڑا منہ پر کر لیں کہ پیشانی اور ٹھوڑی کپڑے سے ڈھکی ہوئی ہو۔کان بھی ڈھکے ہوئے ہوں اور ناک میں کوئی زیور نہ ہو۔

عیسائیت سندھ سے ایک شخص کا خط پڑھا گیا کہ اس ملک میں عیسائی لوگ ناواقف مسلمانوں کو بہت بہکا رہے ہیں ان کا جال بھی سب طرف پھیل رہا ہے۔اللہ ہی ہے جو مسلمانوں کو بچائے۔

حج کی اجازت شاہجہان پور کے میاں امام بخش صاحب نے حضرت سے امسال حج پر جانے کی اجازت چاہی۔

فرمایا۔اگر آپ پر فرض ہے تو ضرور جانا چاہیے۔

۶ر ستمبر ۱۹۱۲ء

اپنا حق لو ایک گاؤں کے دوستوں کا خط پیش ہوا کہ یہاں کے لوگ ہمیں اپنے گاؤں کی مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے جس میں ہمارا قانوناً حق ہے۔

فرمایا۔اپنا حق امن اور کوشش کے ساتھ گورنمنٹ کے ذریعہ سے حاصل کریں۔

ایسا ہی ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ میری ایک جائیداد ہے جسے میرے بعض رشتہ دار دبا بیٹھے ہیں۔

فرمایا۔عدالت کے ذریعہ سے اپنا حق حاصل کر لیں۔

۷ر ستمبر ۱۹۱۲ء

اعتکاف الہ آباد سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں احمدیوں کی مسجد تو کوئی نہیں۔میں نے ایک مکان اپنی رہائش کے واسطے کرایہ پر لیا ہوا ہے اُسی کے ایک کمرے میں احمدی برادران نماز اور جمعہ پڑھ لیتے ہیں کیا ماہ رمضان میں وہاں میں اعتکاف کر سکتا ہوں؟

فرمایا۔ہاں آپ وہیں اعتکاف کر لیں۔

اپنی مسجد بناؤ پھر فرمایا۔لوگ اپنی مساجد بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ مسجد پر بڑا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ بڑا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں کوئی چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا لیں اس پر نماز پڑھ لیا کریں۔ پھر کبھی توفیق ہو اسی کو چھت لیں۔خواہ کچی دیواریں۔ جہاں مسجد بنالی جائے وہاں دین کا استحکام ہوتا ہے۔

فصیح الدین احمد مولوی مرزا کبیرالدین صاحب کے خطوط کے جواب میں فرمایا کہ

اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔اپنے بچے فصیح الدین احمد کو تعلیم کے واسطے یہاں بھیج دیں۔

تعبیر حج ایک شخص نے لکھا کہ میں نے خواب میں حج کیا ہے۔

فرمایا۔آپ کو اپنی کوئی مراد حاصل ہوگی۔

ایک کتاب ایک شخص کا خط آیا کہ میرے پاس کتاب محلّٰی ابن حزم کا ایک ناقص نسخہ ہے اگر آپ خریدنا چاہیں تو مبلغ دوسو روپیہ لوں گا۔

فرمایا۔ایسی کتاب کے واسطے دوسو روپے کچھ شے نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کتاب کا کامل نسخہ میرے پاس موجود ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کتاب کا کامل نسخہ ہندوستان میں صرف ایک اور ہے جو نواب رام پور کے پاس ہے۔

۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء

دعا حافظ محمد اسحٰق صاحب کی بیوی (حیدرآبادی) کی بیماری کی خبر تار میں آئی۔حضرت نے بمعہ حاضرین ہاتھ اٹھا کر دعا کی اللہ تعالیٰ شفا دیوے۔

دوخوابوں کی تعبیر (۱) ایک شخص کا خط آیا کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کو خواب میں دیکھا ہے وہ کہتی ہے میری اُنگلی پر پھنسی ہے۔

فرمایا۔اگر اس کی اولاد ہے تو ان کے ساتھ نیک سلوک کریں ورنہ اس کے واسطے صدقہ دیں۔

(۲) ایک شخص نے خواب بیان کیا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک سیاہ ہے۔

فرمایا۔ اہل اسلام پر کوئی مصیبت ہے مگر انجام بخیر ہے۔

جو غیر احمدی کو لڑکی دے ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو احمدی کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اُس کے پیچھے نماز کیسی۔

۱۱ر ستمبر ۱۹۱۲ء

حافظ محمد اسحٰق صاحب کی بیوی کی خبر وفات تار میں آئی۔ حافظ صاحب نے اجازت چاہی کہ میّت کو یہاں مقبرہ بہشتی میں لائیں۔

فرمایا۔ دفتر مقبرہ سے دریافت کرو کہ وصیت ہے یا نہیں۔

۱۲ر ستمبر ۱۹۱۲ء

مجربات ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا مجربات نور الدین آپ کی کتاب ہے۔

فرمایا۔ ہے تو میری پر بہت ہی غلط چھپی ہے۔

جلد باز طالب علم ایک شخص کا خط آیا کہ میں چند روز میں طبّ پڑھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا۔ رام پور میں ایک مولوی عبد القادر صاحب ڈپٹی تھے سرکار میں ملازم تھے مگر انہیں شوق تھا۔ کچھ طالب علموں کو سبق بھی دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اپنے بیٹے کو ساتھ لایا۔ اُس نے کہا کہ میرا بیٹا اور کتابیں تو پڑھ چکا ہے صرف چغمینی باقی ہے سو آپ پڑھا دیں۔ میں اُسے جلد واپس لے جانا چاہتا ہوں۔ آپ بہت جلد پڑھا دیں۔ تب اُنہوں نے اس لڑکے کو اپنے سامنے بُلا کر ایک کاغذ پر لکھا۔ شرح چغمینی اور اُسے کہا کہ پڑھو۔ اس نے پڑھ لیا۔ فرمایا۔ لو بڑے میاں اپنے بیٹے کو لے جاؤ ہم نے پڑھا دیا ہے۔

۱۳؍ستمبر ۱۹۱۲ء

نوجوان واعظ چند نوجوان دوستوں کا خط آیا کہ ہم اپنے فرصت کے دن وعظ کے واسطے باہر جاتے ہیں ہمارے وعظ کا مضمون کیا ہونا چاہیے؟

فرمایا۔لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا وعظ کرو یہ اصل ہے اس پر لوگوں کا ایمان قائم ہونا ضروری ہے اور لوگوں کو سمجھائیں عملی نمونہ اسلام کا اختیار کریں قوم کے سچے خیر خواہ ہوں۔ نفاق کو چھوڑ دیں نمازوں کے پابند ہوں نیک نمونہ بنیں آپس میں لڑائیاں نہ کریں اور وفات مسیح کا مسئلہ لوگوں کو سمجھائیں اور مولویوں سے جو شرارت کرنا چاہتے ہیں چوکس رہیں۔

۱۳؍ستمبر ۱۹۱۲ء

خائن منافق ایک شخص کے متعلق خبر آئی کہ اُس نے اپنے آقا کے روپیہ میں سے جو اس کے امانت تھا قرضہ دے دیا ہے اور اب واپس ملتا نہیں۔مشکلات میں اور قابل امداد ہے۔

فرمایا۔اُس نے امانت میں خیانت کی اور خدا کی نافرمانی کی۔منافق ہے ایسا آدمی میرا کیا لگتا ہے کہ میں اس کی کوئی امداد کروں۔مجھ سے وہ کسی قسم کی اُمید نہ رکھے۔؎[۵]

حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت تا حال وقوع پذیر نہ ہونے والی پیشگوئیاں

ایک شخص کا سوال اور حضرت کا جواب سوال۔حضرت مسیح موعود مغفور مرحوم کی نسبت جو پیشگوئیاں ہیں وہ تو بہت ہیں لیکن ابھی اُن کا ظہور نہیں ہوا اس کی نسبت کچھ فرماویں۔

فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے سب کام تدریجاً ہوتے ہیں۔عناصر سے غلہ کس طرح آہستہ آہستہ بنتا ہے۔نمک کروڑ ہا سال سے بنا پڑا ہے لیکن آج ہمارے کھانے میں آتا ہے۔یہ نمک کتنا عرصہ ہوا کہ بنا

تھا۔ پھر نہیں معلوم کان میں سے کب کاٹا گیا۔ پھر وہاں سے کروڑہا من چلا اس میں ہمارا حصہ تھا۔ پھر کچھ بٹالہ میں آیا اس میں ہمارا حصہ تھا۔ وہ بھی ہزاروں من تھا۔ پھر وہاں سے قادیان آیا اس میں بھی ہمارا حصہ تھا۔ پھر اس میں سے ہمارے گھر میں آیا جس میں ہم سب گھر والوں کا حصہ تھا۔ اس میں سے ہی میرا بھی تھا۔ پھر میرے کھانے کے لئے آیا اس میں سے جو میرا بھی حصہ تھا میں نے کھایا لیکن اس میں سے بھی میرا جزو بدن بہت تھوڑا بنتا ہے۔ کچھ پیشاب کچھ پاخانے میں اور کچھ پسینے میں نکل گیا۔ سب کچھ تدریجاً ہوا۔

پھر اس میں سے میرے نطفے کے حصے بھی کچھ آیا جس سے کسی اور جسم کا وہ جزو بدن بن گیا۔ کان میں کون کہہ سکتا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (الروم:۱۲)۔

خون ایک وقت جزو بنتا ہے پھر فوراً ہی واپس چلا جاتا ہے۔ پس خدائی کارخانوں میں خدا ہی اصل بات کو جانتا ہے یا جو کچھ انبیاء کو سکھایا ہے وہ جانتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت دعا کی وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (البقرۃ:۱۳۰)۔ جب دعا مانگی گئی اس وقت حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام چند سال کے ہوں گے۔ کون جانتا تھا کہ یہ کیا ہوں گے۔ پھر جب سوتیلی والدہ نے نکلوا دیا اور وادی غیر ذی زرع میں چلے گئے تو اس وقت ماں کو بھی یقین ہو گیا ہوگا کہ اب یہ مر جائے گا مگر اللہ کا وعدہ تھا کہ میں اس کی اولاد اتنی کروں گا کہ ریت کے ذروں کی طرح گنی نہ جا سکے گی۔ میرے خیال میں ابراہیم علیہ السلام بھی اس وقت نہ جانتے ہوں گے کہ یہ کس طرح واقعہ ہوگا مگر ان کا ایمان ضرور تھا کہ ایسا ہوگا۔ پھر دیکھو ہوا اور کس طرح سے ہوا۔ اللہ کا وعدہ سچا نکلا اور کس طرح سے پیغمبر خدا ﷺ آپ کی نسل سے عظیم الشان بادشاہ خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے۔ یہ مذہبی مثال ہے۔

پھر موجودہ انسانوں کے شجرہ کو ذرا اوپر کی طرف لے جاؤ تو ایک ایک انسان سے ہزارہا نکلے ہوئے نظر آئیں گے۔ کیا اس وقت اس انسان کو خیال بھی ہوتا ہے کہ وہ اتنے ہو جائیں گے مثلاً

سیدوں کی نسل لے لو۔افریقہ،عرب،شام وغیرہ میں گاؤں کے گاؤں ان کی کروڑوں کی کروڑوں اولاد ہوئی ہے لیکن جب حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے حضرت رسول کریم ﷺ نے کہا کہ یا الٰہی اس میں برکت دے۔تو اس وقت تو یہ لفظ اتنے ہی تھے کہ یا خدا اس میں برکت دے۔کون اس کی سمائی کو سمجھ سکتا تھا۔یہ مثال بھی ذرا مذہبی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔

پھر بڑ کا دانہ ہے۔ہندو امراء کے مرنے پر یادگار میں لگایا جاتا ہے۔میں نے دیکھا ہے پہلے بالکل چھوٹی لو نکلتی ہے۔اس کو پانی کے نزدیک عمدہ جگہ پر لگاتے ہیں۔پھر میں نے دیکھا ہے کہ ایسے درخت ان سے بن گئے ہیں جن کے سائے میں دو ہزار گھوڑے آ جائیں لیکن بیج اس کا خشخاش کے دانے جتنا ہوتا ہے اس وقت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا ہوگا۔

پھر نسل آدم میں غور کریں۔شروع میں کون جانتا تھا کہ تعداد میں اس قدر ہو جائیں گے۔

بابر بادشاہ کیا تھا جس وقت ہندوستان میں آیا ہے۔پھر اس کا کتنا عروج تھا۔اتنا عروج ہوا کہ کوئی انتہا نہ رہی لیکن پشتوں کے بعد ہوا۔اس وقت انگریز بھی آئے اور کپڑے اور لوہے اور کانچ کی چیزیں لائے اور اُس کے عوض کچھ روپیہ مل گیا۔کیا اس وقت بادشاہ کے وہم وگمان میں بھی تھا۔ کہ یہ کبھی بادشاہ ہو جائیں گے اور اس کی گدی سنبھالیں گے۔اور نہ ہی انگریزوں کو ہی ایسا خیال تھا۔ صرف غریب سمجھ کر کچھ دے دیا۔ایک مدت کے بعد عالمگیر کو ان کا کچھ خطرہ محسوس ہوا تو اُس نے صرف یہی کہا کہ برآیند برآیند۔اگر ان کو خیال ہوتا کہ یہ بادشاہ بننے والے ہیں تو کوئی بڑی تدبیر کرتا۔آج وہی سلطنت ہے جو کہتی ہے کہ ہماری سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔پھر اس پیشگوئی کو دیکھیں جو تورات میں ہے کہ انگریز اور روسی زور پکڑیں گے۔اس وقت کوئی یہ بات خیال میں بھی لا سکتا تھا۔ایک میرے دوست ولایت گئے۔انہوں نے کہا کہ تمہارے لئے کیا تحفہ لاؤں؟ میں نے کہا کہ پرانے سے پرانے میوزیم میں جانا اور وہاں سے جو پرانی سے پرانی چیز جو ہو اس کی فوٹو میرے لئے لانا۔وہ گئے تو اتفاق سے پرانی سے پرانی چیز یاجوج ماجوج کی تصویر تھی۔وہ فوٹو وہاں کی میوزیم کی کتاب میں تھی۔انہوں نے کتاب دے دی جو میرے پاس موجود ہے۔ان کی شکل دیکھ کر

کسی کو خیال بھی نہیں آ سکتا ہے جو پیشگوئی میں اظہار کیا گیا ہے۔

علیٰ ہٰذ القیاس پیغمبر خدا ﷺ نے جب دعویٰ کیا تو مخالفین نے صرف یہی تکلیف سمجھی کہ ان کے بتوں کے خلاف کہتا ہے ان کو خیال بھی نہ تھا کہ یہ کیا ہو جاوے گا۔ مجلس ندوہ نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے نکال دو۔ اگر چہ بعض نے کہا کہ قتل کر دو۔ اُن کو دنیوی وجاہت پسند تھی۔ اگر ابوجہل کو ذرا وہم بھی ہوتا کہ یہ بڑا آدمی ہو جائے گا تو وہ اور اس کے سب ساتھی ضرور مسلمان ہو جاتے۔ ان کے وہم میں بھی یہ نہ تھا لیکن آج کیا ہو گیا۔ اس زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشکل کے وقت پیغمبر خدا ﷺ کے پاس گئے۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر کوئی کپڑا نہ تھا اور سرہانے کا تکیہ کھجور کی لیف کا بھرا ہوا تھا............ اور پھر سارے گھر میں کیکر کی پھلی کے دو ٹوکرے تھے اور دو چمڑے بکری کے ایک کونے میں لٹکے ہوئے تھے۔ سوائے ان کے کوئی چیز گھر میں نہ تھی۔ تب انہوں نے بھی یہی سوال کیا جو آپ نے کیا ہے کہ آپ تو بڑے رسول ہیں اور بڑے بڑے وعدے لے کر آئے ہیں وہ کہاں ہیں۔ آپ کی حالت تو یہ ہے اور پھر قیصر و کسریٰ کی حالت کو دیکھیں کتنے بڑے بادشاہ ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ بیٹھ گئے اور کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیصر و کسریٰ کی کنجیاں تُو لوٹ رہا ہے۔ پھر دیکھو کہ یہ بات کس طرح سچی ہوئی۔ سراقہ بن مالک بن جُعْشُم ایک صحابی تھا جس کے ہاتھ پر چاند گرہن تھا اور بکری کی طرح موٹے سیاہ بال تھے۔ اس نے آ کر عرض کی کہ ہم سب غریب ہو گئے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تو ہی سراقہ بن مالک بن جُعْشُم ہے جس کے ہاتھ پر میں نے قیصر و کسریٰ کے خزانے کے کڑے دیکھے ہیں۔ میں تو یہ بات پاس کھڑا دیکھ رہا ہوں اور کہا کہ تم جاؤ وہ غریب چلا گیا اور خدا جانتا ہے کہ وہ اس وقت بھوکا ہی سویا ہوگا۔ رسول اللہ کا زمانہ گزر گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ کا زمانہ گزر گیا۔ حضرت عمر کے وقت میں کڑے لُوٹ (مال غنیمت) میں آئے۔ بہت جگمگاتے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ سراقہ بن مالک بن جُعْشُم کو بلاؤ اور کڑے پہناؤ۔ اُس نے کہا کہ سونے کے کڑے مردوں کو حرام ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا ''کَافِیُ بِکَ'' کا معاملہ بھول گیا ہے۔ پس کڑے پہنا دیئے لیکن جس وقت یہ کہا گیا تھا اس وقت کون جانتا تھا کہ ایسا ہوگا۔

پھر چاول کی پنیری لگائی جاتی ہے اور پھر اُکھیڑی جاتی ہے۔ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ تباہ ہو گئی لیکن آخر پھر اس سے ہی کتنا غلہ ہوتا ہے۔ پس ظاہراً یہ سب دل خوش کن امور ہوتے ہیں لیکن جب کوئی قوم ہونہار ہوتی ہے تو اُس کی ترقی یک دم نہیں ہوتی اور بڑے بڑے آدمی اس میں پہلے ہی نہیں مل جاتے۔ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا (الانعام :۱۲۴)۔ انہوں نے تو مجرم بننا ہوتا ہے اس لئے بڑے بڑے آدمی ان میں کبھی نہیں آسکتے۔

میں جب قادیان میں آیا۔ شروع میں یہاں مرزا صاحب مرحوم ومغفور ہی تھے۔ ان کی بیوی خود کھانا پکاتی تھی اور ایک خادمہ تھی بس، لیکن جب تعلیم دیکھی تو میں نے کہا کہ ایسی ہے کہ عقل مندوں کو کھا جائے گی اور مجبوراً یہ صداقت دنیا کو پہنچ جائے گی لیکن امیر نہ مانیں گے چنانچہ میرے دیکھتے دیکھتے یہ سب آ گئے۔ اب بھی عقل مند سن کر مقابلہ نہیں کر سکتا۔ غرض اصل بات جو دیکھنے کے قابل ہوتی ہے وہ تعلیم ہے اگر سچی ہے تو ضرور کامیاب ہو جائے گی اور جو جو اس کے نشان ہیں وہ پورے ہو کر رہیں گے مگر سب تدریجاً ہی واقع ہوں گے۔

یہ سوال کہ حضرت نے کیا کام کیا ہے۔ کام تو بہت کئے ہیں اور ان کے سنانے کے لئے وقت نہیں صرف ایک سناتا ہوں۔ ایک عیسائی نے مجھ سے کہا کہ پندرہ دن امرتسر میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ میں نے کہا کہ چار نتائج ہوئے۔

اوّل۔ یہ کہ عیسائیوں جیسا کپتا دنیا میں کوئی نہیں۔

دوم۔ مرزا صاحب بڑے حوصلے والے ہیں۔

سوئم۔ آپ یعنی عیسائی ایک منٹ کے لئے بھی کسی مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

چہارم۔ یہ کہ ہم بادشاہ ہیں۔

یہ سب نتائج تو پہلے دن ہی میں نے نکال لئے باقی پندرہ دنوں میں تو بہت سے نتائج ظہور پذیر ہوئے۔ اس نے کہا کہ کس طرح سے؟ میں نے جواب دیا کہ

(۱) حضرت مرزا صاحب نے ایک عمدہ اصل قائم کیا تھا کہ عقل مند جو دعویٰ کرے اس کی

دلیل بھی دے اور جو اعتراض کرے یا جواب دے تو اس کی دلیل اپنی مسلّمہ کتاب الہامی میں سے دے اپنی طرف سے کچھ نہ کہے۔ پھر باوجود وعدہ کے آپ اس اصل کی طرف آئے ہی نہیں اس لئے کپتے ہو۔

(۲) مرزا صاحب وسیع حوصلہ اس لئے ہیں کہ باوجود اس کے بھی پندرہ روز تک تم سے مباحثہ کرتے رہے میرے جیسا ہوتا تو پہلے دن ہی ختم کر لیتا۔

(۳) آپ اپنے مذہب کی صداقت کی دلیل کسی مذہب کے سامنے نہیں دے سکتے اس لئے کسی مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(۴) ہم اس لئے بادشاہ ہیں کہ ہمارے دعویٰ اور جواب کی دلیل ہماری کتاب میں موجود ہے۔ اب یہ ایک بیج بویا گیا ہے اور ایسا اصل ہے کہ سوائے قرآن دانوں کے کوئی مذہب والا نہیں چل سکتا۔ نہ آریہ، نہ برہمو، نہ یہود، نہ عیسائی۔ یہ ایسا حربہ ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی۔ یہ ایسا اصول ہے کہ جب عقلمند لوگ اس کی طرف چلیں گے تو کچھ اس کے خلاف نہیں کر سکیں گے بس اس اصل سے کام لے کر دیکھو۔

ہر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ میں چھوٹا سا تھا کہ غیر مقلدوں کا گروہ کا نکلا میں یقین کرتا تھا کہ یہ کامیاب ہوں گے۔ آج ہر ایک لڑکا جو کالج سے نکلتا ہے تقلید کی ضرورت سے آزاد ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت نے جو بیج بویا ہے وہ بڑا بھاری درخت ہونے والا ہے۔ لیکن یہ کہ کوئی ہم میں سے اس کو دیکھ سکے یہ اور بات ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کی بہت سی صداقتیں ہم اب دیکھ رہے ہیں لیکن وہ خود اس وقت نہ دیکھ سکے۔ اسی طرح جو سچائی ہے وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گی کب ہوگی۔ یہ تدریجاً ہی ہوتی ہے۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا ماننا جھوٹ ہے اس لئے آخر یہ جھوٹ گر جائے گا اور اب بہت حد تک گر چکا ہے۔ اگرچہ کسی وجہ سے وہ اس کے لئے اب روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن آخر تھک جائیں گے۔ پس ہر سلسلہ میں دیکھنا یہ ضروری ہے کہ آیا اس میں کوئی سچائی ہے یا کہ نہیں۔ سچائی اگر

ہے تو وہ ضرور کامیاب ہوگی۔ ہمارے ملک ہاتھ سے نکل گئے سلطنتیں نہ رہیں۔لیکن سچائی قرآن ہے اس کے ذریعے ہم اب بھی ان پر حملہ کر سکتے ہیں۔ہم نے بہت لوگوں کے پیش کیا کہ سچائی ثابت کرواور دکھاؤ کہ قرآن میں نہیں ہے۔مثلاً قرآن میں لکھا ہے کہ مسیح انسان ہے خدا نہیں ہے یہ ایک سچائی ہے لیکن عیسائی کہتے ہیں کہ وہ خدا ہے جس کے لئے وہ دلیل نہیں دے سکتے کہتے ہیں کہ مان لو دلیل نہیں آتی۔

ہمارے اصول یہ ہیں۔

(۱) قرآن سچی کتاب ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما گئے صحیح ہے۔مشاہدہ اور عقل کے خلاف قرآن میں کچھ نہیں۔

(۳) نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تعامل کے ذریعے ہم کو پہنچے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے ہماری کتابیں کہتی ہیں۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام مر گئے حیات کا عقیدہ اب دن بدن گھاٹے میں رہے گا (سرسید صاحب کا ایسا کہنا بھی مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل ہے) کیونکہ یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس مسئلے کی سچائی کے لکھنے کے لئے کوئی رسول آنا ضروری ہے سید صاحب نے ایک رنگ میں کہا۔مرزا صاحب نے مذہب سے ثابت کیا۔

(۵) دعا کا ماننا۔آجکل بہت اعتراض دعا پر ہوتا ہے ہم کہتے ہیں کہ دعا کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

(۶) مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مسیح کہا یہ ایسی سچی بات ہے کہ اس سے آئندہ انکار کرنا مشکل ہو جائے گا۔

دیکھنا صرف یہ ہی ہے کہ کوئی صداقت کسی قوم کے پاس ہے یا کہ نہیں۔اگر صداقت ہے تو اس کا پھر کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مثلاً اب کوئی تعلیم یافتہ کہہ سکتا ہے کہ مسیح زندہ موجود ہے کبھی نہیں کہہ سکتا۔

پس نتیجہ اس سلسلے کا مسلمہ امر ہے کہ صداقت کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے اس کا بھی اچھا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھو کہ بادشاہ بننے کے لئے نکلے تو سب کے سب ہی مر گئے۔صرف دو آدمی باقی رہ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مر گئے اور آخری ان کی التجا بھی تھی کہ فلسطین کو تو دکھا دیا ہوتا۔لیکن آخر کامیاب ہوگئے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ نتیجہ سب لوگ دیکھ لیں۔ابھی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں پیشگوئیاں موجود ہیں جو ہم نے دیکھنی ہیں تو پھر ہم ان سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔آپ کی صداقت کو ہم اور طرح سے دیکھ سکتے ہیں۔[۶]

صداقت کے دیکھنے کے طریق مختلف ہیں۔مثلاً ڈاکٹر کی صداقت کی شہادت بیمار بن کر ہی نہیں لی جاتی بلکہ کسی دوسرے کے کہنے سے کہ فلاں ڈاکٹر ہے ڈاکٹر پہچانا جاتا ہے۔صادق کے لئے ہزاروں پیشگوئیاں ہوتی ہیں اور اس کی اپنی پیشگوئیاں ہزاروں ہوتی ہیں۔اگر وہ ساری ایک زمانے میں پوری ہو جائیں تو پھر پچھلوں کے لئے اس کی صداقت کا کیا نشان باقی رہ جاوے۔وہ تو پھر قصہ کہانیاں ہو گئیں۔مرزا صاحب کے ساتھ ہمارا تعلق صداقت کی وجہ سے ہے۔ورنہ خدا کو ہم نے جان دینی ہے کوئی مرزا صاحب ہی نے ہم کو بہشت میں لے جانا تھا۔بغیر صداقت کے مان لینے کے میں تو سب سے پہلے انکار کرنے والا ہوتا۔

ایک دوائی ہے کونین اس کی صداقت باوجود مخالفت کے کس طرح دنیا میں ثابت ہوئی۔ یہی حالت مرزا صاحب کے متعلق ہے۔اگر اصول میں مرزا جی کے سچائی ہے تو پھر وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔باقی رسولوں کے متبعین میں غور کرو مرزا جی کے سب سے زیادہ متبع تھے۔مسیح کے ۱۲ حواری اور بعض نے ان میں سے لعنت دی۔دوسرے نے تیس[۳۰] روپے لے کر بیچ دیا۔پھر خدا کا رسول تھا اس کی صداقت ظاہر ہوگئی دیکھ لو کس طرح کامیاب ہوا۔

قرآن خود انتخاب ہے ۲۸ ستمبر ۱۹۱۲ء فرمایا۔قرآن کریم کیسی کتاب ہے ایک دفعہ میرا جی چاہا کہ حاشیہ پر اس کی منتخب یادداشتیں لکھوں۔میرے دماغ کو شعر سے تو کچھ نسبت نہیں۔ایک روز جمعہ کے دن بڑے زور مار مار کر تین شعر لکھے تھے حالانکہ اس وقت میرے اندر ایک کیفیت بھی موجود تھی مگر جب قرآن کریم کے انتخاب کے لئے قلم اُٹھایا تو مجھ کو یہ شعر یاد آ گیا۔ ؎

زِ فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

میں نے قلم کو توڑ دیا۔ سیاہی کو اُلٹ دیا اور کہا کہ اے قلم تو بھی جھوٹا ہے اور اے دوات تو بھی جھوٹی ہے۔ کیا قرآن کریم کا انتخاب لکھنا چاہتے ہو یہ خود سارے کا سارا انتخاب ہے۔

بیعت فرمایا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ سے بیعت کی تو حضرت صاحب نے میرا ہاتھ کلائی پر سے زور سے پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی۔ مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور سے اس طرح بیعت لی جس طرح کہ میں ہتھیلی سے ہتھیلی ملا دیتا ہوں اور نہایت مختصر تھی۔ میں اس وقت بڑا متعجب ہوا مگر آج اس کی اصلیت کو دیکھتا ہوں۔

کافر کی دوستی سے بچو فرمایا۔ بہت سے لوگ بد معاملہ ہوتے ہیں۔ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ وہ منافق ہیں ان کو عذاب کی خبر دے اور کہہ دے کہ اعزاز و اکرام سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ کیا تم کافروں کو متمول اور معزز خیال کر کے اس لئے اُن سے دوستی کرتے ہو کہ تم معزز سمجھے جاؤ۔

کتابوں کی حفاظت کے تین طریق ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ کتابوں کو تر ڈیوں سے کس طرح بچایا جائے؟

فرمایا۔ موذی کیڑوں سے کتابوں کی حفاظت کے تین طریقے ہیں۔

(۱) الماری یا صندوقوں کے اندر مٹی کا تیل لگایا جائے۔

(۲) فنائل کی گولیاں رکھی جائیں۔

(۳) لٹوکری کے پتے رکھے جائیں۔

....

سب کے لئے دعا

۱۲؍ستمبر۱۹۱۲ء بعد نماز ظہر درس قرآن شریف کا دور جو رمضان شریف میں شروع ہوا تھا رمضان ہی میں ختم ہوا۔ اس دور میں ۲۹ دن میں قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر اور وعظ کس دردمند دل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے کیا۔ معارف وحقائق کا کیسا دریا بہایا اور دل سے نکلی ہوئی باتیں کس طرح دلوں میں بیٹھیں اس کی کیفیت کو دیکھنے والے ہی جان سکتے ہیں۔ بعد ختم قرآن بہت دیر تک دعا مانگتے رہے۔ بعض نے دعا کے واسطے رقعے دیئے تھے۔

فرمایا۔ جن لوگوں نے رقعے نہیں دیئے تھے میں نے ان کے لئے بھی دعا کی ہے۔

قرآن شریف کو ختم کرکے پھر شروع کیا اور سورہ الحمد کو پڑھا۔ حضرت ام المومنین نے لڈو بھیجے تھے وہ تقسیم کئے گئے اور چھوہارے تقسیم کئے گئے۔

شوق مطالعہ

۱۳؍ستمبر۱۹۱۲ء عید اور جمعہ حضرت نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔ ایک کتاب چھوٹی سی عربی کی تاریخ بعد یورپ کی چھپی ہوئی بمبئی سے آئی۔ عـــہ ۲۰ کا وی پی ادا کیا گیا۔

فرمایا۔ اس کتاب کی اسّی جلدیں ہیں فی الحال ایک منگوائی ہے۔ اگر لطف آ گیا تو ساری منگوائی جائے گی۔

....

شرک فی النبوت گجرات پنجاب کے ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو کہا کہ آپ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں تو اس میں آپ شرک فی النبوت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دوسرا نبی بناتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب دیا کہ وہ شرک ہے جس کے واسطے موسیٰ جیسے نبی نے دعا کی کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ شریک کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کیا اور موسیٰ کے ساتھ ہارون کو بھی نبی بنایا۔ (پارہ ۱۶۔ رکوع ۱۱)

ایڈیٹر۔ بنی اسرائیل میں نبی تو بہت گزرے ہیں مگر حضرت موسیٰ کا مانگ کر خدا سے لیا ہوا نبی ایک ہارون ہی تھا۔ ایسا ہی امت مرحومہ محمدیہ میں علماء کا درجہ پہلے انبیاء کے برابر ہے تو پھر اولیاء کا درجہ کتنا بڑا ہے۔ سینکڑوں مسیح اس امت میں ہو سکتے ہیں، ہوئے اور ہوں گے۔ کئی ''من عیسیٰ ءِ ثانی شدم''[۱] کہنے کے درجے تک پہنچے لیکن وہ مسیح جس کا ذکر خصوصیت سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا وہ ایک ہی ہے جس کا نام احمد ہے۔ مبارک ہیں وے جنہوں نے اُسے قبول کیا۔

....

قَابَ قَوْسَیْنِ کے معنے فرمایا۔ قَابَ قَوْسَیْنِ کے معنے ہیں فَتَدَلّٰی کہ کمان کی طرح اگر ایک طرف ڈھیلی ہو تو دوسری بھی فوراً ڈھیلی ہو جائے۔ ایک شخص کو فرمایا کہ یہ تم کو سمجھایا گیا ہے کہ کچھ تم ڈھیلے ہو اور کچھ تمہاری بیوی۔

استغفار بہت کرو ایک شخص کو اس کی بے خوابی بے چینی اور پریشانی طبیعت کی شکایت کے جواب میں لکھوایا کہ استغفار بہت کرو۔

حوادث الٰہیہ کے آنے کی حکمت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے عرض کیا کہ حضور جاپان اور دوسرے کئی ملکوں میں اس مرتبہ بڑے طوفان آئے ہیں۔ فرمایا کہ جب لوگ بڑھنے لگتے ہیں تو خدا تعالیٰ کئی طرح سے کہیں ریلوں کے ٹکرانے سے کہیں طوفانوں سے کہیں جہازوں کو غرق کر کے لوگوں کی تعداد اندازے کے موافق رکھتا ہے۔

پھر ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے دوبارہ جاپان کے طوفان کا ذکر کیا تو فرمایا کہ لوگوں نے نہیں سمجھا حضرت نے تو لکھا ہے۔

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

---

[۱] نوٹ۔ یہ پورا شعر جو حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا ہے اس طرح سے ہے۔

دم بدم روح القدس اندر معینے مے دمد

من نمے دانم مگر من عیسیٰ ء ثانی شدم

اور فرمایا کہ جاپان کا غرور یونہی ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ بھی تو روس کو شکست دینے پر کچھ کم مغرور نہیں ہے۔

بدھ کی تعلیم پھر بدھ کے ذکر پر فرمایا کہ بدھ کی تعلیم تو یہ ہے کہ دنیا کو بالکل چھوڑ اور اس سے علیحدہ ہو جاؤ مگر ساتھ ہی اس کے اہل بدھ اوّل درجہ کے دنیا دار بھی بنے ہوئے ہیں۔

بیعت کے لئے فرمانبرداری ضروری ہے عبدالستار نو مسلم نے نہایت منت سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور میں بیعت کر کے اپنے دل کے اس شک کو رفع کرنا چاہتا ہوں کہ میں حضور کی پوری توجہ اور دعاؤں سے حصہ حاصل کرنے کا جاذب نہیں ہوا کیونکہ اب تک میں نے خاص حضور کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر بیعت نہیں کی۔ اس لئے حضور مجھے پھر بیعت کر لیں جس روز سے حضور مجھ پر ناراض ہوئے ہیں میں نماز کا بڑا پابند ہو گیا ہوں۔

جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت تک تم سے بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لوں کہ تم بالکل فرمانبردار ہو گئے ہو۔

گناہ انسان کو مار ڈالتا ہے فرمایا۔ گناہ انسان کو خود ہی مار ڈالتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو کہا کہ تم زنا مت کرو۔ مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے بے ایمان بناتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تم کو تو بدکاری سے منع کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں تم کو بے ایمان بناتا ہوں۔ تو کہنے لگا دیکھو صاحب صاف لکھا ہے کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ میں نے اس عورت سے عہد کیا ہوا ہے اور اس نے مجھ سے بڑا پختہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اب اس حالت میں کہ میں اس کو چھوڑ دوں اور وہ اپنے عہد پر قائم رہے تو میں بے ایمان ہوا کہ نہیں۔

فرمایا کہ ایسے بدمعاش ہیں کہ بدکاری کا نام ایمان رکھا ہوا ہے۔

آپ کے متعلق ایک خواب ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک خواب عرض کی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا حضور دھوبیوں کے مکان کے قریب تشریف رکھتے ہیں اور حضور نے ایک گول دائرہ

بنایا ہوا ہے۔جس میں ۳۴ نام لکھے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سب ہماری بیبیاں ہیں۔

اس دائرہ میں کنوز کا لفظ لکھا ہوا ہے۔حضرت نے جواب میں کچھ تعبیر نہ فرمائی۔

مسیحی لوگوں کو اللہ کا واعظ فرمایا۔مسیحی لوگوں یعنی عیسائیوں کو جب اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا وعظ سنایا تو احمقوں نے سمجھا کہ ہم آگے تو مسیح کو خدا سمجھتے تھے اب جو اس کو بندہ کہیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ایک انگریز یہاں آیا اور جب اس نے بہت وعظ سنا تو وہ مسلمان ہو گیا اور امریکہ چلا گیا۔وہاں ایک بہائی مذہب کا آدمی اُسے ملا۔اُس نے کہا کہ تم ناحق مسلمان ہوئے لوگوں کو بھی ناراض کیا اور مسیح کو بھی۔ہمارا مذہب اختیار کرو کہ اس میں ہر شخص اپنے مذہب پر رہ سکتا ہے۔تم عیسائی بنے رہو مگر صرف اتنا خیال رکھو کہ بہاء اللہ ایک طاقت ہے جو ہمارے مشن میں کام کرتی ہے۔ اُس نے یہاں ایک خط لکھا کہ میں بہاء اللہ کا مسلمان بنتا ہوں کیونکہ تمہاری طرح کا مسلمان بننے سے تو بڑے مشکلات پیش آتے ہیں اور لوگوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے مگر اس میں کسی کا بھی مقابلہ کرنا نہیں پڑتا اور جبکہ یہ بھی اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے تو پھر اس میں حرج ہی کیا ہے۔اس قوم کے لوگ ہندوؤں میں بھی ہیں۔ایک مرتبہ ایک ہندو سے میرا مباحثہ ہوا۔اُس نے کہا کہ تم بھی کسی بت کو مانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔کہا کہ مکہ کے بت کو؟ میں نے کہا نہیں۔وہاں کوئی بت نہیں۔کہا کہ دُرگاہ جی کو بھی نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔کہا کہ ہاں بات یہ ہے کہ تم بتوں کی حکومت سے باہر نکل گئے۔میں نے کہا کہ کیا تم نہیں نکل سکتے۔تو وہ مجھے اپنے سر کی بودی (سر کا چوٹا) دکھا کر کہنے لگا کہ مہاراج ہم تو اس چوٹی سے جکڑے بیٹھے ہیں۔میں نے کہا کہ یہ تو ایک اُسترے کی مار ہے۔

بیٹے سے تین زبانیں سیکھنے کی خواہش عبدالحی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہماری خواہش ہے کہ تم تین زبانیں سیکھو۔عربی اور انگریزی۔تیسری زبان کا نام پھر بتائیں گے۔

مولوی صدرالدین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ انگریزی میں اخلاق کی کتابیں نہیں پڑھائی جاتیں؟

مولوی صدرالدین صاحب نے عرض کیا کہ مارل ریڈر یں انٹرنس وغیرہ میں تو پڑھائی بھی جاتی ہیں لیکن چھوٹی جماعتوں میں معمولی کہانیوں وغیرہ کے انتخاب کی ہوتی ہیں۔ ہاں ویسے اصول اخلاق پر انگریزی میں بڑی بڑی کتابیں ہیں مگر چونکہ وہ سب عیسائی لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں ان میں عیسائی خیالات ضرور ہوتے ہیں۔

خاں صاحب اکبر شاہ خاں صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ہی بتاؤ۔ آپ کی اُردو زبان میں کوئی اعلیٰ اخلاقی کتاب ہے۔

والدین کی اطاعت فرمایا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ماں باپ مشرک بھی ہوں تب بھی ان کی رعایت واطاعت ملحوظ رکھو اور كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:۲۵) ثبوت دیا ہے۔

نازک مزاج فرمایا۔ میرزا مظہر جانِ جاناں نے تو لکھا ہے کہ ہمارا مزاج میرزایانہ (نازک ہے) لیکن ہم بھی بڑا نازک مزاج رکھتے ہیں۔ے

نصیحت مانو ایک بادشاہ کسی بزرگ کے پاس گیا۔اس نے کہا کہ تم رعایا کے سبب سے بادشاہ بنے ہوئے ہو اگر رعایا نہ ہو تو تم بادشاہ نہیں ہو سکتے۔اس لئے اپنی رعایا کے ساتھ بڑی رعایت کیا کرو۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا۔ پھر اس بزرگ نے کہا کہ فضولی مت کیا کرو۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا۔ پھر بزرگ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم شکار بہت کھیلتے ہو۔اس کو بھی چھوڑ دو کیونکہ اس سے بادشاہت کے کاموں میں حرج واقع ہوتا ہے جس سے رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ حضور دعا فرماویں۔ اُس نے کہا کہ فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ جن کاموں کے نہ کرنے کو تمہاری طبیعت چاہتی تھی اُن کے نہ کرنے کا تم اقرار کرتے رہے لیکن جب تم کو شکار کے چھوڑنے کے لئے کہا تو تم نے کہا کہ میرے لئے دعا کرو۔ معلوم ہوا کہ تم شکار کی عادت کو تو چھوڑنا نہیں چاہتے اور میری دعا کی آزمائش کرنا چاہتے ہو۔

یہ حکایت سنا کر حضرت امیر المومنین نے ایک سے خطاب کر کے فرمایا اور کہا کہ تم قرض لینے

سے تو باز نہیں آتے اور جب تمہیں قرض نہ لینے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم کہتے ہو کہ حضور دعا فرماویں۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ پھر فرمایا کہ قرض ہرگز مت لو جن کے لئے تم قرض لیتے ہو اُنہیں کے سامنے تمہاری کوئی بھی عزت نہیں ہوتی۔

فضولی فرمایا۔ مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے اور تعجب بھی ہے کہ غریب ہیں پر متکبر ہیں، فضول ہیں، سُست، بدظن ہیں، نفاق بھی ان میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس وقت تو ان کے مقتدایان دین کے پاس سوائے کفر کے فتوؤں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ایک شخص کے شادی تھی اُس نے نٹ بلائے۔ دوسرے نے نٹوں سے پوچھا کہ تم کو کیا دیا ہے۔ جب انہوں نے بتلایا تو کہا کہ کچھ بھی نہیں دیا ہمارے یہاں آؤ ہم تمہیں دیں گے۔ جب وہ بھی دے چکے تب ایک تیسرے نے کہا کہ اُس نے بھی کچھ نہیں دیا آؤ ہم تمہیں دیں گے اور اُس نے ان کو اسی ۸۰ روپیہ دیئے۔ فرمایا۔ دیکھو کس قدر فضولی ہے۔

اللہ پر بھروسہ کرو ایک شخص کو فرمایا کہ جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ رکھے وہاں ہی رہنا چاہیے کیونکہ لکھا ہے کہ اَلْاِقَامَةُ فِیْ مَااَقَامَ اللّٰہُ اور مخالف کو تو انسان (ناس) کا بال بھی نہ سمجھے۔ خدا کو اگر اپنے مومن بندہ کے لئے سارا جہان بھی تباہ کرنا پڑے تو وہ کر دیتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ تو ہزاروں کو پیدا کرسکتا ہے اور ہزاروں کو تباہ کرسکتا ہے۔ دیکھو اس کے ایک مومن بندہ نے صرف اتنا ہی کہا کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح :۲۷) تو سب کو تہ آب کر کے تباہ کر دیا۔

تعلق چاہیے ایک شخص کے فوت ہونے کا ذکر ہوا۔ حضور نے افسوس کا اظہار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ وہ کچھ کمزور آدمی تھا۔ حکیم محمد عمر صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری نے عرض کی کہ حضور اس نے اپنے آپ کو چھپایا کبھی کسی سے نہیں وہ علانیہ سب کے سامنے کہہ دیتا تھا کہ ہم میرزا صاحب کے مریدوں میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا وہ ایسا شخص تھا۔ پھر حکیم محمد عمر صاحب نے عرض کی کہ حضور

اُس کی والدہ نہایت ہی مخلص ہے۔حضور نے فوراً مرحوم کے لئے دعا فرمانی شروع کر دی اور فرمایا کہ اس کو ہم سے تعلق تو تھا۔اگر اس سے لغزشیں ہوئیں خدا تعالیٰ ہر شخص کی خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے۔پھر فرمایا کہ وہ شخص ہمارے پاس شرم کی وجہ سے نہیں آ سکا۔

کون لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک شخص کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

پیارے مخدوم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میں نے بِحَمْدِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بچپن سے قرآن کریم کو پڑھا ہے اور بتدریج اُس کی فہم میں ترقی کی ہے اور کرتا ہوں۔مجھے جو کچھ ملا ہے اور ملتا ہے وہ سب قرآن مجید سے ملا ہے اور میں ایک آیت پیش کرتا ہوں اُس پر آپ اور اَور علماء قرآن دان غور فرماویں۔اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت:۵۲)۔اس میں یَكْفِهِمْ کا لفظ قابل غور وفکر ہے۔

آہ! کون فکر کرے۔کون ذکر سے فائدہ اُٹھاوے۔

مجھے ایک لمبا خط عزیز نے لکھا۔رمضان شریف کے باعث کسل ہوا۔پھر وہ گم ہوگیا۔ہر چند جستجو کی پتہ نہ لگا۔اس میں پہلے صفحہ کا مضمون یاد ہے۔''کیمیا، سیمیا، ریمیا، ہیمیا و جفر آپ کو جو آتے ہیں کیا دوسرے کو سکھا سکتے ہیں۔دوسرا مولوی...... یا سائیں...... اور مخدوم......کو کیا فائدہ آپ سے ہوا۔''

جواب۔اوّل میں بھیرہ میں پیدا ہوا وہاں جوان ہوا وہاں کفر کے فتوے لگے وہاں میں معزز ہوا مگر مجھے ان واہیات سے ذرا تعلق نہ ہوا۔وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں نے اپنے لئے نہ کسی سے وہاں مانگا اور نہ میرے دل نے خواہش کی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.
اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ کی تعلیم کا نتیجہ سچا دیکھتا رہا۔

سوال در سوال میں یہ بھی تھا کہ تمہاری مریدی اور دوسروں کی مریدی میں فرق کیا ہے تو اس کا صاف جواب قرآن مجید میں ہے۔دیکھو پارہ نمبر۹ سورہ اعراف نمبر۷ رکوع ۱۹/۹

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف:۱۵۸)۔

مفلح کے معنے ہیں مظفر و منصور بامراد کامیاب۔

اب غور کرو جب سے مسلمانوں نے قرآن کی تعلیم سے منہ موڑا اور لگے کیمیا، سیمیا وغیرہ بنانے۔ مجربات دیربی، شمس المعارف، حزب البحر، حزب البر، دعا سیفی، دعا کبیر وغیرہ سے کامیاب ہونے۔ ان کا کیا بنا۔ ذلیل ہوتے گئے اور ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تمام گدیاں تعلیم قرآن سے محروم ہیں اور ہم بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ تمام مذاہب باطلہ کے سامنے قرآن پیش کر سکتے ہیں۔ اگر لوگ اس طرف توجہ کرتے تو بادشاہ بھی بن جاتے۔ اب اس میں جواب تو آ گئے۔

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ ۔

مولوی یا سائیں بار ہا مسیح کے دربار میں آئے اور بے اجازت چل دیئے۔ بھلا کیا نفع اٹھاتے۔ اب آئے فتوحات مکیہ خرید کر لے گئے اس میں سونے کی چڑیا ہو گی بلکہ مسیحؑ فرمایا کرتے اس کو پڑھنے والا نماز کو سست ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس وہ فضل ہے جو صحابہ کو ملا۔ میں خود غریب، غریب کا بچہ بادشاہ بن گیا اور جو کوئی اس راہ پر چلا مظفر و منصور ہوا۔ مجھ سے یہ بھی سوال ہے تیرے جیسا کون بنا۔ اگر سائل یہاں ہوں تو میں ان کو دکھا دوں کتنے بنے۔

اگر در خانہ کس است قرآنے بس است

....

ہمارے مکرم دوست بابو فرزند علی صاحب چند روز کے واسطے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس سے چند نکات لکھ کر دیئے ہیں جو شکریہ کے ساتھ درج کلام امیر کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

صحابہ کی ہمیت اور توجہ فرمایا۔اب تو مسلمان بہت سُست اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں۔ زمانہ سابق میں ان میں بڑے بڑے اولوالعزم لوگ گزرے ہیں غالباً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں یہ سوچا گیا کہ اگر قیروان کے جنگل کے موقع پر اسلامی کیمپ لگ جائے اور وہاں فوج کی رہائش ہو تو وہاں سے شمالی جنوبی افریقہ اور صحرائے اعظم سب پر قبضہ رہ سکتا ہے۔اس جنگل میں دلدل تھی اور جنگل سانپوں اور درندوں سے پُر تھا اس لئے بعض صحابیوں کو اس جنگل کا انسانی آبادی کے قابل بنانا بہت مشکل معلوم ہوا۔ایک صحابی گھوڑے پر سوار ہو کر اس جنگل میں گھس گئے۔گھوڑا دوڑاتے جاتے اور بلند آواز سے کہتے جاتے کہ اس جنگل میں محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی آباد ہونا چاہتے ہیں سانپو! درندو! تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔آج کل تو کوئی ایسا کرے تو اسے مجنون کہا جائے۔مگر اس وقت کے متعلق مؤرخ لکھتا ہے کہ اس آواز پر سب موذی جانور جنگل سے نکل گئے درخت کاٹے گئے اور چھاؤنی قائم کر دی گئی۔

پرستاران حسین توجہ کریں فرمایا۔شیعہ لوگ سال بسال کسی ایسے صدمہ کی یادگار میں روتے اور ماتم کرتے ہیں جو کبھی حضرت امام حسین علیہ السلام پر گزرا اور بہت ہی سخت گزرا ہے مگر یہ نہیں سوچتے کہ جب حضرت امام خود اس مقدر تکلیف سے نہ بچ سکے تو اپنے پرستاروں کی کیا مدد کر سکتے ہیں اور مخلوق کو کیا نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

دورِ حاضر کا بڑا ابت فرمایا۔اس وقت بڑا ابت روپیہ ہے۔کسی زمانہ میں جموں کی عدالتیں رات کو لگتی تھیں اور چراغوں کی ضرورت ہوتی تھی۔اس کے متعلق تقسیم تیل پر ایک شخص ملازم ہوتا تھا۔اس کو تنخواہ تو صرف چار روپیہ ماہوار ملتی تھی مگر بالائی ناجائز آمدنی کی کوئی حد نہ تھی۔ایک پنڈت ہمارے پاس آیا۔کہنے لگا کہ اگر حضور کی سفارش سے مجھے یہ آسامی مل جائے تو چار سو روپیہ فلاں حاکم کو جس کے ہاتھ اس تقرر کا اختیار تھا دے سکتا ہوں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔کہنے لگا اس میں گنجائش بہت ہے۔ اوّل۔وزن کا فرق۔دوم۔بھاؤ کا فرق۔سوم۔یہ کہہ دیا کہ اتنا تیل گر کر ضائع ہو گیا۔ مجھے بیٹی کی

شادی کرنی ہے اس آسامی پر ہو کر کچھ روپیہ جمع کرلوں گا۔ فرماتے ہیں ہم نے اس کی سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔

عورتوں کے حقوق فرمایا۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق کی بڑی حفاظت کی گئی ہے مگر عملی طور پر سوائے مکہ مدینہ کے یہ حفاظت کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ وہاں زرمہر تو دم نقد نکاح کے وقت لے لیا جاتا ہے۔ آئندہ سوال رہ جاتا ہے نان ونفقہ کا یا خاوند میں قوت باہ کی کمی کا۔ اس کے فیصلہ کی نہایت آسان صورت ہے۔ عورت قاضی کے سامنے جا کر کہتی ہے۔ اَخَافُ مِنْ بَعْلِیْ نُشُوْزًا قاضی فوراً خاوند کو طلب کر کے پوچھتا ہے کیا تم میں مصالحت ہوسکتی ہے؟ اگر ممکن ہوا تو مصالحت کروا دی گئی۔ ورنہ خاوند کو حکم ہوتا ہے۔ طلاق دو۔ اگر ذرا تامل کرے تو قاضی خود طلاق دے دیتا ہے۔ البتہ یہ ایک طلاق ہوتی ہے اور رجوع کی گنجائش رہتی ہے۔ جہاں ہندی مسلمان آباد ہیں وہاں زن ومرد کا کپت لگا رہتا ہے۔

نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھنا چاہیے فرمایا۔ ہندوؤں میں رسم ہوا کرتی تھی کہ عورت مرد جو باہم بیاہ کرنا چاہیں ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ اس کو سومبر کہتے تھے۔

مسلمانوں میں بھی یہ حکم تھا مگر اب عملدرآمد نہیں رہا۔ ایک صحابی نکاح کرنے لگا۔ حضرت نبی کریمؐ نے پوچھا۔ کیا تم نے عورت کو دیکھ بھی لیا ہے؟ عرض کیا نہیں یا رسول اللہؐ۔ فرمایا۔ جاؤ دیکھ آؤ۔ جب وہ دیکھنے گیا تو عورت کے بھائی باپ سخت ناراض ہوئے۔ عورت کو جب معلوم ہوا تو اس نے اوّل تحقیق کی کہ آیا سچ مچ رسول اللہ ﷺ نے ایسا حکم دیا ہے یا یہ کہ شخص اپنی طرف سے بات بناتا ہے۔ جب پتہ لگ گیا کہ ٹھیک رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے تو پردہ اُٹھا کر باہر آ گئی اور اس شخص کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ کہا میں وہ عورت ہوں جس کے ساتھ تو نکاح کرنا چاہتا ہے۔ یہ شادی نہایت محبت کی ہوئی۔ فرمایا۔ یہ بڑی بے انصافی ہے کہ لڑکے کو دیکھ لیا جاتا ہے مگر لڑکی کو نہیں دکھایا جاتا۔

ضرورت نکاح ثانی فرمایا۔بعض اوقات ضرورت پڑتی ہے نکاح ثانی کی مثلاً بی بی کو تپ دق کا مرض ہے یا سل کا یا مجنون یا مجذوم ہو جائے یا طبیعت رغبت نہ کرے اور متنفر ہو یا عورت بانجھ ہو تو ساری عمر ضائع ہو جاتی ہے۔بعض عورتیں ایک لڑکی پیدا کر کے بانجھ ہو جاتی ہیں۔اُس وقت مومن کیا کرے؟ البتہ جب ایک سے زیادہ بیبیاں ہوں تو انصاف کرنا چاہیے مگر ہوتا نہیں چاہے منشاء بھی ہو۔ آج کل تو نئی بیوی ماں بن جاتی ہے جوتے مارتی ہے اور ہر طرح سے خاوند کو ذلیل کرتی ہے۔اوّل بیوی کو معلقہ چھوڑ دینا بڑا غضب ہے۔بیاہ سکھ کے لئے ہوتا ہے جب دکھ ہو جائے تو علیحدہ ہو جاؤ۔[۸]

مسیح کی تعلیم میں غلو فرمایا۔مباحثہ آتھم کے وقت جب میں امرتسر میں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک دن حافظ عبدالرحمٰن سیاح مجھے کہنے لگا کہ میرے باپ سے آپ ملیں اور گفتگو کریں۔وہ پرانی طرز کے مولوی ہیں۔مولوی عمرالدین اُن کا نام تھا۔میں نے کہا کہ خاتم کون نبی ہے جو سب سے پیچھے آنے والا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو مسیح ہے۔میں نے کہا کہ مسیح کو حي اور قیوم اور عالم الغیب مانتے ہو۔کہنے لگے ہاں۔پھر پوچھا کہ محي اور ممیت اور لایموت بھی مسیح ہے اور باری بھی ہے۔قدوس اور سبوح بھی ہے۔کہنے لگے کہ ہاں ماننا ہی پڑے گا۔میں نے حافظ صاحب کو کہا کہ حافظ صاحب اب پھر ان کو بپتسمہ ہی دلاؤ۔اب اور کیا کسر باقی ہے۔

ختم نبوت فرمایا۔ایک میں نے خاتم النبیین کا سوال بہت مولویوں سے کیا ہے مگر جوں جوں یہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں توں توں نیچے ہی جاتے ہیں۔جس کی زندگی میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور زندگی میں ہی فوت ہو گئے تو پھر خاتم کون رہا۔دراصل ان کی مثال ایسی ہے جیسے چینے کے بھڑولے میں کوئی پھنس جاوے۔جوں جوں نکلنے کے واسطے ہلے گا نیچے ہی نیچے جاوے گا۔یہ لوگ بیچارے اسی طرح پھنستے جاتے ہیں۔

فرمایا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ:۲۵۴)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کے درمیان کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت موسیٰ کا ذکر بہت کیا ہے جس کی وجہ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:۱٦) معلوم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کے آپس میں کوئی نہ کوئی تعلق ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں بھی آتا ہے۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ (آل عمران:٦٩)۔ اس قسم کے تعلقات ایک امت میں بھی فیما بین لوگوں کے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ جب کچھ قیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں ان کو چھوڑ دیا جاوے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو قتل کرے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ ابراہیم ہے اور عمرؓ نوحؑ ہے۔ ایسا ہی جو حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے مبشر نبی کی عمر سے نصف عمر کا ہوا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم کسی خاص جماعت انبیاء کے بارہ میں ہے جن کا پتہ ہم نہیں لگا سکتے کیونکہ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ (المؤمن:۷۹) کا معاملہ بھی ساتھ ہے۔

فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے واسطے دعا کی رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (ھود:۴٦)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا۔ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (ھود:۴۷)۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی بابت فرمایا۔ يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ (ھود:۷۵)۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (ھود:۷٦)۔ وہاں تو یہ نہ فرمایا کہ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ جیسا کہ نوح علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ ہر نکتہ مقامے دارد۔ یہ حکموں کا اختلاف موقع کے مناسبت کے سبب سے فرمایا۔

انبیاء کے بکریاں چرانے کی حکمت فرمایا۔ میرے ایک استاد عبدالقیوم تھے فرمانے لگے کہ پہاڑ میں بکریاں چرانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ شیر چیتے وغیرہ سب درندوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور

ایک معمولی لاٹھی سے یہ کام نہیں چل سکتا بلکہ زبردست ہتھیار رکھنا پڑتا ہے اور پھر وہی ہتھیار بکریوں پر چلانا پڑتا ہے۔ گویا درشتی اور نرمی دونوں کو سیکھ جاتا ہے۔ یہ مثال مجھے اس وقت سے بہت پیاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بکریاں چرانے میں بھی یہی حکمت تھی۔

مہدی کا مال لٹانا فرمایا۔ حدیث میں آتا ہے کہ مہدی آئے گا اور مال لُٹائے گا مگر لوگ قبول نہ کریں گے۔ حضرت صاحب نے پانچ ہزار تک کا اشتہار تو آتھم کے بارہ میں ہی دیا اور براہین پر دس ہزار کا دیا مگر اب تک کسی نے وصول نہ کیا۔ کسی نے کہا کہ لوگ ایسے اشتہاروں پر ہنسی اُڑاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ ہنسی نہیں بلکہ اس حدیث کی تصدیق کر رہے ہیں۔

ایک پٹھان کے سؤر چرانے کا واقعہ فرمایا۔ ایک سفر میں تھے۔ میرا ایک دوست کہنے لگا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ میں ایک گاؤں میں گیا۔ دیکھا کہ تمام لوگوں نے گھروں میں سؤر رکھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کوئی تمہارے گاؤں میں مسلمان بھی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہاں دوسرے گاؤں میں ایک مسلمان ہے۔ وہاں گیا اور دیکھا کہ ایک شخص سؤر چرا رہا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا کہ ہم پٹھان مسلمان ہے۔ میں نے کہا کہ تم سؤر چرا رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ ہم دارالحرب میں آیا ہوا ہے۔ یہاں ہم نے بیاہ کیا ہے۔ ہماری بی بی کے جہیز میں سؤر ملے ہیں اس واسطے ہم چرا رہا ہے۔ جب وطن میں جائے گا وہاں پکا مسلمان ہو جائے گا۔ اب یہاں دارالحرب میں ہے۔ ہمارے مولوی لوگ کہتے ہیں کہ دارالحرب میں سب کچھ جائز ہے۔

شیعہ کے مطاعن کا ردّ بوقت درس قرآن شریف فرمایا۔ دیکھو میں ایک کہانی سناتا ہوں۔ میرے ایک دوست شیعہ ہیں وہ میرے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مجھ سے سخت محبت بھی ہے۔ ایک دفعہ میرے پاس جموں میں آئے اب بھی کبھی آ جاتے ہیں۔ وہ میرے پاس ایک آٹھ جلد کی کتاب لائے ایک پانچ جلد کی ایک تین جلد کی، اور کہا آپ کو کتابوں کا شوق ہے میں آپ کی

خاطر لایا ہوں ۔ میں نے کہا مول کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ مول یہی ہے کہ ان کو پڑھ جاؤ۔ میں ۵۷ صفحے وہیں بیٹھے بیٹھے پڑھ گیا۔ اس میں یہ تھا۔ ابوبکر میں یہ برائیاں تھیں، عمر میں یہ، عائشہ میں یہ برائیاں تھیں۔ اس کا نام تَشۡیِیۡدُ الۡمَطَاعِنۡ تھا۔ میں نے کہا کہ انشاء اللہ میں اس کو ختم کر لوں گا مگر میں اس پر ایک سطر تمہارے سامنے لکھنی چاہتا ہوں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے یہ آیت لکھ دی۔ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (ال عمران :۱۹۶)۔ اس نے کہا کہ اس کا ترجمہ کرو۔ میں نے خوب مزیدار ترجمہ کیا کہ ’’جولوگ اپنے گھر سے نکالے گئے اورانہوں نے ہجرت کی اس واسطے وہ مہاجر بنے اوران سے لوگوں نے لڑائیاں کیں جیسے بدر میں اور اُحد میں۔ اُن کے سب گناہ ہم معاف کرتے ہیں اور ہم ان کو بہشت میں پہنچاویں گے۔‘‘ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہماری کتاب کی تو جڑ ہی آپ نے اُکھاڑ دی۔ ہم نے کہا کہ خدا نے ہی اُکھاڑ دی ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے تو یہ کتاب ایک شخص نے اس خیال سے دی تھی کہ اس کتاب سے نورالدین ضرور شیعہ ہو جائے گا۔ غرض کہ پھر اُنہوں نے کتاب کی قیمت بھی نہ لی۔ اس آیت کو خوب یاد رکھو میری سمجھ میں یہ آیت صحابہ کے دشمنوں کا خوب مقابلہ کرتی ہے۔ قَاتَلُوۡا کے معنے لڑائی ہی درست ہیں۔ مرنے مارنے کا ذکر نہیں ہے آگے آتا ہے۔ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ (ال عمران:۱۹۶) یعنی ابوبکر، عمر، عثمان وغیرہ کو اور بھی بہت کچھ دیں گے۔ خلافت دیں گے حکومت اور بادشاہی دیں گے۔

گناہ کے اسباب فرمایا۔ جو گناہ کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے وہ بدی کے انجام کو نہیں جانتا۔ میں نے بچھو، سانپ، شیر، گھوڑے، اونٹ کو دیکھا ہے کہ جو چیز اُن کے واسطے مضر ہوتی ہے اُس کے وہ نزدیک نہیں جاتے۔ گھوڑا خطرے کے مقام سے اپنا آپ بچاتا ہے اور سانپ بھی۔ اگر انسان پکی طرح یہ سمجھ لے کہ میری اس بدی کا انجام کیا ہوگا؟ بدیاں شہوت کے غلبہ سے، صحبت بد سے اور کوتاہ اندیشی سے ہوتی ہیں۔ میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا کہ کیا تم کو رحم نہیں آتا۔ اُس نے کہا کہ اکیلے تو

ہوتا ہے مگر جب دوسرے مل جاتے ہیں تو پھر رحم نہیں آیا۔ بُری صحبت کے بہت بُرے نتائج ہوتے ہیں۔

قواعد کی پابندی بوقت درس بخاری فرمایا۔ ہر کام کے ابتداء میں کچھ سنتیں ہوتی ہیں۔ ماہ رمضان سے پہلے شعبان میں نصف سے پہلے کچھ مسنون روزے رکھے گئے ہیں تا کہ فرض اور غیر فرض اور اصل اور غیر اصل میں فرق کیا جاوے کیونکہ اس طرح قانون مٹ جاتا ہے۔ جنہوں نے قانون بنائے ہیں کبھی اُن کی کتابیں پڑھو تو معلوم ہو کہ اُن کے کچھ اصول ہوتے ہیں اور کچھ فروع۔ مقنون کو بہت بہت غور کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں ایک فلاسفر ہے (الہ دین سابق بافندہ المعروف فلاسفر) اس کو ایک رؤیا ہوا۔ یہ آزاد آدمی ہے۔ رمضان کے مہینہ میں صبح صادق سے چند منٹ اوپر گزر چکے تھے اور اذان ہو چکی تھی۔ اُس نے بیان کیا کہ مجھے خیال آیا کہ پانی پی لینے سے کیا حرج ہے۔ چنانچہ پی لیا اور پھر نماز پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں نے تانی لگائی ہے اور ایک سرے کا رسہ کیلے سے باندھ کر جب دوسری طرف کا رسہ کیلے سے باندھنے لگا ہوں تو رسہ چھوٹا ہے۔ کیلے اور رسے میں چار اُنگل کا فرق رہ گیا۔ زور لگا کر اُس کو کھینچتا ہوں اور دہائی کرتا ہوں کہ تانی بگڑ گئی۔ کام خراب ہو گیا کیونکہ اگر تانی سُوکھ جاوے تو اُس کی تاریں نہیں بکھر سکتیں اور اُسی وقت آنکھ کھل گئی اور اللہ کی طرف سے تفہیم ہوئی کہ قواعد اور ضوابط کی پابندی ضروری ہے جس طرح چند انگشت رسی کم ہونے سے تانی کا کام بگڑتا تھا اسی طرح خدائی قانون اور شریعت کے کام میں بھی چند منٹ کم وبیش ہو جانے سے نقصان ہے۔

اسی طرح کی ایک رؤیا اَور اسی فلاسفر کو ہوئی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھ لی۔ لوگوں نے ملامت کی کہ اس میں کیا حرج ہے عبادت ہی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد سو گیا۔ دیکھا کہ ایک خطرناک دریا کے کنارے بیٹھا ہوں کہ ایک طرف دریا میں ڈھا لگ گئی ہے۔ جوں جوں وہ پشتہ گرتا جاتا ہے ذرا ذرا پیچھے ہٹتا جاتا ہوں۔ آگے ایک دیوار آ گئی ہے۔ ڈھا اس کے قریب آ گئی میں نے دہائی دی تو ایک آدمی جو اُس دیوار پر ٹہل رہا تھا۔ اُس نے آواز دی کہ اگر تم کھڑے ہوئے ہوتے تو میں تمہیں پکڑ کر نکال لیتا۔ میں بیدار ہو گیا اور مجھے سمجھ آ گئی کہ اگر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا

تو میں پورا فائدہ اٹھاتا اور مجھے اپنی حرکت پر بہت شرم آئی۔ پھر فرمایا کہ واقعہ ہے اور میں اس کو صحیح سمجھتا ہوں اور میں اس کو بڑی قدر سے دیکھتا ہوں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان فیض ترجمان سے فلاسفر صاحب کے یہ ہر دو رؤیا سن کر خاکسار (مفتی محمد صادق صاحبؓ) زیادہ مفصل سننے کے واسطے فلاسفر صاحب کے پاس گیا اور ان کی زبانی پوری کیفیت سننے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ انہوں نے تمام ماجرا کھول کر سنایا جس کو میں تحریر کر چکا ہوں)۔

فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے روٹی کھائی اور سست ہو گیا اور ہاتھ دھوئے کے بغیر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرا ایک بھائی ہے اُس کے ہاتھ میں خوبصورت قرآن ہے دور سے مجھے دکھاتے ہیں مگر دیتے نہیں۔ میں نے آگے ہو کر ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے قرآن شریف کو ہٹا لیا۔ جاگا اور ساتھ ہی تفہیم ہو گئی اور اس حدیث کی تصدیق ہو گئی جس میں ہے کہ ہاتھ پر غمر ہو تو نہ سوئے یعنی ان دھوئے ہاتھوں سے نہ سوئے۔

آنحضرت ﷺ نے اصلاح کی

فرمایا۔ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے معاملات پر بہت بہت غور کیا کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کیسا کیسا فہم دیا ہے۔ کبھی کبھی جو میں قرآن پڑھنے لگتا ہوں تو میری طبیعت حیران ہو جاتی ہے کہ کسی قسم کی بھلائی کا کوئی پہلو چھوڑا نہیں گیا۔ نبی کریم ﷺ نے سمجھا کہ جھوٹ اور جھوٹے قصے بنانے اور نفاق شرک کی جڑ ہے۔ دیکھو بتوں کے واسطے کس قدر جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے بت کی وجہ سے نفاق بھی ہو جاتا ہے۔ پھر جب ان پر بھروسہ ہو گیا تو شرک پیدا ہو گیا۔ پہلا وعظ آپ نے شرک کا فرمایا۔ جب اس کے ضمن میں دیکھا کہ خانہ جنگیاں بہت ہوتی ہیں۔ پھر اس کا انسداد کیا۔ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ (ال عمران :۱۰۴)۔ پھر ان کے رسوم و عادات پر غور کیا تو دیکھا کہ زنا اور شراب نے بہت نقصان پہنچایا۔ یہودی مذہب میں شراب منع نہ عیسائی مذہب میں۔ شراب نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ لندن میں اتوار کو ماسوائے شراب

کے سب دکانیں بند رہتی ہیں۔ مسیح کا ایک معجزہ شراب کا ہے۔ دنیا میں کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو شرابی متوالا ہو کر نہ کرے مگر یورپ جیسے عقل مند ملک میں اس کی کوئی فکر نہیں بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہندوستان میں ۵ کروڑ کی شراب ہر ہفتہ اُترتی ہے۔ پھر اُس کے ساتھ ہم زنا کو دیکھتے ہیں۔ کیسا ان دونوں کا تعلق اور رشتہ ہے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہر ہر دعا جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھلائی ہے وہ تمام خوبیوں کی جامع ہوتی ہے۔ پھر اولاد کے عزیز واقارب کے، بیوی کے، والدین کے، کھانے کمانے کے، عبادات کے ایسے فرائض لگا دیئے ہیں کہ انسان کو شراب پینے کی فرصت کہاں ملتی ہے۔ پھر آپؐ کے کاروبار اور تقسیم اوقات وہ ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مقدمات کے فیصلے آپ کرتے ہیں، نماز آپ پڑھاتے ہیں، خطبے آپ پڑھتے ہیں، نکاح آپ پڑھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، وحی کی حفاظت کا انتظام آپ کے ذمہ ہے، شرع کی حدیں لگاتے ہیں۔ غرض کہ ان بے شمار کاموں کے باوجود آپ ایسے فارغ ہوتے تھے کہ بیویوں میں بیٹھ کر کہانیاں بھی سناتے تھے۔[۹]

آنخضرتؐ کی اصلاح شعر کوئی شاعر آتا ہے تو اُس سے شعر سنتے ہیں پھر ساتھ کے ساتھ اصلاح کرتے ہیں اور نہایت عمدہ اصلاح کرتے ہیں کعب نے قصیدہ پڑھا۔ ؎

مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلٌ

آپ نے اس کی اصلاح یہ کی کہ

مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٌ

آنخضرت ﷺ کی تہجد گزاری تہجد بھی روز ادا کرتے ہیں اور اس میں بہت بہت لمبی قرأت پڑھتے ہیں۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرتؐ کے ساتھ تہجد پڑھنی شروع کر دی۔ آپ نے پہلے سورۂ بقر پڑھی پھر آل عمران شروع کر دی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ اب رکوع جاتے ہیں مگر پھر سورۂ مائدہ شروع کر دی۔ پھر میرے پاؤں جواب دینے لگ گئے۔ پھر آپ نے سورۂ نساء شروع کر کے ختم کی۔ بارے خلاصی ہوئی اور آپ نے رکوع کیا۔

آنحضرت ﷺ کی دعائیں میرے ایک دوست نے بڑی کوشش سے آنحضرت ﷺ کی صبح اور شام کی دعائیں پڑھنے کا وظیفہ شروع کیا ہے۔ محمد صدیق اُس کا نام ہے۔ کہتا ہے کہ صبح سے پڑھنے لگتا ہوں تو دس بج جاتے ہیں۔

....

صبح کی نماز میں غفلت فرمایا۔ میرے ایک دوست دولت مند تھے۔ بیچارے دنیادار تھے وہ صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں رہ ہی جاتے تھے۔ ایک نابینا تھے وہ انہیں اس غفلت پر ملامت کیا کرتے۔ انہوں نے جھٹ حافظ صاحب کی شادی کرادی۔ پہلے ہی دن جب سورج نکلنے کے قریب ہوا اور ابھی تک حافظ صاحب حمام میں ہی تھے۔ اُنہوں نے باہر کھڑے ہوکر جا کھنگورا اور کہا کہ حافظ جی ابھی تو پہلا ہی دن ہے۔ اُس کے بعد حافظ صاحب نے اعتراض کرنا چھوڑ دیا۔

خدا کھلاتا ہے فرمایا۔ میں طالب علمی کے وقت میں چھ چھ سات سات وقت کھانا نہیں کھایا کرتا تھا۔

فرمایا۔ حافظ روشن علی نے میری تقریر ہوتے ہوئے آسمانی کھانا کھالیا تھا۔ بیداری میں کباب اور پراٹھے کھاتا رہا۔

(خاکسار راقم الحروف نے حضرت اقدس سے حافظ صاحب کے متعلق یہ تقریر سن کر بعد میں حافظ صاحب سے مفصل حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ سبق کی انتظار میں بیٹھے بیٹھے کھانے کا وقت گزر گیا حتیٰ کہ ہمارا حدیث کا سبق شروع ہوگیا۔ میں اپنی بھوک کی پروانہ کر کے سبق میں مصروف ہوگیا۔ درانحالیکہ میں بخوبی سبق پڑھنے والے طالب علم کا آواز سن رہا تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ یکا یک سبق کا آواز مدھم ہوتا گیا اور میرے کان اور آنکھیں باوجود بیداری کے سننے اور دیکھنے سے رہ گئے۔ اس حالت میں میرے سامنے کسی نے تازہ بتازہ تیار ہوا ہوا کھانا لا رکھا۔ گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ میں خوب مزے لے لے کر کھانے لگ گیا۔ جب میں سیر ہوگیا تو میری یہ حالت منتقل ہو گئی اور پھر مجھے سبق کا آواز سنائی دینے لگ گیا مگر اس وقت تک بھی میرے منہ میں کھانے کی لذت موجود تھی اور میرے پیٹ میں سیری کی طرح ثقل محسوس ہوتا تھا اور سچ مچ جس طرح کھانا کھانے سے تازگی ہوجاتی ہے وہی تازگی اور سیری مجھے میسر تھی حالانکہ نہ میں کہیں گیا اور نہ کسی اور نے مجھے کھانا کھاتے دیکھا)

فرمایا۔شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے بھوک تھی۔ میں سو گیا۔خواب میں پلاؤ اور زردہ کھالیا۔ جب جاگا تو دیکھا کہ پیٹ بھرا ہوا تھا۔ جو لوگ ان باتوں کو نہیں مانتے اور کہنے والے کو سودائی وغیرہ خیال کر لیتے ہیں وہ بھی معذور ہیں ان کو ایسا کبھی دکھایا ہی نہیں مگر جن لوگوں سے یہ واقعات گزرتے ہیں اُن کا تو واقعہ ہوتا ہے۔میں نے خود ان باتوں کا بڑا تجربہ کیا ہے۔

بشارت ایک دن فرمایا کہ ہم کو بیماری کے ایام میں کبھی کبھی یہ خیال آتا تھا کہ شاید اب مر جاویں مگر پھر ساتھ ہی یہ بھی خیال آتا تھا کہ ابھی نہیں مریں گے کیونکہ مولوی عبدالکریم نے ایک دفعہ ایک خواب دیکھا تھا کہ میرے منہ میں دانت نہیں ہیں۔اس واسطے خیال آتا ہے کہ ابھی تو ہمارے منہ میں دانت ہیں۔

قانون قدرت فرمایا۔قدرت کا قانون ٹل نہیں سکتا۔اگر ایک تہجد گزار کو کوئی خطرناک زہر دے دے تو وہ ضرور تکلیف پائے گا۔ یہ سزا اس کو قانون قدرت کے رنگ میں ہوگی مگر اس کا قصور نہیں ہے۔اسی طرح اگر کسی زانی کی اولاد کو بھی آتشک ہو جاوے تو اس میں جو سزا اُس کو ملتی ہے یہ بھی اُسی قانون قدرت کے رو سے ہے نہ کہ اُس کے اپنے قصور سے۔اس کے عوض میں روح کو بے شمار انعامات اور ابدی جزا مل سکتی ہے اور اُس تکلیف دہندہ کو سزا ملے گی۔ جو لوگ یہ قاعدہ باندھتے ہیں کہ موجودہ جنم کی تکالیف ضروری ہے کہ کسی بداعمالی کی سزا ہوں وہ غلطی پر ہیں۔

غیر احمدی یا کافر

سوال۔ سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بدر میں ایک فتویٰ حضور کی طرف سے چھپا ہے کہ جو شخص رشوت ناجائز وسائل سے روپیہ کماتا ہے وہ احمدی نہیں ہے۔

چونکہ اہل سنت و جماعت کا مذہب میں نے یہ سنا ہوا ہے کہ ارتکاب معاصی سے انسان کافر نہیں ہوتا اس لئے حضور کے اس فتویٰ کے یہ معنے صحیح ہیں یا نہیں کہ یہ ارشاد اسی قبیل سے ہے جس سے

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه) لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ (مسند احمد بن حنبل مسند المکثر ین عن الصحابة مسند انس بن مالک) وغیرہ ہے۔تہدیدی یا کامل ایمان۔

جواب۔ عزیز مکرم

احمدی ہونا اور بات ہے کافر ہونا اور بات ہے۔کافر باللہ ہونا اور بات ہے۔

بخاری کے ابتداء میں ایک باب ہے۔ **کفر دون کفر**

نورالدین

....

دائیں ہاتھ سے لو حضرت منشی محمد صادق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد مرحوم نے آپ سے ایک دوائی طلب کی اور مجھے آپ کے ساتھ کیا کہ میں جا کر لے آؤں۔ جب آپ اپنے مطب میں پہنچے تو آپ نے مجھے چند گولیاں دیں جن کے لینے کے واسطے میں نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھایا۔تب آپ نے مجھے گولیاں نہ دیں اور فرمایا۔

دائیں ہاتھ سے لو۔

میں نے دست راست بڑھایا اور آپ نے مجھے وہ حبوب عطا کیں۔ادب کا یہ پہلا سبق تھا جو میں نے آپ سے سیکھا۔

....

اہل سنت والجماعت ایک شخص کا خط آیا کہ کیا احمدی صاحبان ان لوگوں سے میل ملاپ رکھ سکتے ہیں جو اہل سنت والجماعت ہیں۔بجواب حضرت نے فرمایا کہ

احمدی بھی اہل سنت والجماعت ہیں۔اہل سنت کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ صحابہ کو برا نہیں کہتے۔سو ہم کسی کو اصحاب نبویہ سے برا نہیں کہتے۔ چونکہ دوسرے اہل سنت نے ان کو کافر کہا ہے اور مکفرین سے بہت تعلق رکھنا مناسب نہیں ہوتا جماعت کی غیرت کے خلاف ہے۔اس واسطے احمدی

ان لوگوں سے تعلقات نہیں رکھتے۔ بعض جوشیلے مکفرین بہت شور مساجد میں احمدیوں کے خلاف مچاتے ہیں جنگ و فساد ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں داخل نہیں ہونا چاہیے مگر ڈرتے ہوئے (مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ۔البقرۃ:۱۱۵) آپ شائد واقف نہیں ۔احمدیوں کو مساجد سے نکالا جاتا ہے، بہت دکھ دیا جاتا ہے۔ بھیرہ میں احمدیوں کو صرف شراور فساد سے بچنے کے واسطے محلّہ کی پرانی مسجد چھوڑ کر اپنی نئی بنانی پڑی۔ کابل میں سنیوں حنفیوں نے بے زبان سیّد احمدیوں کو قتل کر دیا اور سنگسار کیا حالانکہ سنگساری کا تذکرہ ہی قرآن کریم میں نہیں۔

بدصحبت کا نتیجہ ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ یہاں ایک بدمعاش ہمارے احمدیوں کے ہاں آیا جایا کرتا تھا اُس کے سبب سے ایک لڑائی ہوگئی مقدمہ عدالت تک پہنچ گیا حضور ہماری کچھ سفارش مدد کریں۔

فرمایا۔ یہ بروں کی صحبت کا نتیجہ ہے ہم اس میں کچھ مدد نہیں کرتے۔ تم سب استغفار کرو اور خدا سے اپنے گناہ بخشواؤ۔

روپے دیکھنے کی تعبیر ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ایک بیگ روپوں کا بھرا ہوا ہے۔

فرمایا۔خواب میں بہت روپے دیکھنے اچھے نہیں۔ بہت روپیہ پریشانی ہے۔ایک دو تین حد چار روپے تک اچھے ہیں۔

....

زبان کی فصاحت و بلاغت فرمایا۔ جن دنوں چراغ الدین جمونی مرتد ہوا۔ اس کے اشتہارات نہایت رنگین عبارت میں یہاں آتے تھے اور بڑے پر جوش الفاظ میں وہ دعائیں کرتا تھا اور اپنے درددل کا اظہار کرتا تھا۔اس وقت میں نے حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ چراغ الدین ایسی دعا مانگتا ہے جس سے دل ہل جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ زبان کی فصاحت و بلاغت کفار مکہ میں بھی تھی۔ کیا آپ نے ابوجہل اور دیگر عمائد کی فصاحت

کلام قرآن شریف میں نہیں پڑھی؟ جہاں وہ رسول کریم ﷺ کے بالمقابل خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (الانفال:۳۳)۔اے اللہ اگر یہ دین سچ ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، ہم پر کوئی دردناک عذاب اُتار (پارہ ۹ رکوع ۱۸)۔خالی فصاحت کچھ شے نہیں علم اور عمل صالح درکار ہے۔[۱۰]

اولاد کے لئے دعا فرمایا۔اولاد کے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔بغیر دعا کے کچھ بھی نہیں بنتا۔

بیماریاں فرمایا۔ بیماریاں اس لئے نہیں آتیں کہ وہ کسی کو سکھ دیں بلکہ بیماریاں یا تو گناہوں کی سزا یا گناہوں کا کفارہ یا کسی شخص کا مرتبہ بڑھانے کے لئے آتی ہیں۔

معبر کون ہوسکتا ہے؟ حکیم محمد عمر صاحب نے سوال کیا کہ تعبیر کا بھی کوئی علم ہوتا ہے یا بعض طبیعتیں ہی ایسی ہوتی ہیں؟

فرمایا۔حضرت یوسف علیہ السلام نے قرآن میں کہا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے خدائے تعالیٰ اس کو علم تعبیر بھی سکھا دیتا ہے۔

توّکل علی اللہ چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔فرمایا۔انسان کو چاہیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور دعائیں کرتا رہے۔فَتَوَکَّلُ عَلَی اللّٰہِ۔اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ۔

قرآن شریف کو ڈرتے ہوئے دل کے ساتھ پڑھو ایک شخص اپنے لڑکے کو بیعت کرانے اور خود قرآن شریف پڑھنے کی غرض سے حاضر ہوا اور عرض کی کہ پہلے قرآن شریف کے مشکل مقامات مجھے سمجھا دیجئے۔بعد میں پھر شروع سے قرآن شریف پڑھنا شروع کروں گا۔

فرمایا کہ قرآن شریف کو خشیۃ اللّٰہ کے لئے پڑھو اور یہ طریقہ خشیۃ اللّٰہ سے پڑھنے کا نہیں ہے۔خیر تم قرآن شریف لاؤ ہم ابھی پڑھائیں گے۔

اس شخص نے سب سے پہلے یہ آیت پڑھی۔وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا وَ اللّٰہُ

مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرة :۷۳)۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدة :۱۶) اور وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے عفو اور درگزر اس لئے کرتا رہتا ہے کہ اب بھی اصلاح کر لے ابھی اصلاح کر لے مگر جب دیکھتا ہے کہ اب یہ باز ہی نہیں آتا تو پھر سزا کے لئے اس کی پردہ دری کرتا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودیوں...... نے مسلمانوں کو مار مار کر تباہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان کو کہتا ہے کہ بس اب ہم تمہارا پردہ فاش کرتے ہیں۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (البقرة :۷۴)۔ کہا ہم نے مارو اس شخص کو جس نے قتل کیا۔ کیا معنے قاتل کو مارو۔

قصاص کے فائدے ایک جگہ خون کا بدلہ لینے کی بابت فرمایا۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرة:۱۸۰)۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اُس سے قصاص لو۔ اس میں کئی فائدے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب ایک قاتل قتل کیا جائے گا تو جو اور لوگ اُس کے ہاتھ سے مارے جاتے وہ بچ جائیں گے۔ دوسرے جو اور ایسے ہی قاتل ہوں گے وہ ڈر جائیں گے۔ اب بتلاؤ کہ جب مرنے مارنے والے بچ گئے تو حیاتی ہوئی کہ نہیں۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ پر بہت غور کرو۔

انشاء اللہ کہا کرو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر پر فرمایا کہ حدیث میں لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں اپنی سو عورتوں سے جماع کروں گا تو سو لڑکے پیدا ہو جائیں گے مگر چونکہ انہوں نے انشاء اللہ نہیں فرمایا تھا اس لئے جو لڑکا ولی عہد ہو کر ان کے تخت پر بیٹھا وہ صرف جسد ہی جسد تھا اس میں روحانیت نہ تھی۔

خضاب ایک شخص کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا جس میں لکھا تھا کہ مجھے خضاب کرنے کا

بہت شوق ہے بہت سارو پیہ اس پر خرچ کر چکا ہوں مگر کوئی عمدہ خضاب نہیں ملا۔حضور کوئی عمدہ سانسخہ مرحمت فرماویں۔

آپ نے فرمایا کہ ان کو جواب لکھو کہ میں تو مہندی کیا کرتا ہوں۔

حضرت کے ایک بھائی فرمایا۔ لیہ میں میرے بھائی محمد بخش صاحب کی قبر ہے۔وہاں پر وہ کتابیں فروخت کرنے کے لئے گئے۔مرض (زحیر) ان کو ہوا اور وہیں انتقال کر گئے۔غریب الوطن ہو کر مرنا بھی بخشش کا سامان ہو جاتا ہے۔

رسومات کے بندے مولوی غلام احمد صاحب واعظ حضرت کی خدمت میں کہیں وعظ کہنے کے لئے جانے کو طلب اجازت کے لئے حاضر ہوئے۔آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ وہاں کیوں جاتے ہیں؟

تو انہوں نے کہا کہ جس شخص نے مجھے بلایا ہے اس کے ہاں کسی کی شادی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس موقع پر کوئی ترک رسوم کے متعلق وعظ ہو جائے۔آپ نے فرمایا کہ

توبہ جی توبہ۔لوگوں نے رسمیں حاکموں کے کہنے سے نہیں چھوڑیں، خدا کے کہنے سے نہ چھوڑیں تو تمہارے کہنے سے بھلا کون مانے لیتا ہے اس لئے اپنے وقت کو اس میں صرف ہی نہ کرو۔لوگوں کو کلمہ خیر سنا کر خدا کی طرف بلاؤ جب وہ خدا کی طرف آ جائیں گے تو رسمیں خود ہی چھوڑ دیں گے۔میں نے دیکھا ہے کہ ایک جگہ یہ قانون تھا کہ کوئی شخص شادی کے موقع پر رنڈی یا نقال وغیرہ نہ بلائے اور حکام ضلع اس معاملہ میں لوگوں کی خیر خواہی کرتے تھے اور وہ اس لئے کرتے تھے کہ تا لوگ فضول خرچی کر کے تباہ نہ ہوں۔ایک شخص کے ہاں شادی تھی چونکہ رنڈی یا نقالوں کا بلانا قانوناً جائز نہ تھا۔اس لئے اس نے رسم پوری کرنے کے لئے اور قانون سے بچنے کے لئے اپنے ہاں ناٹ بلائے اور ان ناٹوں کو پندرہ روپے دینے کا وعدہ دیا۔ایک دوسرے نے انہی ناٹوں سے پوچھا کہ تم کو اس نے کیا دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ پندرہ روپیہ۔تو اس نے کہا کہ اُس نے تو کچھ بھی نہ دیا تم ہمارے یہاں آؤ ہم

تمہیں دیں گے۔اس نے ان کوتیس روپے دیئے اور ایک تیسرے شخص نے جوان کی برادری کا دشمن تھا کہا کہ انہوں نے کچھ نہیں دیا آؤ ہم تم کو دیں گے۔اس نے ان کو اسی ۸۰ روپے دیئے۔

ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک رنڈی کو ستر ہزار روپیہ ماہانہ دیا کرتا تھا۔ایک میری خالہ زاد بہن تھی اُس کے لڑکے کی شادی تھی تو اُس نے مجھے کہا کہ تم مجھے کیا دو گے۔میں نے کہا کہ ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا۔اس نے بہت کچھ کہا مگر میں نے اس کو کچھ بھی نہ دیا۔وہ ہمارے یہاں سے چلی گئی اور ہم کو شادی میں بھی نہ بلایا۔شادی کے بعد پھر ہمارے یہاں آئی اور کہنے لگی کہ نوردین تیرے سے تو حکم چند ہی اچھا ہے۔اُس نے مجھے کہا کہ چاہے جتنا روپیہ لو میں تمہارے لئے گھر کو آگ لگا دوں گا۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور جس قدر روپیہ کی ضرورت تھی اُتنا ہی روپیہ مجھ کو دیا۔بس اب تو وہ تیری بجائے میرا بھائی ہی بن گیا ہے۔میں نے اس سے گائیں تک بھی ذبح کرنے کے لئے منگائی ہیں۔میں نے اس سے کہا کہ جو کچھ کہتی ہو سب صحیح ہے مگر میں دو سال کے بعد تم سے پھر ملوں گا۔اُن کی یہاں بہت سی زمین تھی اور وہ زمیندار آدمی تھے۔جب فصل کٹ کر طیار ہوئی تو اُن کے ہاں بڑا غلہ نکلا۔بنیا آیا اور اُس نے ایک دانہ بھی اُن کو نہ اٹھانے دیا اور سب کچھ صرف سود ہی سود میں لے گیا۔کئی فصلیں اسی طرح گزریں۔کچھ ان کی حساب کی لاعلمی سے ان کو لوٹا اور کچھ ویسے۔پھر تو لگے چیخنے اور مجھے کہا کہ وہ تو بڑا بے ایمان نکلا۔میں نے کہا کہ ابھی تو وہ تمہارا بھائی تھا ابھی وہ کافر بے ایمان بھی ہو گیا۔

راجپندر نبی نہ تھا ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور سے راجپندر اور سیتا کے متعلق باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ

میں راجپندر کو ہرگز نبی نہیں کہہ سکتا کیونکہ خدائے تعالیٰ نبیوں کو ذلیل نہیں کرتا کہ لوگ اُن کی بیویوں کو بھگا کر کے لے جائیں۔

ہندو حکام کو سلام درس کو جاتے وقت ایک شخص نے سوال کیا کہ ہندو حکام کو سلام کی نسبت کیا حکم ہے؟

فرمایا کہ اگر تم ان کو سلام نہ کرو گے کیا وہ تمہارے جوتیاں نہیں ماریں گے؟ تم لوگ اپنی سلطنت کھو کراب ہندو حکام کے سلام کرنے نہ کرنے کی بابت دریافت کرتے ہو۔ سلام کیا ہے جس طرح وہ ہاتھ اٹھادیتے ہیں اور منہ سے کچھ بھی نہیں کہتے اسی طرح تم ہاتھ اُٹھادیا کرو۔ منہ سے جواب کچھ کہو یا نہ کہو۔[۱۱]

عربی سے ناواقفی عربی زبان کی ناقدری کے متعلق فرمایا کہ میں ایک شخص سے کتابیں خریدنے کے لئے گیا۔ ایک کتاب جو اڑھائی سوروپیہ کی تھی اُس کی میں نے قیمت دریافت کی تو کہنے لگا کہ جو چاہو سودے دو۔ میں نے کہا کہ واہ! کیا اگر میں تم کو پانچ یا چھ روپیہ دوں تو تم مجھ کو یہ کتاب دے دوگے۔ کہنے لگا کہ آپ مجھے اس کتاب کے سات روپے دے دیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس کتاب پر ڈھائی سوروپیہ قیمت لکھی ہے اور تم مجھ کو سات روپے میں دیتے ہو کہیں تم نے دھوکا تو نہیں کھایا۔ اُس نے کہا کہ نہیں صاحب مجھے اس کی قیمت بخوبی معلوم ہے میں نے دھوکا نہیں کھایا۔ مجھے خدا سے ڈر معلوم ہوا آخر میں نے اس کتاب کو سات روپے پر خرید کرلیا۔ حاوی کبیر اس کا نام تھا۔ اور ایک اَور کتاب کی قیمت دریافت کی جو تین روپے قیمت کی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ جب یہ ڈھائی سوروپیہ قیمت کی کتاب سات روپیہ میں دیتا تھا تو اس کو آٹھ آنہ میں دے دے گا۔ اس نے کہا کہ اس کی قیمت پچیس روپے ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کتاب جو ڈھائی سو کی تھی اُس کی قیمت تم نے سات روپیہ مانگی اور تین روپیہ کی کتاب کی قیمت تم نے پچیس روپے مانگی۔ پہلی کتاب کے حساب سے تو اس کی قیمت آٹھ آنہ بھی نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ جناب یہ کتاب طب کی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ بھی تو طب کی ہی ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ عربی میں ہے اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ آپ بھی سات روپیہ خراب ہی کرنے لگے ہیں۔ عربی کتاب کس کام کی ہے۔

جاہل اکڑباز سندھ کے مسلمانوں کی مفلسی جہالت اور اکڑبازی کے ذکر پر فرمایا کہ ایک بنیا میرا دوست تھا۔ ایک مرتبہ میں اُس کے ہاں گیا اس کے پانی بھرنے اور روٹی پکانے والے بھی مسلمان ہی خدمتگار تھے اور وہ ایسا امیر تھا کہ پچیس لاکھ روپیہ اُس کے پاس موجود تھا۔ اس کے

یہاں ایک نہایت اعلیٰ قسم کی ایک سانڈنی تھی۔اس نے مجھے کہا کہ اگر آپ کو سانڈنی کی سواری کا شوق ہو تو آپ اس پر چڑھ کر سیر کر آئیں۔ میرا نوکر بھی اعلیٰ درجہ کی سانڈنی چلانا جانتا ہے۔اس کی سانڈنی کا چلانے والا بھی مسلمان ہی تھا۔ میں اُس پر سوار ہو کر سیر کو گیا۔ وہ شخص سانڈنی کو لے کر بہت دور جنگل میں نکل گیا۔اس سے جو اس کے آقا کی بابت کچھ ذکر چلا تو وہ ایک بڑی غلیظ گالی دے کر کہنے لگا کہ ہے! وہ ہے ہی کیا! ایک کراڑ ہے کراڑ۔ میں نے اُس سے کہا کہ ہیں! کیا تم اپنے آقا سے ڈرتے نہیں ہو۔ کہنے لگا کہ اُس کراڑ سے ہم کیا ڈریں۔ بھلا اُس کو یہ تو کہو کہ وہ رات کو گھر سے باہر تو نکلے۔ ہم اس کا گلا کاٹ دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہاری تنخواہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ تین روپیہ۔ جب وہاں سے آئے تو اس بنئے سے میں نے پوچھا کہ یہ آپ کی سانڈنی پر جو شخص ملازم ہے۔ یہ کیسا شخص ہے؟ کہنے لگا کہ صاحب تین روپیہ کا یہ میرے یہاں ملازم ہے اور کام بھی خوب کرتا ہے مگر دن دن میں اور رات کو نہیں اور میری بالکل عزت نہیں کرتا۔ مجھے کراڑ کہتا ہے۔ہم ان سے بہت ڈرتے ہیں۔ رات کو گھر سے کبھی باہر بھی نہیں نکلتے۔اگر رات کو ہم باہر نکلیں اور ان کے ہاتھ آ جائیں تو یہ ہی فوراً ہم کو مار ڈالیں۔

سچا علاج ایک شخص نے ذکر کیا کہ حضور میرے بھائی کو کئی سال سے آتشک ہے۔سو روپیہ ماہوار کا جرمانہ مجھ پر بھی ہوتا ہے یعنی اُس کی ادویات وغیرہ میں سو روپیہ ماہوار مجھے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔حضور کوئی نسخہ مرحمت فرماویں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر وہ سچی توبہ کرے تو سب تکلیف دور ہو جائے۔ اس کو کہو کہ وہ سچی توبہ کرے۔

حکیم محمد عمر صاحب نے عرض کی کہ حضور اگر سچی توبہ کرنے کے بعد انسان سے بدنظری وغیرہ ہو جائے تو توبہ ٹوٹ تو نہیں جاتی؟

آپ نے فرمایا کہ۔صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

پھراس شخص کوایک نسخہ لکھ دیا اور چلتے ہوئے کو کہا کہ

اگر تمہارا بھائی تین ماہ تک متواتر اس نسخہ کو استعمال رکھے اور سچی توبہ کرے تو تم پر سے بھی جرمانہ موقوف ہو جائے گا۔

طلائی انگشتری ایک شخص نے بذریعہ خط دریافت کیا کہ طلائی انگوٹھی جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔طلائی انگوٹھی پہنی تھی پھر پھینک دی۔

آجکل کے واعظ فرمایا کہ یہاں پر ایک مولوی صاحب تشریف لائے۔انہوں نے چاندی کے بٹن لگا رکھے تھے۔ میں نے ان کو نسخہ لکھ دیا۔ کہنے لگے کہ یہ نسخہ میں نہیں لوں گا۔کوئی بہت قیمتی نسخہ دیجئے۔انہوں نے اپنا حال سنایا کہ ہم نے ایک مدرسہ.......... جاری کیا ہے۔پڑھائی کیا ہوتی ہے کہ ۵ یا ۶ لڑکیوں کو میری ماں قرآن شریف پڑھا دیتی ہے کیونکہ قرآن شریف سے بڑھ کر اسلام کی اَور کیا شوکت ہوگی۔

پھر کہا کہ ہم کئی بھائی ہیں۔ جزائر تک اور آسٹریلیا تک جا جا کر ہم لوگ وعظ کرتے ہیں اور یہ کہا کرتے ہیں کہ مدرسہ...... کی امداد کے لئے روپیہ دو۔اس طرح سے ہم ہزاروں روپیہ کما لاتے ہیں۔

حضور کے پنجابی اشعار

حضور نے اپنے بنائے ہوئے پنجابی کے شعر سنائے جو نہایت ہی لطیف تھے مگر پسند نہ فرمایا کہ ان کو اشاعت کے واسطے لیا جائے۔فرمایا۔

ایک خاص وقت کا میرا ذوق ہے اس وقت میں شعر کہنے کے سوائے رہ ہی نہ سکتا تھا۔

پھر فرمایا کہ یہ آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ابـرھیـم :۲۸) کا ترجمہ ہے۔پرسوں ایک خاص حالت میں میں نے یہ شعر لکھے تھے۔ایک روز درس میں میں نے کہا تھا کہ میں نے بڑا زور مار کر تین شعر لکھے ہیں وہ بھی نہایت ہی مشکل ہیں اور وہ میں نے ایک ایسی حالت میں لکھے تھے کہ ان کے

بغیر مجھے چین نہیں آتی تھی۔ ان کو بھی سمجھنا نہایت ہی مشکل ہے کیونکہ ان کا تعلق بہت دور جا کر چند آیتوں سے ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت میں بھی ان کا مطلب بھول جاؤں اور نہ بتا سکوں۔

صوفیوں کی اب بھی عادت ہے کہ وہ اشارہ سے باتیں کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ شعر پڑھ کر اپنی دل کی تسلی کر لیتے ہیں۔

مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نے ایک مرتبہ مرزا غالب کے سامنے چند شعر پیش کر کے مطلب دریافت کیا۔ تو کہا کہ شعر تو یہ میرے بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر اب مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ مولوی فضل حق صاحب نے کہا کہ جب ان کا مطلب آپ بھی نہیں سمجھ سکے تو اور کون سمجھے گا؟ آپ نے کہا کہ جتنے شعر آپ سمجھ سکتے ہوں اتنے انتخاب کر کے رکھ لیں باقی پھینک دیجئے۔

بے کار نہ بیٹھو فرمایا۔ میں کبھی نکما بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔

پھر ایک بڑھیا کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ

یہ عورت ہمارے یہاں جایا کرتی ہے اس سے دریافت کرلو کہ کیا میں گھر میں بیکار بیٹھا رہتا ہوں۔

بے حیائی فرمایا۔ ہمارے شہر ایک بڑی نازک اندام رنڈی تھی۔ اس سے میں نے کہا کہ میں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی ہمارے یہاں کوئی نیا شخص آ جاتا ہے تو میں جھجک جاتا ہوں کہ اس شخص سے کس طرح اور کیسی گفتگو کرنی چاہیے مگر تمہارے یہاں تو ہر روز نئے ہی نئے لوگ آتے رہتے ہیں کیا تم کو کبھی جھجک پیدا نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس بات پر حیران رہتی ہوں کہ خاوند والی عورتیں کس طرح ہمیشہ ایک ہی خاوند پر صبر کرتی ہیں۔ بدکاری میں انسان ترقی کرتا ہے تو بے حیا ہو جاتا ہے۔

غربت اچھی ہے فرمایا۔ مجھ پر خدا کا بڑا ہی فضل تھا کہ میرا باپ غریب تھا اور میری اولاد پر بھی بڑا ہی فضل ہے کہ میرے پاس روپیہ جمع نہیں۔ ایک لڑکے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خیالی امیر بننا اچھی بات نہیں۔ اصل میں بعض عادتوں کا چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے اور کسی کی بات نہ ماننا بھی ایک عادت ہوتی ہے۔

اللہ پر توکّل فرمایا۔نبیوں کا سارا جہاں مقابلہ کرتا ہے مگر وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتے۔ ہماری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ ڈر ہوتی کیا بلا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

مومن کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (المائدۃ :۲۴)۔قرآن میں لکھا ہے۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ :۳۹)۔

مومن کیا اور ڈر کیا۔ضرار بن ازور کی بہن کو دیکھو کہ جہاں ہزار دو ہزار (دشمنان اسلام) کی صف دیکھتی تھیں فوراً اس میں گھس پڑتی تھیں اور چیر کر چھوڑتی تھیں۔

رات کو آگ کا جلنا اچھا نہیں ہمارا رسول ﷺ رات کے وقت کبھی کوئی روشنی مثلاً آگ کو گھر میں نہیں رکھتا تھا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مجھ کو بھی روشنی میں نیند نہیں آتی۔

دن پڑھنے کے لئے ایک لڑکے سے فرمایا کہ کیا تم رات کو بھی پڑھا کرتے ہو؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں۔

کہا کہ تو پھر مجھ سے اپنا علاج مت کرواؤ ورنہ رات کو مت پڑھو۔

اُس نے کہا کہ حضور ہماری اس سے پڑھائی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو بارہ گھنٹے مسلسل تو انسان پڑھ بھی نہیں سکتا تو کیا بارہ گھنٹے تمہارے لئے تھوڑے ہوتے ہیں۔ ہاکی وغیرہ جو کھیلیں تم لوگ دن کو کھیلتے ہو مت کھیلا کرو۔دن میں پڑھا کرو۔

حکیم محمد عمر صاحب نے کہا کہ دیہات کے لوگ تو دن میں اپنی محنت مزدوری کرتے ہیں اور رات کو کھیلتے ہیں۔

فرمایا کہ صحابہ بھی رات کو روشنی لے کر نہیں پڑھا کرتے تھے۔لکھا ہے مغرب کے بعد تیر اندازی کرتے تھے۔

قرآن شریف کی خوبی فرمایا کہ قرآن کریم بھی کیا ہی لطیف کلام ہے کہ وہاں پر رمی کا لفظ رکھا ہے کیونکہ جس خدا کا کلام ہے اس کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ میں تیر موقوف ہو کر بندوق اور تارپیڈو وغیرہ جاری ہو جائیں گے۔ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (الملک:۴) کے معنے ہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح یا جس کام پر مقرر کر دیا اس میں فرق نہیں آتا۔ مثلاً دن کا رات کے بعد اور رات کا دن کے بعد دَور لگا دیا۔ وہ اسی طرح ہے اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح زمین 360 دن میں سورج کے گرد گردش کر کے اپنا دور پورا کرتی ہے تو وہ اسی طرح سے ہے جتنے عرصہ کے بعد اس سال موسم تبدیل ہوتے رہیں گے اتنے ہی عرصہ کے بعد آئندہ سال میں بھی تبدیل ہوں گے۔

جَوَّاظ۔ مٹک کر، تکبر سے چلنا۔

زَنِیْمٌ۔ لِیْقٌ جس کا تعلق تھوڑا سا ہو۔ گلے میں جو گانی ہوتی ہے اس کو زَنَمَۃٌ کہتے ہیں۔ ولد الزنا کو بھی زنیم کہتے ہیں۔ شریر آدمی کو بھی زنیم کہتے ہیں۔

خدا کے بندوں کی بددعا سے ڈرنا چاہیے بعض اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں۔ بڑے نرم ہوتے ہیں مگر بڑے گرم بھی ہوتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کو دیکھو کہ جب سمائی کی تو اس قدر عرصہ گزار دیا مگر جب گرم ہوئے تو صاف کہہ دیا۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح:۲۷)۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا حال ہے۔ میں ایسی باتوں کا معتقد ہوں اس لئے سناتا ہوں۔ امام شعرانیؒ کہتے ہیں کہ مصر میں کسی......ایک محلّہ میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ ان کی خدمت میں چند چھوٹے چھوٹے لڑکے رہتے تھے۔ اہل محلّہ نے کہا کہ یہ شخص تو لوطی ہے۔ انہوں نے ہر چند سب کو سمجھایا کہ تم ایسا نہ کہو مگر وہ باز نہ آئے۔ آخر کار انہوں نے تمام اہل محلّہ کو جمع کر کے بددعا کی کہ تم سچے ہو تو خدا کا ہم پر غضب ہو لیکن اگر تم جھوٹے ہو تو اگر تمہاری لڑکیاں پیدا ہوں تو وہ زانیہ اور اگر لڑکے ہوں حیض اور بدمعاش پیدا ہوں۔ ان لوگوں نے آمین کہہ دیا۔ بس پھر کیا تھا فوراً دعا

قبول ہوگئی۔ اب وہاں جا کر دیکھو کہ کوئی بھی اس محلّہ میں ایسا لڑکا یا لڑکی نہیں ہے کہ جو ان تینوں حالتوں میں سے ایک نہ ایک میں گرفتار نہ ہو۔

ہمارے شہر میں جب ہم پر بڑے کفر کے فتوے لگے تو دو شخص بڑے نمبر دار مخالفت کے تھے۔ ایک کا بیٹا تو بڑا کٹّا وہابی ہے اور ایک کا بیٹا سب مراتب تقلید کو طے کر گیا۔۱۲

شریعت میں کوئی امر انسان کے فوق الطاقت نہیں انسان میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے قویٰ رکھے ہیں کہ جن پر اس کا دست تصرف نہیں۔ وہاں اُس نے ایسے قویٰ بھی بخشے ہیں کہ جن پر اس کا دست تصرف ہے جو پاک اور سچی شریعت ہوگی وہ ہم کو ہمیشہ ان قویٰ پر حکومت کرنے کا حکم نہیں دے گی جن میں ہمارا دخل وتصرف نہ ہو۔

ایک مرتبہ ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ اس نے اپنے آدمی کو کہا کہ بہت جلد دودھ کی خبر لاؤ کہ آیا بازار میں مل جائے گا یا نہیں۔ میں نے کہا کہ تم اس قدر جلدی کیوں کرتے ہو؟ اس نے آدمی بھیجا وہ گیا اور ایک دکان سے نو سیر پختہ دودھ خرید لایا۔ تب اس نے مجھے جواب دیا کہ میں نے اس قدر جلدی اس لئے کی کہ شاید پھر دودھ نہ ملتا۔ وہ شخص صرف اکیلا وہیں بیٹھا بیٹھا تمام دودھ پی گیا۔ میں تو حیران ہوگیا۔ میں نے کہا تم دیو ہو یا انسان؟ کہنے لگا کہ جی ہم سفر سے آئے تھے تھکے ماندے تھے اور یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ اسی طرح ہمارے یہاں ایک ملازم تھا۔ میرے بھائی صاحب نے اس کو ایک دوسرے گاؤں میں چند کسانوں کے پاس کسی کام کے لئے بھیجا۔ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو وہ لوگ تو ہل چلا رہے تھے اور ان کے پاس سات ہالی گیروں کا کھانا رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کو کہا کہ ہم تو کام میں لگے ہوئے ہیں اور تم کھانا کھا لو۔ وہ ان ساتوں آدمیوں کا تمام کھانا کھا گیا۔ دیکھو ان کے پیٹ اس قدر دودھ اور کھانے کو برداشت کر گئے مگر میں تو اس قدر کھانا برداشت نہیں کر سکتا۔

تو شریعت ہم کو اس امر کا حکم نہیں دے سکتی کہ ہم کو کس قدر کھانا چاہیے۔ جو باتیں ہماری طاقت سے بالاتر ہیں اس میں شریعت کوئی حکم نہیں کرتی۔

دوسرا حصہ خدا تعالیٰ نے انسان میں ایسا رکھا ہے کہ اس میں اس کا دخل وتصرف خوب ہے۔ مثلاً

میں آنکھیں کھول کر تم کو دیکھ رہا ہوں۔اگر میری خوشی ہو تو آنکھیں بند کرلوں اور تم کو نہ دیکھوں۔

انسان نہ سارا مجبور ہے اور نہ سارا مختار ہے بلکہ مجبور و مختار کا لفظ ہی گندا ہے کیونکہ مجبور کو پکڑنا بھی ظلم ہے اور مختار کو پکڑنا بھی ظلم ہے۔مثلاً گورنمنٹ اور شریعت اسلام نے خودکشی کو منع فرمایا ہے۔اگر کوئی شخص کسی کو زبردستی پکڑ کر کسی (ہمپب پچکاری) کے ذریعہ سے زہر پلا دے تو نہ وہ گورنمنٹ کا مجرم ہے اور نہ شریعت کا۔

میں نے بہت سے مذہبوں کو چھوڑ دیا ہے۔اس لئے کہ وہ ہمارے ایسے قویٰ پر حکومت کرتے ہیں کہ جو ہمارے قبضہ سے باہر ہیں۔مثلاً عیسائی شریعت کہتی ہے کہ ایک تین اور تین ایک۔پس چونکہ ہم میں خدا نے کوئی ایسی قوت نہیں رکھی جس کے ذریعہ سے ہم اس کو مان لیں اور چونکہ یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے اس لئے بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔

جو حصہ انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہے اُس میں خدائی صفات کی بھی ایک جھلک نظر آتی ہے۔مثلاً خدائے تعالیٰ رحیم ہے تو انسان میں صفت رحیمیت پائی جاتی ہے۔خدائے تعالیٰ غنی ہے تو انسان بھی بے پرواہ ہونے کی خواہش کرتا ہے۔

میں نے قرآن شریف کو اس نیت سے بھی پڑھا ہے کہ کیا اس میں کوئی ایسی بات ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہو تو معلوم ہوا کہ نہیں ہرگز نہیں بلکہ شروع ہی میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحة :٦) لکھا ہوا ہے۔اس میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ کوئی زیادتی۔یہ ایک راہ ہے جیسے دو نقطوں کے درمیان ایک سیدھا خط ہوتا ہے۔یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جو اس سے ادھر ادھر ہو جاتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ ایسی پاک و مطہر تعلیم کے ہوتے ہوئے نیچے گر گئے اور بعض اس سے بھی زیادہ بلند پروازی کرنا چاہتے ہیں۔

رہبانیت جائز نہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ تمام عمر روزے ہی روزے رکھتے ہیں۔

بعض بیویوں سے جماع نہیں کرتے۔ گھر نہیں بناتے۔ سیاحت ہی میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ بعض بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض سونا چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ طیب چیزوں کو خراب کر کے کھاتے ہیں۔ بعض لوگ ہیں...... انہوں نے نہایت عمدہ پلاؤ میں راکھ ملا کر کھائی۔ ایک شخص ہمارے یہاں ایک مسجد میں رہتا تھا اس نے ایک مٹکا بنا رکھا تھا۔ وہ ہر ایک قسم کا کھانا، کھٹا، میٹھا، سبزی وغیرہ اس میں ہی بھر دیتا تھا وہ سب سڑ جاتا تھا اور جب اس کو بھوک لگتی تو وہ اسی کو کھاتا اور چونکہ وہ سڑ کر ایک قسم کی شراب ہو جاتی تھی اس لئے وہ ہمیشہ نشہ میں چور رہتا تھا اور آنکھیں سرخ رہتی تھیں لوگ اُس کے بڑے معتقد تھے۔ ہمیں ایک شخص نے کہا کہ تم اس کو نہیں مانتے۔ ہم نے کہا کہ کیا مانیں وہ تو شراب پیتا ہے اور مسجد میں بیٹھ کر پیتا ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ (المائدۃ:۸۸)۔ ایک تو ایسے ہیں کہ انہوں نے طیبات کو ترک کر دیا ہے اور ایک گروہ حرام کر کے کھاتی ہے۔ میرے خیال میں وہ لوگ جو اپنی ڈیوٹی پورے طور سے ادا نہیں کرتے وہ حکیم جو روپیہ بیماروں سے لے لیتے ہیں مگر ان کا علاج نہایت غور و توجہ سے نہیں کرتے سب حرام خور ہیں۔ اس لئے کہا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ ۔ حلال چیزوں کو حرام کر کے مت کھاؤ۔ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ (سنن الدار قطنی کتاب الاشربۃ و غیرھا)۔ شراب تمام بدیوں کی جامع ہے۔

سوالات کے جوابات

ایک شخص کے چند تحریری سوالات حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوئے۔ وہ سوالات بمعہ جوابات از جانب حضرت صاحب فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

سوال (۱) نماز کے بیچ میں ہوا آ جاوے تو وضو پھر کیا جاوے یا نہیں؟ بار بار آوے تو روکنا جائز ہے؟

جواب۔ جس کو بار بار ہوا آوے اُسے ایک بار وضو کر کے نماز شروع کر دینا چاہیے۔ بار بار توڑ

کر وضو نہ کرے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرۃ :۲۸۷)۔

سوال(۲) زکوٰۃ کا کس طرح حکم ہے؟ چاندی سونے پر زکوٰۃ کتنی ہے؟

جواب۔ ۵۲ تولہ چاندی پر سوا تولہ چاندی زکوٰۃ ہے۔ ۷ تولے سونے پر برس کے بعد ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ ہے۔

سوال(۳) میرا مبلغ تین سو روپیہ ایک سکھ کے پاس عرصہ دس سال سے امانت جمع ہے۔ اس پر مجھ کو اعتبار تو ہے لیکن جب میں لینا چاہتا ہوں تو وہ وعدہ کرتا ہے کہ دوں گا۔ زکوٰۃ کا کس طرح حکم ہے؟

جواب۔ تمہاری غلطی ہے کہ ایک سکھ کے پاس روپیہ رکھا ہے۔ اس کے پاس تو بڑھتا ہے۔ وہ مزے اُڑاتا ہے۔ تم زکوٰۃ سے جی چراتے ہو۔ روپیہ تجارت پر لگاؤ جب روپیہ تم کو ملے تو پھر اس پر زکوٰۃ دے دو۔

سوال(۴) زیور کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ زیور کی زکوٰۃ میں علماء کا اختلاف ہے۔ حنفی ضروری کہتے ہیں اور شافعی دیتے نہیں۔ ہم اور حضرت صاحب دیا کرتے ہیں۔

سوال(۵) مخالف مولوی سے علم قرآن شریف سیکھنا جائز ہے۔ لڑکے لڑکیاں اس سے پڑھ لیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب۔ مخالف مولوی قرآن پڑھاوے اور تم نگرانی رکھو۔

سوال(۶) ہندو یتیم ہو یا مخالف محتاج ہو تو اس کو زکوٰۃ یا صدقہ دینا جائز ہے؟

جواب۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مصرف لکھے ہیں۔ فقراء، مساکین، مؤلفۃ القلوب، غلاموں کی آزادی، اشاعت اسلام، مسافر، قرضدار اور لوگ جو اس محکمہ میں ملازم ہیں ان کی تنخواہیں۔

سوال(۷) کوئی یادداشت تختی پر لکھ کر اپنے گلے میں دوں۔ جب گناہ کرنے لگوں تو یاد آ جاوے کیونکہ وہ پرانا خیال کود جاتا ہے جب منہ سے نکل چکتا ہے تو پھر پچھتاوا لگتا ہے او ہو یہ

میں نے تو نہیں کہنا تھا شاید گناہ ہوگا؟

جواب۔ جس طرح گناہ سے بچ سکو بچو۔

سوال(۸) پچھلی عادت کے مطابق نماز میں ہاتھ پاؤں کے کڑا کے نکالے جاویں جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ کڑا کے نماز میں نہ نکالو۔

سوال(۹) میرے گھر کے آدمی بڑے سست ہیں بلکہ مخالف عورتوں کی جہالت میں ہیں۔ کچھ لکھی پڑھی بھی ہے حضرت صاحب کی بابت ان کو سمجھ نہیں آتی۔ میرے ذمہ گناہ تو نہیں؟

جواب۔ عورت کے لئے دعا کرتے رہو، سمجھاتے رہو۔

سوال(۱۱) جہالت کے زمانہ میں اگر میں نے کسی کی چیز چرائی ہے یا کسی کا حق کھا لیا ہے تو واپس دینے میں ملزم ہوں کیا کروں؟

جواب۔ توبہ استغفار کرو۔ اُس کا حق اشاعت اسلام میں خرچ کر دو۔ اس کے لئے دعا کرو۔

سوال(۱۳) اپنے گاؤں کی برادری یا اردگرد کے مخالف لوگوں کی بھانجی تنبول رکھنا جائز؟ اگر نہ رکھی جاوے تو ناطہ لینا دینا مشکل ہے؟

جواب۔ تنبول ممنوع نہیں معلوم ہوتا۔

سوال(۱۴) اگر جنازہ میں یا نکاح خطبہ یا کلمہ زبانی نہ آوے یا دعا جنازہ نہ پڑھ سکے تو کیا کیا جاوے؟

جواب۔ جنازہ میں اپنی زبان میں دعا کر لے۔

سوال(۱۵) اگر کوئی معزز مخالف گھر میں آوے تو خاطر کرنی جائز ہے؟

جواب۔ کوئی گھر میں آوے اس کی خاطر مدارات کرو۔

سوال(۱۶) آج سے لے کر جو میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں کسی طرح سزا رک سکتی ہے خدا تعالیٰ معاف کر سکتا ہے؟

جواب۔ اَللّٰه غَفَّارُ الذُّنُوب ہے۔ سچی استغفار کرتے رہو۔

سوال (۱۷) وتر پچھلی رات پڑھنے چاہئیں اور کتنی رکعت پڑھنی چاہئیں؟

جواب۔ وتر ایک رکعت سے گیارہ تک ہیں جتنی پڑھ سکو پڑھو۔

سوال (۱۸) کتنی منزل پر نماز روزہ کم وبیش ہوسکتا ہے؟

جواب۔ سات کوس کا سفر ہے۔

سوال (۱۹) اگر گاؤں میں ہنسی تماشا شادی ہوتو یار دوست تنگ کریں کہ ہمارے ساتھ دیکھنے چلو کیا کیا جاوے؟

جواب۔ گاؤں میں ناچ ہوعورتیں لڑکے ناچیں تو ہرگز مت جاؤ۔ بھانڈوں کے تماشہ میں مت جاؤ۔

سوال (۲۰) پچھلی عادت کے مطابق بدن سے بال اُتارنے جائز ہیں یا نہیں؟

جواب۔ بدن کے بال اُتارنے شرعاً جائز ہیں۔ نبی کریم نورا لگا لیتے تھے۔

سوال (۲۱) کتے سے محبت کرنی چاہیے یا گھر میں رکھنا جائز ہے؟

جواب۔ کتے سے محبت کرنا مومن کا کام نہیں۔ شکار، حفظ مال، حفظ زراعت کے لئے کتا رکھنا جائز ہے۔ ہرگز محبت کے قابل یہ گندہ جانور نہیں۔

سوال (۲۲) نماز میں بڑی دلیلیں آتی ہیں؟ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو گھر بار کے سارے کام یاد آ پڑتے ہیں؟

جواب۔ دلیلوں کے آنے سے نماز کا نقصان نہیں ہوتا۔

سوال (۲۳) مُتَوَفّٰی کے بعد قرآن شریف مولویوں سے پڑھا کر ختم کرنا یا قرآن شریف بقیمت لے کر ثواب کے واسطے عاجزوں کو دینے جائز ہیں؟

جواب۔ قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے۔

سوال (۲۴) قربانی دینی، مستورات بیوی دختر وآپ الگ الگ دینی چاہیے؟ عید بڑی پر وہ کھال چمڑا کس کو دینا چاہیے؟ ذبح کرائی یا گوشت بنوائی مزدوری دینی چاہیے؟

جواب۔ سارے گھر کی طرف سے ایک قربانی جائز ہے۔ دولت مند بیوی قربانی کر سکتی ہے۔ مزدوری الگ دی جاوے جہاں چاہے کھال خرچ کرو۔

سوال (۲۵) شادی میں ڈھول بجانا آوازہ بجانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ دف جائز ہے۔

سوال (۲۶) زکوٰۃ کا روپیہ مسجد پر لگ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ زکوٰۃ کا روپیہ مسجد پر نہیں لگ سکتا۔ ہم نے زکوٰۃ کے مصرف پہلے لکھ دیئے ہیں۔[۱۳۱]

خلیفہ کی شناخت

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک شیعہ صاحب کا سوال اور حضرت کا جواب

سائل کا خط

جناب مولانا مولوی صاحب کرم فرمائے بندہ زاد عنایۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے پیشتر جناب کی طبیعت کا پتہ نہ تھا کہ علیل ہوگئی ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے شفائے کلی عنایت فرماوے۔

ماہ جون ۱۹۱۲ء سے ۶ عریضے لکھ چکا ہوں۔ اصل حال پہلے چار عریضوں میں ہے باقی دو صرف یاددہانی کے واسطے لکھے تھے۔ امید ہے میاں محمد صادق صاحب کے پاس موجود ہوں گے۔ پہلے تین عریضوں کے تین جواب میاں محمد صادق صاحب نے جناب کی طرف سے دیئے تھے لیکن بعد میں کچھ خبر نہیں آئی۔ عرض گزار ہوں کہ اگر اصل عریضے میاں محمد صادق صاحب کے پاس سے مل جاویں تو ان کو بھی براہ نوازش ملاحظہ فرمالیں اور یہاں بھی بطور اختصار ہر ایک عریضہ کا مضمون اور جواب عرض کرتا ہوں۔

عریضہ نمبرا۔امر خلافت جو اسلام میں ہے (خلافت سے میری مراد خلافت رسول صلعم ہے) آیا یہ امر دین میں داخل ہے یا نہ۔ جناب کی طرف سے جواب عریضہ نمبرا خلافت امر دینی ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خلیفے مقرر کرتا ہوں جو انہیں نہ مانے وہ فاسق ہے۔

عریضہ نمبر۲۔ کیونکر معلوم ہو کہ خدا نے کس کس کو خلیفہ مقرر کیا؟

جواب عریضہ نمبر۲ خلافت کا نشان وَلَيُمَكِّنَنَّ...... میں دیا گیا ہے جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے۔ اس کی مخالفت میں کون کھڑا ہو سکتا ہے۔ خدا نے آدم کو خلیفہ بنایا، داؤد کو خلیفہ بنایا، ابوبکر، عمر کو خلیفہ بنایا۔ نورالدین کو خلیفہ بنایا۔ کوئی مخالفت کر کے دیکھ لے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

عریضہ نمبر۳۔ جس کو کسی سے مخالفت نہ ہو وہ کیونکر معلوم کرے کہ خدا نے کس کو خلیفہ مقرر کیا۔ آدم علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں موجود ہے۔ آنحضرتؐ کے خلفاء کا نام قرآن پاک میں کہاں ہے۔ کیا خلیفے اجماع سے بنائے گئے ہیں یا نہیں جیسا کہ کتب اہل سنت والجماعت سے پایا جاتا ہے اور اجماع کے وقت کتنے اصحاب موجود تھے اور وہ کون کون تھے؟

جواب نمبر۳۔ قرآن شریف میں خلفاء رسول صلعم کا نام نہیں اگر ہوتا تو یہی نام لوگ اپنی اولاد کا رکھ لیتے۔ ان کی نشانی ہے کہ وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

عریضہ نمبر۴۔ نہ معلوم جواب نمبر۳ سے جناب کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ ایسے ناموں والے اشخاص کا دعویٰ کر دیتے تو یہ امر ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا دعویٰ صرف نام ہی کی وجہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا جس طرح جناب فرماتے ہیں کہ اُن کا نشان دیا گیا ہے۔ اگر نام بھی دیا جاتا تو کیا حرج تھا کیونکہ نام ونشان دونوں مل کر خلیفہ کا پورا پتہ لگا دیں۔ جناب نے فرمایا ہے کہ اُن کا نشان ''کامیابی'' ہے۔ ارشاد ہو کہ کامیابی سے جناب کی کیا مراد ہے۔ جناب کس کامیابی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ (۱) ملک گیری میں کامیاب ہونا۔ (۲) لڑائیوں میں کامیاب ہونا۔ اگر یہی دو صورتیں مراد ہیں تو ظاہر ہے کہ آج جو ملک گیری اور لڑائیوں میں کامیاب ہو وہی خلیفہ ہو اور اگر کوئی اور کامیابی مراد ہے تو ارشاد فرماویں کونسی کامیابی ہے اور اس کامیابی میں ظاہراً

حالت دیکھی جاتی ہے یا کوئی اندرونی راز بھی مخفی ہوتا ہے کیونکہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ایک ظاہراً غالب آیا دوسرا ظاہر مغلوب ہوا لیکن مغلوب ہوکر بھی اپنے دعویٰ کا اقرار کرتا رہا تو ان دونوں میں سے جناب کے نزدیک کون کامیاب رہا اور حق کس کے ساتھ رہا۔آخرالامر اگر قرآن پاک میں نام نہیں تو کسی حدیث میں ہونا چاہیے۔حدیث شریف کا پتہ بتا دیں کیونکہ یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ ختم المرسلین جیسے مرسل اولوالعزم کے خلیفوں کا نام نہ قرآن پاک سے ملے اور نہ حدیث شریف سے اور وہ حضرت بغیر اپنے خلیفوں کے نام بتانے کے بڑی بھاری امت کو چھوڑ کر گئے ہوں۔

کئی امور اس عریضہ میں نئے الفاظ سے عرض کئے گئے ہیں ورنہ پہلے ہی عریضوں کی نقل ہے اور ابھی جناب کے جوابات میں سے کئی مسائل کی تحقیق باقی ہے۔

خاکسار از ملتان

جواب از جانب حضرت خلیفۃ المسیح

مکرم معظم حضرت شاہ صاحب

السلام علیکم

مفتی[۱] اور خاکسار کے پاس ہزارہا خطوط آتے ہیں کس کس کو محفوظ رکھیں۔نمبر ایک و دو پر جناب نے کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔نمبر ۳ پر اعتراض ہے جس کو کسی سے مخالفت نہ ہو وہ کیونکر معلوم کرے کہ فلاں مدعی حق پر ہے۔

جناب من! یہ سنت اللہ ہے۔نیکوں کی مخالفت ہوا کرتی ہے بلکہ انبیاء تک مخالفت و عداوت ضروری ہے۔غور فرماویں وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا (الانعام:۱۱۳) اور عام ارشاد مومنوں کو ہے۔تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال:۶۱) ہے۔جو مخالف نہیں وہ اور اعداء دین کو دیکھے۔

---

[۱] مفتی محمد صادق خادم ڈاک۔ایڈیٹر بدر

دوسرا اعتراض قرآن کریم میں خلفاء کے نام نہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے خلفاء قیامت تک ہونے تھے۔ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتایا نہیں بلکہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ (لقمان:۳۵)۔ خلفاء کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان حد سوا سو برس ہوتی تو کس قدر اسماء خلفاء کے قرآن میں سماتے اور آخر فیصلہ نام سے تو ہرگز نہ ہوتا۔ اب تک ہزاروں امام علی، علی امام، علی، حسن، حسین، جعفر محمد نام کے موجود ہیں کس کس کو امام مانیں۔ پھر فیصلہ آخر تائیدات الٰہیہ پر ہی ہوتا۔ تو نام کا ذکر لغو جاتا۔ تَعَالٰی سُبۡحَانَہٗ عَنِ اللَّغۡوِ۔

باقی رہا اجماع کا جھگڑا۔ سو مولانا شاہ صاحب! میں تو اس طرف آیا ہی نہیں۔ مجھ پر اعتراض کیا ہوا۔ ہاں میں بھی سنی ہوں گو ہمارے مخالف مجھے کافر اکفر کہیں۔ یہی ان کے پاس سر و پا ہے اور ان کے پاس ہے ہی کیا جو دیں مگر میرے وہم میں کبھی نہیں آیا کہ خلافت کو اجماع سے ثابت کروں۔ پھر آپ کیوں بار بار اجماع کا جھگڑا لے بیٹھتے ہیں ہاں جو سنی اجماع سے خلافت ثابت کرتے ہیں اُن سے آپ دریافت فرماویں۔

تیسرا اعتراض کہ نام ہوتا تو کیا مفید نہ ہوتا۔ نام ونشان دونوں پورا پتہ دیتے۔ جواب عرض ہے کہ میرا اور آپ کا کام نہیں کہ اللہ رسول کو سمجھائیں اور بتائیں۔ اے اللہ! تو اس طرح کرتا تو اچھا ہوتا۔ پھر نام ہوتا تو قرآن کریم میں ہوتا اور کتنے نام ہوتے۔ چھ، بارہ، پچاس، سو، ہزار، لاکھ، کروڑ، بے انتہا۔ سنیے۔ زیدی شیعہ ہیں ان کے یہاں زید بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام امام ہیں نہ محمد بن علی علیہما وعلیٰ آبائہما السلام۔

کیسانی محمد بن علی ابن حنیفہ کو امام برحق موجود صاحب العصر یقین کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے اب تک وہ رضوی میں موجود ہیں آغا خانی کو اب غالباً امام پچاس ویں نمبر پر مانتے ہیں۔

امامیہ اثنا عشر بارہ پر ختم ہیں۔ خارجی ہر پچیس برس بعد ایک امام ضروری یقین کرتے ہیں اور بعض پچاس برس کے بعد امام کا آنا ضروری کہتے ہیں۔

شاہ صاحب! میں نے جہاں تک مذاہب اسلام پر غور کیا ہے ان کی عمدہ سے عمدہ اور فی الواقع

عمدہ پاک کتاب قرآن مجید ہے۔اس میں تو نام نہیں ۔ رہی کلینی ،تہذیب ، استبصار ،من لا یحضرہ الفقیہ ،نہج البلاغہ ،تفسیر منسوب باما م حسن عسکری علیہ السلام، شیعہ کی کتب عزیز میں ،قاموس الشریعہ، ایضاح ونجاہ ،مسند ربیع ،خوارج کی عمدہ کتابیں ، بخاری ،مسلم سنیوں کی مایہ فخر ،ان میں کوئی مرفوع متصل مسند ہاں متواتر جو مدار یقین وایمان ہو مجھے نہیں ملی ۔تو فرمایئے جب ان مذاہب کے پاس ایسی بین فہرست نہ ہوتو میرا کیا قصور ہے ۔غالباً ان مصنفوں کوکوئی متواتر حدیث ملی نہیں جس میں یہ فہرست ہو۔ ہاں اپنے اپنے گھر کے لئے اپنی جماعت کے لئے خوش کن باتیں فرمادی ہیں مگر وہ دوسرے پرتو حجت نہیں ہوسکتیں۔

آپ میرے عریضہ پر مخلی بالطبع ہوکر غور فرماویں ۔ میں تو اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہوں مگر جو طریق آپ نے اختیار فرمایا ہے وہ طریق میری سمجھ سے دور ہے ۔اللہ تعالیٰ رحم کرے ۔آمین

چوتھا اعتراض ، کامیابی سے کیا مراد ہے؟ عرض ہے کہ وہی جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (المؤمن:۵۲) اور فرماتا ہے ۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (النور:۵۶)۔

میں نے کیا کہنا ہے اور میں کون ہوں جو کچھ کہوں ۔آج کوئی مدعی من جانب اللہ ہو کر ملک گیری میں کامیابی والا مجھے آپ بتائیں ۔ میں اس پر غور کروں گا اور جدھر اشارہ آپ نے فرمایا ہے وہ بحث ابھی آپ کے میرے درمیان نہیں آئی ۔ اصولی بحث میں شخصی جھگڑا ۔ہنوز دہلی دور است ۔ میں صفین ،کربلا کے واقعہ ہائلہ سے بے خبر تو نہیں مگر سر دست اس بحث کا وقت نہیں اور نہ موقع ہے ۔ بندہ رخصت ہوتا ہے ۔

والسلام

نورالدین

۲۴؍اکتوبر۱۹۱۲ء

....

آنحضرتؐ کی صداقت کا ظاہری معجزہ پکے سچے متقی ایمانداروں کا ذکر تھا۔ فرمایا۔

جن دنوں انگریزوں نے کابل پر چڑھائی کی تھی ان دنوں میں ایک انگریز پادری گارڈن نام ہمارے شہر آیا کرتا تھا۔ اس کی کوٹھی شہر سے باہر سڑک کے کنارے پر تھی اور اس سڑک پر سے کابل جانے والی فوجیں اور بار برداری کے سامان کثرت سے گزرا کرتے تھے۔ میں اس پادری کے پاس جایا کرتا تھا اور مذہبی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے سوال کیا کہ محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی کا کوئی ظاہری معجزہ ہمیں دکھاؤ۔ میں نے اس سڑک کی طرف اشارہ کیا اور کابل کی سمت بھی وہی تھی۔ پہلے تو وہ نہ سمجھا اور دو تین دفعہ اس نے بات کو دہرایا لیکن آخر بات کو سمجھ گیا اور کہا ''کابل'' ''کابل'' میں نے کہا ہاں کابل۔ کہنے لگا اس میں کیا معجزہ ہے کھول کر بیان کیجئے؟ میں نے کہا دیکھئے۔ اوّل تو آپ اپنی دولت اور مسلمانوں کی دولت کا مقابلہ کریں۔ آپ کی دولت کا حساب اربوں پر بھی ختم نہیں ہوتا اور ہماری دولت کا یہ حال ہے کہ گنتی کے لئے سب سے بڑا لفظ ہمارے پاس الف ہے جس کے معنی ہیں ہزار۔ اس کے آگے کوئی لفظ ہی نہیں۔ پھر اس امر پر غور کریں کہ آپ کابل سے کیا چاہتے ہیں نہ آپ ان کا مذہب لینا چاہتے ہیں نہ ان کے رسوم بدلنا چاہتے ہیں نہ آپ ان کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ صرف سرحد پر امن کرنا آپ کا مقصد ہے اور بس۔ آپ کا لشکر ہزاروں کی تعداد میں اور سامان حرب کس قدر ہے۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں نے کابل کو کس طرح فتح کیا۔ آپ غور فرماویں۔ جب سلطنت اسلامیہ کے مرکز میں بڑے لوگوں کا آپس میں کچھ تنازع تھا تو عبدالرحمٰن بن سمرہ نے چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور کہا کہ دارالخلافت سے تو سردست کوئی ارشاد نہیں کہ ہم کہاں جائیں اور کیا کریں۔ آؤ اس عرصہ میں ذرا کابل کو ہی فتح کرلیں۔ کل چودہ آدمی اس کے ساتھ تھے جن کو لے کر اس نے کابل پر چڑھائی کی اور کابل سے کیا لینا چاہا ملک پر قبضہ، رسوم کی تبدیلی، مذہب کی تبدیلی اور یہ سب کچھ کر کے دکھا دیا۔ کیا یہ اسلامی معجزہ نہیں جو اس وقت آپ کو دکھلایا اور منوایا جارہا ہے۔ یہ بات سن کر پادری صاحب کو جوش آیا کہ وہ بھی فتح کابل میں شریک ہوں اور وہاں صلیب کا جھنڈا گاڑیں۔ سو وہ قندھار کو چل پڑے اور چند روز کے بعد خبر آئی وہ قندھار میں توپ سے اڑائے گئے۔

درسی کتاب کے نام کی وجہ تسمیہ ایک بار آپ بھیرہ تشریف لے گئے۔ میں (مفتی محمد صادق) اس وقت جماعت سوم مڈل میں پڑھتا تھا اور میری عمر کوئی تیرہ سال تھی۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ

کون سی کتاب پڑھتے ہو؟

میں نے عرض کی کہ مورل ریڈر۔

فرمایا کہ الفاظ مورل ریڈر کے معنی کیا ہیں؟

میں بتا نہ سکا کیونکہ ہمیں مدرسہ میں استاد کتابیں پڑھاتے تھے مگر کبھی یہ نہ بتلاتے تھے کہ اس کتاب کا جو نام ہے اس کے کیا معنی ہیں یا اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

فرمایا۔ اچھا ہم کل پوچھیں گے۔

دوسرے دن میں نے عرض کیا کہ اس کے معنے ادب آموز کتاب۔ میرے ساتھ میرے ایک عزیز دوست تھے ان سے بھی یہی سوال ہوا مگر انہوں نے میرے معاملہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی درسی کتب میں سے ایک ایسی کتاب کا نام لیا جس کے معنے وہ جانتے تھے۔ خدا تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی رہنمائی عطا کرے اور ان پر اپنا فضل عظیم کرے کہ وہ میرے بچپن کے یار ہیں۔ اس امتحان سے میں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ بھیرہ، جموں، لاہور اور قادیان میں جہاں کہیں میں نے مدرسی کی۔ میں متعلمین کو ہمیشہ کتاب کے نام کی وجہ تسمیہ بھی بتلاتا رہا ہوں۔[۱۴]

اہل کتاب کا کھانا

ایک دفعہ آپ بھیرہ میں گئے تو وہاں کے ایک مشنری عیسائی نے آپ کی دعوت کی۔ دعوت کو آپ نے قبول کیا۔ آپ نے اس کے مکان پر جا کر کھانا کھایا۔ کچھ مذہبی گفتگو بھی درمیان میں آنے لگی مگر عیسائی صاحب نے اعراض کیا۔ اس دعوت کے کھانے پر بھی کچھ خفیف سی ہلچل شہر میں ہوئی مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضرت کو کچھ کہہ سکے۔ ہاں محلّہ کی ایک عورت جس کی آمد و رفت آپ کے ہاں بہت تھی اور بے تکلفی سے آپ کے حضور بات کر سکتی تھی یہ ذکر کیا کہ آپ نے عیسائیوں کا پکا ہوا کھانا کیوں کھایا؟ آپ نے اس کو اس کی سمجھ کے مطابق جواب دیا کہ

تم بت پرست ہندوؤں کے بنائے ہوئے پکوڑے اور لچیاں کھالیتی ہو۔ میں نے تو اہل کتاب کا کھانا کھایا ہے جو قرآن شریف سے جائز ہے۔ ۱۵؎

۱۶؍نومبر ۱۹۱۲ء

ایک نومبائع طالب علم کو نصائح

ایک طالب علم نے جو اپنے بزرگوں کے تقاضے کے سبب سے سکول چھوڑنے کو طیار تھا حضور امیر المومنین کے ہاں حسب ذیل عریضہ پیش کیا۔ حضور نے وہ جواب جو اس کے خط کے بعد درج کیا جاتا ہے اسی کے خط پر تحریر فرمادیا اور پھر اس کو رخصت کر دیا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

جناب امیر المومنین سلّمکم اللّٰہ تعالٰی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مودبانہ التماس ہے کہ میں ایک سال سے اس سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور اس عرصہ میں میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اس پر میرے گھر والے اور تمام رشتہ دار ناراض ہیں اور قریباً ایک ماہ سے مجھ کو بلاتے ہیں۔ اب میں اپنے بھائی کے پاس جس نے مجھے بڑی محبت سے بلایا ہے جاتا ہوں اور آگے حضور کا حکم چاہتا ہوں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حکم پر چلوں گا۔

والسلام

خاکسار......ساکن......فورتھ ہائی کلاس

جواب آپ جائیں اور کوئی سخت دل دکھانے والا لفظ منہ سے نہ کہیں۔ اس پر زور دیتے رہیں کہ میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا دل سے قائل ہوں۔

مجھ سے جو تم نے سنا ہے بتا دو اور کہہ دو کہ مولوی عالم میں ہوں نہیں۔ باریک باتیں مجھے معلوم نہیں۔ نماز، روزے، قرآن وہاں پڑھاتے ہیں۔ والسلام

کافروں کا مال ناجائز طریق سے ہتھیانا ایک مرتبہ مولوی ...... صاحب یہاں تشریف لائے انہوں نے ایک نوجوان کو میرے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ غریب ہے پر بڑا ہی نیک ہے آپ اس کو اپنے ہاں ملازم رکھیں۔ میں نے اس کو رکھ لیا۔ اس کو ایک روز میں نے ایک چونی دی اور کہا کہ اس کے پیسے بازار سے لے آؤ۔ وہ بازار گیا اور اس نے سولہ پیسے مجھے لا کر دیئے۔ میاں نجم الدین بڑا ہوشیار آدمی ہے وہ کہیں اس کے پیچھے چلا گیا۔ معلوم نہیں کہ اس نے اس کو پیسے لیتے ہوئے دیکھا نہیں۔ جب وہ واپس آیا تو میاں نجم الدین نے اس سے پوچھا کہ چونی بھی تمہارے پاس ہے اور چار آنے کے پیسے بھی تم لے آئے ہو۔ اگر پیسے تمہارے پاس تھے تو تم نے وہیں دے دیئے ہوتے بازار جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے کہا کہ پیسے تو میں بازار ہی سے لایا ہوں میرے پاس تو نہیں تھے۔ دکان پر ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے چار آنے کے پیسے لئے۔ اس نے مجھے پیسے دے کر چونّی وہیں رکھ دی۔ میں نے اس کو دھوکا دینے کے لئے کہا کہ فلاں چیز اندر سے لا کر دکھلاؤ۔ وہ اندر لینے گیا۔ میں نے چونّی اٹھالی پھر اس کو کہہ دیا کہ میں یہ چیز نہیں خریدتا اور اس طرح سے چونّی بھی لے آیا اور پیسے بھی۔

میاں نجم الدین نے کہا کہ یہ تو ناجائز ہے۔ اس نے کہا کہ کافروں کا مال ہے ان سے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النساء:۱۴۲)۔ میاں نجم الدین نے مجھے بتلایا کہ یہ معاملہ اس طرح ہے۔

میں نے مولوی صاحب سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ امام شوکانی صاحب کا فتویٰ ہے اس لئے جائز ہے۔ لڑکا نیک تو بہت ہے مگر اس فتویٰ سے مجبور ہے لیکن اگر یہ پکڑا جائے تو پھر کیا یہ نہ ہوگا کہ یہ نورالدین کا آدمی ہے۔ دوسرے جب کافروں کا مال اس طرح سے لینا جائز ہے تو کل کو اگر یہ ہمیں بھی کافر کہہ دے تو پھر ہم کو بھی اسی طرح سے لوٹ لے گا۔ پھر میں نے اس کو نکال دیا۔

ایک مولوی کا کتابیں چورانے کا واقعہ فرمایا۔ ایک اور لطیفہ سنائیں۔ بھیرہ میں ہمارے

رہنے کا مکان اوپر تھا اور نیچے کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک مولوی کتابوں کی گٹھڑی باندھ رہا تھا۔ میرے بھائی صاحب نے اس کو دیکھ لیا مگر وہ بہت نرم آدمی تھے میں تو گرم ہوں۔ ان کو وہ مولوی دیکھ کر مکان سے نکل گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑی موٹی کتاب قلمی لکھی ہوئی لے کر آیا اور دکھا کر کہنے لگا کہ صاحب میں پہلے بھی آپ کی کتابیں نکال لیا کرتا تھا۔ دیکھ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے میں اس کو مان کر مسلمان رہوں یا اس کا انکار کر کے کافر ہو جاؤں۔ اس کتاب میں ایک دعا لکھی ہوئی تھی اور لکھا تھا جو شخص اس دعا کو پڑھے اس کو چوری، زنا اور طرح طرح کے فسق و فجور کرنے سب معاف ہیں۔

عورتوں کو ان کا حق دو ایک مرتبہ ایک شخص کو میں نے سمجھایا کہ عورتوں کو ان کا حق دو ورنہ صاف عَذَابٌ مُّھِیْنٌ لکھا ہوا ہے۔ میرے سامنے تو وہ خاموش بیٹھا رہا لیکن گھر میں جا کر اس عورت کو کہنے لگا کہ ہم تجھے ''گوہ دیں گے گوہ۔''

ایک مرتبہ مفتی ...... کالڑکا میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ایک آریہ نے چند اعتراض کئے میں نے اس کو خوب جواب دیئے وہ لڑکا بھی غور سے سنتا رہا۔ جب وہ آریہ اٹھ کر چلا گیا تو وہ مجھ کو کہنے لگا کہ یہ اعتراض تو ہمیں اسلام پر ہوتے نظر آتے ہیں مگر آپ کے جواب بڑے زبردست تھے۔ ہم تو آج تک اسلام کو کچھ اور ہی سمجھتے رہے مگر اب کچھ اور ہی معلوم ہوا۔ میں نے کہا کہ تمہارے باپ کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا جی اس کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ پر پوتھیوں کو ہمارا باپ مانتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا تمہارے یہاں پھوپھیوں کا بھی کوئی حق ہے؟ اس نے کہا کہ آپ بھی الٹی ہی بات کرتے ہیں۔ لینے کی بات کیجئے کوئی دینے کی بات بھی کیا کرتا ہے؟ جناب ہم لینے کی بات پڑھے ہوئے ہیں دینے کی نہیں پڑھے۔

۱۷رنومبر۱۹۱۲ء

بیماری گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے محمد اسحاق کی نبض دیکھ کر فرمایا کہ اب بہت نیک ہو جاؤ۔ لکھا ہے کہ بیماری بھی گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

موت کے ساتھ فرصت ایک شخص نے کہا کہ حضور کچھ فرصت ہے؟

کہا کہ ہم تو موت کے ساتھ فرصت چاہتے ہیں۔ فرصت ہو تو موت ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ایک بے ہودہ بات ہے کہ آپ فرصت پوچھتے ہیں اگر آپ کو کچھ کام ہے تو آپ اپنا مطلب بیان کریں۔

عرب وعجم اور شرفاء میں گالی فرمایا۔ سب سے بڑھ کر پنجاب میں گندی اور فحش گالیاں دی جاتی ہیں، اس کے بعد ہندوستان میں۔ اس کے بعد کشمیر میں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت مظلوم رہے ہیں اس لئے ان بیچاروں کو گالیاں دینے کی عادت ہوگئی۔ عربوں کو دیکھو کہ ان کی زبان میں ''تیرا کان کاٹا جائے'' ہی گالی ہے۔ شرفاء میں گالی کم ہوتی ہے۔ جس قدر فراست بڑھتی جاتی ہے اسی قدر گالیاں بڑھتی جاتی ہیں۔

عبداللہ بن سہل کا قتل عبداللہ بن سہل کو یہودیوں نے مار ڈالا۔ اس کے بھائی نے جو اس کو مرتے دیکھا اس وقت اس کے خون جاری تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ میرے بھائی کو یہودیوں نے مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا تم چھوٹے ہو کسی بڑے آدمی کو بلاؤ۔ جب بڑا آدمی آیا تو فرمایا۔ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ اس کو یہودیوں نے ہی قتل کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو وہاں نہ تھے ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اچھا یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہمارے کسی آدمی نے اس کو قتل نہیں کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایسے بے ایمان آدمیوں کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر فیصلہ کیسے ہو؟ پھر کہا کہ اچھا ہمارے پاس سے یہ سو اونٹ لے جاؤ۔ آپ نے اپنے پاس سے سو اونٹ دے کر فیصلہ کر دیا۔

شاعر کہتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے شاعر بہادری اور سخاوت وغیرہ کی تعریف تو بہت کر دیتے ہیں مگر خود بہادر اور سخی نہیں ہوتے۔ ایک شاعر اپنے معشوق کی تعریف کرتے کرتے لکھتا ہے کہ میں تو اس کو ہاتھ لگاتے لگاتے تھک گیا مگر سورج کی کرنیں بھلا کب قابو میں آسکتی ہیں۔

پہلے زمانہ میں بادشاہ لوگ خود رات کو پہرے دیا کرتے تھے۔ ایک بادشاہ سنتا تھا اور ایک شاعر رات کو ایک شعر پڑھ رہا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے کنواری لڑکی کو گرالیا اور پھر اس کا ......۔ صبح کو اس نے اس کو پکڑا اور کہا کہ میں تم کو قتل کروں گا۔ اس نے کہا کیوں؟ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خود زنا کا اقرار کیا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ بادشاہ نے اس کو اس کا وہ شعر پڑھ کر سنایا اور دریافت کیا کہ بتاؤ یہ شعر کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ شعر تو میرا ہی ہے اور رات میں اس کو پڑھ رہا تھا کہ اچھا اب بھی اقرار ہوا یا نہیں۔ کہا کہ نہیں کیونکہ قرآن میں لکھا ہے اَنَّھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ (الشعراء:۲۲۷) یہ کہتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ سو جناب ہم نے بھی کہہ تو دیا مگر کیا کرایا کچھ نہیں۔

عرب میں ایک مرتبہ میں ایک گاؤں میں چلا گیا۔ رات کو واپس آیا چاندنی رات تھی۔ ایک گدھے والا شخص راستے میں ملا۔ اس کے ایک لڑکا دائیں طرف تھا اور ایک بائیں طرف تھا۔ ہم بھی ساتھ ہی تھے تو وہ خاطر میں ہی نہ لایا اور سارے راستے وہ تینوں گاتے ہی چلے آئے۔

سَوۡقُکَ بِالۡقَوَارِیۡرِ ۔ شیشے لدے ہوئے ہیں یا عورتیں سوار ہیں ایسا نہ ہو کہ اونٹ کُودے اور عورتیں گر جائیں یا ان کو ابتلاء ہو۔

حضرت نبی کریم ﷺ جب کسی شخص کو جہاد کے وقت رخصت کرتے وقت رَحِمَ اللّٰہُ یا یَرۡحَمُہُ اللّٰہُ فرمادیتے تھے تو یقیناً وہ شخص شہید ہو جاتا تھا۔

محمد نامی چور اور ایک میراثی ایک شخص محمد نامی نے (جو چور تھا) ایک ڈوم کو بہت تنگ کیا۔ اس نے کہا کہ میں تیری (سٹ) ہجو کہوں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ اگر تو میرے لئے سٹ طیار کرے گا تو یاد رکھ میرا نام محمد ہے میں تجھے کافر بنا کر تیری خبر لوں گا۔ اس مراثی نے ہجو طیار کی جس کے ہر شعر کے آخر میں یہ آتا تھا کہ

جس دا اسیں کلمہ پڑھدے او محمد ہور ہے ایہہ محمد چور ہے

۲۴؍نومبر ۱۹۱۲ء

طبّ کرنے کو جی نہیں چاہتا میں نے حضرت صاحب سے پوچھا تھا کہ طب کرنے کو میرا جی نہیں چاہتا۔فرمایا کہ آپ نے اس کو بڑی محنت سے پڑھا ہے ضائع مت کرو۔

موت کی دعا بہت سے لوگوں نے موت کی دعا کی ہے اور لکھا ہے کہ امام بخاری نے بھی کی اور سجدہ میں مر گئے۔سعد بن معاذ نے سنا ہے کہ یہ کہا تھا کہ اگر قریش سے لڑائی ہے تو میں زندہ رہوں ورنہ میرا زخم کھل جائے اور میں مر جاؤں۔کہتے ہیں کہ اسی وقت ان کا زخم کھل گیا اور وہ مر گئے۔

مولویوں کے فتوے حضرت نظام الدین خواجہ کی قبر دہلی سے سات کوس پرے ہے۔جب مولویوں کے فتوؤں سے تنگ ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ کہیں اور جگہ ڈیرہ لگانا چاہیے۔چنانچہ وہ دہلی سے اٹھ کر وہاں چلے گئے جہاں پر اب ان کا مزار ہے۔پھر مولویوں کی جانب سے یہ ان پر فتویٰ لگایا گیا کہ یہ شخص بڑا متکبر ہے بادشاہوں کے سلام کو نہیں آتا۔بادشاہ نے حکم دیا کہ ہم فلاں دن دربار کریں گے تمام علماء اور شیوخ کو حاضر ہونا پڑے گا اور جو نہ آئے گا اس کو قتل کیا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ میرے تو پیر نے دربار میں جا کر سلام کرنا نہیں بتایا میں کیسے جا سکتا ہوں۔لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نہ گئے تو کل بادشاہ مروا دے گا۔آپ نے فرمایا۔

مترس از بلائے کہ شب درمیاں

جب ابوالفضل اور فیضی پر فتوے لگنے شروع ہوئے تو قبل اس کے کہ ان کی طرف سے بادشاہ کو بدظن کیا جاتا وہ خود اکبر بادشاہ کے پاس جا پہنچے دونوں بھائی بڑے ہوشیار تھے پھر انہوں نے مولویوں کی کچھ نہیں چلنے دی۔اکبر بادشاہ جب دربار کرتا تو ایک بڑے لوہے کے پنجرے پر بیٹھا کرتا تھا اور اس کے اندر کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ابوالفضل کے بھائی فیضی نے ایک مرتبہ بادشاہ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا اور کہا کہ قصیدہ اس وقت سناؤں گا جب پہلے ایک رباعی پڑھنے کی اجازت دی جاوے۔اس نے کہہ دیا کہ اچھا ایسا ہی کرو۔ایک رباعی پڑھی جس کا ایک مصرع یہ تھا کہ

جائے طوطی درون پنجرہ بہ

اکبر بادشاہ نے حکم دے دیا کہ اچھا اندر آ جاؤ۔ اندر جا کر اس نے مزے سے قصیدہ سنایا۔ دونوں بھائی بڑے ہی ہوشیار تھے اور مولویوں کی تو بڑی گت بناتے تھے۔ مولوی لوگ اپنے فتوؤں سے جب ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو جہانگیر نے ابوالفضل کو ایک اور شخص کے ذریعہ سے راستہ میں قتل کرا دیا۔

صلوٰۃ کے معانی صلوٰۃ۔ تعریف کرنا، دعا کرنا۔

وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ۔ دعا کرو، تعریف کرو۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے رسول کی تعریف کرسکتا ہے دوسرا اس طرح کیونکر کرسکتا ہے۔ صلوٰۃ کے معنے رحمت کے نہیں ہیں کیونکہ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرۃ:۱۵۷) صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ (البقرۃ:۱۵۸) میں صَلوٰۃٌ کے معنے رحمت کے نہیں بنتے۔

چینیوں کی مقدس کتاب تینجو ربنیجور۔ چینیوں کی مقدس کتاب تین سو پچیس جلدوں میں ہے اور ہر ایک جلد تین سیر وزنی ہے۔

مقروض ضَلۡعٌ ۔ بوجھ۔ جب انسان پر بوجھ پڑتا ہے تو ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ جو انسان مقروض ہوتا ہے وہ بھی دین سے کسی قدر ہٹ جاتا ہے کیونکہ جن آنکھوں سے لیتا ہے ان آنکھوں سے دیتا نہیں۔ [۱۶]

حوالہ جات

[۱] ماخوذ از ڈائری۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۱

[۲] ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۲ تا ۴

[۳] ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۶

[۴] ماخوذ از احسن اللطائف۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۹

[۵] ماخوذ از ڈاک خلافت۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۹ تا ۱۲

[۶] ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۳؍اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۱۷ تا ۲۰

۷ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۰/اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۲۵ تا ۲۸

۸ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۷/اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۳۳ تا ۳۶

۹ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۴۱ تا ۴۴

۱۰ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۴۹ تا ۵۲

۱۱ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۷/نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۵۷ تا ۶۰

۱۲ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۱۴/نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۶۵ تا ۶۸

۱۳ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۷۳ تا ۷۶

۱۴ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۸/نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۸۱ تا ۸۴

۱۵ے ماخوذ از نور صادق نمبر ۴ بدر حصہ دوم مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۸۸

۱۶ے ماخوذ از کلام امیر۔ بدر حصہ دوم مورخہ ۵/دسمبر ۱۹۱۲ء۔ کلام امیر صفحہ ۹۰ تا ۹۳

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

ذمہ واری بہت مشکل کام ہے فرمایا۔ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میں یہ تلوار دینی چاہتا ہوں۔کوئی تم میں سے ہے جو اس کو لے۔سب کھڑے ہو گئے اور ہرایک کہنے لگ گیا کہ مجھے دیجئے۔مجھے دیجئے۔پھر آپ نے فرمایا۔بِحَقِّهَا یعنی اس کا کچھ حق بھی ہے وہ بھی ساتھ ہی لینا ہوگا۔اس بات کو سن کر سب صحابہ نے نیچے سر کر لیا اور کوئی نہ بولا۔تھوڑی دیر کے بعد ایک صحابی اٹھا اور اس نے کہا۔ بِحَقِّهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یعنی اس کو بمعہ اس کے حق کے لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس کے حوالہ تلوار کر دی۔پھر ان کو بھاری بھاری کام کرنے پڑے۔بات یہ ہے کہ جب ذمہ واری کا کام آپڑتا ہے تو مشکل پڑ جاتی ہے۔

عدم جواز بت سازی وبت فروشی کی حکمت فرمایا۔بت سازی، بت فروشی کی جو مسلمانوں کو ممانعت کی گئی ہے اس میں بھاری حکمت یہ ہے کہ تا یہ کام دوسری قومیں کریں اور وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔اسلام بخیل نہیں ہے کہ سارے کام خود ہی سنبھال لیوے۔دنیا میں بعض کاموں کو اس نے اسلام کے واسطے خاص کیا ہے اور بعض دوسروں کے واسطے خاص کئے ہیں۔بعض مشترک ہیں۔اگر کوئی کہے کہ اس سے تو جواز ثابت ہو گیا جبکہ دیگر مذاہب کو اجازت دی گئی۔نہیں جواز نہیں بلکہ یہ ایک طرح کی تقسیم کی گئی ہے اور منشاء الٰہی اسی طرح ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ (الحج:۴۱)۔جبکہ دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو اللہ تعالیٰ نے قائم رکھا ہے۔تو ایک طرح کا منشاء ہی ہے۔دراصل اسلام رحمۃ للعالمین ہے، سب جہان کو فائدہ پہنچانے والا ہے۔آنحضرت ﷺ نے چند کسب اپنی قوم کے واسطے تجویز کئے باقی اوروں کے لئے رکھے۔ناچنا گانا آجکل کے یورپینوں کے واسطے چھوڑا ہے۔تصویر بنانا بھی دوسرے مذاہب کے واسطے ہے۔اسی طرح فرمایا کہ گدھے کو

گھوڑی پر اور گھوڑے کو گدھی پر نہ ڈالے حالانکہ آپ خود خچر پر سوار ہوتے تھے تو پھر منع کیوں کیا۔
اس واسطے کہ تم یہ کام نہ کرو اور لوگ کریں۔ اسی طرح بت بنانے اور تصویر بنانے سے منع کیا۔
اسی طرح ثمن الکلب یعنی کتے کا مول لینے سے منع کیا ہے۔ اس واسطے کہ تم سارے جہان کے
کسبوں کو کیوں چھینتے ہو۔ ان کو بھی بعض کام خاص طور پر کرنے دو۔ یورپین لوگوں کا یہ منشاء ہے
کہ دنیا کے سارے کام ہمارے ہی قبضہ میں آ جاویں۔ یہ بخل ہے۔ غرضیکہ جتنے ذلیل پیشے ہیں
ان سے اسلام والوں کو منع کیا ہے۔ مسلمان گھوڑے رکھیں، گائے رکھیں، سور کیوں رکھیں۔
چوہڑے کا کسب شرفا کا پیشہ نہیں ہے۔........... میں نے صحابہ میں بہت غور کیا ہے وہ کسی جولا ہے
کو حقارت سے نہیں دیکھتے تھے۔ بعض قصور ان لوگوں (جولاہوں) سے سرزد ہوئے ہیں جس کی
وجہ سے یہ لوگ ذلیل ہو گئے ہیں۔

تعلیم دلانے کے بارہ میں وسیع حوصلہ فرمایا۔ ایک دفعہ میرے والد صاحب مکتب میں
آ نکلے۔ میں تختی کو ہوا میں ہلا ہلا کر سوکھا رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا
کہ تختی کو سوکھا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بازو کو کیوں گندہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کے ساتھ
تختی کو صاف کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تختی کو تو صاف کیا مگر جسم کو گندہ کیا۔ پھر میں نے وہ گھڑا
بھی جو کالے پانی سے بھرا ہوا تھا دکھایا کہ یہاں پر تختی دھوئی تھی۔ تو فرمایا کہ آؤ ہم اس کام کو پسند
نہیں کرتے۔ مجھے ہمراہ لے گئے۔ ایک دوکان سے سیالکوٹی کاغذ بہت سے خریدے اور ایک
شخص غلام حسن کو دے کر کہا کہ ان کو وصلیاں بنا دو اور مجھے وہاں بٹھا گئے۔ میں ان کے گرد ہو گیا
اور زور دیا کہ ابھی بنا دو۔ انہوں نے ایک کاغذ کے چار چار ٹکڑے کر کے دو دو ٹکڑے جوڑ کر
وصلیاں بنا دیں اور گھونٹ کر خوب صاف کر دیں۔ کسی قدر جو تیار ہو گئیں ان کو لے کر میں گھر چلا
آیا اور لکھنے لگ گیا۔ کسی پر الف لکھا، کسی پر ب لکھا، کسی پر کچھ کسی پر کچھ۔ غرضکہ جھٹ پٹ وہ تمام
وصلیاں لکھ کر ختم کر دیں۔ میرے والد صاحب باہر سے آئے تو بھائی صاحب نے والد صاحب کو
کہا کہ آج آپ نے نورالدین کو کیا بتایا ہے کہ یہ کاغذ ضائع کر رہا ہے۔ دیکھو! کتنے کاغذ اس نے

تھوڑی دیر میں خراب کر دیئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا ہرج ہے؟ تم اس کے نام بہی کھاتہ جدا کر دو اور وہاں سے خرچ کرتے رہو۔ جب بڑا ہو گا تو اپنا قرضہ خود اتار لے گا۔

فرمایا۔ میں ایک دفعہ گلستان پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ گلستان تو بہت بدخط ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ میں کئی دن فارغ رہا۔ انہوں نے کشمیر سے نہایت خوشخط گلستان منگوائی اور میرے حوالہ کی۔ ایک دفعہ میں نے اس پر بے احتیاطی سے جو دوات رکھی اور وہ ہوا سے الٹ گئی تو سیاہی اس پر پھیل گئی۔ میں نے کہا کہ میاں صاحب اس پر تو سیاہی گر گئی۔ انہوں نے نہایت عالی حوصلگی سے فرمایا کہ کیا ہرج ہے اور لے دیں گے۔

قناعت اور غناء فرمایا کہ نواب بہاولپور ہمیں ساٹھ ایکڑ زمین دیتا تھا۔ ہم نے انکار کیا اور کہا کہ اس قدر زمین سے کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ آپ اس سے امیر کبیر ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ اب تو آپ ہمارے پاس چل کر آتے ہیں۔ کیا پھر بھی آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر فائدہ ہی کیا ہے؟

پھر فرمایا کہ میں نے اپنی اولاد کے واسطے کبھی فکر نہ کیا۔ نہ زمین کا نہ کسی اور بات کا۔ اگر ہم زمین لینا چاہتے تو بے شمار زمین جمع کر لیتے۔ اللہ نے میرے دادا سے بڑھ کر اولاد اور رزق میرے باپ کو دیا پھر مجھ کو مال، کتابیں، علم، شہرت وغیرہ سب کچھ باپ سے زیادہ دیا۔

مہدی بہت ہیں فرمایا۔ مہدی بہت ہوئے ہیں۔ محمد بن عبداللہ بھی ایک مہدی گزرے ہیں۔ امام حسن کی اولاد سے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مہدی ہے۔ جس محمد نے قسطنطنیہ فتح کیا تھا وہ بھی مہدی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی بھی مہدی ہیں۔ یہ بھی حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عباس کی اولاد سے مہدی ہوگا یہ حجج الکرامہ میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے **عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الْمَھْدِیِّیْنَ** (التوضیح لشرح الجامع الصحیح کتاب الطلاق باب حکم المفقود فی اھلہ و مالہ)۔ سب خلفائے راشدین مہدی ہی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کیا مسیح مہدی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا مہدی کوئی کبوتر ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور امام حسنؓ، امام حسینؓ، جعفرؒ ابن محمد سب مہدی تھے۔ سید عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی ؒ، حضرت مجدد الف ثانی ؒ، حضرت شہاب الدین سہروردی، حضرت زکریا ملتانی سب مہدی تھے۔ امرتسر میں ایک شخص کے ہاں ایک قسم کی گولی بکتی تھی۔ اس پر مسیح صادق لکھا تھا۔ حضرت صاحب نے کون سا اندھیر کیا کہ مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ لوگ اپنے دشمن کو سُور، گدھا، اُلو، کتا وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ بددعاؤں میں تو یہ لفظ استعمال کر لئے۔ کبھی کسی اپنے بھائی کے واسطے یہ بھی دعا کی کہ تم مہدی یا مسیح ہو جاؤ۔ عمر یا ابوبکر ہو جاؤ، اس کے یہ معنے سمجھنے غلطی ہے کہ وہ عمر ہی ہو۔ جیسا کہ تم بروں کو کتا اور گدھا وغیرہ کہتے ہو۔ ایسا ہی نیکوں کو بھی کہہ دیا کرو کہ فلاں ایسا ہے جیسا امام اعظم ہے۔ فلاں ایسا زاہد ہے جیسے فلاں زاہد ہے۔ لوگوں نے مہدی کے لفظ کو خوفناک بنا دیا ہے۔ ہمارے بھیرے کے پاس ایک گاؤں ہجکہ ہے وہاں ایک حیدر نام ملنگ فقیر رہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ امام مہدی کی کیا علامت ہوگی۔ اس نے کہا کہ حضرت مہدی کی علامت صاف ہے۔ ہم سوالاکھ فقیر مُتہر وں والے آگے آگے ہوں گے اور دھمال پاتے جائیں گے۔ (یعنی ڈھول بجا کر ناچتے ہوں گے۔ راقم) پیچھے امام مہدی ہوں گے۔ میں نے کہا کہ مولوی لوگ ساتھ نہ ہوں گے۔ اس نے کہا کہ اگر انہوں نے بھی ساتھ ہی ہونا ہے اور نمازیں ہی پڑھانی ہیں تو ہم نے ایسے امام مہدی کو کرنا ہی کیا ہے۔ وہاں تو سوالاکھ مُتہر (بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا۔ راقم) چلے گی پھر ہم کو لوگ خطوں میں لکھتے ہیں مسیح الزمان ہمارے آقا کو تو مسیح الزمان مانتے نہیں اور ہمیں مسیح الزمان سمجھتے ہیں۔ (محمد عبداللہ بوتالوی)

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳،۴)

مومن کو خوف نہیں

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:۳۹) پڑھ کر فرمایا کہ

قرآن مجید مجھے ایسا نسخہ ملا ہے کہ ہمیں کبھی خوف اور حزن نہیں ہوتا خواہ کیسی ہی بڑی بات کیوں

نہ ہو۔ آج کل ہمارے فرزندان عبدالحی اور عبدالسلام کشمیر کی سیر کو تشریف لے گئے ہوئے ہیں اور ہماری بی بی کو ان کا بہت فکر لگا ہوا ہے۔ چنانچہ کل تار کے جواب جلد نہ آنے سے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ کوئی خوف وحزن کی بات نہیں اللہ تعالیٰ ان کا محافظ ہے وہ خود ہی ان کو یہاں لے آئے گا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ

ایک لڑکا علی گڑھ کالج میں ہمارے خرچ سے پڑھتا تھا اور وہ ہندو سے مسلمان ہوا تھا۔ ہم نے اس کے پڑھانے پر ہزاروں روپیہ خرچ کیے اور جب وہ پڑھ چکا تو اس نے ہمیں ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں اسلام کو چھوڑتا ہوں اور اپنی ناپاکی کو اتارنے کے لیے گنگا جی جاتا ہوں۔ جس وقت میرے پاس یہ خط پہنچا اس وقت میرا ایک دوست میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ جانتا تھا کہ میں نے اس لڑکے کی پڑھائی پر ہزاروں روپیہ خرچ کیے ہیں اس واسطے اس نے خیال کیا کہ یہ خط پڑھ کر چیخ اٹھے گا مگر ہم نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمیں ایک چھوٹا سا اور بڑا لطیف مضمون سمجھا دے۔ چنانچہ میں نے خط کے جواب میں ایک کارڈ پر ایک آیت لکھ دی جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک آدمی تمہارے دین سے مرتد ہو جاوے تو خداوند کریم اپنے کرم سے ایک قوم دیتا ہے اور ہم کو اس تمہارے خط سے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایک جماعت عطا فرمائی۔

عمل کرو ایک شخص کے خط کے جواب میں فرمایا۔

کوئی شریر نہ ہمارا ہے اور نہ ہم اس کے۔ احمدی کہلانے سے کوئی احمدی نہیں ہوسکتا۔ میں نے بعضے کنجروں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن کیا وہ مسلمان ہوتے ہیں؟ میرے نزدیک ایسے لوگوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

مسجدیں اللہ کے نام کے لیے ہوتی ہیں اور جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔

فرمایا۔ بعض لوگ خالص اللہ کے نام کو پسند نہیں کرتے اور برا جانتے ہیں۔ شیعہ میں اگر

حضرت علیؓ امام حسن و حسینؓ کا ذکر نہ کیا جاوے تو اس کو بے ایمان جانتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک فرقہ کا نام نہ لیا جاوے تو وہ اس کو برا بلکہ بے ایمان سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ اسی طرح پر احمدیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہ آوے تو اس کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔ میرے گھر میں ایک عورت آئی۔ میری بی بی نے اس کو پوچھا کہ تمہاری فلاں گدی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا (جی کیا بات ہے وہاں تو نور ہی نور ہے اور اندر باہر نور ہی نور نظر آتا ہے) پوچھا کہ آخر کیا ہے؟ تب اس عورت نے کہا کہ اندر بھی باہر بھی راگ کا نور برس رہا ہے۔ اندر باہر گانے والے قوال بیٹھے رہتے ہیں۔

خواجہ صاحب کو نصیحت

درس ظہر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے خواجہ کمال الدین صاحب کو اشارہ کر کے فرمایا کہ

آؤ آپ کو بھی چند باتیں سنا دیں۔

فرمایا۔ تم ولایت کو جاتے ہو کسی اپنی خوبی کا گھمنڈ مت کرنا۔

فرمایا۔ ولایت میں بڑے بڑے کام ہوتے ہیں اور اس میں بڑے بڑے ابتلا بھی ہیں اور بڑے بڑے آرام بھی ہیں اور وہاں بڑے بڑے شریر بھی ہیں اور اس میں بڑے بڑے شرفا بھی ہیں۔ وہ شہر میرے نزدیک ایسا ہے کہ اس میں بڑے بڑے نیک لوگ بھی ہیں۔

فرمایا۔ میرا ایمان ہے کہ اگر اس شہر میں نیک لوگ نہ ہوتے تو وہ شہر آباد نہ ہوتا۔

فرمایا۔ شراب، سؤر، بری مجلس سے بچتے رہنا۔ میرے بھی تم پر بڑے بڑے حق ہیں میری باتوں کا خیال رکھنا۔

فرمایا۔ بقدر طاقت اپنی کے دین کی خدمت وہاں ضرور کرو۔

فرمایا۔ اور کوئی وہاں اپنی ترقی (وکالت) کا بھی کام کرو۔

فرمایا۔ ہفتہ میں ایک خط یہاں پہنچ جاتا ہے اس لیے ہم کو ایک خط ضرور لکھا کریں۔ اگر نہ

ہو سکے تو کارڈ ہی سہی۔

بعد دعا کے خواجہ صاحب کو رخصت کیا گیا۔

نماز تہجد کی نذر ماننا ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے ایک کام کے عوض میں تہجد کی نماز نذر مانی ہے۔

فرمایا۔ تہجد کی نذر ماننی میرے نزدیک اچھی نہیں کیونکہ تہجد کی نماز اللہ تعالیٰ نے فرض نہیں فرمائی۔ جب تم نذر مانو گے تو اس صورت میں تہجد کی نماز تم پر فرض ہو جائے گی اور انسان کمزور ہے۔

احمدی ایک آدمی کا خط پیش ہوا تو فرمایا کہ

جو شخص آپس میں فساد ڈلواتا ہے، لڑائی جھگڑے کو پسند کرتا ہے اور رشوت اور ناجائز وسائل سے روپیہ کماتا ہے وہ احمدی نہیں ہے۔

ایک آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے کہ

وہ احمدی نہیں۔ جو اس کو احمدی کہتا ہے وہ غلطی کرتا ہے وہ ہماری جماعت سے نہیں۔ لڑکیوں کا بغیر اجازت کے نکاح کر دینا اور عدت وغیرہ کا کوئی لحاظ نہ کرنا کیا یہ احمدیوں کا کام ہے؟

طرز نظم فرمایا۔ میں نے تین زبانوں کا مطالعہ کیا ہے۔ عرب لوگ اپنے شعروں میں معشوق کو مؤنث باندھتے ہیں اور اپنے آپ کو مذکر۔ یہ فطرت کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ ایرانی لوگ، معلوم ہوتا ہے ان میں لواطت بہت کثرت سے ہے۔ اپنے معشوق اور اپنے آپ دونوں کو مذکر باندھتے ہیں اور خوب خط وخال کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ سنسکرت اپنے معشوق کو نر باندھتے ہیں یعنی پتی اور اپنے آپ کو مؤنث۔ یہ پہلی قسم کا الٹ ہے۔

کرشن کی گوپیاں پھر فرمایا۔ کرشن کے متعلق یہ جو مشہور ہے کہ ان کی سولہ لاکھ گوپیاں تھیں۔ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سولہ لاکھ ان کے مرید ہوں گے اور محبت کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو کرشن صاحب کا اس طرح مطیع وفرمانبردار بنالیا جس طرح کہ بی بی اپنے آپ کو خاوند کا مطیع وفرمانبردار بنالیتی ہے تو اس واسطے ان کو اعنی کرشن کو پتی کہا اور خود پتنیاں بن گئیں۔ ورنہ نہ تو سولہ لاکھ عورتوں سے

آدمی جماع کرسکتا ہے اور نہ ہی سولہ لاکھ سے محبت کرسکتا ہے۔نہیں تو کوئی ہم کو سمجھادے۔دراصل نکتہ یہی ہے مگر کم علمی کی وجہ سے اپنے مذہب کو بھول گئے۔

پھر فرمایا کہ یہ بھی ایک بڑا بھاری مسئلہ ہے کہ کرشن پہلے ہوئے یا رام چندر جی؟ رامائن میں کرشن کا ذکر نہیں اور مہابھارت میں رامچندر کا ذکر نہیں۔پھر کوروں پانڈو کے جنگ میں یہ لوگ اس کو بھی شریک کرتے ہیں۔جب تمام لوگ دور دور سے آئے تو رام چندر کا کچھ ذکر تو ہوتا۔

پھر فرمایا۔بعض کشفی معاملات ہوتے ہیں۔لوگ مانیں یا نہ مانیں۔مجدد الف ثانی کہتے ہیں کہ سرہند کا جوٹبہ ہے وہاں نبیوں کی قبریں ہیں۔صرف سرہند کے شہر میں۔یہ کشفی معاملہ ہے۔

پھر فرمایا۔مظہر جان جاناں متھرا گئے تو کشف میں آپ کو سات روپیہ دیئے اور کہا کہ آپ ہمارے ملک میں آیئے اور یہاں رہیے ہم آپ کی دعوت کے طور پر یہ روپیہ دیتے ہیں۔تو آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔میں کرشن ہوں۔

(ماخوذ از بدر منور۔البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۳ /اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح کے خطوط ظہیر کے نام

پہلا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا لمبا چوڑا خط مجھے پہنچا ہے۔آپ ایک جوان آدمی ہیں اور میں بڈھا ہوں۔آپ کو خوب فرصت ہے اور میں عدیم الفرصت ہوں۔آپ نہ میری مجلس میں رہے اور نہ میری طرز تعلیم کو پایا۔آپ کا یہ فقرہ کہ ’’آپ کے بعض اعتقادات سے مجھے اختلاف ہیں۔‘‘

آپ کی طبیعت میں تیزی بھی ہے۔میری مخالفت میں آپ مستقل ہیں مگر آپ ویسے مستقل نہیں۔مجھ پر جتنے اعتراض چاہو کرلو۔

آپ کے خط میں اناپ شناپ باتیں بہت بھری ہوئی ہیں اس لیے آپ سے میں آئندہ اب خط وکتابت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔آپ کا چونکہ میرے اعتقاد سے بھی اختلاف ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے اس واسطے آپ کو میں احمدی نہیں سمجھتا نہ مریدین میں شمار کرتا ہوں نہ آپ سے تعلق ہے نہ آپ سے مجھے رنج ہے۔آپ کو باتیں بنانی آتی ہیں آپ کی جو خواہش ہے وہ اعلان بدر میں درج کرادوں گا۔

مگر آپ کا طرز کلام و مضمون جو آپ نے خط میں اختیار کیا ہے مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔خیر ہرکس بخیالی خویش مختار۔جہاں عقائد میں باہم اختلاف ہو تو پیری مریدی کیا بلا ہے۔آپ آزاد ہیں۔

والسلام

نورالدین ۴؍جولائی ۱۹۱۲ء

دوسرا خط

السلام علیکم

روحانی تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔آپ نے صاف مجھے لکھا ہے کہ ’’میں عقائد میں آپ کا مخالف ہوں‘‘۔تو پھر میری سمجھ میں بھی نہیں آسکتا کہ میرے عقائد کے تو آپ مخالف کے مخالف ہی رہیں اور مرید بھی اور میں ادھر اپنی زندگی میں منافقانہ طرز کو اختیار کرلوں۔ میں پیری و مریدی کا خواہش مند نہیں ہوں نہ ایسی نمبرداری کا مجھے شوق ہے۔ہاں جب کوئی میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے تو اس وقت میں اس تعلق کے سبب سے جو اس کا میرے ساتھ ہو جاتا ہے گواہ ہو جاتا ہوں اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو استقامت عطا فرمادے۔آمین۔

کوئی ایسی مصلحت الٰہی ہے جو میں کتابیں لکھا نہیں کرتا۔بفضلہٖ تعالیٰ میں لکھنا جانتا ہوں۔آپ نے کتاب نورالدین، فصل الخطاب، تصدیق براہین احمدیہ کو ملاحظہ کیا ہوگا اور آپ کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ مجھے بھی لکھنے کا ڈھب آتا ہے۔باوجود اس کے میں نے کبھی کوئی رسالہ اپنی جماعت کے لیے نہیں لکھا۔اس کے بہت اسباب ہیں۔منجملہ ان اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ میرے کسی رسالہ میں یا میری

کسی تحریر میں کوئی ایسا فقرہ جو کسی کے خیال میں حضرت کی تحریر کے مخالف ہو تفرقہ اور مخالفت کا باعث نہ بن جاوے۔

بڑھا ہوں، مدت سے بیمار ہوں، ضعیف ہوں، زندگانی کا اعتبار نہیں۔ میں تو ہر روز رات کو مرتا ہوں۔ حیاتی کا تو کسی کو بھی علم نہیں۔ پس میں اپنے ان تھوڑے دنوں میں اس چھوٹی سی جماعت میں تفرقہ کرنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ اس کو آپ اخلاقی کمزوری یا عدم جرأت یا کوئی نیک ظنی سمجھ لیویں۔ میں عدیم الفرصت اور آپ کو لکھنے کا شوق ہے اور لکھنا آتا ہے آپ مجھے خط نہ لکھا کریں۔

آپ نے لاہور میں جو روپیہ مجھے دیا تھا آپ اس کی نسبت تعجب کریں گے کہ میں نے اب تک وہ روپیہ الگ کا الگ کر رکھا ہے۔ بحمد اللہ میں کماتا ہوں اور دوکان بظاہر طب کی بنائی ہوئی ہے۔

تم نے لکھا ہے کہ میری طرف اس میں اشارہ ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ اس میں آپ کی نسبت اشارہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنی طرز میں مناسب نہیں سمجھتا تھا مگر جن کی طرف اشارہ تھا اس کا نام بھی آپ کی طرف لکھ دیا۔ مگر پھر بھی آپ نے بڑی صفائی سے لکھ دیا کہ نورالدین کے عقائد سے میں مخالفت رکھتا ہوں اور ان عقائد پر میں بڑا مضبوط ہوں۔

میاں ظہیرالدین ایک بات میں نے صاف صاف لکھ دی آپ صبر فرماتے خوش ہو جاتے۔ مخالفت کے تذکرہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے عقائد وہی ہیں جو قرآن کریم میں لفظ ایمان اور کفر کے نیچے مندرج ہیں۔ ایمان کے ماتحت جو کچھ مذکور ہوا ان پر میرا ایمان ہے والحمدللہ۔ اور جو کفر کے لفظ کے نیچے ہیں ان سے مجھے دلی انکار ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(نورالدین ۱۱؍جولائی ۱۹۱۲ء)

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۱، ۳۲ مورخہ ۷، ۱۴؍اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷، ۸)

خیالی تصویر نہ بناؤ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ (ال عمران: ۱۸۴)۔ اس کے بارہ میں ایک عجیب نکتہ میں تم کو سناتا ہوں۔ تم سب آدمی غور کرو جب تم کسی کا نام سنتے ہو تو تمہارے دل میں ایک

شکل آ جاوے گی مگر پھر جب اس کو دیکھتے ہو تو کیا فی الواقعہ ویسی ہی تصویر ہوتی ہے جو تم نے اپنے ذہن میں تجویز کر رکھی تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ اور ہوتی ہے۔اس سے میں نے ایک نتیجہ نکالا۔ جب میں نے اللہ کا نام سنا تو دل میں تصویر بنی تو اللہ نے مجھے سمجھایا کہ دنیا میں یہ قاعدہ نہیں ہے اس واسطے جو خیالی تصویر تو نے باندھی ہے یہ غلط ہے۔ ایک تو مجھے یہ فائدہ پہنچا جب میرے دل میں خیال آیا وہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا تو میرے دل نے کہا کہ یہ تو تمہارا تجویز کردہ خدا ہے۔اللہ کی صفتیں سنتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ کی بابت یہ کبھی خیال نہ ہونا چاہیے کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے دل میں سوچ رکھا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ پہنچا ہے کہ اگلے زمانہ میں جب ہم چھوٹے تھے تو سنا کرتے تھے کہ حضرت (عیسیٰ) علیہ السلام آویں گے ایسے ہوں گے ویسے ہوں گے۔غرض کہ یہ سب باتیں سن کر احمقوں نے جو دل میں ایک تصویر بنالی تھی اس کو عین سمجھ لیا اور مرزا صاحب کا انکار اسی بنا پر کیا گیا کہ وہ ان کی خیالی تصویر کے مطابق نہ اترے۔انہوں نے دیکھا کہ وہ تو ایک ہماری طرح ہی آدمی ہیں۔ ہمارے پاس لوگ بیمار آتے ہیں وہ بھی دل میں کئی کئی خیال جما کر آتے ہیں کہ وہ ایسے ہوں گے اس طرح بیٹھے ہوں گے پھر دیکھنے کے وقت انہیں ہم ایک معمولی انسان نظر آتے ہیں۔اس قاعدہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حکمت رکھی ہوئی ہے اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ وہ خیالی تصویر رہنے نہیں دیتا تا کہ خدا کی نسبت غلط خیال نہ بیٹھ جاویں۔اس سے مجھے مرزا صاحب کے ماننے میں ذرا بھی دقت نہ ہوئی۔خیالی تصویر تو ہم نے بنائی ہوئی نہ تھی حدیث والے خط و خال ہم کو مل ہی گئے۔

یہ تمہید میں نے اس واسطے بیان کی ہے کہ یہودیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور اگنی ہوتر اور مجوسیوں میں ایک رواج ہے کہ زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر عمدہ لکڑیاں اس میں جلا دیتے ہیں اس کو اگنی کُنڈ کہتے ہیں۔عربی میں اَجّ آگ کو کہتے ہیں۔گویا آگ یا اگ لفظ کا اَجّ معرب ہے۔ لوگ گرد بیٹھ جاتے ہیں صندل اور کستوری اور زعفران اور عود، گھی، شہدان کے ہاتھ میں ہوتا ہے پھر کچھ پڑھ کر آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ان کی قربانی کو آگ کھا لیتی ہے۔ یہودی لوگ بکرا ذبح کر کے

آ گ میں ڈالتے تھے اس کو سوختنی قربانی کہتے تھے۔ تورات میں بڑا لکھا ہے وہ جو خیال ان کا تھا کہ جو رسول آوے گا وہ ہماری سوختنی قربانی کا رواج بھی دے گا وہ پورا نہ ہوا اس واسطے انکار کر دیا۔ اب بھی لوگ ایک خیالی تصویر دل میں بٹھا لیتے ہیں۔ ہجکہ (بھیرہ کے متصل ایک چھوٹا سا گاؤں ہے) کا ایک فقیر شیعہ تھا اس کا نام حیدر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ امام مہدی جب آویں گے تو تم ان کو کس طرح پہچانو گے؟ اس نے کہا کہ ان کی یہ پہچان ہوگی کہ ان کے آگے آگے سوا لاکھ فقیر متہریں (بھنگ گھوٹنے والے ڈنڈے) اٹھا کر ناچتے آویں گے۔

(ماخوذ از بدر منور۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

تعلیم کا شوق

۱۵/ اکتوبر ۱۹۱۲ء بوقت صبح حضرت امیر المومنین نے ڈاکٹر الٰہی بخش کے صاحبزادے بابو بشیر احمد صاحب کو جو کالج لاہور جاتے تھے رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ

نیک مجلسوں میں رہو، جاؤ اور پڑھو، بار بار گھر کو نہیں دوڑنا چاہیے۔ بیمار بھی لڑکے ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ میرے باپ نے تو مجھ کو کہا تھا کہ اتنی دور جا کر پڑھو کہ ہمارے مرنے کی خبر بھی تم کو نہ پہنچ سکے۔

گناہ سے بچنے کا ذریعہ فرمایا کہ میں نے کئی ایک بزرگوں سے خود دریافت کیا ہے کہ انسان گناہ سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے فرمایا کہ انسان موت کو یاد رکھنے سے بچ جاتا ہے۔ ایک میرے استاد میرے پیر تھے جن سے میں بیعت بھی تھا اور ان کا نام عبدالغنی تھا انہوں نے فرمایا کہ جو انسان ہر وقت خدا تعالیٰ کو سامنے رکھتا ہے وہ بچ جاتا ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام بھی میرے پیر ہی تھے ان سے بھی میں نے بیعت ہی کی ہوئی تھی ان سے میں نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی بہت کثرت سے استغفار کرنے سے بچ جاتا ہے۔ مدت کی بات ہے ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کا ارادہ ہوا۔ یہاں تک کہ میر النفس

شریعت میں اس کے جواز کے لیے حیلے بہانے تلاش کرنے لگا۔ تب میں نے یہ علاج کیا کہ چھوٹی چھوٹی حمائلیں قرآن شریف کی لے کر اپنے سامنے اور اردگرد ایسے مقاموں پر لٹکا دیں جہاں کہ جلد جلد میری نظر پڑتی رہے اور اپنی جیبوں میں بھی میں نے رکھ لیں۔ جب اس گناہ کا میرے دل میں خیال پیدا ہوتا تو ان حمائلوں میں سے کسی ایک کو دیکھتا اور کہتا کہ دیکھ تو اس کتاب پر ایمان لایا ہے اور پھر اس قسم کا خیال تیرے دل میں آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا کرنے سے مجھے شرم آجاتی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ خیال میرے دل سے دور کر دیا۔

بدصحبت سے بچو فرمایا کہ بری صحبت انسان کو بہت خراب کرتی ہے۔ ایک شخص نے جو بہت ہوشیار ہے مجھے خود بتلایا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص کے گھر لوہے کے صندوق میں بڑا زیور اور روپیہ ہے۔ ہم اس مکان پر...... چڑھ گئے اور بڑی محنت و مشقت سے اس صندوق تک پہنچے مگر اس گھر کی مالکہ ایسی ہوشیار نکلی کہ اس نے روپیہ اور تمام زیور صندوق کے نیچے زمین میں گاڑ رکھا تھا اور اوپر صرف خالی صندوق رکھ دیا تھا۔ ہم صندوق کو مال سے پُر سمجھ کر بمشکل تمام اٹھا لائے جب کھولا تو خالی پایا۔ ہم لوگ پکڑے گئے پولیس کے حوالے ہو کر جیل خانے میں پہنچے۔ جب وہ گئے تو دوسرے قیدی لگے ہم سے سرگزشت پوچھنے۔ جب انہوں نے سنا کہ ہم نے اس طرح سے دھوکا کھایا ہے تو لگے وہ ہر طرف سے تدبیریں بتانے کہ اگر اب کی مرتبہ چھوٹ کر جاؤ گے اس طرح کرنا اور اس طرح کرنا۔ فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ بڑی بڑی بدیاں سکھاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک ڈاکو جو بڑے ڈاکوؤں کا سردار تھا اور سرکار نے اسے دوسرے ڈاکوؤں کے پکڑنے کے لیے نوکر رکھا ہوا تھا مجھے ملا۔ اس سے میں نے دریافت کیا کہ تم نے کس قدر خون کیے ہیں؟ فرمایا کہ اس نے مجھے جواب دیا کہ کوئی تعداد نہیں۔ نہ بچہ چھوڑا، نہ بوڑھا، نہ جوان، نہ عورت، نہ مرد، نہ فقیر، نہ امیر، غرض یہ کہ جو سامنے آتا تھا اسی کو قتل کر ڈالتا تھا۔ فرمایا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ کبھی کسی کو قتل کرتے ہوئے خدا کا خوف بھی آیا ہے یا نہیں؟ کہنے لگا کہ مولوی صاحب! خدا کا خوف انسان کو اس وقت آتا ہے جبکہ وہ تنہا ہو۔ تنہائی میں مجھے بھی خدا کا خوف آتا ہے مگر جب

پانچ چھ ملے پھر کسی کا بھی خوف نہیں آتا تھا۔فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پانچ چار بدلوگ جمع ہو جائیں تو پھر ان کو خدا کا خوف بھی نہیں آتا۔ پھر فرمایا کہ اس ڈاکو نے مجھے یہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنی چھَوِی کو تیز کرایا اور اس کو لے کر چلا۔ جب سڑک پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اس چھَوِی کو دیکھنا چاہئے کہ آیا یہ اچھی چلتی بھی ہے یا نہیں۔ جب میں سڑک پر اور آگے بڑھا تو مجھ کو ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ باتیں کرتی جاتی ہوئی ملی۔ میں نے تو اپنی چھَوِی کو اس مرد کے سر پر مارا کہ فوراً اس کا سر بدن سے الگ جا پڑا۔ یہ دیکھتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی۔ میں نے کہا کہ ہیں! روتی کیوں ہے؟ میں نے اپنی چھَوِی کی تیزی دیکھی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک بہت امیر کبیر سکھ میرے پاس آیا۔ میں نے اس کو چند نصیحتیں کیں اور کہا کہ برے آدمی کی صحبت سے بچو اور زنا نہ کرو۔ وہ میرے پاس سے اٹھ کر ایک ہندو سادھو کے پاس جا بیٹھا۔اس نے بھی اس کو یہی نصیحت کی کہ زنا نہیں کرنا چاہئے مگر اس کا ایک بد مصاحب اس کو اپنے ہمراہ ایک رنڈی کے یہاں لے گیا۔ دونوں کو آتشک ہوگئی مگر اس سکھ کو بڑی سخت قسم کی آتشک ہوئی۔ بیماری کے کئی دن بعد تک وہ ہم سے نہ ملا آخر کو بیچارہ ہمارے پاس آیا میر الحاظ بھی وہ لوگ بہت کرتے تھے۔میرے پاس وہ آتو گئے مگر اب وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ تم کہو۔آخر کو میں نے ان کے ایک دوسرے کو اشارے کرنے سے تاڑ لیا کہ ضرور ان کو کوئی سخت بیماری لگی ہے جس کے سبب سے یہ اپنا حال کہتے ہوئے شرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ دیکھو! تم ہمارے دوست ہو اور تمہارے سبب سے یہ لوگ بھی ہمارے دوست ہیں اور ہم طبیب ہیں۔تم ایک دوسرے کو جو ہنس ہنس کر اشارے کر رہے ہو تو مجھے ہی کیوں نہیں بتلا دیتے۔پھر میں نے خود ہی کہا کہ معلوم کر گیا ہوں کہ تم کو کوئی سخت بیماری مثل سوزاک یا آتشک ہوئی ہے۔اس سکھ نے تو سر نیچا کر لیا مگر دوسرے نے کہا کہ ہاں! آتشک ہوئی مگر بڑی سخت ہوئی ہے۔کئی سو روپیہ اس سکھ نے مجھ کو دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیماری تم کو کب لگی ہے؟ کہنے لگا کہ اسی روز ہوئی ہے جس روز آپ نے نصیحت فرمائی کہ زنا نہ کرنا چاہئے۔ پھر کہنے لگا کہ جب میں یہاں سے اٹھ کر گیا تو ایک ہندو سادھو نے بھی یہی نصیحت کی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تم نے پھر کیوں

نہ مانی؟ اپنے دوست کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ صاحب! اس نے مجھے پھنسا دیا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! برے دوست انسان کو بڑا خراب کرتے ہیں۔

گناہ سے بچنے کے پانچ علاج فرمایا کہ میں نے گناہ سے بچنے کے پانچ علاج تجربہ کیے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ بروں کے پاس نہ بیٹھو۔ (۲) قرآن شریف پاس ہو تو شرم آ ہی جاتی ہے۔ (۳) موت کو یاد رکھنے سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ (۴) نیکوں کی صحبت میں رہنا چاہئے (۵) اور ایک علاج حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا ہے جبکہ ان کو زلیخا نے پھسلایا اور چاہا کہ میرے ساتھ زنا کرے تو آپ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (یوسف: ۳۴) کہا اے حضرت باری تعالیٰ آپ خود ہی مجھے بچائیں کیونکہ یہ تو بری طرح میرے پیچھے پڑی ہے اور میں اس کا غلام ہوں اور رات دن رہتا بھی یہیں ہوں۔

نیک صحبت کے فائدے پھر فرمایا کہ نیک صحبت کے بڑے بڑے فائدے ہیں اگر میں تم کو سناؤں تو تم حیران ہو جاؤ۔ بعض اوقات جو لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوتی ہے کہ سب کے لیے دعا کر! اور بعض اوقات لوگوں کے دل میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کہ ان کے لیے دعا کر! بعض اوقات نیک صحبت کے فیض سے بڑے بڑے گناہ ردّ ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے دربار میں تشریف رکھتے تھے۔ تین آدمی آپ کی مجلس میں آئے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم کے پاس ایک جگہ خالی ہے۔ وہ آپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ دوسرے نے دیکھا کہ قریب تو جگہ ہے نہیں وہ اتنی دور ہو کر بیٹھ گیا جہاں کہ اس کو آواز سنائی دے سکتی تھی۔ تیسرے شخص نے دیکھا کہ نہ تو کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں بیٹھ کر نبی کریم کی آواز سن سکوں اور نہ یہاں کھڑے کو آواز آتی ہے اس لیے یہاں کھڑا ہونا فضول ہے، یہ خیال کر کے وہ وہاں سے چل دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وحی ہوتی تھی تو رنگت

سرخ ہوجاتی تھی اور غنودگی سی طاری ہوجاتی تھی، آپ کی وہ حالت ہوگئی۔ پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اس وقت یہاں اس مجلس میں تین آدمی آئے ہیں ایک نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ پائی اور وہ اسی قابل تھا۔ دوسرے شخص نے جانے سے شرم کی اور شرم کی وجہ سے یہیں بیٹھ گیا۔ خدا نے بھی اس کے گناہوں کے حساب سے شرم کی اور اس کو معاف کردیا مگر تیسرے نے منہ پھیرا اور یہاں بیٹھنے کو فضول سمجھ کر چلا گیا خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

(ماخوذ از بدر منور۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳، ۴)

مؤرخ حکیم سراج الدین صاحب کے صاحبزادے دہلی سے تشریف لائے۔ خلیفہ رشید الدین صاحب نے سوال کیا کہ کیا ابن عبدالحکیم کوئی مؤرخ ہیں؟

فرمایا۔ ایک اور بڑے مؤرخ کو میں جانتا ہوں جو ادیب بھی ہیں اور جن کا نام احمد ابوالفضل بن ابی طاہر طیفوری ہے۔

نکاح کی خواہشمند عورتیں درس کو تشریف لے جاتے ہوئے فرمایا کہ

لنڈن میں تین لاکھ عورتیں بغیر نکاح کے نکاح کی خواہش مند بیٹھی ہیں۔

علم حدیث مولوی سراج الدین صاحب کے صاحبزادے سے فرمایا کہ

اگر میں تم سے کسی حدیث کی نسبت کچھ دریافت کروں تو یقیناً تم جواب نہ دے سکو گے کیونکہ مولوی لوگ اچھے تو پڑھاتے ہی نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور بے شک! پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا تم احادیث پڑھتے ہوئے مشکل حدیثوں کا خوب مطلب دریافت کر سکتے تھے۔ عرض کی کہ نہیں۔ آپ فرمانے لگے کہ میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس گیا اور ان کو کہا کہ اگرچہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری عمر بھی پڑھنے کی نہیں رہی لیکن اگر آپ صرف دو تین ہی سوالات کا جواب دے دیں تو آپ کا شاگرد ضرور بن جاؤں گا۔ کہنے لگے کہ بہت اچھا۔ جب میں نے سوال کیا تو کہنے لگے کہ اس میں تو بڑا بکھیڑا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ سوال آپ کے وقت کا ہے آپ ہی اس کا

جواب دیں نہ یہ ہمارے وقت کا ہے اور نہ ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ پھر میں نے ایک اور سوال کیا تو کہا کہ اس میں اس سے بھی بڑا جھگڑا ہے اور کہا کہ اچھا یہ سوال نہیں کوئی اور سوال کرو۔ جب تیسرا سوال کیا تو صاف کہہ دیا کہ ہمیں اس کا بھی جواب نہیں آتا۔

بغیر استقلال ہر کام لغو ہے پھر سراج الدین صاحب کے صاحبزادوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو پڑھو مستقل ہو کر، جو کام کرو مستقل ہو کر، تجارت کرو تو مستقل ہو کر۔ بغیر استقلال کے ہر کام لغو ہے۔

بیماری کا سبب درس کو تشریف لے جاتے وقت احمد نور صاحب کابلی سے فرمایا کہ

تمہارے کنبہ میں جو اکثر آدمی بیمار ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں گھاس پھوس اور چھوٹے چھوٹے درخت بہت ہیں۔ گھاس میں مچھر بہت ہوں گے جو ان لوگوں کو کاٹتے ہیں اور مچھروں سے بخار بہت پھیلتا ہے اس لیے چھوٹے چھوٹے تمام درخت اپنے مکان میں سے اکھاڑ کر پھینک دو اور ان کی بجائے یوکلپٹس کے درخت لگالو اور چونکہ تالاب تمہارے مکان کے نزدیک ہے جو وہ ایک بخار کا سبب ہے اس لیے تالاب کی طرف کی دیوار کو اور بلند کر دو۔

۲/ اکتوبر ۱۹۱۲ء ۲/ اکتوبر کی صبح کو حضور حکیم محمد عمر صاحب کے مکان پر کسی مریض کو ملاحظہ فرمانے کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں سے مکان پر تشریف لا کر فرمایا کہ

میں ابھی باہر آتا ہوں مگر بہت تھک گیا ہوں۔

یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے۔

قرآنی دعائیں ایک گمنام خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا۔ کسی نے لکھا کہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ. قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ. اَللّٰہُ الصَّمَدُ. لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ. وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ. یہ دعا آپ پڑھیں دوسروں کو پڑھنے کے لیے کہیں۔

حضرت نے فرمایا۔کیا حرج ہے؟ یہ تو قرآن شریف کی دعائیں ہیں ہم تو یہ پڑھتے ہی رہتے ہیں اخبار میں چھاپ دیویں۔

اپنا حق لو ایک دوست نے دریافت کیا کہ میرے احمدی ہو جانے کے سبب میرے بھائی بڑے سخت دشمن ہو گئے ہیں۔ وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ جائیداد میں جو میرا حصہ ہے وہ میں لینے لگتا ہوں تو ہتھیار لے کر مجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ میں ان کا اس طرح مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا۔اپنا حق لینا انسان کے واسطے ضروری ہے اور اپنے حق کا بچاؤ کرتے ہوئے جو قتل ہو جاوے وہ شہید ہے۔

بیوی کو ساتھ رکھو مہاجرین میں سے ایک صاحب سسرال گئے ہوئے تھے۔انہوں نے لکھا کہ میں واپس قادیان آتا ہوں مگر بیوی کو سسرال میں چھوڑ جاؤں گا۔

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ

ہمیں تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بی بی اس واسطے نہیں ہوتی کہ اس کو وہاں چھوڑ دیا جاوے آپ یہاں آ رہیں۔ بی بی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔

کثرت ازدواج غیر مذاہب والوں نے جہاں اور مسائل اسلام پر زہر اگلا ہے وہاں انہوں نے اسلامی مسئلہ کثرت ازدواجی پر بھی بڑی شد و مد سے اعتراض کیا ہے مگر انہیں واضح رہے کہ حضرت سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور حضرت داؤد کی سو جوروآں تھیں۔(اوّل سلاطین باب ۱۱ آیت ۳)۔ حضرت سلیمان کے بیٹے رحبعام کی اٹھارہ جوروآں اور ساٹھ حرمیں تھیں۔ (۲۔تواریخ باب ۱۱ آیت ۲۲)۔حضرت سلیمان کے پوتے بسیاہ کی چودہ جورواں تھیں۔(۲۔تواریخ باب ۱۳ آیت ۲۱) حضرت جدعون کی بہت سی جوروآں تھیں۔(قاضیوں باب ۸ آیت ۳۰)۔ یہ تو ابتدائی زمانہ کے حالات ہیں۔۱۸۹۴ء میں مشنری پادریوں نے بیان کیا ہے کہ افریقہ کے علاقہ اوپو کے شاہ کے پاس آٹھ سو عورتیں ہیں۔ اور ایک اور بادشاہ ہے جو ہر سال تین ہزار عورتیں کرتا ہے اور سال کے بعد ان کو اپنے اہلکاروں اور سپاہیوں میں بطور انعام بانٹ دیتا ہے یا بطور غلاموں کے انہیں

بیچ ڈالتا ہے۔ کیپ ٹاؤن میں ملایا کا رہنے والا ایک نجار ۱۹۰۴ء میں قتل کے جرم میں گرفتار ہوا تو اس نے اقرار کیا کہ میری ۲۷ بیویاں ہیں۔

اسی طرح ہندوستان اور کشمیر کے راجوں مہاراجوں نے بھی جن کے نام نامی ذیل میں درج ہیں کثرت از دواج میں کسر نہیں رکھی۔ راجہ شہر پراگ جیوتش کی ۱۶۰۰۰ رانی۔ دیکھو تاریخ فرید کوٹ جلد ا صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۲۔ سری کرشن جی مہاراج کی ۱۶۸[1]۔ ہر ایک رانی سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ (ایضاً صفحہ ۱۷۲) راجہ سالباہن کی رانیاں تو بہت تھیں لیکن اخیر وقت کی تعداد ۱۴۸۵ تھی۔ ایضاً صفحہ ۶۴ جلد ۲۔ راجہ رسالو کی ان گنت ایضاً صفحہ ۶۸۔ راجہ بلبند کی ۱۲۔ ایضاً صفحہ ۷۷۔ راؤ تنو کی ۱۵۔ صفحہ ۷۷۔ راجہ دیوراج کی ۴۵۔ صفحہ ۱۷۹۔ مہارا وَل مند کی ۱۵۔ صفحہ ۱۸۱۔ راؤ جوندھر کی ۱۳۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۷۔ راجہ وزرلدت (بجرادت) کی ہر وقت ۳۶۰ موجود رہتی تھیں۔ دیکھو تواریخ کشمیر حصہ اوّل صفحہ ۱۸۳۔ مصنفہ ملک محمد الدین صاحب فوق۔ راجہ پردہ گپت کی ۱۳۔ ایضاً صفحہ ۲۳۔ راجہ کلش دیو ۲۷ ایضاً صفحہ ۲۳۷۔ راجہ ہرشدیو ۳۶۰ ایضاً صفحہ ۲۴۱۔ اور راجہ رام دیونا کی ارجن شہزادہ اور راجہ مہرہ اور راجہ چکرورما اور راجہ اوچل والیان کشمیر کی کئی رانیاں تھیں۔ ایضاً صفحہ ۵۸ و ۸۸ و ۱۲۱ و ۲۱۲ و ۲۵۲ اور راجہ چندر دیو والی کشمیر نے حرم سرا کی اس قدر بھرتی کی تھی کہ سال کے دنوں کے حساب سے ہر وقت رانیوں کی تعداد ۳۶۰ سے کم نہ ہونے پاتی تھی۔ ایضاً صفحہ ۶۹۔ مہا بھارت کے عہد میں ایک راجہ کی ہزار رانیاں ہوتی تھیں۔ (ماخوذ از بدر منور۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۲۴ / اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

فیوضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(حَدَّثَنَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ)

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ ایک اَخْشَی اللّٰہ عالم میں نے دیکھا ہے۔ ایک مخالف اسلام کے بعض اعتراضوں کے بارے میں میں نے حضور میں عرض کیا کہ ان کے جواب

[1] گوپیوں سے مراد مریدین ہیں۔ ایڈیٹر

کے متعلق موجودہ صورت میں مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان اعتراضوں کا ذکر ہی نہ کروں اور اگر کروں تو الزامی جواب دے دوں۔ یہ سن کر آپ کو جوش آ گیا فرمایا۔جس بات پر تمہیں خود اطمینان نہیں اسے دوسروں کو منواتے ہو؟ مومن ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ یہ کلمات طیبات سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بزرگ بڑی خشیت الٰہی رکھنے والا ہے اور کوئی بات نہیں کہتا جس کا خود اسے یقین نہیں۔اس بزرگ کا نام مرزا تھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

كُونُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ دوسرا فائدہ میں نے آپ کی صحبت میں یہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد پڑ گئی کوئی ہو مخالف یا موافق میرے تمام کاروبار اور تعلقات کو دیکھے کیا مجھ میں ذرہ بھر بھی حُبِّ دنیا باقی ہے۔ یہ سب مرزا کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔ یہ تو مشہور ہے کہ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ۔پس میں نے مرزا کی صحبت سے وہ فائدہ حاصل کیا جو تمام تعلیمات الٰہیہ کا منشاء ہے اور ذریعہ نجات اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی۔

وَلْيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ایک شخص سے کسی نے کہہ دیا تم جھوٹ بولتے ہو اس پر وہ بہت ہی طیش میں آ گیا اور سخت سست کہنے لگا۔اس کی آواز حضور معلیٰ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔فرمانے لگے کیا اس شخص نے اپنی عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا جو یہ اس قدر غیظ وغضب میں آ رہا ہے۔اتنی مدت خدا تعالیٰ نے ستاری سے کام لیا اگر ایک بار کسی کی زبان سے جھوٹا کہلوا دیا تو اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے تھی اور خدا کے حضور شرمسار ہونا تھا نہ یہ کہ شور ڈال دیا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ تمام نیکیوں کا جامع یہ مبارک کلمہ ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔ ایک دفعہ حضور انور سے ایک مخلص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ہی نصیحت ایسی دے دیں جس سے میری دنیا و دین سنور جائے اور میں ٹوٹا پانے والوں میں سے نہ ہوں۔فرمایا۔

"خدا سے ڈر اور سب کچھ کر"

یہ حضور ہی کے الفاظ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ موجودہ مادی ترقی اور کالجوں کی تعلیم اور اس کا اثر دیکھ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ دین کی طرف توجہ کب ہوگی۔

فرمایا۔ وہ زمانہ نزدیک ہے پہلی رات کا چاند سب کو نظر نہیں آیا کرتا۔ نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔

حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی۔

فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ مومن کو چاہیے کہ عبرت پکڑے اور ہر ایک واقعہ سے جو دیکھے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کے مکان کے نزدیک رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا۔ آپ نے آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ یہ کیا لیتی ہے۔ معلوم ہوا پانچ روپے۔ فرمایا۔ میں (مسیح موعود) نے وہ رات سجدہ ہی میں گذار دی۔ جوں جوں اس کی آواز پہنچتی میں ندامت سے دبا جاتا کہ اللہ اللہ ایک پانچ روپے سی حقیر رقم لے کر یہ خدمت کو ساری رات کھڑی ہے اور ہم جو اپنے مولیٰ کی ہزار ہا نعمتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور ہر وقت اس کے احسان اور انعامات کی بارش ہوتی رہتی ہے ایسے غافل ہوں۔ (تشحیذ الاذہان)

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

احمدی قوم توجہ کرے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک درد بھری تقریر میں فرمایا کہ

تم فارغ نہیں ہو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں بحث کرنے کے لیے وقت پا لو بلکہ تمہارے لیے بہت سے کام ہیں۔ ہزاروں لوگ خدا کے منکر ہیں تمہارا فرض ہے کہ ان کے آگے خدا کی ہستی کے دلائل پیش کرو۔ ہزاروں نبوت کے منکر ہیں، ہزاروں ملائکہ کے منکر ہیں، ہزاروں قرآن مجید کو نہیں مانتے، ہزاروں یوم آخرت سے انکار کرتے ہیں، تمہیں چاہئے کہ ان بے خبروں کو خبر دو ان جاہلوں کے آگے علم کے خزائن رکھو۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۱)

نفاق فرمایا۔قدرت خداوندی ہے جب کوئی جماعت بڑھتی ہے تو اس میں کچھ نفاق کا بیج بھی پڑ جاتا ہے اور مفسدہ پرداز لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔

مشورہ ضروری ہے ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ میں نے ایک معاملہ میں سات استخارے کئے تھے تب اس کام کو شروع کیا تھا لیکن نقصان ہوا۔فرمایا۔

آپ نے مشورہ نہ کیا تھا۔اَمْرُھُمْ شُوْرٰی (الشوریٰ:۳۹) کے خلاف کام ہوا اس واسطے نقصان ہوا۔

حضرت کا خط عباداللہ کے نام

عزیز مکرم!ڈاکٹر عباداللہ حَفِظَکُمُ اللّٰہُ وَسَلَّمُ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا دل چاہتا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارا بن جائے۔لنڈن دارالابتلاء ہے۔نماز کے پابند رہو اور جہاں تک ممکن ہو شرفا سے مجلس رکھو آزاد لوگ اچھے نہیں۔آزاد سے مراد مادر پدر آزاد ہیں۔استغفار بہت کرو۔دعائیں مانگتے رہو کہ تم خادم دین بنے رہو۔وہاں ایک لڑکا شکراللہ کا بھائی ظفراللہ خان ہے چوہدری نصراللہ خان کا بیٹا۔وہ مخلص ہیں اس کو کبھی ملنا۔خط لکھ دینا آپ کو آکر ملے گا۔ والسلام

نورالدین ۲۲/اکتوبر ۱۹۱۲ء

حضرت کا خط خواجہ صاحب کے نام

مکرم!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خواجہ سنو۔بہت امنگوں پر یُلْھِھِمُ الْاَمَلُ (الحجر:۴) کا مقدس فقرہ ہمیشہ یاد رکھو اور قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے۔مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا (لقمان:۳۵) پھر استغفار،دعاؤں پر زور دیتے رہو۔تمام مذاہب میں اصل اصول دعا ہے اور اس دعا کو آج

ہنسی مخول میں ڈالا گیا ہے۔ میرا پیارا اس پر زور دیتا رہے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ ۔عمدہ دعا الحمد ہے۔اس میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ دونوں ترقی کے فقرہ موجود ہیں۔سنا تھا کہ لنڈن میں مسجد ہے اور ووکنگ لین مسجد کے لیے ڈاکٹر لیٹز نے چندہ کیا تھا۔

لنڈن بے ریب دارالامتحان ہے مگر عربی فقرہ عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ یُکْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ یُھَانُ ۔ امتحان کے بعد آدمی معزز ہوجاتا ہے یا ذلیل ہوتا ہے۔ کالج میں ضرور داخل ہوں تاکید ہے۔ وَلِلّٰہِ الْمُلْکُ اَیْنَمَا کُنْتَ ثُمَّ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَقَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ. وَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

نورالدین ۲۲؍اکتوبر ۱۹۱۲ء

از قادیان دارالامان

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

مکتوب امیر المومنینؓ

عزیز من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

رسالہ پہنچتا ہے۔ للہ نقد میں نے فصیح مرحوم کو بھیج دیئے تھے۔ جب یہ قیمت ختم ہو اور رسالہ جاری رہے تو پہلا پرچہ وی پی بھیج دیں۔

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۸ مورخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

نبی کی عمر پہلے نبی سے نصف

سوال۔ سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ وہ حدیث لکھی ہے جس میں ہے کہ نبی کی عمر پہلے سے نصف ہوتی ہے۔غالباً وہ یوں ہے اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ اِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمْرِ الَّذِیْ کَانَ قَبْلَہٗ وَ اَنَّہٗ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَ مِائَۃَ سَنَۃٍ وَلَا اَرَانِیْ اِلَّا ذَاھِبًا

عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ (الاحاد و المثانی النساء فاطمة ابنة رسول اللّٰه)۔ اس پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث عقل کے خلاف ہے۔ حضور فرماویں کیا جواب دیا جاوے۔ اکمل عفی اللہ عنہ

جواب۔ صحیح حدیث پر اٹکل بازی کرنا چکڑالویوں، نیچریوں کا طرز ہے۔ صحت پر محدثانہ بحث ہونی چاہئے۔ انبیاء کے اقسام ہیں۔ حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ کس کس قسم کے انبیاء میں یہ نسبت ہوتی ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ:۲۵۴) سے امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔ ہر حدیث کی تکذیب کرنا چکڑالویوں کا کام ہے۔ مومن کا یہ طریق نہیں۔ والسلام

کیا کسی نے اس کو وضعی کہا ہے اور کہنے والا ائمہ حدیث سے ہے۔

والسلام

نورالدین

طعام مسکین

سوال۔ سیدنا وامامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ فدیہ طعام مسکین میں طعام ایک وقت یا دو وقت؟

۲۔ اور طعام کھلانا ہی ضرور ہے یا بصورت نقدی بھی کسی مسکین کو دیا جاسکتا ہے؟

۳۔ پیشگی بھی ادا ہوسکتا ہے یعنی قبل از انقضائے رمضان؟ والسلام اکمل

جواب۔ (۱) جہاں تک میری سمجھ ہے دو وقت کا کھانا معلوم ہوتا ہے۔ (۲) نقدی کا غلہ لے کر دیا جاسکتا ہے۔ (۳) پیشگی بھی ادا ہوسکتا ہے۔ نورالدین

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی نصیحت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　　نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

جناب ایڈیٹر صاحب بدر زَادَ لُطْفُهٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے پاس پرانی نوٹ بک میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی پند ونصائح خود ان کے دست مبارک سے

لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جن کی ایک نقل اندراج کی غرض سے ارسال خدمت کرتا ہوں شاید کہ احباب فائدہ اٹھالیویں۔ والسلام

حسن علی سب اسسٹنٹ سرجن پشاور چھاؤنی ریلوے شفاخانہ ۲؍اپریل ۱۹۱۲ء

پندونصائح

۱۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے لیے استغفار، لاحول، الحمد للہ اور درود کو بہت توجہ سے پڑھو۔

۲۔ متکبر، منافق، کنجوس، غافل، بے وجہ لڑنے والے، کم ہمت، مذہب کو لہو ولعب سمجھنے والے اور بے باک لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔

۳۔ نماز مومن کا معراج ہے تمام عبادتوں کی جامع ہے کبھی اس میں غفلت نہ کرو۔ بے کس اور بے بس لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاوے۔

۴۔ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے اور اپنے بڑوں کے ادب اور اپنے برابروں کی مدارات بقدر امکان کرو۔

۵۔ والدین اور افسروں کے راضی رکھنے میں کوشش کرو جہاں تک دین اجازت دیوے۔

۶۔ باہمی تعارف رکھو۔

۷۔ انگریزی اور عربی بولنے کی مشق کرو اور عادت ڈالو۔

۸۔ ہر کام احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کرنا۔

۹۔ نیک نمونہ بنو۔

۱۰۔ جو کام ہو صرف اللہ ہی کے لیے ہو۔ کھانا ہو یا پہننا، سونا ہو یا جاگنا، اٹھنا ہو یا بیٹھنا ہو، دوستی ہو یا دشمنی۔

۱۱۔ ہر ایک مشکل میں دعا سے کام لو۔

۱۲۔ پھر جاذب بنو اور جماعت بنو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران:۱۱۱)

اے میرے رحیم خدا مجھے ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ کَاِسْمِیْ۔

فرمایا۔ گندے لوگ خود دکھ پاتے ہیں۔ خدا کی خدائی میں ان سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۱۹ مؤرخہ ۷ نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

ایک شخص کے سوالات کے جواب

مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے؟

سوالات

(۱) میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مستقل نبی ہیں یا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں اور غلام احمد ہونے کے مصداق؟

(۲) اگر مستقل نبی ہیں تو اہل اسلام میں سے کسی فرقہ کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور بھی نبی ہوسکتا ہے؟

(۳) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں اور آپ کی ہی شریعت کے مجدد و مصلح بن کر رسوم و بدعات وتفریق بین المسلمین کے مٹانے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تازہ کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں تو اہل اسلام کے فرقہائے متفرقہ میں سے کس گروہ میں شامل اور کن اصول کے موافق لوگوں کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟

(۴) مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کے فرقہائے مختلفہ میں سے وہ کون سا گروہ ہے جس میں خود بھی مرزا صاحب داخل ہیں اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں؟

جوابات

جناب من! بعد سلام مسنون جواب سوالات تحریر ہیں۔

(۲،۱) مستقل نبی اور غیر مستقل نبی کی اصطلاح آپ سے سنی گئی۔ ہاں البتہ صوفیائے کرام نے تشریعی نبوت میں کچھ امتیاز کیا ہے۔ حضرت صاحب جو تھے وہ تمام کمالات قرب مدارج الٰہی کے حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع میں یقین فرماتے تھے اور ایک بال بھی اس کے خلاف کرنے کو کفر و بد قسمتی سمجھتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ناواقف بھی ہیں۔ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بھی فرماتے ہیں ؎

احمد ہاشمی منم عیسیٰ ءِ مریمی منم

من نمنم نہ منمنم

خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کے پہلے سوال کا جواب اور دوسرے سوال کا جواب بھی ہو چکا۔

(۴،۳) حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے۔ اسی طائفۃ ظاہرین علی الحق میں سے تھے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ نورالدین

۲۹؍اگست ۱۹۱۲ء

نابالغہ کا نکاح عرض کیا گیا کہ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کیا گیا تھا اب بالغ ہونے پر وہ لڑکی اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔ اس صورت میں کیا کیا جائے؟

فرمایا۔ لڑکی کا اختیار ہے اس کی اجازت کے بغیر نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔

بنے روزگار کو نہ چھوڑیں ایک شخص کا خط آیا کہ میں پلٹن میں ملازم ہوں لوگ سخت مخالفت

کرتے ہیں۔ اکثر افسروں کو بھی ہمارے برخلاف کردیتے ہیں۔ ہم بہت تنگ ہیں چاہتے ہیں کہ ملازمت چھوڑ دیں۔

فرمایا۔نوکری نہ چھوڑو۔ بنے روزگار کو چھوڑنا اچھا نہیں۔ اپنی حالت کو نیک بناؤ اور دعا کرتے رہو اور کارخانہ قدرت کے کرشمے دیکھو۔

انجمن کا کورم ایک شخص کا خط آیا کہ ہم یہاں اکیلے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انجمن بنائیں۔

فرمایا۔ اپنے آپ کو اکیلا نہ رکھو۔ دعا کرو اور کوشش کرو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھی بنادے گا۔ مومن اکیلا نہیں رہتا جب چار پانچ آدمی مل جاؤ تو انجمن بنالو۔

مُردوں سے ملاقات کسی شخص کے سوال پر فرمایا کہ

جو لوگ صاحب نسبت ہوتے ہیں وہ لوگ توجہ کرتے ہیں اور باتیں بھی قبر والوں سے کر لیتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خواجہ قطب کی قبر پر ٹھہرے رہے۔ میں نے سوال کیا کہ حضور! آپ کی ملاقات بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ اگر آپ ان کو ملنا چاہیں تو کیا مل سکتے ہیں؟ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر یہاں میں کچھ دیر اکیلا بیٹھوں تو کچھ دیر کے بعد ملاقات ہوسکتی ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں یہ لوگ کس عالم میں ہیں اس لیے بہت توجہ کرتے کرتے ان کی ملاقات ہو جائے گی۔

فرمایا۔صاحب نسبت جو لوگ ہوتے ہیں ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ میں نے کبھی توجہ نہیں کی باوجود اس کے میں نے بھی مردوں سے باتیں کی ہیں۔

سوال کنندہ نے پھر سوال کیا کہ اس وقت کیا حالت ہوتی ہے؟

فرمایا۔ بیداری سے بڑھ کر ہوش ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں سو گیا تو میرا ایک بھائی تھا فوت شدہ اس کے ہاتھ میں لطیف قرآن شریف تھا میں نے قرآن شریف کو دیکھ کر اس سے مانگا تو چونکہ میرے ہاتھ میلے تھے اور حقیقت میں بھی میلے تھے دھوئے ہوئے نہ تھے اس لیے اس نے کہا کہ ہاتھ دھولو تب

یہ قرآن شریف تم کو دوں گا۔

فرمایا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کو ہمیشہ صاف ہاتھوں سے پکڑنا چاہئے۔

قومی تاریخ فرمایا۔جب کسی قوم کو اپنی تاریخ بھول جاتی ہے تو غیرت اٹھ جاتی ہے۔اب مسلمانوں کو اپنی تاریخ بھول گئی ہے۔

مسلمان اور یہود ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں نے مخالفین سلسلہ کو ایک جگہ لکھا تھا کہ یہود الیاس کے آسمان پر سے آنے کے منتظر تھے اس واسطے انہوں نے مسیح ناصری کو نہ مانا اور مسلمان مسیح ناصری کے آسمان پر سے آنے کے منتظر ہیں اس واسطے مسیح محمدی کو نہیں مانتے تو یہودیوں اور مسلمانوں میں کیا فرق ہوا؟ اس بات پر مخالفین نے جوش میں آکر مجھ پر نالش کر دی ہے۔

حضرت نے فرمایا۔گھبرانے کی بات نہیں۔اچھا ہے وہ ثابت کر دیں کہ اس معاملہ میں ان میں اور یہودیوں میں کیا فرق ہے۔آپ نے بھی ان سے فرق ہی طلب کیا ہے۔مومن پر ابتلاء آتے ہیں دشمن چاہتا ہے کہ اس کو آگ میں ڈال دے مگر خدا اپنے بندوں کا محافظ ہے۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

سجدہ سہو ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر امام پانچ رکعت سہواً پڑھ جائے تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

فرمایا۔حدیث سے ثابت ہے کہ سجدہ سہو کر لیا جائے۔

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۰ مؤرخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

قربانی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ جنگ اغراب (بلقان) کی وجہ سے اکثر لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا ہے کہ کیا قربانی کی بجائے اس کی قیمت مجروحین ترکی کی اعانت میں دی جاوے تو یہ جائز ہے؟

ایڈیٹر وطن کو اس کے متعلق حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

شریعت اسلام کی رو سے جہاں تک میرا حافظہ کام دیتا ہے وہاں تک مجھے یہ علم حاصل نہیں ہوا

کہ قربانی کے بدلہ روپیہ دیا جاوے۔ زمانہ کی حالت اور ہوا اور خیالات گریجویٹ لوگوں سے اور ان کی عقول سے بے خبر نہیں۔ جن پر قربانی ضرور ہے وہ علاوہ اس کے روپیہ وہاں بھیج سکتے ہیں۔

نورالدین

قادیان ۷؍نومبر ۱۹۱۲ء

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۴؍نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۶۔الف)

ترکوں کی امداد میں قربانی کی قربانی

جیسا کہ الحکم کی گزشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا کہ بعض جگہ یہ تحریکیں ہو رہی ہیں کہ ترکوں کی امداد میں قربانی کا روپیہ بجائے قربانی کرنے کے بھیج دیا جاوے۔ میں نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور بتایا تھا کہ شعائر اسلام کسی حالت میں ترک نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان اس لہر میں بے طرح بہہ رہے ہیں۔ ایک ہم عصر لکھتا ہے کہ ''نماز اور حج سے بھی بڑھ کر بڑا فرض ترکوں کی مدد ہے۔'' تعجب کا مقام ہے کہ اوائل اسلام میں جبکہ صحابہ اپنے خون سے اسلام کی شہادت عرب کے ریگزار میں دے رہے تھے تو ان ساعات عسر میں تلواروں کے سایہ کے نیچے بھی نماز کا فرض متروک نہیں ہوا۔ آج اس قسم کے الفاظ قوم میں مذہبی روح پھونکیں گے یا محض جوش ہی پیدا کریں گے۔ بہرحال میں نے بزور لکھا تھا کہ قربانی کی سنت متروک نہیں ہونی چاہئے۔ ترکوں کی مدد کا سوال الگ ہے اس کو قربانی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ الحکم کی اس اشاعت کے بعد ہمارے ایک معزز بھائی نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے حضور ایک خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے جو خط لکھا ہے اس میں اس مسئلہ کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی ہے۔ اور یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جو امر چند روز قبل الحکم نے قوم کے سامنے رکھا تھا حضرت امام نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی۔ آپ نے لکھا ہے۔

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بڑی ضرورتیں تھیں۔ خلفاءؓ کے زمانہ میں سخت سے سخت ضرورتیں تھیں، قربانی ترک نہیں کی گئی۔ شیعہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے۔ باقی رہا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا (الحج: ۳۸) کا فرمان صحیح ہے مگر جس طرح شیعہ عالم نے سمجھا ہے اس

طرح تو قربانی اصل سے ہی باطل ہوتی ہے۔ معلوم نہیں لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى (الحج:۳۸) سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے۔

افسوس قرآن نہ سمجھنے کا وبال ہے۔ کیا مسلمانوں کے پاس مال ہی نہ رہا کہ اب قربانی پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ اگر ایسے ہی مفلس ہیں تو نہ زکوۃ، نہ قربانی اور نہ تعلیم پر روپیہ خرچ کریں۔ چٹھی ہوئی۔ اللہ اللہ ثم اللہ اللہ۔ مکہ میں قربانیاں بند کردیں۔ قربانی کو ترک خود بند کردیں............

یونیورسٹی کا روپیہ دے دیں۔ ۷ کروڑ مسلمان ہیں، ۴/ ہی دے دیں مگر خود اسلام کے شعار کو ہاتھ سے نہ دیں۔

طرابلس کے غریب عرب جان دے رہے ہیں۔ ترک میدانی جنگ چندروز جاری رکھیں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:۲)

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۹)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲) بالکل سچ ہے۔

حرفے بس است۔"

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۴/ نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

اسلام تمام ہدایتوں کا جامع ہے

(۲۴/ مارچ ۱۹۱۲ء)

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (النساء:۲۷)

(یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے آگے تمام ہدایت کی راہیں ان لوگوں کی جو گزر گئے۔)

فرمایا۔ یہ دعویٰ کسی کتاب کا نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے۔ اللہ فرماتا ہے کوئی بھی ایسی راہ نہیں جو کسی ملک کی بھلائی کے واسطے یا کسی قوم کی بھلائی کے متعلق پہلے لوگوں میں گزر چکی ہو اور ہم نے قرآن میں بیان نہ کی ہو۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کوئی راہ بتاوے کہ جس سے اللہ راضی

ہو جاوے اور مخلوق کا بھلا ہو۔ جس کو کسی بزرگ نے بتایا ہو اور وہ اتم طور پر قرآن میں بیان نہ ہو۔ خواہ وہ ارسطو کا قول ہو، خواہ جالینوس نے بیان کیا ہو، خواہ زرتشت کا یا رامچندر کا یا کرشن جی کا یا بدھ فرمان ہو۔ غرضیکہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لیے کوئی قانون نہیں جو قرآن میں اتم طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور سب کو پوچھتا ہی رہا ہوں مگر کسی نے بیان نہیں کیا۔ اب تم لوگوں کا کام ہے تم کسی سے پوچھو۔ ایک شخص عزیز مرزا نے ایک مضمون لکھا تھا کہ میں نے بدھ کی کتاب میں ایک فقرہ دیکھا ہے جو کسی مذہب میں نہیں۔ ہمارے میر محمد اسحاق کو توفیق ملی، انہوں نے اس کا ایسا لطیف جواب دیا کہ عزیز مرزا کو ماننا پڑا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ میں نے میر صاحب کے لیے بہت دعا کی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے میرے سامنے کہا کہ خدا کی ایک صفت ہم ہندوؤں میں ہے جو قرآن میں نہیں ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم خدا کو باپ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا یہ بڑی بات ہے، باپ کا تعلق بیٹے سے پچیس منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا جو اوسط مدت امساک کی ہے اور اس عرصہ میں اس کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا دے رہا ہوں، لڑکا یا لڑکی اور وہ اس بات سے بھی بے خبر ہوتا ہے کہ اچھا ہوگا یا برا۔ اس کے بعد پھر اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کی پرورش کون کر رہا ہے۔ کیا باپ کے تعلقات ربّ سے زیادہ ہو سکتے ہیں؟ ربّ کے ہم ہر آن میں محتاج ہیں۔ وہ ہر وقت ہماری پرورش کرتا ہے۔ کھانا، پینا، روشنی، ہوا، آگ، سب اسی کا ہے۔ اندر سے نکلنے والی کاربن بھی اسی کی ہے۔ یہ سب ربّ کا فضل نہ ابّ کا۔ مولوی عبدالکریم نے ایک بحث میں کیا لطیفہ فرمایا ہے کہ برہمو خدا کو ماں کہتے ہیں، آریہ باپ کہتے ہیں کیا اچھا ہو یہ دونوں آپس میں بیاہ کر لیں۔ یہ میں نے اس واسطے کہا ہے کہ تب دوسروں سے ایسی تحدی کرو جب پہلے تم کو قرآن کا پورا علم ہو۔ (نور)

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۱ رنومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

بدُوں ولی نکاح

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری سالی نے جو بالغ ہے اور عرصہ ایک سال سے بیوہ تھی خود بخود اب بغیر ولی جائز کی اجازت کے نکاح کرلیا ہے۔ کیا یہ نکاح جو بغیر ولی جائز و اجازت وارثان جائز کے کیا ہے از روئے شریعت درست ہے؟　عرضی اللہ دتا ساکن بھینی

نقل جواب۔ میرے فہم میں شرعاً بدُوں ولی کے نکاح نہیں ہوسکتا۔　نورالدین

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۱ مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

شکرگزار بندہ　فرمایا۔ ایک بزرگ کتابوں کا ایک انبار لئے جا رہے تھے۔ رستے میں دریا گزرنا پڑا اس میں کتابوں کا بنڈل گر پڑا۔ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! خادم نے کہا حضور کتابیں دریا میں گر پڑیں اور غرق ہوگئیں۔ فرمایا۔ اسی لئے تو میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہوں۔ میں نے ان کتابوں کو پڑھنے کی خاطر خریدا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے پڑھنے کی تکلیف سے بچا لیا مگر میری نیت کا ثواب مجھے ضرور دے گا۔

آنحضرتؐ کے والدین کے نام　فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام عبداللہ اور آمنہ ہونا ایک معجزہ تھا۔ اگر والد کا نام کہیں عبدالشّمس ہوتا (جیسے کہ اس زمانہ میں نام ہوا کرتے تھے) تو عیسائی لوگ ہم کو زندہ نہ رہنے دیتے۔ عبداللہ نام رکھنے میں عبدالمطلب کے خیالات کا پتہ چلتا ہے۔

حرص اور رشوت خوری　فرمایا۔ ایک انسپکٹر پولیس تھا وہ رشوت تہجد پڑھنے کے بعد لیا کرتا تھا اپنے آپ کو گالیاں دیتا جاتا۔ کمبختو! مجھے کیوں سؤر کھلاتے ہو؟ کیوں میری عاقبت خراب کرتے ہو؟ اور ادھر روپیہ لیتا جاتا۔ حرص یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ گوشت اور سبزی تک کے ’’نمونے‘‘ منگواتا اور ان سے گزراوقات کرتا قیمتاً خرید کر نہ کھاتا تھا۔ آخر کار اسے اوّل داماد لوٹ کر

لے گیا۔ بعد میں مقدمہ چل پڑا۔اس پر خرچ ہوا سات سال قید کی سزا ہوئی۔ رہائی پر سات روپے کا ماہوار ملازم ہوا۔کوئی رشوت کا موقع سامنے آیا کہنے لگا۔ ابھی نہیں لیتا پندرہ روپے تک تو پہنچ لوں۔اس قدر مصیبت کے بعد عبرت کا یہ حال تھا۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد۱۲ نمبر۲۲ مورخہ ۲۸ رنومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

بفضل خدا پورے ہونے والے تین رؤیا

پہلا خواب آپ نے دیکھا کہ ’’ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ ہندوؤں میں میرا روحانی اثر بھی پھیلے گا۔ پھر میری ساس نے مجھ سے کہا کہ فلاں مندر کی پوجا کر آؤ۔ میں وہاں گیا ہوں دو بت دیکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ الٰہی میں تو بچپن سے مؤحد ہوں اس شرک سے محفوظ رکھ۔ پھر میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا جس سے ایک بت گر گیا پھر دوسرے بت کی طرف میری توجہ ہوئی مگر استغفار سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو میں نے لَاحَوْلَ پڑھنا شروع کیا۔ جب میں نے زور سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ کہا تو وہ بھی گر پڑا۔اس کے بعد شیطان کو میں نے دیکھا جس کے ہاتھ میں چمٹا ہے اور وہ میرے سر پر وار کرنا چاہتا ہے مگر میں نے جب لَاحَوْلَ پڑھا تو وہ بھاگ گیا۔

اس کی تعبیر مجھے یہ سمجھائی گئی کہ دھرم پال جس کی کتاب کا میں ردّ لکھ رہا تھا عنقریب اس باطل کا بت پاش پاش ہو جائے گا۔ چنانچہ اب اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ میں وید کو کلام الٰہی نہیں مانتا۔ دوم میرا ارادہ تھا کہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا جواب لکھوں۔اس کے متعلق مجھے سمجھایا گیا کہ خدا خود ہی اس کے لئے سامان کرے گا‘‘۔

دوسرا خواب ’’میں نے سلطان عبدالحمید کو دیکھا کہ ایک جھولدار چارپائی پر میلی تو شک پڑی ہے اور وہ اس پر بیٹھا دکن کی طرف منہ کئے رو رہا ہے اور کپڑا چاروں طرف سے سمٹا جا رہا ہے اس کے ہاتھ میں ایک خالی گھڑی ہے میں نے چاہا کہ بھر دوں۔ مگر بھری نہیں گئی ہے۔ تعبیر اس کی یہ سمجھائی گئی ہے کہ سلطان عبدالحمید کی سلطنت کے عمائد اچھے لوگ نہیں اور اس کا ملک کم ہوتا جا رہا ہے اور میں نے دعا

کرنی چاہی مگر توفیق نہ دی گئی''۔

تیسرا خواب دیکھا کہ ''امام موسیٰ رضا کا قبہ ہے اس کی مسجد میں نماز کے بعد متعے ہوتے ہیں۔ دو پیسے سے لے کر ۲۴ روپے تک اجرت مقرر ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا بڑھیا ہے اس کی چندیا کے بال اڑے ہوئے جوئیں پڑی ہیں اور نہایت ہی گندہ۔ اس کے متعہ کے متعلق میں نے کچھ گفتگو کی۔ اس کی تعبیر مشہد کی تباہی تھی اور ان کی روحانی حالت پر مجھے مطلع کیا گیا۔ یہ دنیا پرست اپنے ائمہ کی قبروں کو بھی نہیں بچا سکتے۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خواب بہت مدت ہوئی دیکھے اور جیسا خدا نے چاہا ان کو پورا کر دیا۔''

مسیح نبی اللہ میں حیران ہوں کہ لوگ اگلے مجددوں کو تو مانتے ہیں جن میں کسی نے بھی کھل کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور محض اس لئے مان لیا کہ ان میں سے کسی نے بہت سی کتابیں تصنیف کر دیں۔ اور اس مجدد اعظم کا انکار کرتے ہیں جو حج نیرہ کے ساتھ آیا اور اس میں دوسرے مجددوں سے کئی باتیں بڑھ کر ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور اسے بطور حجت بارہا اعلان کر کے شائع کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے سالہائے نبوت سے زیادہ مدت گزر گئی۔ دوم۔ تمام مجددوں میں سے نبی اللہ صرف آپ ہی کے لئے احادیث میں آیا ہے۔ دیکھو مسلم۔ سوم۔ آپ نے تمام مخالف اسلام مذاہب کی تردید قرآنی آیات سے کی اور اسلام کو تمام ادیان پر حسب پیشگوئی لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الصّف:۱۰) غالب کر دکھایا۔ تمام مجددوں سے بڑھ کر آپ کی مخالفت ہوئی اور باوجود دشمنوں کے ناخنوں تک زور لگانے کے آپ کامیاب ہوئے اور ہزارہا مخلوق کو اپنا ہم خیال کر کے فوت ہوئے اور آپؑ کو ایک جماعت دی گئی جو اس عہد پر قائم ہے۔ غرض آپؑ کی شان بہت اعلیٰ ہے اور آپؑ پر ایمان لانے کے سوا نجات نہیں۔

بہر حال جن لوگوں نے مانا میں ان سے مخاطب ہو کے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے بہت سے

الٰہی وعدے ہیں جن میں صرف تمہاری غفلتوں، سستیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وقفہ پڑا ہوا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنی حالتوں کو سنوارو۔ ورنہ پھر وہی حال ہوگا جو حضرت موسیٰ کی قوم کا ہوا۔ انہوں نے ایک حکم کو نہ مانا۔ خدا نے ان ممالک کی فتح کو چالیس سال تعویق میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بھی اس اثنا میں فوت ہوگئے۔ غرض قوم کی بداعمالی کا خمیازہ نبی کو بھی اٹھانا پڑتا ہے مجھے پورا یقین ہے کہ اگر وہ حضرت موسیٰ کی بات کو مان لیتے تو ضرور ضرور وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ میں تو تمہیں سنا رہا ہوں۔ دنیا پرستی چھوڑ دو تا وہ وعدے پورے ہوں جو خدا نے اپنے مسیح سے کئے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس لئے نبی کی مخالفت کرتا ہے کہ دنیا حاصل کرے وہ ضرور دنیا سے بے نصیب رہتا ہے۔ دیکھو انصار میں سے کسی نے حضرت نبی کریم ﷺ کے مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کیا اور کہا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور اونٹ وغیرہ کسی اور کو دیئے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے ایک خیمہ میں سب انصار کو جمع کیا اور اس میں فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا تو انہوں نے عرض کیا۔ ہم میں سے نادان بچوں نے ایسا کہا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو احسان تم نے مجھ سے کئے ہیں ان کا بدلہ تو ''حوض کوثر'' پر ملے گا۔ کسی شارح نے تو نہیں لکھا مگر میں اس سے سمجھ گیا۔ دراصل ان سے کہا تمہاری تیز زبانی اور بے ادبی کا، جو مالِ دنیا کے لئے کی، یہ نتیجہ ہوگا کہ اب تم دنیا میں بادشاہی سے محروم رہو گے۔ دیکھو تم بھی دنیا سے ایسا پیار نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ اور دنیا میں ایسے منہمک نہ ہو جانا کہ مسیح اور اس کے جانشین کی بھی پرواہ نہ کرو۔ تمہارے مقتدا نے جس کے طفیل تم مجھے بھی اپنا امیر کہتے ہو تم سے عہد لیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اس عہد کی خلاف ورزی کر کے منافق نہ بنو۔ قرآن میں ہے۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ (التوبۃ: ۷۷) بڑا نازک مقام ہے اس سے بچو۔ (الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲،۳)

خلیفۃ المسیح کی آرزو حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میری آرزو ہے کہ ایک قرآن مجید صحیح اور خوشخط چھپے اور اس کے حواشی پر مشکل لغت کل حل ہو۔

مکتوب حضرت امیر المؤمنین

مکرم معظم !السلام علیکم

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ۔ یہ خاکسار قریشی فاروقی ہے۔ میرا سلسلۂ نسب حضرت عمر سے پھر حضرت شعیب سے ملتا ہے جو کابل سے پشاور اور وہاں سے لاہور پھر قصور پھر کھتے وال علاقہ بہاولپور میں مقیم ہوئے۔ قاضی عبدالرحمٰن شاطر مدراسی، بابا نارنجی مقیم یاغستان اسی سلسلہ کے ممتاز ہیں۔ حضرت فرید شکر رحمۃ اللہ کے والد اور میرے جدامجد دونوں حقیقی بھائی تھے۔ یہ قصہ طویل ہے۔ بھیرہ ضلع شاہ پور میرا وطن تھا وہاں صدیقی قریشیوں کا ایک بڑا محلّہ ہے۔ نورالدین

(الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

۱۔خواب اوران کی تعبیریں لکھنے کی تحریک حضرت امیرالمومنینؓ نے ہفتہ زیر اشاعت میں فرمایا کہ سورہ یوسف پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الرؤیا بھی ایک بڑا علم ہے۔خوابیں کافر کی بھی ہوتی ہیں،مومن کی بھی۔ یہ علم اللہ تعالیٰ اپنے بعض انبیاء کو دیتا ہے اوران سے ورثہ میں علماء امت محمد یہ کو بھی پہنچا ہے۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں نے اس فن پر بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ کامل التعبیر اور تعطیر الانام مجھے بہت پسند ہیں۔آج کل کے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اور جنٹلمین تو خوابوں کو پریشان خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں مگر ہمیں ایسی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔خوابیں تو نبوت کا جزو ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جو جو خواب ان کو آئے وہ مختصر طور پر ان کو لکھ لیا کریں اور پھر جو تعبیر اللہ تعالیٰ سمجھائے یا دکھائے اسے بھی نوٹ کرلیا کریں۔اس طرح پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس فن میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکے گی۔ ہم سے پہلوں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا لیکن اب کئی چیزیں ایسی نکل آئی ہیں جو پہلے موجود نہ تھیں اس لیے ان کی تعبیر ان کتابوں میں نظر نہیں آتی۔ مثلاً خواب میں کوئی موٹر کار دیکھے یا ہوائی جہاز یا ایسی اور ایجادیں، ایسے خوابوں کی تعبیریں تجارب کی بنا پر سمجھ میں آجاتی ہیں۔

۲۔ہستی باری تعالیٰ،آنحضرتؐ اور قرآن وحدیث پر رسالے لکھنے کی تحریک

دوسری تحریک آپ نے یہ فرمائی کہ

مال غنیمت کی تقسیم کے لیے جو اللہ اور رسول کا حق ہے اس کا مصرف اس زمانے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی صفات، اس کے افعال، اس کے اسماء، اس کے کلام پاک کی اشاعت پر رسالے اور ٹریکٹ لکھے جائیں اور رسول کا جو حصہ ہے اسے حدیث شریف کی اشاعت اور آپ پر آپ کے نواب پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کے جواب پر خرچ کیا جائے۔

۳۔نومبائع مستورات کی فہرست تیار کرنے کی ہدایت

آپ کے درس قرآن میں بہت بڑی تعداد مستورات کی ہوتی ہے۔اس میں غیر احمدی عورتیں بھی شامل ہوجاتی ہیں۔آپ نے مستورات کی درخواست پر ان کی بیعت لی تا کہ ایسی بیبیوں کے لیے خصوصیت سے دعائیں ہوں اور حضور کو علم ہوجائے کہ کون کون بی بی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔

حضرت ام المومنینؓ کو فرمایا کہ

ان کی فہرست تیار کرادیں۔

۴۔بدگمانی اور گندوں کی حمایت نہ کرنے کی ہدایت

آپ نے نہایت درد سے بھری ہوئی تقریر میں فرمایا کہ

میں کسی گندہ شخص یا ایسے لڑکے کا ہرگز ہرگز حامی نہیں اور ایسوں کے لیے تمہارے مہتموں پر کوئی بے جا دباؤ نہیں ڈالتا اور میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے لوگ باوجود اصلاح کا موقعہ کئی بار دیئے جانے کے پھر بھی مصلحین میں ملے جلے رہیں۔

اموال کے متعلق فرمایا کہ میں بڑا محتاط ہوں۔اپنی محنت سے جو کماتا ہوں وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہوں۔کبھی کسی قسم کی بدگمانی کو راہ نہ دو کہ میرا تمہارا رشتہ بہت نازک ہے۔

(ماخوذ از اس ہفتہ کی تحریکیں۔الحکم جلد ۱۶ نمبر ۳۸ مؤرخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

ایک شخص کے چند سوالات کے جواب

ا۔ ہجرت میں قادیان میں رہائش اختیار کرنا چاہتا ہوں حضور کوئی تجویز فرما دیں کہ میں وہاں رہ کر کیا کام کروں جو میرا گزارہ چل جائے؟

فرمایا۔ قرآن شریف میں آیا ہے مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً (النسـاء:۱۰۱) جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے واسطے سب سامان مہیا کر دیتا ہے اور اسے کوئی تنگی نہیں ہوتی بلکہ ہر قسم کی فراخی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ تعلیم کو دیکھو ایک شخص کہتا ہے کہ میں دعا کر رہا ہوں کہ خدا مجھ پر خواب میں مرزا صاحب کی سچائی کھول دے۔

فرمایا۔ ایسا خیال تو بے ادبی میں داخل ہے۔ کل کو کوئی کہے گا کہ خدا مجھے خواب میں دکھائی دیوے تب میں ایمان لاؤں گا۔ قرآن شریف میں ایسے ہی لوگوں کا بیان لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ (الانعام:۱۲۵) ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک ہم پر وہ چیز وارد نہ ہو جو رسولوں پر وارد ہوتی ہے۔ یہ درست نہیں۔ تعلیم موٹی شے ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ تعلیم پر غور کرنا چاہیے۔

۳۔ تنگی مکان تنگی جگہ کے سبب نماز ایسی جگہ پڑھنی پڑے کہ سامنے کسی کی چارپائی ہے۔

فرمایا۔ جائز ہے۔

۴۔ غسل جنابت خروج منی نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ اس میں صحابہ کا اختلاف ہے لیکن امام بخاری کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ غسل کر لیا جاوے۔

۵۔لڑکا مدرسہ میں ایک لڑکا ساڑھے چار سال کا ہے کیا اس کو داخل مدرسہ کیا جاوے؟

فرمایا۔ میں اس امر کا مخالف ہوں کہ چھوٹی عمر میں بچوں کو داخل مدرسہ کیا جائے۔ اس سے قویٰ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ (البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

امداد مجروحین تُرک کسی پاگل نے یہ غلط مشہور کیا ہے کہ تُرک مجروحین کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح نے مخالفت کی ہے۔ حضرت نے بالکل منع نہیں کیا۔ نہ کسی احمدی اخبار نے ایسا لکھا ہے۔ ہاں حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ

اس امر کی پوری تشفی کر لینی ہے کہ جن غریبوں کے واسطے روپیہ لیا جاتا ہے ان کو فی الواقع پہنچتا بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ترکی حکام کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے۔

جماعت احمدیہ کے بہت سے افراد نے اپنی وسعت اور گنجائش کے مطابق اس میں چندہ دیا ہے۔ (البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۶؍ دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲)

حضرت کا خط خواجہ صاحب کے نام

عزیز با کمال دین باشی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ درد دل سے دعا مانگتے رہیں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا کہ مجھے صالح جلیس عطا ہوا اور لنڈن سے باہر نکل کر جب شہر کو لوٹیں تو جس وقت واپسی پر شہر نظر آوے آپ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ. وَرَبِّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَ رَبِّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ وَ رَبِّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَ خَیْرَ مَافِیْھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَ شَرِّ اَھْلِھَا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا. اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا. اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حَیَاھَا وَاَعِذْنَا مِنْ وَبَائِھَا مَالِکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مجھے ہر شر سے یہاں بچا اور خیر عطا فرما۔ میں یہاں کے لوگوں کو محبوب اور ان میں سے نیک میرے محبوب ہوں۔

اور **الحمد** پر بہت بہت زور دیں اور اس قدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے۔ لارڈ کا ملنا برکتوں کا باعث ہو۔ آمین۔

منن الرحمٰن کے حصہ کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے وہاں دعاؤں کا ہتھیار آپ کے ساتھ ہو اور لوگوں سے ملو اللہ تعالیٰ کوئی جوہر بے بہا عطا کرے جو خادم دین ہو۔ میں یہاں دعا کروں گا مولیٰ کریم تمہارے ساتھ ہو۔ آمین۔ وہاں کے مسلمان اور ہندو لڑکوں سے بھی ملو۔ قرآن کریم پیش کرو وقتی باتوں کے لیے دو رکعت نماز پڑھ کر جناب الٰہی کے اسماء و محامد کے بعد استغفار بہت کرو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۸۸) پڑھ کر دعا کرو کہ الٰہی مفید و بابرکت امر کی طرف راہنمائی فرما۔ شریرالنفس، منافق طبع، دنیا پرست، اللہ سے منکر، دعا نہ مانگنے والے یا اس پر اعتقاد نہ رکھنے والے اور بخیل و کاہل جو ہو اس پر وقت ضائع نہ کرنا۔ تاکید ہے وہاں اچھے لوگ بھی بہت ہیں ان سے ملو۔ ظفر اللہ و عباد اللہ عزیز ان کو بھی خط نہ لکھ سکا ان کے لیے دعا کی ہے۔ قرآن کریم باری تعالیٰ کا

کلام ہے حق وحکمت سے بھرپور ہے اس کی طرف دعوت کرو۔ لو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین۔

نورالدین ۵/ جنوری ۱۹۱۳ء

(البدر جلد ۱۲ نمبر ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ مؤرخہ ۳۰/ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

بارہ وفات کے جلسہ کے متعلق رائے مجھے ہمیشہ تعیین تاریخ اور ایسے عرس میں گو نبی کریم ﷺ کا ہی ہو، بدعت نظر آتی ہے۔ صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی محبّ نبی کریم ﷺ کا مجھے نظر نہیں آتا۔ نہ تابعین میں نہ تبع تابعین میں۔ اس لئے میں ایسی تجویز کو محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ امور مخفی در مخفی رنگ میں روپیہ جمع کرنے کے ذرائع نظر آتے ہیں۔ خود مرزا صاحب مغفور نے کبھی بارہ وفات کا جلسہ اپنے گھر میں ہرگز نہیں کیا۔

غرض میں اپنے زندگی کے چند دنوں کے لئے بدعات کو گوارا نہیں کرسکتا۔ اور ایسے امور میں بدعت کے خطرناک زہروں سے بچنے کا لحاظ ضرور رکھو۔

(الحکم جلد ۱۷ نمبر ۷، ۸ مورخہ ۲۱، ۲۸/ فروری ۱۹۱۳ء صفحہ ۷)

ہماری طرز کے خلاف ہے

کلکتہ کی انجمن معین الاسلام کی طرف سے ایک خط اور اشتہار حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی خدمت میں آیا کہ ترکوں کی نئی وزارت کے قائم ہونے پر جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم مٹ جائیں گے مگر مسلمانوں کی عزت کو ہاتھ سے نہ دیں گے ایک جلسہ کیا جائے گا تا کہ اس آخری اور نازک موقع پر ہم اپنے دلی خیالات دنیا پر ظاہر کریں اور نئی جانباز وزارت کا پرجوش خیر مقدم بجالائیں اور چندہ فراہم کریں۔ وغیرہ۔ یہ جلسہ ہوگا آپ بھی شامل ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

یہ ہماری طرز کے خلاف ہے۔

مباحثہ کی تیاری

بنگال میں ایک جگہ سے خط آیا کہ مخالفین سے مباحثہ کی تجویز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مفصلہ ذیل جواب لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ (صحیح مسلم کتاب الجهاد و السير باب كراهة تمنّى لقاء العدو والامر بالصبر عند اللقاء) یہ حدیث صحیح کے فقرے ہیں اس پر عمل کرو۔

(۲) مباحثہ ہوتو اس کا ابتدا دشمن کی طرف سے ہو۔ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (البقرة:۱۹۱) حکم سرکار ربّ العالمین ہے۔ پرچہ ہوتو پہلے ان کا ہو۔

(۳) لا حول کی کثرت رکھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ جماعت کا ورد ہو۔

خشیت وخوف صرف اللہ تعالیٰ عزّ وجل کا رکھو اور بس۔

مباحثہ کے واسطے اوّل اجازت حاکم، دوم اجازت پولیس و مجسٹریٹ ضروری ہے۔

احمد رضا خاں صاحب وہابیہ کے خطرناک دشمن ہیں۔ عبدالاوّل صاحب اور ان کا مقابلہ خوب ہے۔

اضطراب اور خوف خلق مضر ہے۔ مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ ضرور درمیان آوے۔ تم سب دعاؤں میں لگے رہو۔ ثُمَّ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ. فَقَدْ فَازَ مَنِ اتَّقَا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:۱۲۹)۔

نورالدین

۲۴؍جنوری ۱۹۱۳ء

بی بی سے بہرحال نیک سلوک کرو

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ میں نے جو شادی کی ہے اس میں کئی ایک نقص ہیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) آپ نے خود بدُوں استخارہ خلاف حکم الٰہی نکاح کیا مخلوق سے ڈر گئے۔ اس میں کس کا قصور ہے؟

(۲) اب علاج قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء:۲۰)۔

اور اس کے پہلے ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۲۰) مطلب یہ ہے عورت اگر مکروہ ہے تو اس سے نیک سلوک کرتے رہو اس کا نعم البدل ہم دیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ قادر کریم کا وعدہ ہے۔ پس آپ گھبرائیں نہیں۔ نیک سلوک بی بی سے کرنا ضروری ہے۔ سلوک کرتے جاؤ تھکو نہیں اور ہرگز نہ تھکو۔ اس کے رشتہ دار شیعہ ہیں تو ہوا کریں ان سے کیا تعلق ہے۔

آپ خلجان اور فکر نہ کریں خود کردہ را چہ علاج۔

بہرحال آپ کا قصور ہے اس لیے آپ توبہ استغفار لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۸۸) سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے امداد ہوگی۔ آپ جلدی نہ کرو اور ہرگز نہ کرو۔ یہ ہے میرا مشورہ اس کو مان لو۔

نورالدین

۲۴؍جنوری ۱۹۱۳ء

محمد بریل محمد بریل ہندی کا خط پیش ہوا۔ فرمایا۔

بڑے مخلص آدمی ہیں خدا انہیں کامیاب کرے۔

ولایت میں اشاعت اخبار لائٹ لنڈن میں جو خواجہ صاحب کا مضمون چھپا ہے اس کا ترجمہ حضرت کی خدمت میں سنایا گیا۔

فرمایا۔ خوب ہے۔

رسائل تاریخ اسلام تاریخ اسلام کے رسائل جو نبی صاحب مرحوم نے لکھے ہیں اور اب ان کے برادر زادے شائع کرتے ہیں اس کے دو تازہ پرچے پیش ہوئے۔ پڑھ کر فرمایا۔

خوب لکھتا ہے۔ مجھے بڑی پسند ہے۔ اس رسالہ کے آنے کے وقت جب ہاتھ میں لیتا ہوں تو

جب تک سارا پڑھ نہ لوں صبر نہیں آتا۔

خدا بچاتا ہے درس کو جاتے ہوئے ایک چھوٹا سا لڑکا نہایت میلا اور گندے کپڑے پہنے ہوئے کوچہ میں دیکھا۔ فرمایا۔ ہائی جین والے تو تم کو کہیں گے کہ ابھی مر جائے گا لیکن خدا ہی بچاتا ہے۔

غریب پرور ایک شخص نے دریافت کیا کہ اپنے افسر کو غریب پرور سلامت لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ اس میں کیا دقت ہے۔ امراء غرباء کی پرورش کرتے ہی ہیں۔

مسجد میں جوتا مسجد مبارک کے خادم نے عرض کیا کہ بعض لوگ اپنے جوتے تہہ کر کے مسجد کے اندر لا رکھتے ہیں ان کو روکا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

جوتا پہن کر نماز پڑھ لینا بھی جائز ہے تو میں لوگوں کو کس طرح سے روکوں۔ باہر رکھنے سے تو لوگ چرا بھی لے جاتے ہیں۔

دعا میں عاجزی چاہیے فرمایا۔ دعا کرانے کے واسطے جو درخواستیں آیا کرتی ہیں ان میں بعض دفعہ لوگ اپنے دوستوں بزرگوں کے نام بڑے بڑے لمبے لمبے لکھ دیتے ہیں کہ ان کے لیے دعا کی جائے۔ مثلاً ایک لڑکے نے لکھا کہ جناب محمد اکبر شاہ خاں صاحب کے واسطے دعا کی جائے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ دعا کے وقت ہر طرح سے عاجزی کا رنگ اختیار کیا جائے۔ میں نے دعا میں ایسا ہی کہا کہ اے خدا تو جانتا ہے کہ اس کا نام کیا ہے۔

ایسا ہی بعض لوگ بی بی صاحبہ کے متعلق لکھ دیتے ہیں کہ حضرت ام المومنین کے لیے دعا کی جائے۔ تب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کی اولاد کو نیک بناوے تا کہ اس کا یہ نام سچا ہو۔

مغالطے کس طرح لگتے ہیں فرمایا۔ ایک طب کی کتاب میں میں نے لکھا ہوا دیکھا کہ یہ نسخہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے عرش پر سے لایا تھا۔ میں متعجب ہوا نسخہ بھی معمولی تھا۔ جب تحقیقات کی گئی اور پرانی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا آخیر میں اصل حقیقت یہ کھلی کہ جبریل ایک یہودی طبیب تھا جو ایک اسلامی بادشاہ محمد نام کا معالج تھا اس نے اپنے

بادشاہ کے واسطے یہ نسخہ تجویز کیا تھا جو کسی طب کی کتاب میں درج ہوا اور تخت شاہی کے واسطے عرش کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض یہ سب الفاظ اس نسخہ میں موجود تھے بعد میں کسی نے جب اس کتاب کی نقل کی تو معلوم ہوا کہ ان الفاظ کو دیکھ کر اس نے غلطی کھائی اور خیال کیا کہ کاتب نے لکھنے میں طریق ادب اختیار نہیں کیا اس نے حضرت اور علیہ السلام کے لفظ بڑھا دیئے۔ اس طرح بات کہیں کی کہیں چلی گئی۔

نصیحت اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی کو حضرت خلیفۃ المسیح نے مفصلہ ذیل الفاظ نصیحت کے لکھ کر دیئے۔

''جو کام کرو اس میں یہ خیال کر لیا کرو میرا ربّ اس میں راضی ہے یا ہوگا یا نہیں اور دعاؤں کی عادت ڈالو۔''

ہم کعبۃ اللہ میں دعا کی قدر کرتے ہیں

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا کہ مجھے آپ کی جماعت کے ایک آدمی کی کسی بات سے معلوم ہوا کہ احمدی لوگ مرزا صاحب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جانتے ہیں اور کعبۃ اللہ میں دعا کرنے کی قدر ان کو نہیں اس واسطے میں آپ کی بیعت سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ حضرت نے جو جواب اس خط کا لکھوایا وہ فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

ہمارا کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہوا اور نہ کبھی ہمارے خیال اور اعتقاد میں آیا ہے کہ معاذ اللہ حضرت صاحب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں۔ حضرت صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم

وہ تو خادم دین رسول اللہ ہیں اور نام غلام احمد ہے۔ اور اس قرآن اور شریعت کے جو آنحضرت لائے ہیں تابعدار اور سچے فرمانبردار ہیں اور نہ کسی اور احمدی کا یہ عقیدہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی ناواقف یا کسی مخالف سے باتیں سن کر ایسا سمجھا اور لکھ دیا کہ میں بیعت سے علیحدہ ہوں۔ اس

بات کی تو ہم کو کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی ہمارا مرید بنے۔ اگر کوئی بیعت کرے تو اپنے لیے اور سچ کے لیے کرے نہ ہمارے لیے۔ ہاں ہم اظہار حق کے لیے یہ بات کہتے ہیں اور اخبار میں بھی چھپوا دیتے ہیں کہ آپ اور سب لوگ جان لیں اور یقین کر لیں کہ نہ ہمارا نہ کسی احمدی کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت مرزا صاحب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے فرمانبردار اور تابعدار اور خادم ہیں۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں جو فرق ہے اس کے متعلق ایک رسالہ ارسال ہے جو ابھی چھپا ہے۔ ہماری ناراضگی کی وجہ بھی یہی تھی کہ آپ نے کسی ناواقف سے کچھ سنا اور ایسا ایسا لکھ دیا۔

کعبۃ اللہ میں دعا کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے، ہم کعبۃ اللہ میں دعا کرنے اور کرانے کی قدر آپ سے زیادہ کرتے ہیں۔ وہاں کی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک دعائیہ مضمون لکھ کر کاتب خط ہٰذا کے والد حاجی منشی احمد جان صاحب کو دیا تھا کہ بیت اللہ میں جا کر یہ دعا ہمارے لیے کرنا۔ حاجی صاحب موصوف وہ خط امانتاً اپنے ساتھ لے گئے اور عرفات میں جا کر وہ دعا کی۔ کاتب خط ہٰذا[1] بھی ان کے ساتھ موجود تھے جس وقت وہ دعائیہ خط پڑھا گیا اور دعا کی گئی۔

ہمارے دوست حج کو جاتے ہیں اور اب بھی گئے ہوئے ہیں۔ میر ناصر نواب صاحب حضرت صاحب کے خسر اور میاں محمود احمد آپ کے بیٹے بھی گئے ہیں ان کا بڑا کام دعا ہی ہے۔ وہاں انہوں نے دعائیں بھی کیں ہیں۔ ہم بیت اللہ میں اور حج میں دعا کی بہت قدر کرتے ہیں۔

والسلام

۲۷ ر نومبر ۱۹۱۲ء

---

[1] شہادت افتخار احمد از قادیان کاتب خط ہٰذا

بفضل اللہ تعالیٰ میں اس وقت جب کہ میرے والد عرفات کے میدان میں حضرت صاحب کے اس حکم کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوئے اور دعا مانگنی شروع کی موجود تھا۔ میرے والد دعا کے الفاظ کہتے جاتے تھے اور ہم بیس کے قریب جو آدمی ان کے ساتھ حج کو گئے تھے آمین کہتے جاتے تھے۔

والسلام افتخار احمد

نماز کس واسطے پڑھی جاتی ہے ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔

نماز ایک حکم ہے اس کی تعمیل ضروری ہے، لذت حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ فرمانبرداری کے واسطے۔ اگر لذت والی شے ہوتی تو ہر ایک اس کو کرتا اور لذت لینے کے لئے کرتا۔ پھر ثواب کہاں سے حاصل ہوتا۔ ارشاد الٰہی کی تعمیل انسان کے واسطے ضروری ہے۔ مالک راضی ہو گیا تو سارے جہان کے نفعے اس میں آ جاتے ہیں۔

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۳۱ تا ۳۳ مؤرخہ ۲۷؍فروری ۱۹۱۳ء صفحہ ۹ تا ۱۲)

مکتوبات امام ربّانی حضرت خلیفۃ المسیح اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم و آلہٖ مع التّسلیم

خدا تعالیٰ کے بڑے احسانات اور اس کے کرم اور غریب نوازی اور رحمت سے آج کل بہت بڑی رحمت کا ظہور یہ ہے کہ علمی جماعت کے لیے اوّل کاغذ کا میسر ہونا پھر مطابع کا ہونا اس پر محکمہ ڈاک تار اور ریلوے کا کارخانہ اس پر عام طور پر یا نسبتاً آرام اور سلطنت کی توسیع کے بڑے بڑے مخازن کا ظہور ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا شائع ہونا ہر چند نقشبندی سلسلہ کے لیے خاص فضل ہے۔ پھر اس کا اردو ترجمہ فضل کے اوپر فضل ہے۔ اس کی چھپائی اور تحریر اور کاغذ نہایت ہی پسندیدہ ہے تقطیع بھی بہت دلربا ہے۔ اس پر قیمت بھی عـہ۸/ بہت تھوڑی ہے۔ میں نقشبندی احباب کے لیے بابرکت سمجھتا ہوں۔ چونکہ مجھے اس سلسلہ میں بھی بیعت کا شرف حاصل ہے اس لیے اس نعمت کی قدر خوب سمجھتا ہوں۔

نورالدین

۲۴؍مئی ۱۹۱۳ء

(ماخوذ از اخبار قادیان۔ البدر جلد ۱۲ نمبر ۳۱و۳۲و۳۳ مؤرخہ ۲۷؍فروری ۱۹۱۳ء صفحہ ۲۰)

اشاعت رسالہ کے لئے احباب کو خواجہ صاحب کی اعانت کی تحریک

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَنۡ اَنۡصَارِیۡ اِلَی اللّٰہِ

احباب واہل اسلام اس چٹھی پر غور فرماویں ایک دردمند دل کی تحریر ہے دردمند دل سے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ پوری توجہ کریں۔ تین ہزار ایک پرچہ کے لیے، زیادہ نہیں، چاہو خریدار بنو چاہو امدادی رنگ میں دو، جس طرح ہو خواجہ صاحب کی ہمت بڑھاؤ۔ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ (الحج :۴۱)۔　　　　والسلام

نورالدین عفی اللہ عنہ ۲۶؍فروری ۱۹۱۳ء

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۱ مؤرخہ ۶؍مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

ایک شخص کے چند سوالوں کے جوابات

کبیرہ　**سوال نمبر ۱۔** بروئے قرآن کریم کبائر کیا کیا ہیں؟

جواب۔ ہر ایک بدی کی ایک ابتدا ہوتی ہے ایک اوسط ہوتا ہے اور ایک انتہا ہوتا ہے۔ انتہا کو کبیرہ کہتے ہیں۔ جو شخص ابتدا اور اوسط کا مرتکب ہو جائے اور انتہا سے بچ جائے اس کا گناہ بخشا جاتا ہے۔ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ (النساء : ۳۲) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کا مال دیکھا اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا کہ اس کا مال چوری کروں۔ یہ چوری کا ابتدا ہے۔ اس نے اس کے گھر میں داخل ہونے کے وسائل پیدا کیے اور داخل ہوا، یہ اوسط ہے۔ اب باقی رہا مال کو لے کر چلے آنا، یہ انتہا ہے اور اس کا نام کبیرہ ہے۔ اگر اس وقت اس کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوا اور وہ چوری کا مال نہ لے اور اپنے پہلے خیال اور دخل پر پشیمان ہو کر چلا آئے تو اس کبیرہ کا ارتکاب نہ کرنے کے سبب اس گناہ کا ابتدا اور اوسط اسے معاف ہو جائے گا۔ قرآن شریف نے کبائر کی کوئی تعداد مقرر نہیں

فرمائی ہر گناہ کی آخری حالت کا نام کبیرہ ہے۔

رکعات عشاء **سوال نمبر۲۔** دارالامان میں تعداد رکعات عشاء کا معمول کیا ہے؟

جواب۔ ہمارا معمول یہ ہے۔فرض ۴، سنت ۴، وتر ۳، بیٹھ کر ۲، کل ۱۳ رکعت۔

وَارْکَعُوْا **سوال نمبر۳۔** نماز باجماعت کی تاکید میں وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ:۴۴) کا ارشاد ہوا ہے۔ وَاسْجُدُوْا وغیرہ نہ ہونے کی مصلحت اور حکمت کیا ہے؟

جواب۔ رکوع رکعت کا درمیانی حصہ ہے۔ الفاظ رکوع اور رکعت ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں۔ رکعت میں کھڑا ہونا، بیٹھنا، سجدہ کرنا اور رکوع کرنا سب شامل ہے۔ جو شخص نماز باجماعت میں رکوع میں آ کر مل جائے اس کی رکعت ہو جاتی ہے سجدہ میں آ کر ملنے سے وہ رکعت نہیں ہوتی۔ اس واسطے جماعت نماز کی تاکید کے وقت رکوع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مامور کو نہ ماننے کا عذاب **سوال نمبر۴۔** کیا عذاب الٰہی جو مامور کے ظہور کا نشان ہو اس کے واصل الی اللہ ہونے کے بعد بھی رہتا ہے؟

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تھے تو آپ کے بعد قیصر و کسریٰ مفتوح اور ہلاک ہوئے۔ کیا مامور کے منکر جو اس کی وفات کے بعد مریں گے دوزخ میں نہ جائیں گے؟

عذاب تو مامور کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے یہی ہمیشہ سے سنت اللہ ہے۔

صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی **سوال نمبر۵۔** صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی سے کون سی نماز مراد ہے؟

جواب۔ خدا تعالیٰ نے کسی نماز کا نام نہیں لیا تو ہم اس کی تعین کس طرح کر سکتے ہیں۔ اس سے سب نمازوں کی تاکید نکلتی ہے۔

(دن کی درمیانی نماز ظہر ہے۔ رات کی تین نمازوں میں سے درمیانی نماز عشاء ہے۔ دن کے آخر کے درمیان عصر ہے۔ بیداری کے ثلث آخر کے درمیان مغرب ہے۔ روشنی اور تاریکی کے وقت کے درمیان فجر ہے۔ ایڈیٹر)

مسئلہ تکفیر

مولوی عبدالماجد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے سوال کیا تھا کہ کیا آپ غیر احمدی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور مجھ کو آپ کافر جانتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے لکھا تھا کہ

ہم کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے۔

اس کے جواب الجواب میں پھر مولوی محمد عبدالماجد صاحب نے خط بقلم محمد عصمت اللہ صاحب ہیڈ مولوی اسکول حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچا جس میں لکھا ہے کہ نہایت افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کی تحریر صاف طور سے پڑھی نہیں گئی، آپ اپنی صحیح رائے سے مطلع فرماویں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب میں لکھا۔

مولٰنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

بجواب مکرمت نامہ عرض ہے۔ جب ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان یقین کرتا ہے تو فرمائیے میرا کیا حق ہے کہ میں اسے کہوں کہ تو مسلمان نہیں۔ کیا میں علیم بذات الصدور ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں اور کیا میرے قبضہ میں بہشت اور دوزخ کی کنجیاں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهٗ میرے زیرنظر ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ میرا جواب بالکل صاف ہے۔ باقی رہا آپ کا افسوس اور نہایت افسوس سو اس پر عرض ہے ہزاروں کو مجھ پر افسوس ہوگا ان میں آپ کا اضافہ تعجب کا موجب نہیں۔

میری رائے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمان بیکار اور نکمے ہیں آج ان کو ایسے کام ضروری اور اصل مطلب کی طرف توجہ نہیں۔ یہ تحریر میرے ہاتھ کی ہے میں اس سے عمدہ نہیں لکھ سکتا۔

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۱ مؤرخہ ۶ / مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۳، ۴)

قوم کی آرام پسندی فرمایا۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں بھی قوم ایسی ہی آرام میں اور دولت مند تھی جیسے کہ آج کل ہے۔

مرسلین و مامورین پر ایمان نہ لانے کی وجہ فرمایا۔ خدا کے مرسلین اور مامورین پر ایمان

نہ لانے کی وجہ ضد ہٹ اور اپنی بات کی پچ ہے۔ جب ایک دفعہ تکذیب کر بیٹھے تو بس اپنی بات پر اڑ گئے۔ یہ عادت بڑی ابتلا میں ڈالنے والی ہے۔

مسلمانوں میں تکبر فرمایا۔ مسلمانوں میں بڑا تکبر ہے۔ ذلیل بھی ہیں، مال بھی پاس نہیں مگر پھر بھی متکبر ہیں۔

حملہ میں پہل نہیں کرنی چاہیے فرمایا۔ میری سمجھ میں پہلے ہمیشہ دشمن کو وار کرنے کا موقع دینا چاہئے خود پہلے حملہ کرنا نہیں چاہئے، مباحثہ یا جنگ ہو۔

دعا کی تاثیر فرمایا۔ دعا بڑی بھاری چیز ہے۔ ایک حدیث ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے آستانے پر ایسا گرے کہ بس اس میں محو ہو جائے تو یہ ذرات عالم اس کے قبضہ میں ہو جاتے ہیں۔ جب لوہا گرم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آگ اس کو اپنے رنگ میں رنگین کر کے سرخ کر دے تو اس کو النّار کہہ سکتے ہیں۔ وہ بھی ہر چیز کو آگ ہی کی طرح جلا سکتا ہے۔

بعض آدمی بڑے بڑے متبرک مقامات میں دعا کرنے جاتے ہیں۔ منہ سے کہتے ہیں یا ربّ یا ربّ مگر ان کا لباس حرام اور ان کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ تو پھر دعا کیونکر قبول ہو۔

والد صاحب کا نقد پیسے نہ دینا فرمایا۔ میرا باپ بڑے حوصلہ والا اور امیر آدمی تھا ہم ہر قسم کے میوے اپنے کھانے پر دیکھتے تھے اور ہر جگہ کے انار اور سیب وانگور وغیرہ ہم کھانے کے ساتھ کھاتے تھے مگر وہ ہم کو کبھی نقد پیسے نہیں دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شے تم چاہو ہم تم کو منگا کر کھلا دیں گے مگر نقد پیسے نہ دیں گے۔ ایک دفعہ میں عید میں جا رہا تھا۔ میں نے کہا آج تو مجھ کو پیسے دیجئے۔ فرمایا کہ جو کچھ کہو گے ہم تم کو منگا دیں گے پیسے کیا کرو گے۔ اس وقت انہوں نے مجھ کو آدھ آنہ دیا تھا۔

غرض یہ ضروری ہے کہ یہاں بورڈنگ ہاؤس میں لڑکوں کے پاس نقد پیسے نہ ہوں اور جس چیز کو لڑکے کہیں مہتمم ان کو منگا کر کھلا دیں۔ میں نے مرأۃ العروس ساری پڑھی ہے اس میں سے ایک نکتہ سناتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ شرفا کا ذلیل لوگوں سے اور امیروں کا غریبوں سے اور بڑوں کا چھوٹوں سے تعلق اچھا نہیں۔

خدا کی کتاب فرمایا۔ میں چھوٹا سا تھا اور ہمارے ملک میں اندھیر تھا۔ جب میں اپنے استاد سے سبق پڑھنے لگا تو کلکتہ کا ایک شخص محض خدا کے فضل سے آ گیا اس نے میرے استاد سے میری تعلیم کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کچھ جواب دیا ہوگا خدا اس پر رحم کرے۔ اس نے کہا کہ آپ جو اس کو مخلوق کی کتاب پڑھاتے ہیں خدا کی کتاب کیوں نہیں پڑھاتے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور اس نے مجھے ایک پنجسورہ دیا۔ میرے استاد نے بھی مجھے وہی پڑھانا شروع کر دیا۔ تب ہی سے مجھ کو کتاب اللہ سے محبت ہے۔

تین الفاظ قرآن سے مقابلہ مذاہب فرمایا۔ بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ انہیں تین الفاظ سے میں دنیا کے تمام مذاہب کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

شرک کے معنی سمجھانا فرمایا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے شرک کے معنی نہیں آتے۔ میں نے ہنس کر کہا کہ آؤ ہم تم کو سمجھائیں کیونکہ ہم اس کو بچپن میں ہی خوب سمجھ گئے تھے اور اب تو ہم اس کو اس طرح سمجھتے ہیں جیسے **الحمد** کو۔ میں نے ان کو شرک کے معنے سمجھائے اس نے کہا کہ ساری عمر میں نے کبھی بھی یہ معنے نہیں سنے تھے۔

عربی زبان کی وسعت فرمایا۔ ایک میرے دوست تھے مجھے بمبئی میں مل گئے وہ ہر بات سیاسی امور میں گھسیڑ دیتے تھے۔ میرے منہ سے یونہی نکل گیا کہ عربی زبان بڑی وسیع ہے۔ کہنے لگے کہ نہیں انگریزی کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے کہا کہ اکانومی کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا کہ میں انگریزی پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ مجھے اس کے معنی اردو میں سمجھائیں پھر میں آپ کو بتادوں گا کہ اکانومی کے کیا معنی ہیں۔ انہوں نے مجھے معنی سمجھائے تو پھر میں نے ان کو ایک ایسا لفظ بتایا کہ جس میں لفظ اکانومی کے معنوں سے بہت زیادہ وسعت تھی۔ وہ لفظ اقتصاد تھا جس کے معنی ہیں آمدنی اور خرچ کا مقابلہ کر کے اپنے خرچ کو سنبھالنا۔

شفاعت فرمایا۔ ایک شخص بڑا نیک تھا وہ مجھ سے دشمنی کرتا تھا مگر میں اس کو ہمیشہ اپنی غلطی سمجھتا اور خیال کرتا کہ شاید میری ہی کسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ جو ایسا نیک شخص میری مخالفت کرتا ہے۔ ایک روز

شفاعت کے مسئلہ پر بحث تھی اور وہ میرے بالکل ہی قریب آ کر بیٹھ گیا مجھے کہنے لگا کہ نورالدین تُو تو ہماری ساری امیدوں پر پانی پھیرتا ہے۔ ہم سینکڑوں ہزاروں بدکاریاں کرتے ہیں اور صرف شفاعت کے اوپر ہی ہمارا بیڑا ہے تُو اس کو بھی ہمارے ہاتھ سے کھوئے دیتا ہے۔

مدرسہ کے اساتذہ اور طالبعلموں کو نصائح فرمایا۔مومن کو بڑا بہادر ہونا چاہئے۔مومن بڑا بہادر ہوتا ہے۔مومن کبھی نہیں گھبراتا۔لڑکوں پر ہرگز کوئی سختی نہ ہو۔صبر کرو صبر کرو اور دعاؤں کی تلوار چلائے جاؤ۔جو لڑکے واقعی شرارت کرتے ہیں ان کے لیے دو راہیں ہیں۔ایک تو یہ کہ اوّل تو وہ سب شکست کھا جائیں گے اور تمہارے سب احکام کو مان لیں گے ورنہ دوسری راہ یہ ہے کہ وہ یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔

لوگوں نے جب حضرت عمرؓ سے خالد کی معزولی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی فتح خالد بن ولید کی تلوار پر موقوف نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔

میں تو مباحثات وغیرہ میں کبھی مشرک سے بھی نہیں ڈرتا۔مومن کی شان بہت بڑی ہے لڑکوں پر کوئی تشدد نہ ہو اور تم بھی ہرگز نہ گھبراؤ۔

ہمارے بچو! ہماری بات کو تو کبھی تحقیر سے نہ سنا کرو اور اپنے افسروں، مہتمموں اور استادوں کے لیے بہت دعائیں کیا کرو۔

خدا کا بندوں سے سلوک فرمایا۔بہت سے لوگوں پر جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو عمر دیتا ہے، قوت، عزت، مال اور حسن و جمال دیتا ہے تو بعض اوقات ایسے شخص نابکار سیہ کار ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ نعمت چھین لیتا ہے اور مختلف قسم کے صدمات پہنچتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے منکر اور بالکل ناامید ہو جاتے ہیں۔

ورکس آف گارڈ فرمایا۔عقل صحیح گواہی دیتی ہے۔فطرت سلیمہ اقرار کرتی ہے سنن الٰہیہ جن کو ورکس آف گاڈ (Works of God) کہتے ہیں قرآن گواہ ہوتا ہے۔افعال الٰہیہ، اسماء الٰہیہ اس

کے گواہ ہوتے ہیں خود محمد رسول اللہ اس کا نمونہ بنتے ہیں۔

زمانہ کو گالی مت دو فرمایا۔ ایک ہی بات کل زمانہ میں چلتی ہے اس لیے حدیث میں آیا ہے لَا تَسُبُّوا الزَّمَانَةَ ۔ زمانہ کو گالی مت دو۔ فارسی لٹریچر میں زمانہ کو بڑی گالیاں دی ہیں۔ شعراء لوگ گردش روزگار، گردش روزگار کہہ کر زمانہ کی بڑی شکایت کرتے اور اس کو گالیاں دیتے ہیں۔ زمانہ ایک آنی چیز ہے۔ جو ایک آن میں فنا ہونے والی چیز ہو تو ایسی کمزور شے کو گالیاں دینا کیا معنی؟ میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ زمانہ کو ہرگز گالی نہ دیں۔

فرمایا۔ ایک دفعہ لاہور میں دیانند آیا۔ ایک رتن چند داڑھی والا تھا اس کی کوٹھی پر ٹھہرا۔ میں بھی وہاں گیا۔ اس نے کہا کہ زمانہ قدیم ہے۔ میں نے کہا زمانہ چیز کیا ہے جس کو تم قدیم کہتے ہو؟ اور وہ ہے کیا؟ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ زمانہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ زمانہ ہمارے مقدار فعل کا نام ہے اور فعل فاعل پر موقوف ہے اور وہ دو درجہ نیچے ہے وہ ایک آنی چیز ہے۔ جب زید بولتے ہیں تو ابھی ی پیدا بھی ہوتا کہ ز کا زمانہ موقوف ہو جاتا ہے پھر د بھی نہیں بولی جاتی کہ ی کا زمانہ فنا ہو جاتا ہے۔

منطق فرمایا۔ ایک ہمارے دوست نے کہا کہ آج کل علماء میں منطق کا بڑا رواج ہے۔ میں نے کہا کہ منطق تو ایسی چیز نہیں کہ جس کی علماء کو اشد ضرورت ہو۔ ایک ذہین آدمی منطق کا محتاج نہیں۔

ایک رخصت ہونے والے کو نصیحت

حضرت صاحب نے ایک لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے ایک شخص کو جو اس لڑکی کو لے جانے والا تھا فرمایا کہ

اس کو تین شرطوں پر لے جاؤ۔ اوّل یہ کہ وہ پانچ وقت نماز پڑھے۔ دوسرے جھوٹ بولنے کی عادت کو کم کرے اور گُرگابی اور جرابیں اس کو مت پہناؤ کیونکہ کنواری لڑکیوں کے لیے آج کل یہ باتیں بہت مضر ثابت ہوئی ہیں۔

اسناد کشائش رزق کا ذریعہ نہیں ایک شخص نے اپنے دولڑکوں کو پیش کر کے کہا کہ حضور یہ غلام زادے کالج میں پڑھتے ہیں ان کے لیے دعا فرمایئے کہ خدا ان کو جلد کامیاب کرے۔آپ نے فرمایا کہ

اگر ایم۔اے، بی۔اے ہونے سے اصل خوشی حاصل ہوسکتی ہے تو امریکہ اور یورپ میں بہت سے پاس ہوتے ہیں۔حقیقت میں یہ اصل ذریعہ کشائش رزق کا نہیں۔

میں نے بھی نارمل پاس کیا تھا۔میں ایک جگہ ہیڈ ماسٹر تھا وہاں پر انسپکٹر مدارس آ گئے میں اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔میں نے ان کو کہا کہ آپ بھی آ جائیں۔تو انہوں نے بجائے اس کے کہ میرے ساتھ کھانا کھاتے مجھے فرمایا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں انسپکٹر مدارس ہوں اور میرا نام خدا بخش ہے۔میں نے کہا اچھا آپ بہت ہی نیک آدمی ہیں مدرّسوں کے ہاں کھانا نہیں کھاتے تو بس پھر تو یہ بہت ہی بہتر ہے۔یہ کہہ کر میں بڑے مزے سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور وہ بیچارہ اپنا گھوڑا خود ہی پکڑے ہوئے اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ شاید اب بھی یہ کسی لڑکے کو میرا گھوڑا پکڑنے کے لیے بھیجے۔جب میں نے کوئی لڑکا نہ بھیجا تو اس نے خود مجھ سے کہا کہ کسی لڑکے کو تو بھیج دیجئے جو میرا گھوڑا تھام لے۔میں نے کہا کہ جناب آپ مدرسوں کے گھر کا کھانا تو کھاتے ہی نہیں کیونکہ آپ اس کو رشوت سمجھتے ہیں تو پھر ہم لڑکے کو گھوڑا پکڑنے کے لیے کیسے کہہ دیں کیونکہ وہ تو یہاں صرف پڑھنے ہی آتے ہیں گھوڑے تھامنے کے لیے تو نہیں آتے۔پھر اگر کسی لڑکے کو گھوڑا تھامنے کے لیے کہہ دیا جائے تو آپ یہ بھی کہیں گے کہ اس کو کہیں باندھ بھی دو اور گھاس بھی ڈالا جائے تو پھر جب آپ مدرسوں کے کھانے کو رشوت سمجھتے ہیں تو ہم آپ کے گھوڑے کو گھاس کیسے دیں۔

اس کا گھوڑا بڑا شور کرتا تھا اتنی دیر میں اس کے ملازم بھی آ گئے انہوں نے گھوڑے کو باندھا اور جلدی ہی روٹی وغیرہ تیار کر لی۔اس نے کہا کہ میں امتحان لوں گا۔میں لڑکوں کو امتحان دینے کے لیے تیار کر کے علیحدہ جا بیٹھا وہ خود ہی امتحان لیتا رہا۔بعد میں مجھے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں معلوم ہوتا

ہے کہ شاید اسی باعث سے آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے یہ بات سن کر اس کو کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔ پھر اس کے سامنے ہی منگا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے۔ اس شخص کو میری اس طرح پر اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے سے رنج بھی ہوا جس کا اس نے نہایت تاسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے اس نقصان کا باعث میں ہوا ہوں نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا۔ لیکن حقیقت میں جب سے میں نے اس ڈپلومہ کو پھاڑا تب ہی سے میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے۔

آپ اپنے بچوں کے لیے خود بھی دعا کریں اور ان کو بھی کہیں کہ وہ خود بھی دعا کیا کریں اور اپنی صحت کا بھی لحاظ رکھیں۔ اصل میں پاس بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ میں نے خود ان باتوں کا تجربہ کیا ہے کہ ادھر پاس ہونے کی خبر آتی ہے اور ادھر موت کا پیغام آ جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لڑکوں کے لیے بھی بڑی ہی مصیبت ہے۔

بورڈنگیں لڑکوں کے لیے بڑی خطرناک مقام ہیں۔ ایک جگہ بڑے ہندو عالموں کے لیکچر ہو رہے تھے میں بھی میز کے قریب سر جھکائے بیٹھا سن رہا تھا وہ سب اس بات پر زور دے رہے تھے اور اس بات کا ثبوت دیتے تھے کہ صغرسنی کی شادی نہایت مضر ہے۔ جب ان کے سب بڑے بڑے لیکچرار لیکچر دے چکے تو ان میں سے بہت سے لوگ میرے سر بھی ہو گئے کہ اس میں آپ کا حق بھی ہے کہ آپ بولیں کیونکہ آپ طبیب ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ویدک علاج سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ غرض ان کے اصرار سے مجھے بولنا پڑا۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جو صغرسنی کی شادی کی مخالفت کر رہے ہو یہ تو بتاؤ کہ وہ شادی ہونے سے پیشتر ہی بورڈنگوں یا مدرسوں میں کوئی شادی کر لیتے ہیں یا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے تمہارے فارسی مدرسے، انگریزی مدرسے، ہندی مدرسے وغیرہ سب دیکھے ہیں جو جو کارروائیاں وہاں ہوتی ہیں وہ بھی مجھے معلوم ہیں۔ یہ سب کچھ کہہ کر پھر میں نے نظیریں پیش کیں کہ کس طرح لڑکے تباہ ہوتے ہیں۔ اس پر نئی تعلیم والوں نے تو بالکل گردنیں ایسی نیچی کیں کہ پھر وہ

اوپر اٹھا ہی نہیں سکے۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ پچانوے فیصدی میرے پاس کالجوں کے خطوط آتے ہیں اوران میں کالجوں کی بڑی بڑی غلطیں درج ہوتی ہیں۔

دعوے پر دلیل چاہیے آج حضرت نے درس میں فرمایا کہ

دنیا میں اکثر لوگ اپنے عقائد صرف وجدان سے قائم رکھتے ہیں اور کوئی دلیل اس پر نہیں دے سکتے۔ چنانچہ عیسائی صاحبان سے اگر یہ سوال کیا جاوے کہ یسوع کی خدائی پر کوئی دلیل محکم ان کے پاس ہے تو اس کا وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کل میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک مضمون پڑھا ہے جس میں انہوں نے ایک پادری صاحب کے ساتھ کیمبرج میں گفتگو کی اور ان سے دعوے کی دلیل طلب کی تو اس کا کوئی جواب نہیں۔ صرف اپنا وجدان اور عقیدہ بیان کیا۔

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۱ مؤرخہ ۶ / مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۷ تا ۹)

درس ہال کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدة:۳) چونکہ مسجد جامع میں ایک عالی شان کمرہ برائے درس قرآن و آسائش نمازیان تجویز ہوا ہے لہٰذا احباب کو مناسب ہے کہ اس ایزادی مسجد کی تعمیر میں روپیہ سے امداد فرما کر ثواب حاصل کریں۔ فراہمی چندہ کا کام میر صاحب کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان کا ہاتھ بٹائیں خصوصاً جو کسی محکمہ کے افسر ہیں وہ خاص کر توجہ رکھیں۔ انشراح صدر سے جو ہو سکے۔

فقط نورالدین

۲۳ / فروری ۱۹۱۳ء

یہ عاجز چونکہ چند روز قادیان میں قیام کا ارادہ رکھتا اور ہر ایک جگہ خود جانا مشکل ہے لہٰذا یہ تحریر شائع کی جاتی ہے آپ سب صاحب جن کے پاس یہ عرض پہنچے خود جو کارگزار ہیں جیسا کہ سیکرٹری وغیرہ جماعت سے چندہ وصول فرما کر قادیان بنام عاجز ارسال فرماویں تا کہ کام شروع ہو کر انجام پذیر ہو۔

ناصر نواب

خواجہ صاحب کے نام خط

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں اور ایک ایسی مبارکباد جو کسی نے نہ کی ہو یا کم ازکم میرا یہ خیال ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا وہ ایک عورت تھی اور آپ کے ہاتھ پر بھی سب سے پہلے لنڈن میں ایک عورت مسلمان ہوئی ہے۔ یہ بڑا مژدہ ہے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کریں میں بھی سجدہ کرتا ہوں۔ دوسری خوشخبری اور مبارکباد میں آپ کو یہ دیتا ہوں کہ اہل انگلستان ایک عورت کے بیٹے کے پرستار ہیں اور ایک عورت ہی وہاں سب سے پہلے آپ نے مسلمان کی ہے۔

والسلام۔ خادم

اہل بیت رسولؐ اگلے دن کا ذکر ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ

حضرت عباسؓ بھی اہل بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں۔

(البدر جلد۱۳ نمبر۲ مورخہ ۱۳؍مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ۲)

بیاہ شادی پر روٹیاں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ شادی کے موقع پر جو برادری کو کھانا دیا جاتا ہے اور لڑکی والے بھی کھانا دیتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

انہیں بیجا خرچوں نے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ مسنون طریق یہ ہے اور قادیان میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ دولہا دولہن کے اکٹھا ہونے کے بعد لڑکے والے اپنے چند دوستوں کو اپنی مقدرت کے مطابق کھانا کھلا دیں۔

دوستانہ ہدیہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ دیوالی وغیرہ پر ہندو صاحبان کچھ مٹھائی مسلمانوں کے درمیان بھی تقسیم کرتے ہیں اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ دوستانہ ہدیہ کے لینے میں ہرج نہیں۔

لڑکیوں کا ورثہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ بعض لوگ لڑکیوں کو شادی کے وقت کوئی بھینس یا گائے یا کپڑے دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

جو مرضی ہو دو لوگ لڑکیوں کو جائداد کا ورثہ تو دیتے نہیں یہی سہی۔

عیسائیوں کا کھانا ایک شخص نے دریافت کیا کہ چوہڑے جو عیسائی ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ حلال طیب چیزوں کا ان کے ساتھ مل کر کھانے میں ڈر نہیں۔

مسائل عقیقہ و ختنہ ایک صاحب کے دریافت کرنے پر کہ عقیقہ اور ختنہ کے مسائل کس کتاب میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

مالابدر فارسی۔ بلوغ المرام عربی۔ اکمل صاحب کی کتاب سنت احمدیہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خط

مکرم معظم............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے چند روز ہوئے آپ کو ایک طویل خط لکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پہلے یا اس کے ساتھ آپ کو ملے گا۔ چکڑالوی صاحب کے اصول آپ سمجھے یا شیخ صاحب۔ میں نے تو بہت غور کیا عملی طور پر ان کے اصول دہریہ کے اصول سے زیادہ وقعت نہ پاسکے۔

جس بے ادبی سے یہ شخص حضرت نبی کریم اور عمرؓ کو یاد کرتا ہے آپ لوگوں کا دل گردہ سن سکتا

ہے۔الحمدللہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کی ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَرِیْمِ.

آپ ہماری باتوں کو آہستہ آہستہ مان رہے ہیں ۔ ...... ہو یا چکڑالوی خیالات۔ آپ نورالدین کا کہا مان لیں قادیان کو آ جائیں۔ سیاسی حالت کو تم چندروز ترک کردو یا یوں کرو سوچتے رہو لو میں بادشاہ بنا ہوں تم میرے فوجی ملازم ہو روپیہ یا آنریری آپ کو اختیار ہے۔فتوحات کا دروازہ کھل جائے لو آ جاؤ مصر کو چھوڑ دو۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:۴۲) کے معنی میں لکھا ہے اَلْبَحْر کے معنی مصر ہیں۔ آپ وطن قادیان بنائیں یہ ہے ہمارا مشورہ۔ بادشاہ مانو یہ ہے ہمارا حکم۔ چٹ پٹ تعمیل کرو ہم مصر سے تو زیادہ آزاد ہیں۔ ہند عمدہ ملک ہے۔ ہم تم کو انشاء اللہ قرآن کریم، انشاء اللہ جلد، انشاء اللہ صحیح پڑھا دیں گے۔نورالدین جیسا قرآن پڑھانے وَاِلّا مصر واستنبول وشام میں ٹٹولو اور ضرور جواب لو۔

لو ہم دعا کریں گے انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ آؤ دعا کراؤ قادیان جلد پہنچو۔ ہمارے پاس استنبول کے تعلقات کا ذریعہ نہیں نہ کوئی درس نہ کتاب۔ روپیہ میں دوں گا آپ دوکان نکالیں۔ روس، شام، مصر سے کتابیں منگوائیں منافع تم کو ہی دوں گا۔

نورالدین
۲۰ ربیع الثانی

خواجہ صاحب کے نام تین خط

خط نمبر ۱

خواجہ عزیز! اگر لندن میں عورتوں کی حکومت ہے تو ایک بات بتائیں کہ جو مرد عورتوں کو آباد نہیں کرتے اور خرچ بھی نہیں دیتے نہ حسن سلوک ہے ان کے لیے لندن میں کیا قانون ہے؟

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً (الروم:۲۲) اور وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۲۰) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (البقرۃ:۲۲۹) پر قانون

نے کیا توجہ کی ہے؟

یہاں ہزارہا عورتیں بے خانماں ہیں نہ قانون طلاق دے اور نہ آباد کرے کیا کیا جاوے۔ قرآن کی حکومت ہو تو الگ کیا جاوے۔ مثنوی اور اس کی شرح اور تصوف کی عمدہ کتاب فتوح الغیب مرسل ہے نفع اٹھاویں۔ مجھے بہرحال قرآن پسند ہے جس پہلو کو دیکھوں ع

زِ پائے تابسرش ہر کجا نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

خواجہ! وہاں کوئی مذہب وخیال ایسا نہیں جو اسلام کو جیتے یا قرآن کو نابود کر سکے۔ ہاں دلربا ہیں اور لَذَّةٌ لِّلشَّارِبِيْن ہیں جو نوجوانوں پر خطرناک حملہ آور ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے۔ وہ دلدادہ تصوف کے کیا ہوں گے رات دن فتح بلدان کے متوالے ہیں اور بس۔ کتابوں کا میں تو متوالا تھا آپ نے مجھ سے کتابیں طلب کیں اب میں آپ سے کیا طلب کروں۔ یہی کہ قرآن کریم پڑھو اور اسے خوب سمجھو اور دوسرے کو سمجھاؤ۔ خود اس پر عمل کرو کم سے کم سورۃ البقر کو بار بار پڑھو۔

والسلام

نورالدین

خط نمبر ۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک تعجب انگیز مکرمت نامہ مجھے مل گیا .... خواجہ لنڈن کے طبائع جدت پسند ہیں جدید امور کے دلدادہ ہیں۔ آپ وکیل ہیں اور اب تو جیسے میں چاہتا ہوں بیرسٹر اور اس سے بھی اوپر آپ کوئی ڈگری حاصل کر کے اللہ کرے آپ آویں۔ آمین يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔ آپ سے مباحثہ کروں غلطی ہے۔ میں نے نورالدین نام کتاب میں لکھا تھا دھرم پال بہت دن آریہ نہ رہے گا کیونکہ اس کی طبیعت جدت پسند ہے۔ آخر اب وہ ویدوں سے دست بردار ہو گیا۔ دیانند کا جانی دشمن ہے۔ ان کی جدت پسندی نے ان کو ملکوں کا فاتح بنایا۔ اب چین، قسطنطنیہ، شام باقی ہیں۔ چین کا پریسیڈنٹ مسیحی

ہے اور شام مسیحیوں سے پر ہے اور قسطنطنیہ کی حالت مذبوحی ہے۔ وَ عِنْدَاللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْر۔ وَھُوَ یَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَیْھَا وَ ھُوَ یُوْرِثُ مَنْ یَّشَآءُ۔ آپ کالج میں داخل ہوں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تعلیم اور محمد رسول اللہ اور کلمات اذان کی تعلیم دیں۔ حضرت مرزا کوئی انگریزی داں نہ تھے مگر بہت انگریزی داں آپ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ قادر الکلامی نعمت ہے فضل ہے مگر اثر ڈالنا اس کو مفید کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

والسلام

نورالدین

عمر خیام حافظ نے کون سی جماعت بنالی یہ چندروزہ جوش قابل قدر نہیں۔ تمام جہاں ایک تعلیم کا پابند نہیں ہوسکتا اور نہ ہوگا۔ مختلف طبائع اور فوری جوش میں کچھ کر لیتے ہیں پھر اور خیال میں غرق ہوجاتے ہیں۔ آپ انبیاء کی طرز پر چلو اس میں برکت ہوگی۔ تصوف لسانی اور قولی بات کا نام نہیں وہ ایک فعلی امر ہے۔ مثنوی کی شرح بھیجتا ہوں، مثنوی میں ایک باب باندھا ہے جس کی یہ سرخی ہے اس پر غور کرو اور خوب غور کرو آپ کو واضح ہوجائے گا مثنوی تصوف کی کتاب نہیں علم کلام کی کتاب ہے۔ مخالفین کتاب وسنّت کے ساتھ مباحثہ ہے۔ مسیح اللہ یا ابن اللہ اور کفارہ دو مسئلہ ہیں جن پر ہم کو مسیحی لوگوں سے مباحثہ ہے اور بس۔

خط نمبر ۳

عزیز! حَفِظَکَ اللّٰہُ وَسَلَّمْ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

فرحت نامہ پہنچا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ لندن ایسا شہر نہیں کہ وہاں کا مذہب اسلام کے مذہب سے مقابلہ کرے۔ ہاں وہاں شراب اور نوجوان عورتیں زبردست نوجوانوں پر خطرناک حملہ کرسکتی ہیں۔ وَلَا عِصْمَۃَ اِلَّا لِمَنْ عَصِمَہُ اللّٰہُ اور جس طرح مذہب اور قویٰ پر حملہ کرتی ہیں اسی طرح مال پر بھی حملہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تم کو معاملہ کی توفیق دے اور کامیاب واپس لاوے۔ جمعہ مبارک ہو۔

والسلام

دعا گو نورالدین

۵ رنومبر ۱۹۱۲ء

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۳ رمؤرخہ ۲۰ رمارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۳، ۴)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح

(محررہ خاکسار محمد عبداللہ عفی عنہ بوتالوی)

کبیرہ اور صغیرہ گناہ کے احکام اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ نُدۡخِلۡکُمۡ مُّدۡخَلًا کَرِیۡمًا (النساء: ۳۲) ترجمہ۔ اگر تم ہٹ جاؤ گے بڑے گناہوں سے جن سے تم روکے گئے ہو معاف کر دیں گے ہم تمہارے چھوٹے گناہ اور داخل کریں گے ہم عزت کے مقام میں۔

یہ ایک مسئلہ ہے جس میں جھگڑے کرتے تیرہ سو برس گزر گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو ہی نہیں سکتا۔ پہلے جھگڑا یہ کیا ہے کہ کبیرہ گناہ کس کو کہتے ہیں۔ پھر اگر کبیرہ گناہ کا فیصلہ ہو جاوے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ بخشا جاوے گا یا نہیں۔ پھر یہ کہ کبیرہ گناہ والا کافر کے برابر ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ بحث صحابہ کے وقت ہی شریر لوگوں نے چھیڑ دی تھی۔ مجھے اللہ کے فضل سے مذہب کے ساتھ ایک خاص تعلق دیا گیا ہے۔ ہم آپ کو سناتے ہیں اللہ نے ہم پر کھول دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ اگر تم اجتناب کرو کبیرہ گناہوں سے تب ہم معاف کر دیں گے دوسرے گناہ، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم توبہ سے معاف کرتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ ہم گناہ معاف کرتے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو بدی، بدکاری، شرارت، اللہ کی نافرمانی ہے یہ سب گناہ پہلے ادنیٰ سیڑھی سے شروع ہوتے ہیں پھر وہ اس میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کی آخری حالت

کبیرہ ہے۔ مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک عورت کو بدنظری سے ایک دفعہ دیکھا پھر مکرر، سہ کرر دیکھا۔ پھر کسی دوست سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ پہلے آنکھ کا گناہ تھا اب زبان کا ہوگیا، جواب سننے سے کان کا ہوگیا۔ پھر پوچھتا ہے کہ یہ کس طرح ملتی ہے؟ وہ کوئی عورت بتائے گا۔ پھر ادھر چلے گا یہ پاؤں کا گناہ ہوگیا۔ اس کو ماں بہن بنا کر روپے رکھے گا۔ اب ہاتھ کا اور مال کا گناہ ہوگیا۔ اسی طرح بڑھتا جاوے گا۔ اگر اب یہ کامیاب ہوگا اور بدکاری کے لیے تیار ہوگیا تو پھر اس کے آخری فیصلہ کا وقت ہے یہ آخری فیصلہ کبیرہ ہوگا۔ اگر اللہ کریم اس پر رحم کرے اور وہ خدا کا خوف کرکے قبل از ارتکاب ہٹ جاوے تو وہ جو ابتدائی کام کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء: ۳۲) وہ ہم معاف کردیں گے۔ اس دعوے کی دلیل میں ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص اپنی چچازاد ہمشیرہ پر عاشق ہوگیا تھا اور سو پونڈ اس کو دیئے۔ جب بدی پر تیار ہوئے تو عورت نے کہا کہ اگر تم اب ربّ سے ڈر جاؤ تو ہم بدی سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ باز رہے اور اللہ نے ان کے پچھلے ابتدائی گناہوں سے درگزر فرمایا۔ اب اس طرح سے وہ کبیرہ صغیرہ کا جھگڑا ہی نہ رہا۔

رہی وہ بات کہ جس نے کبیرہ کیا ہے اس کی پہلی کارروائیاں معاف نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ کبیرہ سے ٹلا نہیں۔ سو اس آیت میں صرف یہی صورت مذکور ہے جو بیان کی گئی ہے۔ البتہ عام کبیروں اور صغیروں کا فیصلہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: ۱۱۷) (ترجمہ) تحقیق اللہ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے ساتھ اس کے اور بخشے گا ماسوائے اس کے جس کو چاہے گا۔

اور جگہ فرمایا۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (الفرقان: ۷۲) (ترجمہ) اور جو شخص توبہ کرے اور عمل اچھے کرے پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف پورا پورا۔

ایک میرے ایک میرے پیر نے گناہوں سے بچنے کا قاعدہ بتایا تھا۔ میں اس کا عمل کر رہا تھا ایک دفعہ دوپہر کو سو گیا اٹھا تو جماعت ہوگئی تھی۔ میرا خون خشک ہوگیا کہ گویا میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ مدینہ کے ایک دروازہ پر لکھا ہے کہ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر: ۵۴)
جب میں نے یہ آیت دیکھی تو اس سے میرے دل میں اتنا جوش کم ہوگیا کہ مسجد میں داخل ہوسکا۔ منبر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے درمیان نماز شروع کردی۔ منبر اور حضرت صلعم کے گھر کے درمیان کا ٹکڑہ بہشتی ہے میں نے دعا مانگی کہ الٰہی اگر یہ گناہ ترک جماعت کا معاف کردیا جائے تو مجھے دلیل بتائی جائے۔ ظہر کی نماز تھی رکوع میں ہی مجھے یہ آیت بتائی گئی وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰمٓ السّجدة: ۳۲) اور یہ سمجھایا گیا کہ تمہارا گناہ بخشا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی تصویر کے متعلق فرمایا کہ دنیا میں دعوے تین قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ ایک مجنون لوگ کرتے ہیں۔ دوسرے دوکاندار لوگ بھی کرتے ہیں۔ مثلاً ایک فقیر گدی والا ہے چوری ہو رہی ہے دو غلام موجود ہیں کوئی کسی کو بات نہیں کرنے دیتے۔ تیسرے راستباز لوگ ہوتے ہیں۔ یورپ میں جب حضرت کی دعوت پہنچی تو ان لوگوں کے خط آئے کہ ہمیں تصویر دکھائی جائے کہ وہ پاگل تو نہیں ہے۔ شکل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ یہاں ایک پڑھی لکھی عورت ہے جو پاگل ہے۔ اس کو ہر ایک معلوم کرلیتا ہے۔ حضرت صاحب اب یورپ میں ہر ایک کے گھر کب پہنچ سکتے ہیں اس ضرورت کے واسطے تصویر بنائی گئی۔

پوچھا گیا کہ اگر پوشیدہ گھر میں رکھ لیں تو کیا ہرج ہے؟

فرمایا کہ ہمارا کوئی کام مخفی نہیں ہے سب کچھ ظاہر ہے۔ ہمارے گھر میں کوئی نہیں ہے۔ ہم کیوں رکھیں۔

رعب فرمایا۔ قرآن میں لکھا ہے کہ ہر ایک اپنی قوم میں واعظ ہوا اپنی قوم کی ہدایت کے واسطے مشکل پڑتی ہے کیونکہ وہ رعب نہیں مانتے۔ رعب پیدا کرنے کے واسطے ایک بات چاہیے۔ میں اور یہ لوگ ایک پیر کے پیرو ہیں مگر اب میرا ان پر رعب کیوں ہے؟ میر صاحب ان کے باپ کے برابر بیٹھے ہیں مگر میرا رعب خوب مانتے ہیں۔ حکیم فضل الدین صاحب (مرحوم) جس قدر مجھ سے ڈرتے تھے اتنا اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ بھیرہ کے لوگ سب میرا رعب مانتے ہیں۔

واقعات بیان فرمودہ متعلقہ سوانح عمری خود

والدہ کی نصیحت فرمایا۔ایک دفعہ میری ماں نے مجھے علیحدہ بلایا اور کہا کہ میں تجھے ایک بھلائی کی بات کہوں؟ میں نے کہا وہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ تیرا بھائی جو طب کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نورالدین کو طب کرنا نہیں آتا اور اس کو شربت شیرہ بنانا بھی نہیں آتا وہ میرے پاس آیا کرے اور سیکھا کرے۔ میں نے کہا کہ یہ پنساریوں کا کام ہے۔اس نے کہا تم اس کام کو سیکھنا نہیں چاہتے؟ میں نے کہا جب پنساری بننے لگوں گا تو سیکھ لوں گا۔

شادی کا ایک واقعہ فرمایا۔میری شادی تھی مفتیوں کے محلّہ میں وہاں جراح رہتے تھے میرا بیاہ تھا وہ آتے رہتے تھے۔ایک نے مجھ سے کچھ ہنسی کی۔ میں نے کہا کہ تم بڑے جاہل ہو۔اس نے کہا کہ کیا تو ہمارا محتاج نہیں ہے؟ کبھی خون نہ نکلوانا ہوگا؟ میں نے کہا کہ میں نکلواؤں گا ہی نہ بلکہ یہ تمہارا کام ہی چھڑا دوں گا۔میاں شیخ احمد صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے ناراض ہو جائیں گے اور طب کے کام میں مشکل پڑے گی۔ایک دفعہ ایک کرپا نام پنساری تھا اس کو ماشرا ہوجاتا تھا۔انہوں نے کہا کہ جب تک اس کا تین سیر خون نہ نکلے آرام ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کو سخت ماشرا ہوگیا۔ میں نے اس کا دوسری طرح علاج شروع کیا اور ایسا انتظام کیا کہ جس سے اس کو غش ہوگیا۔غش کے ساتھ ہی سب ورم وغیرہ دور ہوگیا۔شیخ احمد صاحب نے مجھے کہا کہ یہ مرجائے گا مگر بجائے اس کے اس کو بالکل آرام ہوگیا اور پھر کبھی نہ ہوا۔جس کو وہ حجام لوگ بھی مان گئے۔فقط

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۰/ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۱، ۱۲)

مخلص ہیں کسی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

مولوی فضل دین صاحب مختار گوجرانوالہ اب تک مخلص آدمی ہیں ان کی نسبت ہمارے دوست کوئی بدظنی نہ پھیلائیں۔

ایسوں کو عیسیٰ نہ ملے گا ایک شخص کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا جس میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اتروں گا۔

فرمایا۔ اس کو لکھ دو کہ یہ ہماری بات یاد رکھو کہ تم اور تمہارے تمام ہم خیال حضرت عیسیٰ کی ملاقات کے خواہش مند مر جائیں گے اور مرتے رہیں گے اور وہ کبھی حضرت عیسیٰ کو نہ ملیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً فوت ہو چکے ہیں۔ (البدر جلد ۱۳ نمبر ۴ مؤرخہ ۲۷/ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

کتاب ''چشمہ زندگی'' کی نسبت رائے جناب حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

جناب کی تصنیف چشمہ زندگی کو جس وقت ڈاک میں آئی دلچسپی سے پڑھا۔ یہ کتاب مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے۔ آپ کی محنت بہت ہی قابل قدر ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس کتاب کی قدر کرے۔　　نورالدین از قادیان

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۴ مورخہ ۲۷/ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۶)

کتاب ''نیر اسلام'' کی نسبت رائے کتاب نیر اسلام میں واقف کار مصنف نے بائبل کی پیشگوئیوں کو جو بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرتی ہیں بہت عمدگی سے واضح کیا ہے۔ کچھ اپنا اور اپنی مرحومہ بی بی کے ترک دین عیسوی وقبولیت اسلام کا حال بھی دلچسپ الفاظ میں بیان کیا ہے اور عیسائیت کے ردّ میں مختلف مفید باتوں کو نئے طرز میں ادا کیا ہے جس کا پڑھنا انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔ احباب اس کو خرید کریں اس میں شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم کی امداد بھی ہے۔ قیمت کتاب ۸؍ فی نسخہ ہے۔　　نورالدین ۲۲/ مارچ ۱۹۱۳ء

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۵ مؤرخہ ۳/ اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

روحانی ترقی حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

قادیان میں رہ کر جس قدر روحانی ترقی انسان دو ماہ میں کرسکتا ہے باہر والے اتنی عمر بھر میں نہیں

کر سکتے۔اس موقع سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کرو۔

جڑھ کو پانی دو ایک صاحب نے داڑھی رکھنے کے متعلق ایک مضمون لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔

فرمایا۔آپ تو پتوں کو پانی دیتے ہو جڑھ کو پانی دینا چاہئے۔

فرمایا۔آج کل مسلمانوں میں بڑا مرض یہ ہے کہ اپنے نفس پر حکومت نہیں کرتے۔جو شخص اپنے نفس پر حکومت نہیں کرسکتا اسے دوسروں پر حکومت کس طرح دی جاوے۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۳ نمبر ۵ مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۴)

۲۴؍فروری ۱۹۱۳ء

قرآن شریف عمل کے واسطے نازل ہوا ہے فرمایا۔قرآن شریف عمل کرنے کے لئے ہے۔قرآن شریف عمل کرنے کے لئے ہے۔قرآن شریف عمل کرنے کے لئے ہے۔(بار بار درد بھری آواز سے تاکیداً اس کلمہ کو دہرایا۔ایڈیٹر)

ہندوؤں میں منتروں کی کتابیں ہوتی ہیں کہ صرف ایک منتر کے پڑھنے سے وہ کہتے ہیں کہ یہ اثر ہوتا ہے۔اب مسلمانوں نے افسوس صدہا کتابیں اس طرح کی بنالیں۔جب سے مسلمان و ہندو اس خبط میں پڑے ہیں سب کچھ کھو بیٹھے مگر یاد رکھ کہ قرآن شریف کوئی منتر کی کتاب نہیں۔یہ اس واسطے نازل ہوا کہ اس پر عمل کیا جائے۔نوٹ بکیں بناؤ اور یادداشتیں لکھو کہ کن کن باتوں پر عمل کرنا قرآن شریف سکھاتا ہے اور کہاں تک تم ان پر عامل ہو چکے ہو۔میں تو بچپن سے یادداشتیں لکھنے کا عادی ہوں، بیسیوں قرآن شریف ہیں جن پر میں اپنی یادداشتیں لکھ چکا ہوں۔عزیزان و دوستان اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البروج :۱۲) کے ساتھ دیکھو وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لگا ہوا ہے۔سوچو صرف احمدی نام رکھانے سے نجات غلط خیال ہے۔قوال نہ بنو فعال بنو۔مسلمانوں میں شیعہ خصوصیت سے مومن کہلاتے ہیں مگر عملاً قرآن سے بُعد میں ہیں۔امام حسین علیہ السلام کی قبر بنا کر اس کی پوجا کرتے

ہیں۔ ہمارے ملک میں عورتیں محرم میں صرف ثواب کے لئے حُسّے پٹتی ہیں۔ حُسّے کا لفظ، لفظ حسین سے نکلا ہے اس طرح حضرت سبط اصغر شہید کربلا کے نام کی بے ادبی کی جاتی ہے۔ لکھنؤ میں بعض مساجد پر لکھا ہوا ہوتا ہے ہائے حسین آپ کی دہائی ہے۔

اعراب قرآنی فرمایا۔ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف پر پیچھے سے زیریں زبریں لگائی گئی تھیں۔ ہم نے خوب سوچا ہے اور غور کیا ہے یہ سب کچھ وحی الٰہی سے ہے۔

آغاز عالم فرمایا۔ وہ جھوٹے ہیں جو کہتے کہ ابتدا دنیا کا اس طرح سے ہوا تھا یا اس طرح سے ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الکھف:۵۲) خدا نے تمہیں سامنے کھڑا کر کے زمین وآسمان کو پیدا نہ کیا تھا۔

سب کے لئے دعائے خیر فرمایا۔ محمد رسول اللہ، خاتم کمالات نبوت اور خاتم کمالات انسانیہ ہیں۔ اس امت میں ہمیشہ ایک گروہ عملدرآمد کرنے والوں کا ہوتا رہا ہے۔ اولیاء، علماء، محدثین، فقہاء، علم ادب کے بادشاہ میں سب کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ تم یاد رکھو اور گواہ رہو۔

لغتِ قرآن فرمایا۔ قرآن شریف کی عربی سہل اور اس کا لغت بہت ہی آسان ہے۔

خلاف سلسلہ لکھی گئی کتاب کا لطیف جواب فرمایا۔ بہار میں جو کتاب سلسلہ کے خلاف لکھی گئی ہے اس کا جواب وہاں کے ایک انگریزی خوان نوجوان نے لکھا ہے۔ بہت لطیف جواب ہے۔ اسے پڑھ کر میرا دل باغ باغ ہوگیا اور میں نے اس کے واسطے بہت دعا کی۔ (کتاب کا نام ہے حمید مجید اور اس پتہ پر مفت مل سکتی ہے۔ ایڈیٹر مولوی عبدالحمید صاحب بی اے بی ایل انسپکٹر پولیس، بھاگلپور)

لیڈی نرسز میر ناصر نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ہسپتال بنانے کی فکر میں ہیں میں نے ایک عورت کو فن ڈاکٹری سیکھنے کے واسطے بھیجا ہے اور اس کا خرچ بھی دیتا ہوں تا کہ آپ کے شفاخانہ میں کام کرنے والی عورتیں بھی ہوں۔ (۲۴؍فروری ۱۹۱۳ء)

ٹیم مدرسہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں کی ٹیم لاہور جانے سے قبل رخصت کے واسطے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔حضور نے دعائے مسنونہ کے ساتھ ان کو رخصت کیا اور فرمایا۔
’’اللہ کے سپرد۔‘‘

لاہور میں ہمارے فٹبال کی ٹیم فٹبال میچ کی شیلڈ جیت لائی ہے۔(۲۴رفروری ۱۹۱۳ء)

عورت کی ناراضگی پر نکاح فسخ ایک مسئلہ پیش ہوا کہ ایک عورت نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک جگہ کر دیا تھا۔عورت کے بالغ ہونے پر باہمی تنازعہ فریقین کے سبب ایک جج نے نکاح فسخ کر دیا۔کیا یہ درست ہے؟

فرمایا۔ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے صغرسنی میں کر دیا تھا۔ لڑکی جب بالغ ہوئی تو حضرت نبی کریم ﷺ کے حضور اس نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔تو آپ نے فرمایا۔تجھ کو اختیار ہے۔پھر اس نے کہا۔یہ میں نے اس لئے کیا کہ لوگ آگاہ ہوں۔اچھا میں باپ کے کئے پر راضی ہوں۔

غیروں سے چندہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے عرض کیا کہ میں درس قرآن کے ہال کے واسطے چندہ خرچ کرتا تھا۔ایک ہندو مستری نے اور نیز ایک چوہڑے نے جو دارالعلوم میں کام کرتے ہیں اس کے واسطے چندہ دیا ہے۔فرمایا۔کچھ عیب نہیں لے لیں۔

ایک بھاگلپوری مولوی کا خط

بسم اللہ تعالیٰ

بعالی جناب حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کارڈ مورخہ ۲۲رفروری ۱۹۱۳ء کا آج ۲۵ فروری کو ملا۔آپ نے میرے سوال کا جواب صاف نہیں دیا۔ہم نے آپ سے پوچھا ہے کہ میرے بھائی حبیب الدین جو احمدی ہوگئے ہیں وہ ہم

لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم لوگ مسلمان نہیں ہو۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم لوگ **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پر اور قرآن شریف پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں کاذب جانتے ہیں۔ مرزا صاحب ہرگز رسول یا نبی یا مسیح موعود یا مہدی یا امام وقت کچھ نہیں تھے۔ یہی میرا ایمان ہے۔ ایسی حالت میں ہم آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا نہیں۔ اس بات کا جواب مہربانی فرما کر دیجئے اور صاف صاف جواب عنایت فرمائیے تا کہ میں سمجھ جاؤں۔ اگر صاف صاف جواب نہیں عنایت فرماویں گے تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ سے مواخذہ کرے گا۔ جب ہم خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ بھائی حبیب الدین احمدی ہم لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

محمد حنیف احمدی عفی عنہ سوپول مورخہ یکم مارچ ۱۹۱۳ء ڈاک خانہ سوپول ضلع بھاگلپور۔

جواب از جانب حضرت خلیفۃ المسیح آپ نے بڑی جرأت سے کام لیا۔ ایک شخص کو جسے ہم نے بہت تجربوں کے بعد صادق مانا اس کو آپ نے کاذب کہا اور اسی پر آپ نے بس بھی نہ کی مفتری بھی مانا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (الانعام:۲۲) اور اس کی تکذیب کو اپنا ایمان قرار دیا۔ ایسی جرأت پر میں تو آپ کو مومن نہیں سمجھ سکتا۔ کیا **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** اور قرآن نے آپ کو یہی بتلایا ہے۔ قرآن کی تعلیم نہیں۔ میں تو کسی مومن کو کافر نہیں کہتا مگر ان لوگوں کو بھی مومن نہیں سمجھتا جو ایک راستباز کو کافر اور مفتری اور پھر اس پر ایمان ہونا یقین کرتے ہیں۔

آپ اگر اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے تو اتنی جرأت نہ کرتے جتنی کی ہے۔ کچھ خدا کا خوف نہیں کیا اور اتنی جرأت سے کام لیا ہے مومن بہت محتاط ہوتا ہے اب بھی اگر آپ نہ سمجھیں تو ہم کیا کریں۔

غنی ہونے کا عمل ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ حضور مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں غنی ہو جاؤں۔

فرمایا۔ آپ میرے بڑے مخلص دوست ہیں اور آپ کے اخلاص کو میں جانتا ہوں اور وہ عمل

دنیوی اور دینی بھی جانتا ہوں۔دنیوی وہ ہے جو اللہ کریم نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (الجاثیة:۱۴)اوراس کانمونہ موجود ہے یورپ والوں نے جتنی کوشش صحیح کی اتنا ہی نفع اٹھایا۔دینی عمل یوں ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲)۔(۱) آپ استغفار بہت کریں۔(۲)اور خداوند کریم جو کچھ دے اس پر شکر کریں۔(۳) دعا مانگیں یہ سب مجرب عمل ہیں بے خطا ہیں۔

مخلص لوگ ہیں

رجسٹریشن کی منظوری کے جھگڑے کے سبب جب بدر اخبار شائع نہیں ہوسکا تھا تو ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری نے جو آج کل ولایت میں ہیں اور حضرت خواجہ صاحب کی دینی خدمات میں ان کے ممد و معاون ہیں، اپنے ایک خط میں جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا تھا بدر کے نہ بھیجنے کی شکایت کی۔حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خط پر مفصلہ ذیل الفاظ لکھ کر دفتر بدر میں بھیجے۔

''عباد اللہ کو آپ نے نہیں بھیجی۔ یہ خط اور پرچہ ہائے بدر ان کو بھیج دیں۔ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں'' (مرقومہ منشی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی حال منشی ضلعداری بیری والا)

دلیل صداقت نبی کریم ﷺ

فرمایا۔وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (النجم:۲)(ترجمہ۔قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ جھکاؤ پر ہو)۔قسم بطور شہادت کے ہوتی ہے۔وائسرائیوں اور بادشاہوں کو بھی قسمیں دی جاتی ہیں۔اس کو اقرار صالحہ کہا جاتا ہے جھوٹی قسمیں کھانے والا ذلیل بے اعتبار ہوجاتا ہے۔زیادہ قسمیں تباہی کا موجب ہوتی ہیں۔ یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے بہت قسموں کا اظہار فرمایا ہے تا کہ آنحضرت کی صداقت ظاہر ہو۔ باوجود اس قدر قسمیں کھانے کے آنحضرت ﷺ نہ لوگوں میں بے اعتبار ہوئے نہ رسوا اور تباہ ہوئے بلکہ دن بدن ترقی ہی ہوتی گئی۔عرب ایک ویران ملک تھا تھوڑے ہی دنوں میں آباد ہوگیا۔ قسم کو ایک قسم کا زہر سمجھا جاتا تھا مگر جو چیز دنیا کے لئے زہر تھی وہ آنحضرت ﷺ کے حق میں تریاق ثابت ہوئی۔ یہاں بھی آنحضرت ﷺ کی سچائی کے ثبوت میں قسم دی گئی ہے۔ یہ قسم تمثیلی استدلال

کے طور پر بیان ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کو تمثیل سے بہت سمجھایا ہے تمثیلی استدلال کی مثال یہ ہے کہ مثلاً نباتات میں ایک کلیہ مقرر کیا گیا ہے کہ کُلُّ حُلُوٍّ حَارٌ یعنی جو میٹھی چیز ہے وہ پھیکی کی نسبت گرم ہوتی ہے۔ میٹھا تربوز پھیکے سے گرم ہے۔ صرف ونحو والوں نے بھی تمثیلی استدلال سے بہت کام لیا ہے۔ مثلاً یہ کہ فاعل کو ضمّہ ہوتا ہے مگر کبھی نہیں بھی ہوتا۔ مثلاً کَفٰی بِاللّٰہِ کَسَرَ الزُّجَاجِ الْحَدِیْدِ۔ کیونکہ تمثیل کا علم مضبوط نہیں ہوتا۔ قرآن شریف نے بھی تمثیلی استدلال کو اختیار کیا ہے مگر قرآن شریک کا استدلال بالاولیٰ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک موم بتی جلتی ہو اور وہ دو بالشت پر روشنی دیتی ہو تو ایسی دس بتیاں بطریق اولیٰ روشنی دیں گی۔ قرآن کا استدلال ایسا ہی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قرآن میں شرک کے برا ہونے کا ثبوت یہ دیا ہے کہ جو تمہاری پرستش والی چیزیں ہیں وہ تو خادم ہیں نہ کہ مخدوم۔ جبکہ وہ مخدوم بھی نہیں ہیں تو معبود کس طرح ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح نجم سے استدلال کیا گیا۔ نجم ستارہ کو کہتے ہیں۔ قطب کو بھی کہتے ہیں۔ یہ جہاز جو مشرق مغرب کو چلتے ہیں ان کا مدار ستاروں کے اوپر ہے۔ قطب نما کا حال سب کو معلوم ہے۔ جب قطب کا ستارہ سر پر ہوتا ہے کوئی رہنمائی نہیں کرتا۔ اس واسطے اِذَا هَوٰی فرمایا ہے یعنی جب وہ جھکاؤ پر ہوتا ہے سمت الرأس سے نیچے گرتا ہے تب ہدایت کرتا ہے۔ جب دنیا کی منزلوں کے واسطے راہ نما بنائے گئے ہیں تو آخرت کے واسطے بطریق اولیٰ راہ نما ہوں گے۔ جس طرح آسمانی ستارہ رہنمائی کرتا ہے اسی طرح روحانی ستارہ بھی رہنمائی کرتا ہے۔

پھر راہ بتانے والے میں تین شرطیں ہونی چاہئیں۔

(۱) جاہل آدمی راہ بتانے والا نہ ہو واقف کار ہو (کیونکہ جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کی کیا رہبری کرسکتا ہے۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(۲) کوئی اجنبی آدمی نہ ہو دیکھا بھالا ہو کیونکہ اجنبی دھوکا دیتا ہے۔

(۳) باعمل آدمی ہو کیونکہ علم پڑھ کر ہر شرارت کرنے والے سے بھی ہدایت نہیں ہوسکتی۔

یہاں بھی یہ تینوں اوصاف آنحضرت ﷺ کے بیان فرمائے ہیں۔

(اوّل) مَاضَلَّ (النجم:۳) جاہل اور بےعلم نہیں۔

(دوم) صَاحِبُكُمْ تمہارے ساتھیوں میں سے ہے۔ دیکھا بھالا ہے۔ ایسا نہیں کہ اجنبی ہو اور چندروز سے تمہارے درمیان آ کر نیک بن گیا ہو۔

(سوم) وَمَاغَوٰى صرف تم کو ہی بہکانے والا نہیں اور نہ شرارتی ہے بلکہ باعمل ہے اور اعمال صالح کرتا ہے۔

شق القمر فرمایا۔ انسان کو واجب ہے کہ کسی حکیم علیم عاقبت اندیش تجربہ کار سے کوئی بات سنے اگر سمجھ میں آ جاوے تو بڑی خوش نصیبی ہے۔ اگر سمجھ میں نہ آوے تو بلحاظ کہنے والے کے تجربہ کار اور دانا ہونے کے تکذیب نہ کرے۔ بعض علوم اور تجارب صحیحہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا عوام کو علم نہیں ہوتا اور وہ انکار کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں چاہیے۔ دیکھو آج کل کیا کیا عجائبات ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایک شخص یہاں آیا۔ صنائع بدائع کا ذکر تھا جیب سے ایک زردی مائل کاغذ نکالا اور کہا کہ میں دنیا میں بہت پھرا ہوں اور کاغذ بنانا سیکھا ہے مگر یہ کاغذ جو بنا ہے اس کی ماہیت کسی کی عقل میں نہیں آ سکتی۔ وہ کاغذ کٹا ہوا نہ تھا۔ اس نے کھولا وہ ۱۸ گز تک چلا گیا۔ کہنے لگا کہ میں بڑا استاد ہوں مگر اس کی تہہ کو نہیں پہنچا۔ یہ کاغذ میں بطور اعجاز کے لایا ہوں کہ اتنا بڑا لمبا کاغذ کس طرح پانی سے نکالا گیا اور اس سے پہلے مجھ سے ایسے کاغذ کا ذکر کیا جاتا تو میں تسلیم نہ کر سکتا مگر واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ہمارے شہر میں ایک شخص میرے معتقد تھے وہ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے مانا کہ ہم نہیں پڑھتے۔ وجہ یہ بیان کی کہ تم جو شیطان پر ایمان لاتے ہو یہ ہمارے مذہب میں منع ہے۔ میں نے پوچھا کہ میرا شیطانوں پر ایمان تمہیں کس طرح معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ ایک دن تم نے لاہور میں تار دیا اسی وقت جواب آ گیا۔ حالانکہ اگر لاہور پرندہ بھی جاوے یا ہوا بھی اڑ کر جاوے تب بھی اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتی تو پھر تجھے تو شیطانوں نے ہی جواب لا کر دیا ہوگا ورنہ اتنی جلدی کب جواب آ سکتا ہے۔

احمق انسان جب کسی چیز کی حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے تو وہ پاک بات کی تردید یا تکذیب

کر دیتا ہے۔ آج علوم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سورج کی طرف سے بھی اور چاند کی طرف سے بھی زمین پر ٹکڑے گرتے رہتے ہیں اور وہ علیحدہ علیحدہ قسم کے ہوتے ہیں۔ کروڑوں ٹکڑے ہوتے ہیں جو ادھر سے آتے ہیں۔ اب قرآن کو تیرہ سو برس ہو گیا کہ اس نے اس بات کی خبر دی۔ اسلام تو ہمیشہ اسلام ہی ہے اور ایسا ہی رہے گا جوں جوں نئی تحقیقاتیں ہوں گی توں توں اس کی صداقتیں ظاہر ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ کفار کو جگا رہے تھے کہ دنیا فنا کا مقام ہے تم اس فانی دنیا کے خیال سے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔ دیکھو قیامت قریب آرہی ہے چنانچہ چاند کا ٹکڑا زمین پر گرا ہے۔ یہ واقعہ رات کا ہے اس وقت سب لوگ سوتے ہوتے ہیں اور لوگ دیکھتے نہیں رہتے۔ نیز مورخ کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ میری آنکھ غلطی کرتی ہے تاہم تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ سندھ کے علاقہ میں دیکھا گیا۔ ان لوگوں کی سلطنت علاقہ گجرات والی تھی راجہ داہر بھی انہیں میں سے تھا۔ داب الشلیم انوار سہیلی والے نے بھی دیکھا ہے اس کی کتاب بھی موجود ہے۔ تاریخ فرشتہ والے نے بھی اس کتاب کو دیکھا ہے۔

چاند سے اہل عرب کا تعلق عرب کا ماٹو چاند ہے۔ ہماری جس قدر عیدین اور تیوہار (تہوار) ہیں چاند سے ہی ان کا تعلق ہے اس واسطے مکہ والوں کو دو قسم کی تاریخیں رکھنی پڑتی تھیں۔ دنیا کے واسطے سورج کی، دین کے واسطے چاند کی، ان دونوں قسم کے سالوں میں فرق ہوتا ہے۔ ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق ہو جاتا ہے۔ جب وہ چاند اور سورج کی تاریخیں ملاتے تھے ایک لوند کا مہینہ بڑھانا پڑتا تھا۔ اور محرم کی ۱۵ سے صفر کی ۱۵ تاریخ تک محرم ہی شمار کرتے تھے۔ ابن عربی کا قول ہے کہ جب قیامت میں سالیانہ تاریخوں کے لحاظ سے روزے کے بارے میں پکارا جاوے گا کہ کب کب رکھے ہیں تو امت محمدیہ جواب دے گی کہ ہر مہینے میں۔ گویا اس طرح امت محمدی ہر رنگ میں پوری اترے گی۔ ایسا ہی زمین کی گولائی کے سبب سے تمام امت محمدیہ ہر طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہی ہے اور ایسا ہی دن رات کی کمی بیشی کے سبب سے ہر وقت ہی سطح زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے اور ہر وقت ہی کوئی نہ کوئی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عہد میں صفیہ بی بی یہودی تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں ہے۔ ان کے خاوند نے ملامت کی اور تھپڑ مارا کہ کیا

تو عرب کے بادشاہ سے شادی کرتی ہے کیا ہم دے سکتے ہیں؟ آخر وہی ہوا جو خواب میں دیکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ عرب کا ماٹو چاند ہے۔

تعلیم قرآن عملی طور پر آسان ہے فرمایا۔ قرآن کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس کو انسان کر نہ سکے۔ دھوکے باز لوگوں نے یہ کام کیا ہے کہ خود بخود کوئی کام ضروری خیال کر لیا کرتے ہیں کہ یہ کام ضروری ہے اور یہ مقدم ہے اور یہ ہونا چاہیے۔ پھر ان دھندوں بدکاریوں میں پڑ کر کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں۔ حتیٰ کہ یہ لوگ نا ملائم حرکات سے برباد ہو جاتے ہیں بدنام ہو جاتے ہیں اور آخر کار اولاد سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ دیکھو میں بھی ایک آدمی ہوں اور مسلمان ہوں۔ بچہ بھی تھا۔ جوان بھی تھا۔ قویٰ بھی مضبوط تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیئے ہیں وہ سب انسان کر سکتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ : ۲۸۷) اللہ تعالیٰ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اسماء اور محامد کے بیان میں وہی لفظ استعمال کئے ہیں جو انسان کے فہم کے خلاف نہ ہوں انسان قرآن کو اپنا امام بنا لیوے تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اس زمانہ میں تنہا اور بے شغل بیٹھنا مفید نہیں فرمایا۔ جن کو بہت خیال اٹھتے ہیں وہ تنہا نہ بیٹھا کریں تنہائی میں نقصان ہوتا ہے ایسے بہت سے گناہ ہوتے ہیں جن کی طرف تنہائی میں تحریک ہوتی ہے۔ بہتوں کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ وہ تنہا اور بے شغل نہ بیٹھا کریں۔ اگرچہ صوفی کہتے ہیں کہ تنہائی اچھی ہے مگر یہ بیماری ہے مجھے ان باتوں کا بہت علم ہے۔ ایک مرتبہ مجھے یہ مرض بڑھتا ہوا معلوم ہوا میں نے اپنا شہر چھوڑ دیا۔ پھر وطن چھوڑ دیا۔ پھر پنجاب چھوڑ دیا۔ پھر اپنا ملک چھوڑ دیا۔ جوان آدمی کو یہ صورت چاہیے کہ دن بھر لوگوں کے ساتھ رہے رات کو بیوی کے پاس رہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور درود اور استغفار بکثرت پڑھتا رہے۔ نماز۔

نزول قرآن صفت رحمانی سے ہوا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور فضل اور مہربانیاں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ بلا مبادلہ ہم کو عطا ہوتی ہیں۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن: ۲،۳) نزول قرآنی

صفت رحمانی سے ہوا۔قرآن کریم جیسی کتاب کا ملنا کسی انسان کے فکرووہم میں آ سکتا تھا؟ جب میں اس قرآن کو پڑھتا ہوں تو مجھ کو حیرت ہوتی ہے اب فضل خدا کا ہم پر ہوا ہے اور ایسی کتاب ہم کو عطا ہوئی ہے کہ جو دنیا میں بےنظیر ہے۔

پھراس کتاب کی بابت حضرت نبی کریم ﷺ کو کس قدر خوشی ہوئی ہوگی۔ مجھے بعض وقت ایک ہی آیت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر صرف یہی ایک آیت ہوتی تو دنیا بھر کے کاموں کے واسطے کافی تھی۔(نور)

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۳ نمبر ۵ مورخہ ۳/اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۷ تا ۱۰)

گھر نہیں مسجد لے جاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے اور سب درس روزانہ ہوتے ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۱۳ء کی شام کو مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح کو ضعف جسمی ہوگیا۔ بیٹھ گئے، پھر لیٹ گئے، ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے، چلنے کی قوت نہ رہی، چارپائی پر اٹھا کر لائے مگر راستہ میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا۔

مجھے گھر نہ لے جاؤ مسجد میں لے جاؤ۔

بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز مغرب پڑھی۔ کچھ دوائیں مقوی استعمال کی گئیں باوجود اس تکلیف کے بعد نماز مغرب کا درس ایک رکوع دیا پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے رات کو افاقہ ہوا صبح کو پھر درس دیا اور بیماروں کو دیکھا۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ یکم اپریل سے اوّل شب میں کثرت پیشاپ کے سبب یہ دورہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مکرم محسن مرشد کو دیر تک سلامتی و عافیت سے رکھے۔ آمین۔ اب بالکل آرام ہے۔ فالحمدللہ۔

(ماخوذ از اخبار قادیان۔البدر جلد ۱۳ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۰/اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۰)

پانچ سوالوں کے جوابات

سوالات

(۱) خدا، پیغمبر اسلام اور قرآن پاک کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے؟

(۲) صحابہ کرام کے مرتبہ وغیرہ کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟

(۳) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خصوصی و اصولی اعتقادات کیا ہیں؟ انہوں نے کس معنی میں مسیح موعود و مہدی معہود کا دعویٰ کیا؟

(۴) اسلام کے دیگر فرقوں خصوصاً اہل سنت اور آپ کے عقیدوں میں کیا فرق ہے؟

(۵) موجودہ حالت میں مسلمانوں کا کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔

جواب

جناب خاں صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مؤرخہ ۲۶/ مارچ ۱۹۱۳ء جس میں آپ نے پانچ سوالات لکھے ہیں بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح پہنچا۔ بجواب حضرت فرماتے ہیں۔

(۱) الف۔ میں اللہ تعالیٰ کو ربّ العالمین، الرحمٰن الرحیم، مالک یوم الدین اور ساری دنیا کا خالق اور مالک یقین کرتا ہوں۔ اس عقیدہ میں مجھے کوئی تأمل مضائقہ اور کپکپی نہیں۔ وہ خالق ہے اور سارا جہاں اس کی مخلوق ہے۔

ب۔ قرآن شریف کی نسبت میرا یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ محفوظ، غیر مبدل، غیر محرف، مرتب ہمارے پاس موجود ہے۔

ج۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، رسول ربّ العالمین ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مراتب موقوف ہیں اس محبت پر جو انہیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی اور اس کا علم حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کو ہوسکتا ہے اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔ اس پر غور کرو۔

اسلام کے انتظام میں بظاہر پہلا نمبر ابوبکر کا ہے رضی اللہ عنہ۔ پھر عمر کا رضی اللہ عنہ۔ پھر عثمان کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر ان کے اس ظاہری انتظام سے وراء الوراء ان کے پاک تعلقات ہیں جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھتے تھے اور وہ تعلقات انسانی فہم سے بالاتر ہیں۔ اگر جناب ابوبکر نے فتنے کو فرو کیا تھا، امن قائم کیا، اپنی چھوٹی سی لڑکی نبی کریم کے آرام کے لیے بیاہ دی تو جناب امیر کے ذریعہ سے اولیاء کرام نے جو کام کئے وہ تھوڑے نہیں اور مسلّم ہیں۔

(۳) حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد اصولی اور خصوصی وہی تھے جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ قرآن جو محفوظ ہی ہے مرزا صاحب کے پاس تھا اور حدیث کی کتابوں میں وہ بخاری کو اَور کتابوں پر ترجیح دیتے تھے۔ انہیں دو کتابوں میں اصول اسلام درج ہیں۔

تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے پچاسی کتابیں لکھی ہیں اور آپ نے ان کا مطالعہ نہیں کیا کہ آپ کو معلوم ہوجاتا کہ مرزا صاحب نے کن معنوں میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مختصراً مرزا صاحب نے خود فرمایا ہے۔ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اللہ اور ملائکہ اور نبی نے ان کو انہیں معنوں میں مسیح کہا ہے۔ بیرونی فسادوں کے روکنے کے واسطے وہ مسیح تھے اور اندرونی جھگڑوں کے دور کرنے میں انہوں نے مہدی کا کام دیا اور آریہ کے واسطے کرشن تھے۔

(۴) ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت یقین کرتے ہیں اور اس کا بڑا ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ قرآن وسنت کو ہم نے اپنا امام ومقتدا مانا ہے اور یہ ایک جماعت ہے جو ایک امام کے ماتحت ہے۔ باقی لوگ کہ وہ کسی ایک امام کے ماتحت نہیں ہیں نہ ان کے پاس کوئی سنت مسلّم اور نہ

ان کی کوئی جماعت ہے۔ کس طرح اہل سنت والجماعت ہو سکتے ہیں۔

(۵) موجودہ حالت میں مسلمانوں کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ وہ باہم تنازع کو چھوڑ دیں یا کم کر دیں۔ واعظوں اور ملّانوں کے پیچوں کا خوب مطالعہ کریں جو اپنی مٹھی گرم کرنے کی خاطر لوگوں کے درمیان باہم جھگڑے ڈلوا دیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں جو اختلاف ہیں ان کی پروا نہیں کرنی چاہئے مگر ایسے اختلافات چھوڑ دینے چاہئیں جس سے جوت پیزار ہو جاوے۔

مثلاً شیعہ لوگ صرف گالیاں دینا اور شرک کو چھوڑ دیں۔ بت پرستی ترک کر دیں۔ ان کے مخالف خوارج اہل بیت کو سبّ و شتم نہ کیا کریں اور قتل کی عادت چھوڑ دیں۔ غیر مقلدین احادیث صحیحہ پر عمل کریں۔ مقلد لوگ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں ائمہ کے اقوال پر ہٹ نہ کریں۔ سب لوگ کفر بازی میں نرمی اختیار کریں۔ صریح قرآن اور صریح حدیث صحیح کو سب مانیں۔ اس کے فہم میں اختلاف ہو تو اس پر جھگڑا نہ کریں یا خفیف جھگڑا رکھیں۔ ہر ایک کو اس کے فہم پر چلنے دیں۔

والسلام

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

حضرت کے سوانح سے ایک ورق

حضرت خلیفۃ المسیح نے کسی صاحب کو ایک خط لکھتے ہوئے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے آپ کے سوانح پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس لیے اس خط کا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

خاکسار نو اولاد ایک ماں باپ کے تھے۔ میری والدہ بڑی عظیم الشان تھی۔ لوگ حسن عقیدت کے باعث یا دنیوی آرام یا دینی اغراض پر اپنی اولاد کو ان کا دودھ پلانے کے خواہش مند تھے۔ اس لیے بہت لوگ ہمارے دودھ بھائی ہیں۔ مولوی امام الدین، میاں غلام محی الدین تاجر کتب جہلم ان میں سے ہیں۔

میرے خیالات بچپن سے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مؤلف تقویۃ الایمان کے رنگ سے رنگین تھے مگر گھر والے اور یہ لوگ ان خیالات سے محض ناواقف۔ جب خاکسار طلب علم کے لیے لکھنؤ،

رامپور پہنچا تو حجۃ اللہ البالغہ، ازالۃ الخفا، خیر کثیر کے پڑھنے سے عین طلب علم کے زمانے میں شاہ ولی اللہ کا معتقد ہوا۔عرب میں گیا تو محی الدین ابن عربی اور شیخ ابن تیمیہ دو متضاد بزرگوں کی محبت دل میں جاگزین ہوئی۔حضرت شیخی واستاذی ومحسنی حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کا مرید بنا اور دل سے اب تک مرید ہوں جَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ ۔مگر محمد اسمٰعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلوی، ابن عربی، ابن تیمیہ اور ان سے پہلوں میں امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام ابویوسف، امام محمد، امام بخاری میرے محبوب ومقتدا تھے اور ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

السید عبدالقادر الجیلی رحمہ اللہ کی فتوح الغیب نے اپنا گرویدہ کرلیا۔وطن آیا تو مقلد لوگ شیخ ابن عربی، محمد اسمٰعیل کے باعث، صوفی ابن تیمیہ کے سبب، غیر مقلد ائمہ اربعہ اور امام یوسف و امام محمد کی محبت کے موجب کافر بنانے لگے۔پیرومرشد شاہ عبدالغنی اور استاذی شیخ رحمہ اللہ مہاجر تک پہنچ گئے مگر ناکام واپس آئے۔

ایک نومسلم شامی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریر

اَنَا اُحِبُّ اَمْثَالَ هٰؤُلَآءِ الرِّجَالِ حُبًّا جَمًّا لٰكِنْ اُكْرِهُ اَنْ يَّدُوْرُوْا فِى الْبِلَادِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقَرَاطِيْسِ وَ يُذِلُّوا اَنْفُسَهُمْ اِلٰى مَتٰى وَ اِلٰى اَيْنَ هٰذَاالْاَمْرُ. فَلَا بُدَّ اَنْ يَّتَوجَّهَ الْفَتٰى اِلٰى طَرْفِ حِرَفٍ مَرْضِيَّةٍ وَ اَنْ يَّقُوْمَ عِنْدَنَا لِتَحْصِيْلِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا.

ترجمہ۔میں ایسے صاحبان سے بہت ہی محبت رکھتا ہوں لیکن یہ امر مجھے ناپسند ہے کہ ایسے سرٹیفیکٹ لے کر شہر بہ شہر پھرا کریں۔کب تک اس طرح پر پھرا کریں گے۔سو ضروری ہے کہ کسی عمدہ حرفہ کی طرف توجہ کریں اور ہمارے ہاں رہ کر دینی و دنیوی علوم حاصل کریں۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۳ نمبر ۷ مؤرخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۷، ۸)

ریزگاری کی اجرت سوال۔کیا جائز ہے کہ روپیہ کے پیسے دینے کے وقت ایک پیسہ کم دیا جاوے؟

جواب۔اس کا نام سود نہیں۔ایک دوکاندار محنت سے پیسے مہیا کرتا ہے اور اس نے ایک پیسہ اجرت لے لی تو حرج نہیں۔

سود خور کے گھر کا کھانا سوال۔ کیا سود خور مسلمان کے گھر کا کھانا جائز ہے؟

جواب۔ فرمایا۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کا سارا مال سود ہی سے آیا ہے اور بہت تجسس ایسے معاملات میں مناسب نہیں۔ ہاں اگر آپ کے انکار دعوت سے وہ سود چھوڑ دے تو بے شک انکار کریں تا کہ اصلاح ہو جاوے۔

جواز نماز جمعہ سوال۔ جس گاؤں میں پچاس آدمی جمع ہو جائیں وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک تو دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ جائز ہوسکتا ہے۔

خراجی زمین پر عُشر نہیں سوال۔ عُشر اخراجات پر جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ فرمایا خراجی زمین پر عُشر نہیں ہے۔

ہمارے کسی حکم کے خلاف نہ کرو لاہور کے میاں نبی بخش صاحب کا خط پیش ہوا کہ

نصف رات کے بعد مجھے ایک الہام ہوا اور اس طرح کی کیفیت ہے کہ جس طرح کسی نے غیب سے ایک برچھا میرے دل میں لگا دیا اور وہ الہام یہ تھا ”نورالدین بادشاہ[۱]“ ” لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک لاکھ بار“ مجھ کو اس سے اور کچھ سمجھ نہ آئی مگر یہ ایک تو حضور کے مرتبہ کی نسبت جتلایا گیا۔ دوم یہ کہ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک لاکھ بار پڑھوں۔ اس کے بعد میں نے اس کو ایک لاکھ بار پڑھا۔ اب اگر اجازت ہو تو آگے بھی پڑھوں اور آیا اس کے پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ ہے؟ میں نے ایک صحیح کیفیت حضور کی خدمت میں تحریر کر دی ہے اور اس سے زیادہ مجھے کوئی سمجھ نہیں۔ اس کے بعد دو دن تک ہر وقت یہی کیفیت رہی کہ میرا دل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا رہتا۔

بجواب لکھوایا کہ آپ ہم کو بادشاہ مان لو[۱] جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے کسی حکم کے خلاف نہ کرو۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۸ مؤرخہ ۲۴ ر اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

---

[۱] ”روحانی بادشاہ“ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کے الہامات میں بھی ایسے الفاظ موجود ہیں۔ (ایڈیٹر)

مصر میں موجود ایک صاحب کے نام خط

جناب من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولانا! اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن: ۵۲) ایک

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون: ۹) دو

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرۃ: ۶) تین

مفلح کے معنی ہیں مظفر ومنصور، کامیاب وبامراد۔ پس کیا قرآن کریم غلط ہے؟

آہ! قرآن کریم صحیح ہے۔

خلافت نے ایام حج میں مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (التوبۃ: ۳۶) کو منسوخ نہیں کیا۔ صدہا حاجی جان ومال سے تباہ نہیں ہوئے۔

اسلام کا محافظ یقیناً اللہ ہے۔ بغداد کو شیعہ نے ہلاکو سے بے نام ونشان بنایا، آخر ہلاکو کا پوتا مسلمان ہوا۔

بنوامیہ کو عباسیوں نے نابود کیا آخر عباسی خادم اسلام بنے۔ یزید نے کربلا و مدینہ و مکہ میں جو کیا جلد اس کا بدلہ پایا۔ یہ ہزار، انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے بہار کے دن ہیں۔ **علمه من علمه و جهله من جهله۔**

تنبیہ ہمارے خالد بن ولید...... بارش کے باعث جہاد سیفی میں جا نہ سکے۔ کیا کہنا ہے یہ ہے شجاعت۔

مصر میں کوٹھی، بجلی کی روشنی، خدام، مفت کے سگریٹ، گاڑی وغیرہ وغیرہ۔ بمبئی کے قونصل صاحب نے بھی چھ سو کرایہ کا مکان لے رکھا ہے۔ اوراوراور۔

نظم مرزا جس کا قافیہ وہ ہمت نہیں رہی، وہ شجاعت نہیں رہی، یار سے الفت نہیں رہی، وہ طاقت نہیں رہی، وہ غیرت نہیں رہی غالباً آپ کے گوش گزار ہو چکی ہوگی۔

پیارے معاف فرمایئے میں نے خود چندہ ایک بار نہیں کئی بار دیا۔ جماعت نے چندہ دیا دوبارہ اب کرر ہے ہیں مگراس کو لکھے کون ۔آپ کے سیاسی اخبار، آپ کے پیسہ، وطن، زمیندار اور وکیل جن کو مع آپ کے مخالفت کی دھت ہے۔اِنَّــا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ہماری جماعت اوّل ضعیف اور سیاسی عقلمندوں میں...... تھے جنہوں نے نادان قوم یقین کر کے بااثر شیخ ومولوی گجراتی جماعت سے اپنا نام الگ کرلیا......

احمدیوں کوحضرات آپ نے لکھا ہے اس کے دو معنی ہیں کس معنی میں لیا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (البقرۃ :۱۰۵) چندہ دیا ہے اور دیتے ہیں۔

سیاسی نکتہ خیال آپ کو مبارک ہو۔ میں نے سیاسی کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ ترکوں نے فلاحی زبان میں کوئی کتاب لکھی ہو یا قرآن کریم کی خدمت کی ہو مجھے اس کا علم نہیں۔ بخاری کی عینی بے ریب عمدہ کتاب استنبول میں طبع ہوئی ہے۔جَـزَاهُـمُ اللّٰـهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ ہمارے اکفار میں فتاوے شائع ہوتے ہیں۔ یہ............وائسرائے پر بمب چلایا۔ ہندو اخبار لکھتے ہیں قسطنطنیہ کا بدلہ لیا ہے۔ آپ کو اطلاع ملی ہے کہ ہندو مسلمان کا ہند میں اتفاق ہورہا ہے کیسا غلط کام ہے۔لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ.

آپ نے لکھا ہے صوفیائے کرام نے ''مانگتے جاؤ'' کا اصول سمجھا تھا۔مولانا کیا اب صوفیاء کو مان گئے۔

فقیر خاکسار (اَلْفَقِيْرُ اِلَى اللّٰهِ الْغَنِيّ الْحَمِيْدِ) صوفیاء سے ایک قدم آگے نورالدین ہے۔ سبحان اللہ کیسی ترقی کی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

محمود کی پُر تکلف آپ دعوت کرتے ہیں۔ وہ روپیہ چندہ میں دیجئے۔اس اصل پر مانگتے جاؤ۔

موجودہ حکومت آپ کی دوست ہے تو ان کو کہو قرآن کے عالم و عامل ہوں، تفریح کم کردیں، اسلام کو حقارت سے نہ دیکھیں، اسلامیوں سے اتحاد پیدا کریں، عرب پر نظر ترحم ڈالیں، محبت بڑھائیں، نجد و یمن و حجاز، کویت پر نظر شفقت ڈالیں، حجاج کے مأمن بنیں، مکہ کے خادم ہوں۔آہ! دو لاکھ کے قریب اپنے اور عرب کے لوگ انہوں نے تباہ کئے۔ یورپ کی حکمت عملیہ کو

سمجھیں ایسے قونصل نہ بنائیں جیسے انڈیا میں رکھے ہیں۔ الاماں الاماں سرو یہ مانٹی نگرو، ہرزیگونیہ، یونانی سلطنت، اٹلی اور لنڈن میں قونصل ہوشیار مومن ہوتے تو ان کی تیاری سے آگاہ کرتے۔

بابا میں سیاست کی کتابیں نہیں پڑھا۔ ہمارا ملک عہد سکھاں سے انگریزوں تک عہد غزنوی سے افغانوں تک مغلوں تک غلام ہے۔ سیاست کو نہیں جانتے۔ اگر کوئی مناسب بات کہی ہے تو کودک نادان کا تیر بہدف ہے وِالّا ناشناسی عذر ہے۔

کوئی کتاب سیاست کی مگر دقیانوسی نہ ہو اگر مل سکے...... مجھے بھیج دیں۔

یہ سوال ہے مصر کی بجلی کی روشنی والی کوٹھی میں آپ ہیں۔ کھانے کا کمرہ الگ، سلاملک الگ، لکھنے پڑھنے کا الگ، نوکر چاکر مفت، روزانہ ۵۰ سگریٹ، گاڑی ہے۔ علم سیاست میں بایں شور قیامت و چندہ ہند۔ اس خرچ کا نام کیا ہے۔ تبذیر واسراف تو ہوگا۔ نہیں۔ آپ ماشاءاللہ فہیم ہیں، سخن فہم ہیں، ضرور بتائیں۔ خواجہ کمال الدین لنڈن میں گئے .... ہاں مصریوں نے طرابلس میں سنا ہے شکست کھائی تھی وہ متفرج تھے یا اور۔ مصر میں آج خیالات کیا ہیں؟ مصر میں آج کل کیا ہوتا ہے۔ وہاں یونیورسٹی کوئی ہے۔ اس کی کتابیں اور سکیم کیا ہے۔ کوئی کالج ہے۔ اس کی کتابیں اور سکیم کیا ہے۔ مصر میں آج کل کیا طبع ہوتا ہے؟؟؟

میں تو آپ سے ہرگز خلاف نہیں آپ کس امر میں مجھ سے خلاف ہوئے؟ ہم سے دور آپ کیوں مخالف ہوئے؟ آہ! میرا دل چاہتا ہے تم مجھ سے قرآن سیکھتے اس کا عمل سیکھتے اس کے بعد انشاءاللہ آپ کا سفر بہت مفید و بابرکت ہوتا۔ آپ کے مہمان نواز کو کیا خبر اس تحریر کا محرر قرآن کا کیسا ماہر وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ مگر آپ کو ایک طرف میرے تلامذہ کی تحقیر، دوسرے ہیچومن، تیسرے گجراتی جماعت کا اثر حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (ھود:۹) اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ....

وقت ہے نورالدین بڈھا قریب بگور اور قرآن جاننے والے تم۔ قرآن پڑھو۔ سگریٹ جل جاتا، گاڑی کی ہوا نابود زمانہ معدوم، روشنی نے آکسیجن کو ہلاک کیا۔ آیا اس ترک مہمان نواز نے

آپ کو غلط کہا ہے۔ آپ قرآن سمجھو، سیکھو گو مصر میں کوئی ملے۔ ہمارے لیے کوئی عمدہ کتاب مہیا کرو ہمارے پاس قرآن ہے......۔ والسلام

نورالدین ۱۷/فروری ۱۹۱۳ء

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۹ مؤرخہ یکم مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۴، ۵)

اخروی عذاب کا نظارہ دنیا میں

درس قرآن میں آیات ذیل کا موقع تھا ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡهِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِیۡمِ (الواقعة: ۵۲تا۵۶)

ترجمہ: پھر تم اے گمراہ اور مکذب لوگو! ضرور کھاؤ گے تھوہر کے درخت سے پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اس پر گرم پانی پینا ہوگا اور اس طرح پیو گے جس طرح پیاسا اونٹ بے تکا ہو کر پانی پیتا ہے۔

اس پر فرمایا۔

میں نے ایک شخص کو ایک بے نماز دکھلایا جس کے گلے میں ایک زخم آتشک کا تھا جس میں پیپ بھری ہوئی تھی اور اس کا کھانا پینا پیپ سے آلودہ ہو کر اندر جاتا تھا۔ اس طرح سے پیپ کھانے کا عذاب میں نے دنیا میں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے اس سے ڈرنا چاہئے۔

جب میں جوان تھا مجھے طب کا بھی شوق تھا۔ ایک شخص میرے پاس آتشک زدہ آیا۔ مجھے خیال آیا کہ جَو بُھنوا کر اس میں تھوہر کا دودھ جذب کر کے گولیاں بنائیں۔ میں نے اسے **طَعَامُ الۡاَثِیۡم** (یعنی گنہگاروں کی غذا) سمجھ کر اس کو بھی وہ گولی دی۔ اس نے اس کو گھبرا دیا اور کہنے لگا میرے اندر تو آگ لگ گئی ہے پانی دو۔ پھر میں نے (اس آیت کا خیال کر کے) گرم پانی چند گھونٹ پلا دیا۔ اس کو قے اور دست شروع ہو گئے مگر آتشک اچھا ہو گیا۔

صفات باری تعالیٰ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الحدید: ۲)

فرمایا کہ جو چیز نئی دنیا میں آتی ہے کیسی پاکیزگی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جب یہ پتے گرے تھے

کیسی خراب شکل تھی (جس درخت کے نیچے کھڑے ہوکر درس فرمارہے تھے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا) جب نئے پتے نکلتے ہیں کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اروڑیوں پر کیسا گند ہوتا ہے مگر وہاں بھی جو پتہ نکلتا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ جب بارش کا پانی برستا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے کیسا مصفا اور بے عیب ہوتا ہے نہ مشرک ہوتا ہے نہ بے ایمان ہوتا ہے۔ بھینسوں اور کتیوں کے چھوٹے بچوں میں جو خوبصورتی پائی جاتی ہے وہ بڑوں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ آنکھیں نہ ہوں کیسی دقت ہو۔ کان سے کیسی باتیں سنتے ہیں، زبان سے کیسی پاک باتیں نکلتی ہیں۔ خدا کے یہاں سے سب چیزیں پاک آتی ہیں۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ ہر چیز اللہ کی پاکیزگی بیان کر رہی ہے۔

میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کس قدر محبت اور پیار ہے۔ قرآن کا ایک ایک حرف کیسا عمدہ اور پیارا لگتا ہے۔ مجھے قرآن کے ذریعہ بڑی بڑی فرحتوں کے مقام پر پہنچایا جاتا ہے۔ دنیا میں جتنی حکمتیں بنی ہوئی ہیں سب اسی حکیم کی بنائی ہوئی ہیں۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الحدید: ۳) وہ ایک ایسا بادشاہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ ہر گھڑی میں پیدا بھی ہو رہے ہیں اور مر بھی رہے ہیں۔ کوئی ایسا نہ پیدا ہوا جو موت کی دوا کرے یا کسی انسان کو پیدا ہی کر سکے۔ موت سے بچنے کے لیے بادشاہوں نے فوجیں رکھیں ہتھیار اور قلعے بنائے دوائیں اور منتر اور ختم ......اور انتظام بنائے، یہ سب کچھ ہوا مگر کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی اس سے بچا ہو۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید: ۴) اللہ تعالیٰ کی یہ چار صفتیں ہر وقت رہتی ہیں۔ اللہ اوّل ہے اور جس وقت وہ اوّل ہے اسی وقت آخر بھی ہے اور ظاہر بھی اور باطن بھی۔ هُوَ الْاَوَّلُ کے یہ معنی غلط کئے گئے ہیں کہ ایک وقت میں خدا اکیلا تھا پھر جہان بنایا۔

دیانندیوں نے بھی غلطی کی ہے کہ کہا کہ چار ارب سال ہو گیا حالانکہ اگر مہا سنکھ کو مہا سنکھ میں مہا سنکھ دفعہ بھی ضرب دیں تب بھی خدا کی ہستی کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ مگر قربان جائے الحمد شریف کے جس

نے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرما کر فیصلہ کر دیا۔ سب لوگوں نے جہاں کی تاریخیں لکھیں مگر قرآن نے اس کو چھوڑ دیا۔ عیسائی بڑے بے ہنگم مؤرخ ہیں سات آٹھ ہزار سے نیچے ہی رہتے ہیں۔ پانڈوں کی لڑائی مسیح سے چار ہزار برس پہلے ہوئی۔ قرآن کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ اللہ جلشانہٗ کے بنانے کی کوئی تاریخ ہی نہیں بتائی دراصل کوئی ہے ہی نہیں۔ آج بھی اللہ اوّل ہے اور آج ہی آخر بھی ہے۔ جس وقت وہ مجھ کو بنا رہا تھا نطفہ سے بھی پہلے بقول ؎

ہم چو سبزہ بارہا روئیدہ ام الخ .....

کے جبکہ اناج تھا پھر روٹی بنی خون بنا نطفہ بنا۔ غرض کہ جس وقت وہ بنا رہا تھا جتنا حصہ میرا بن چکا تھا ان سب وقتوں میں ربوبیت سے میری حفاظت فرماتا رہا۔

وہ ہر چیز کے بنانے کے وقت اس کی ابتداء اوسط اور انتہا میں موجود ہوتا ہے۔

اَوَّلُ: لَيْسَ قَبْلَهٗ شَيْءٌ (جس سے پہلے کوئی شئے نہ تھی)

اٰخِرُ: لَيْسَ بَعْدَهٗ شَيْءٌ (جس کے بعد کوئی شئے نہیں)

اَلظَّاهِرُ: لَيْسَ فَوْقَهٗ شَيْءٌ (اس پر کسی وقت کوئی حکمران نہیں)

اَلْبَاطِنُ: لَيْسَ دُوْنَهٗ شَيْءٌ۔

اللہ کی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت اس سے کوئی الگ چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسی کوئی چیز نہیں جس پر اللہ کی ان صفات کا تسلط نہ ہو۔ لوگوں نے اس بات پر ہنسی اڑائی ہے کہ تم ہمیشہ کا بہشت کس طرح لو گے جبکہ صرف خدا ہی پیچھے رہ جائے گا۔ ربّ، رحمٰن، رحیم، مالک یہ چاروں صفتیں کبھی خالی نہیں رہتیں۔ زمانہ ہر وقت فنا ہوتا رہتا ہے۔ ماضی مر گیا مستقبل دنیا پر آیا نہیں حال کا کوئی زمانہ ہی نہیں۔ یہ زمانہ جو ہر وقت فنا ہوتا ہے اس کے اوّل و آخر خدا ہی ہے۔ ہر آن میں خدا ہی ہمارے ساتھ ہے۔ یہ معنی سوائے قرآن کریم کے اور کسی کو نہیں آتے۔ (نور)

مظہر جانِ جاناں فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت مظہر جانِ جاناں کے پاس جوتا نہ تھا۔ عادت نہ تھی کہ کسی کے آگے اپنی حاجت یا حالت کو ظاہر کریں۔ ایک مخلص مرید نے دعوت کی آپ نے عذر کر دیا

تا کہ برہنگی پا کسی پر ظاہر نہ ہو۔ وہ بہت مخلص مرید تھا اس نے پتہ لگانا چاہا کہ وجہ کیا ہے اور جو معلوم ہوا تو بے اختیار رو پڑا۔ تب حضرت نے ایک شعر کہا ۔

ہزار حیف کہ گل کرد بینوائی من
بہ چشم آبلہ کردہ برہنہ پائی من

نصیحت برادر مکرم منشی فرزند علی کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲۰/اپریل کی صبح بوقت رخصت مفصلہ ذیل نصیحت لکھ کر دی۔

اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَقَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ وَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ.

قرآن مجید پڑھو اور اس کا تدبر کرتے رہو، دعائیں مانگو، قرآن کریم پر عمل کرتے رہو، قرآن کریم خلقت کو پہنچاؤ۔

مرزا صاحب کی کتابیں ہمیشہ مدنظر رہیں، مخلوق کے ساتھ خوش معاملگی ہو، افسروں کو ناراض مت رکھو۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۱۵/ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۲۷، ۲۸)

ایک شیعہ کے خط کا جواب

مولانا! السلام علیکم

۱۔ جناب ایک ماہ کامل گھر سے باہر رہے کیا ہی پسندیدہ بات ہوتی کہ اس میں قادیان دیکھ لیتے۔ خاکسار ضرور آمد و رفت اور کچھ زائد نذر کر دیتا اور اب بھی یہاں جناب کو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہ پہنچتا۔

۲۔ غور فرمایئے اللہ تعالیٰ کے دشمن، ملائکہ کے دشمن، جبرائیل و میکائیل کے دشمن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ (البقرۃ:۹۹)

آدم، ابراہیم، داؤد، سلیمان، یوسف، موسیٰ اور عیسیٰ کے دشمن ہوئے۔ ابلیس، شیطان، نمرود و آزر، رحبعام، ساؤل، یوسف کے بھائی، فرعون اور یافا۔ ہمارے سید و مولا خاتم النبیین رسول ربّ العلمین، شفیع یوم الدین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین کے اعداء، ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ربیعہ، عقبہ، ابی، ابی بن سلول، ولید وغیرہ وغیرہ۔

کیا خلفاء کے دشمن نہ ہوں؟ عجب، عجب، اعجب۔

مسلمانوں کے ہندو، عیسائی، مسیحی، یہودی دشمن بلکہ ملتان میں مقلد و غیر مقلدوں کے شیعہ و خوارج۔ بل کوئی مومن دشمن سے خالی نہیں۔ ایک خلیفہ کے وقت تمام عرب سوائے مکہ و مدینہ وحوالیٔ کے دشمن۔ اسود عنسی، مسیلمہ وغیرہ جن میں بعض تو بالکل جاہلیت میں چلے گئے۔ بعض نے اپنے اپنے نبی بنائے۔ بعض زکوٰۃ کے منکر بھی تھے۔ بعض زکوٰۃ کو مدینہ میں بھیجنے کے منکر ہو گئے۔

مولانا! کوئی مومن دشمن سے خالی نہیں رہا نہ رہے گا۔ مرے جیتے کے ہزاروں دشمن ہیں۔ ایسی صاف بات قدرت الٰہیہ ہے بحث کے نیچے آ گئی۔ اللہ اللہ تمام عرب میں مخالفت وارتداد۔ آپ فرماتے ہیں مخالف کون؟ سنیئے ایک تو وہ تھے جن کی ایک عورت مولیٰ مرتضٰی کو ملی۔ حنیفہ اس کا نام محمد بن علی علیہما السلام کی ماں۔

دوسرے کے عہد میں ایران وعراق وشام ومصر اعدا سے بھرا پڑا تھا۔ تیسرے کے دشمن تمام خوارج تھے۔ چوتھے کے اعداء، شیعہ ملتان سے پوچھ لیجیئے۔ ایسی سیدھی ظاہر صاف بات پر آپ کا سوال حیرت ہے۔ ہاں آپ کی طرز تحریر سے یہ بات مجھے ثابت ہوگئی ہے آپ جواب الجواب میں کسی قدر مقابلہ مدنظر رکھتے ہیں۔

مولانا! خلیفہ بنانا میرے نزدیک صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ پھر ابوبکر کو مولٰنا کیا ضرورت پڑی کہ آیت استخلاف سے استدلال کرتا۔

میں بہت بار عرض کر چکا ہوں اجماع کیا ہوتا ہے۔ ذرہ سنّی شیعہ خوارج کے اصول میں

اجماع کی تعریف تو سنو آپ کو ہنسی آ جائے گی۔ اجماع اس زمانہ کا ایک ہوا ہے اس کا بار بار ذکر حیرت بخش ہے۔

(۱) مولانا! خاص عام کا فرد ہوتا ہے۔

(۲) جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (المائدۃ : ۲۱) میں کم اور ملوک جمع کیا خاص ہے؟ اس پر مکرر نظر فرمانا ضروری ہے۔ جمع کے الفاظ کو خاص کہنا؟

بادشاہ مولانا! وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (النور :۵۶) میں سزا اور جزا کا کون سا کلمہ ہے اس پر توجہ ہو۔

آپ توریت کو پڑھ لیتے۔ اگر موقع نہ تھا تو قرآن کو پڑھ لیتے جہاں يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ کے ساتھ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً (المائدۃ:۲۷) لگا ہوا ہے تو کبھی نہ لکھتے کہ ہر فرد بشر پر موسیٰ کے زمانہ میں وعدہ پورا ہوا۔ حضرت مولٰنا! موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، قارون اور اس کا سارا کنبہ اور جو لوگ اِهْبِطُوْا مِصْرًا (البقرۃ:۶۲) کے مخاطب ہوئے ایک بھی ارض موعود پر نہ پہنچا۔ صرف دو آدمی جو میرے مطلب کو حل کر گئے۔

میں اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے مذاہب پر آگہی رکھتا ہوں۔ آپ نے بے وجہ یہاں اللہ تعالیٰ کے عادل نام پر توجہ فرمائی ہے۔ مولانا! عادل نام اللہ تعالیٰ کا کس قرآن کریم اور کس حدیث مسلّم میں ہے۔ اس لفظ کی جڑھ کیا ہے اور کب نکلا۔ کیوں نکلا۔ کس تفسیر میں اس پر زور ہے۔ مجھے معلوم ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

آپ لفظ الربّ، الرحمٰن، الرحیم پر زور دیتے ہیں۔ یہ طریق کہ میں نے اصل بحث کو کس قدر مدنظر رکھا ہے اور شخصی جھگڑا پسند نہیں کیا۔ مگر اس طریق بحث سے چونکہ اب تک کہیں آپ ہاتھ نہیں ڈال سکے آپ نے مجھے طعنہ دیا ہے۔ میں گھبراتا نہیں، وسیع الحوصلہ ہوں۔ ہاں دل چاہتا ہے آپ کا حرج بھی نہیں۔ آپ ضرور ایک بار مجھے ملیں۔ مجھے نہ تعصب نہ ہٹ۔ نہ کسی کا اللہ کے سوا خوف!

تاریخ کی خوب کہی۔ کیا شیعہ کی تاریخ، خوارج کی تاریخ، سنیوں کی؟

نورالدین

عیسائی چوہڑوں سے برتاؤ دریافت ہوا کہ چوہڑے جو عیسائی ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ بہ لحاظ اہل کتاب ہونے کے کھانا جائز ہے مگر اکثر چوہڑے عیسائی ہو کر اپنی پچھلی عادتوں پر قائم رہتے ہیں حرام کھاتے اور گاؤں کے مسلمان ان سے نفرت رکھتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھ کھان پان کریں تو دوسرے مسلمانوں کے درمیان انگشت نما ہو جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

یہ ضروری نہیں کہ ان کے ساتھ کھایا جاوے اور جو چوہڑا پن کی عادتوں اور رسموں کا تارک نہیں ہوتا اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ چوہڑوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

قدرت ثانیہ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ قدرت ثانیہ سے کیا مراد ہے؟

فرمایا۔ جب کسی قوم کا مورث اوّل اپنا کام پورا کرتا ہے تو اس کے کام کے سرانجام دینے کے واسطے قدرت کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (المائدۃ: ۴) اس کا ظہور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا مگر آپ کے بعد آپ کے خلفاء نواب مجددین کے وقت بھی ہوتا رہا، وہ سب قدرت ثانیہ تھے۔ قدرت ثانیہ کی حد بندی نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی قوم کسی قدر کمزور ہو جاتی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت سے اس کی طاقت کو پورا کرنے کے واسطے قدرت ثانیہ بھیجتا رہتا ہے۔

خفیہ نکاح ایک شخص نے دریافت کیا کہ میری بی بی بیمار رہتی ہے اور کمزور ہے میں اسے ناراض کرنا بھی پسند نہیں کرتا لیکن دوسری شادی کا بہت محتاج ہوں کیا جائز ہے کہ میں کسی سے خفیہ نکاح کرلوں؟ نکاح خواں اور گواہوں کے سوائے کسی کو خبر نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

میں ایسی پلیدیوں کا فتویٰ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ (المائدۃ: ۶) چھپی دوستیاں لگانا جائز نہیں۔ خدا سے ڈرو۔ ایسی ہی کرتوتوں کی بدولت مسلمانوں پر مصائب پڑے ہیں۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۳،۴)

خیرات کے متعلق ہدایتیں تمام کتب الٰہیہ سے زیادہ قرآن مجید میں خیرات کے متعلق ہدایتیں ہیں۔اس میں بتایا گیا ہے کہ کیوں دے؟اس لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہت عمدہ بدلہ میں دیتا ہے اس کے مال کو بڑھا دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ:۲۶۲) (۲) يُرْبِي الصَّدَقٰتِ (البقرۃ:۲۷۷)۔کیا دے؟عفو یعنی جو حاجت اصلیہ سے زیادہ ہو، حلال اور طیب مال دے، ردّی چیز نہ ہو۔ابتغا لوجه الله دے۔چنانچہ فرماتا ہے۔(ا) اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (البقرۃ:۲۶۸)(ب) وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ (البقرۃ:۲۶۸) (ج) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرۃ:۲۲۰)(د) وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۷۳) کس طرح دے؟پس جس کو دے احسان نہ جتائے، اسے دکھ نہ دے، ظاہر دے تو بھی اچھا اور اگر پوشیدہ دے تو یہ اس کے حق میں بہتر ارشاد ہوتا ہے۔(۱) لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرۃ:۲۶۵)۔(۲) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرۃ:۲۷۲) **نِعِمَّا** اور **خَيْرٌ لَّكُمْ** کے فرق کو غور سے دیکھنا چاہئے۔کس کس کو دے؟ فقراء اور مساکین کو، ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں روکے گئے ہوں یعنی طلباء علماء جو محض دین کے کاموں میں لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مصروف ہوں اور اس وجہ سے کوئی کسب نہ کر سکتے ہوں لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ (البقرۃ:۲۷۴)۔پھر خیرات کے متعلق ایک عام ہدایت ہے کہ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ (البقرۃ:۲۶۴)۔مسئول کے لیے قول معروف کی صورت یہ ہے کہ پاس کچھ نہیں دے سکتا تو کوئی بات ہی کہہ دے۔اور اگر پاس ہے مگر ایسی چیز ہے کہ اس وقت جو دینا چاہتا ہے دے نہیں سکتا تو کوئی بات ہی کہہ دے۔اور اگر پاس ایسی چیز ہے کہ اس وقت جو دینا چاہتا ہے دے نہیں سکتا مثلاً پونڈ یا نوٹ جیب میں ہے اور دینا ہے ایک پیسہ تو اس صورت میں بھی نیک بات کہہ دے۔اور سائل کے قول معروف کی یہ صورت ہے کہ اگر باوجود موجود ہونے کے عادتاً مانگتا ہے تو اپنے آپ کو سمجھائے کہ کیوں سوال کرتا پھرتا ہے۔اور اگر

واقعی احتیاج ہے تو بھی اپنے آپ کو قول معروف کرے کہ کیوں عجز یا کسل سے کام لیتا ہے کیوں نہیں محنت مزدوری کر لیتا۔ اسی طرح مسئول کے لیے استغفار کی صورت یہ ہے کہ پاس تو ہے مگر دینے کو دل نہیں چاہتا اس وقت استغفار کرے کہ جود و سخا کی توفیق اور شرح صدر عطا ہو۔ اور اگر پاس ہی کچھ نہیں یا جو کچھ پاس ہے وہ دینے کی استطاعت نہیں تو استغفار کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کشائش دے تا کہ اس کی راہ میں دے سکوں۔ اور سائل کے لیے بھی دو صورتوں میں استغفار ہے اگر باوجود مال کے مالک ہونے کے مانگتا ہے تو استغفار کرے کیوں خواہ مخواہ مانگتا پھرتا ہے۔ اور اگر واقع میں محتاج ہے تو استغفار کرے تا اس سوال کی ذلت سے محفوظ رہے۔ اور پھر ان صورتوں میں مسئول سائل کے لیے اور سائل مسئول کے لیے استغفار کرے۔

توکل کے کیا معنی آج کل اہل اللہ اور خدا کا ولی اسے سمجھا جاتا ہے جو اوّل درجہ کا سست ہو، کاہل ہو، نہ اسباب کو مہیا کرے نہ مہیا شدہ سے کام لے۔ حلال طیب رزق محنت سے کما کر کھانے کا عادی نہ ہو بلکہ اس بات کا امیدوار کہ کوئی آئے اور لقمہ منہ میں ڈال جائے۔ بظاہر ترک کر دینا اور دراصل طلب دنیا کے لیے ہمہ تن آرزو بن کے بیٹھا رہے۔

حضرت یعقوب نے اپنے قول و فعل سے توکل کے معنے خوب حل کئے۔ پہلے تو بنیامین کے لیے اس کے بھائیوں سے مؤکدہ بہ قسم عہد لئے پھر ایک تجویز بتائی اس کے بعد عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ فرمایا۔ چنانچہ آیات یوں ہیں۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَ مَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف: ۶۷،۶۸)

(ترجمہ) میں تمہارے ساتھ اسے نہیں بھیجوں گا جب تک مجھے اللہ کی طرف سے عہد نہ دو کہ اسے

ضرور میرے پاس واپس لاؤ گے بجز اس صورت کے کہ کوئی مشکل بن جائے۔ جب انہوں نے اپنا عہد دیا تو یعقوب نے کہا اللہ اس پر جو ہم وعدہ کرتے ہیں نگہبان ہے۔ پھر کہا بیٹو ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور کہ میں تم کو اللہ کی طرف سے کسی چیز سے نہیں بچا سکتا۔ حکومت سب اللہ ہی کی ہے۔ اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان کی خبر دی جاتی ہے اور یہ بھی کہ خدا تمہیں ضرور بچائے گا مگر ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ ایک کشتی بنا کر اس میں سوار ہو جاؤ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (ھود: ۲۷،۲۸)

اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم سے ایمان نہیں لائے گا مگر یہی جو لا چکے۔ پس رنجیدہ خاطر نہ ہو کفار کی کرتوتوں سے۔ اور ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنا اور ظالموں کی نسبت کوئی سفارش نہ کرو وہ ضرور ڈوبنے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت لوط سے وعدہ کیا اور بشارت دی لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ (العنکبوت: ۳۴) نہ ڈر نہ غم کھا ہم تجھے نجات دینے والے ہیں اور تیرے اہل کو مگر ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ (ھود: ۸۲) کہ اپنے اہل کو تھوڑی رات سے چپکے نکل جاؤ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: ۶۸) اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا مگر باوجود اس کے آپ جنگ میں دو زرہیں بھی پہن کر نکلتے۔

میرا مقصود ان واقعات کے بیان سے یہ ہے کہ شریعت اسباب کی رعایت سے مستغنی نہیں کرتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت درجہ غناء میں ہے اور آدمی کمزور، اس لیے ظاہری اسباب کو

ترک کر دینے کا کہیں حکم نہیں (اِلَّا اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ)

حضرت موسیٰ کی ماں کو وحی بھیجی کہ اسے دودھ پلا اور جب تو اس پر ڈرے تو اسے سمندر میں ڈال دے اور کچھ خوف نہ کرنا نہ غم کھانا ہم اسے تیری طرف لوٹا کر لائیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے بنائیں گے۔ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡہِ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡہِ فَاَلۡقِیۡہِ فِی الۡیَمِّ وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ اِنَّا رَآدُّوۡہُ اِلَیۡکِ وَجَاعِلُوۡہُ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ (القصص: ۸)

باوجود اس مؤکد وعدہ کے اور اس تسلی کے کہ نہ خوف کھا اور نہ غم کر اور یہ کہ ہم اسے ضرور تیری طرف لوٹانے والے ہیں بلکہ اسے مرسل بنانے والے ہیں آپ نے اسے یونہی دریا میں نہیں ڈال دیا بلکہ رعایت اسباب کو نہیں چھوڑا اور حکم الٰہی کے مطابق صندوق میں ڈال کر بہایا۔ پھر اس کی بہن کو خبرگیری کے لیے ساتھ ساتھ روانہ کیا۔ وَقَالَتۡ لِاُخۡتِہٖ قُصِّیۡہِ فَبَصُرَتۡ بِہٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ (القصص: ۱۲) اور ماں نے کہا موسیٰ کی بہن کو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا اور وہ موسیٰ کو کنارے سے دیکھتی گئی بحالیکہ ان کو معلوم نہ تھا۔

غرض توکل کے یہ معنی ہیں کہ پہلے اس کے مدعا کے جس قدر اسباب ممکن الحصول ہوں ان سے کام لے کر پھر نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دے۔

دعا کا طریق دعا کرنے کا بھی ایک علم ہے اور یہ اللہ کے فضل ہی سے ملتا ہے۔ ہمارے خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ

میں نے مکہ میں جب دعا کرنی چاہی تو مجھے خیال گزرا کہ ممکن ہے ایک مطلب کے واسطے جس کا اس وقت میرے قلب میں بڑا جوش ہے دعا کرلوں اور وہ قبول ہو جائے مگر دوسرے وقت میں آخر انسان کمزور ہے کوئی اور مشکل پیش آ جائے یا اس مدعا کی ضرورت نہ رہے تو پھر یہ دعا کافی نہ ہوگی اس لیے کوئی جامع دعا کرنی چاہیئے۔

آپ نے اس کے لیے بھی خدا ہی سے استعانت کی تو آپ نے یوں دعا کی کہ الٰہی میں کمزور اور تیری جناب کا فقیر، مجھے اپنی حاجتوں اور پیش آنے والی ضرورتوں کا علم نہیں پس تو میری یہ دعا قبول

کر لے کہ ضرورت کے وقت جو دعا مانگوں وہ قبول کر لینا۔ چنانچہ اب خدا کا فضل شامل حال ہے جب کسی ایسے اڑے وقت میں دعا کی خدا نے قبول فرمالی اور یہ اس جامعہ دعا کی قبولیت کا نشان ہے۔ غرض دعائیں بھی وہی پسندیدہ ہیں جو خود خدا تعالیٰ سکھائے اور اس کے انبیاء اس سے مانگیں۔

دعا میں مسئول کی تعریف ہوتی ہے اور سائل کا حال اور پھر عرض مدعا۔ چنانچہ حضرت نوح دعا فرماتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـَٔلَكَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ ‌ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِىۡ وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (ھود :۴۸)

اللہ تعالیٰ کو غفور الرحیم کہہ کر اپنے مسئول کی تعریف کی ہے اور اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ عرض کر کے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور پھر دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایسے سوالات نہیں کروں گا بلکہ اس کے لیے بھی جناب الٰہی سے استعانت کی ہے کہ انبیاء کا غایت درجہ ادب ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (الاعراف: ۲۴) میں اپنی کمزوری اور نقصان زدہ ہونے کا اقرار کیا اور خدا کی کمزوریوں سے محفوظ رکھنے والی اور نیک اعمال پر نیک نتائج مرتب کرنے والی صفت سے استمداد کی ہے۔

حضرت موسیٰ نے ایک دعا کی ہے جس میں اپنی کمزوری اور حاجت کا اظہار کر دیا ہے اور صفت ربوبیت سے استعانت کی ہے۔ رَبِّ اِنِّىۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَىَّ مِنۡ خَيۡرٍ فَقِيۡرٌ (القصص: ۲۵) اور تقرر مقصود نہیں کیا۔ یہ دعا بہت جامعہ ہے۔ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ: ۲۰۲)۔

مگر حضرت یونس کی دعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ‌ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ (الانبیاء:۸۸)۔ پہلے لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سے مسئول کی تعریف کی ہے اور اسے مبدء تمام فیوضات کا اور اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا

اور اِلَّآ اَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا۔ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ (الانعام:۱۸) (اگر تجھے اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کا دور کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں) کے ماتحت دکھ درد دور کرنے والا اللہ ہی کو ماننا اور اسے تمام نقصوں سے منزہ اور تمام عیبوں سے مبرا جاننا۔ دوسری طرف مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ :۳۱) (جو تمہیں مصیبت پہنچے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ہے) کے موافق اس مصیبت کو اپنی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا پھر سُبْحٰنَكَ سے تمسک کر کے اپنی مصیبت میں پڑنے اور اپنی کمزوری کا اقرار کیا کہ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ گویا استغفار کیا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ توحید ہے اور توحید فاتح ابواب خیر ہے اور استغفار مغلق ابواب الشر ہے اور اس دعا میں سب کچھ ہے اور اس پر صادق آتا ہے وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء :۹۱)۔ (تشحیذ الاذہان)

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۲۹ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۳ تا ۵)

اخبار الفضل کے اجرا کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے

میں (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ناقل) نے اس امر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح سے مشورہ لیا تو آپ نے جو کچھ اس پر تحریر فرمایا وہ جماعت کی آگاہی کے لیے نقل کیا جاتا ہے۔

ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی، حسن نیت، اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے۔ زمیندار، ہندوستان، پیسہ میں اور کیا اعجاز ہے۔ وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا، نصرت الٰہیہ کی امید بلکہ یقین۔ تَوَكُّلًا عَلَى اللّٰهِ کام شروع کر دیں۔ نورالدین (دستخط)

پیغام صلح

سب انتظام مکمل ہو چکا تھا کہ لاہور سے ایک دوست نے پیغام صلح کا پراسپکٹس ارسال کیا۔ پیغام صلح کا ذکر تو پہلے سن چکا تھا لیکن پہلے تو ایک دوست نے بتایا کہ ابھی اس کی تجویز معرض التواء میں رکھی گئی ہے جب تک کہ خواجہ صاحب کے رسالہ کے لئے انتظام مکمل نہ ہو جائے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جاری تو ہوگا لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ کب تک۔لیکن پراسپکٹس سے معلوم ہوا کہ اس کا اعلان ہو چکا ہے۔ گو کہ پہلے بھی جماعت میں ایک سے زیادہ اخبار موجود ہیں لیکن ایک وقت میں دو اخبار کا نکلنا مناسب نہ جان کر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور معاملہ دوبارہ پیش کر دیا کہ وہ اخبار بھی شائع ہوتا ہے اس لیے اگر مناسب ہو تو فی الحال اسے بند رکھا جائے۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر ذیل کی عبارت تحریر فرمائی۔

مبارک ہے کچھ پرواہ نہ کریں وہ اور رنگ ہے یہ اور۔کیالاہور اخبار بہت نہیں؟

اس لیے ''فضل'' (جو نام کہ اس اخبار کا حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے رکھا ہے) کا پراسپکٹس بھی شائع کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ پیغام صلح اور فضل دونوں کو جماعت کے لیے مفید اور بابرکت بنائے۔آمین

(ماخوذ از اعلان فضل ضمیمہ اخبار بدر جلد ۱۳ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۵؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۹، ۲۰)

حضرت خلیفۃ المسیح کی نوٹ بک سے ایک ورق

مسیحی لوگ ۱۔عملاً توریت کے حلال وحرام اور اوامر ونواہی اور اس کے احکام سے قطعاً ان کو سروکار نہیں اور بائبل کی اشاعت پر ایسا زور لگاتے ہیں جسے دیکھ کر تعجب آتا ہے اور یوں روپیہ پانی کی طرح اس پر بہاتے ہیں اس کا ایک سرّ ہے۔

۲۔تحقیق در تحقیق میں لگے ہوئے ہیں قطب جنوبی میں غرق ہو رہے ہیں۔مسیح کی انجیل کو کھو بیٹھے ہیں اس کا نام نشان نہیں ہاں (ایلی ایلی لما سبقتانی) باقی رہ گیا ہے۔

۳۔سنن اللہ اہداف نیچر کے دلدادہ ہیں۔شیر کا بچہ شیر اور شیر کے اوصاف سے متصف، الٰہی صفات میں علم کامل، تصرف کامل اور یہی ربوبیت کے در پر ہیں۔گو مسیح فرماتے ہیں کہ اس گھڑی کا علم بیٹے کو بھی نہیں اور دو حواریوں کو فرمایا۔دائیں بائیں بٹھانا میرے اختیار میں نہیں۔

۴۔زانی کو آتشک اور خاص سوزاک، اور مرتکب جرائم کو خاص دھڑکا ہو اور مسیح کفارہ ہے۔گناہ کا اثر جسم پر پڑتا ہے اسی واسطے عورت دردزہ میں مبتلا ہوتی ہے اور تکلیف سے بچہ جنتی ہے۔گو مسیحی عورت ہو اور مرد پسینہ سے ہاں ماتھے کے پسینہ سے روٹی کھائے، گو نیک مسیحی ہو۔آتشک کا مارا

بپتسمہ سے شفا نہیں پاتا۔ مسیح جب شیطان پر فتح یاب ہوا تو تمام مسلمان جو مسیح کے مخالف ہیں اور مسیح فرماتا ہے جو ہمارا مخالف نہیں وہ ہمارا ہے، مسلمان بھی نجات پائیں گے۔

۵۔ مسئلہ تثلیث و کفارہ میں دعویٰ ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں۔ الٰہی کلام سے اس کو قائم کرو۔ اور خیال نہیں کرتے اگر عقل کا دخل باقی نہ رہے تو کسی غلط مذہب پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ایک سناتن دھرمی کہہ سکتا ہے کلام الٰہی بت پرستی کا حکم دیتی ہے، مجوسی کہہ سکتا ہے کلام الٰہی آگ کی پرستش کی رہنمائی فرماتی ہے، آریہ کہتا ہے روح، زمانہ، مکان، پھرکرتی اور پرمیشر کے غیر مخلوق ہونے پر وید کلام الٰہی رہنما ہے اور بس۔

۶۔ مسیحی فلسفی (ارنلڈ) نے کہا۔ تثلیث اور کفارہ کے سمجھنے میں ایشیائی عقلیں قاصر ہیں۔

میں نے کہا کہ خداوند نے ایشیائی جسم میں جنم لیا ہاں پطرس وغیرہ سب ایشیائی تھے۔ وہ تو اس کے ناواقف ثابت ہوئے۔ اس لئے مسئلہ ایجاد یورپ ہے۔

۷۔ دعاوی اناجیل کو انجیل مدلل نہیں کرتی۔ اسلام پر جو اعتراض کرتے ہیں ان سے انجیل ساکت ہے اور جرح کو مدلل اور مبرہن نہیں کرتے۔ جہاد، غلامی، کثرت ازدواج، طلاق پر نالاں ہیں۔ لاکن توریت کے جہاد، خود ان کے قومی مذہبی جہاد ناگفتہ بہ ہیں۔ غلامی، جنگی قیدی، جیل خانوں میں اور مسلمانوں کے یہ قیدی بچوں کی طرح گھر بلا پردہ رہیں۔ کثرت ازدواجی کے ......مگر تقویٰ کا حال ناگفتہ بہ۔ کنچنیوں کا لشکر میں ہونا ضروری ہے۔ نورالدین

(البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۵،۶)

کوئی خاتون حج پر جانے والی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے دریافت فرمایا ہے کہ اگر کوئی احمدی خاتون اس سال حج پر جانے والی ہو تو مطلع کرے۔ ایک شریف خاتون کے ساتھ اس کا ساتھ ہوسکتا ہے۔ (البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۷؍ مؤرخہ ۲۶ جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

ہدایت نامہ

احباب کرام کو یہ خبر دے چکے ہیں کہ چوہدری فتح محمد خان صاحب (انصاراللہ) جو تعلیم الاسلام قادیان کے پرانے طالبعلم اور عربک ایم اے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود کی خاص صحبتوں کے تربیت یافتہ ہیں اور جناب خلیفۃ المسیح کے رشتہ دار بھی ہیں اور ان سے دینیات کا بہت سا حصہ سیکھ چکے ہیں، اشاعت سلسلہ حقہ کے لئے لندن جاتے ہیں۔ ان کو جو ہدایت نامہ حضرت امیر المومنین نے لکھ کر دیا ہے وہ مجھے مل گیا ہے جسے میں بڑی خوشی سے شائع کرتا ہوں تا کہ احباب ان پاک خیالات سے مطلع و متمتع ہوسکیں جو ہمارے پیرومرشد کے قلب مطہر میں موجزن ہیں۔ ان ہدایات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور کس اصول پر کام کرانا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کی خیر خواہی کہاں تک آپ کے دل میں ہے کہ اس کے لئے اپنے مخلصوں کو دعا کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ یہ باتیں صرف انہیں لوگوں میں پائی جاسکتی ہیں جو اپنا قول فعل، حرکت وسکون محض اللہ کے لئے کر دیتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اسی کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔

(۱) جہاں تک ممکن ہو اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرتے رہو۔

(۲) اور اتباع نبی کریم ﷺ مدنظر ہو اور ہمیشہ رہے۔

(۳) استغفار، درود اور دعا کو کبھی ترک نہ کرو۔

(۴) نماز کی پابندی رہے۔

(۵) شراب، سور، بدصحبت سے اجتناب ہو۔

(۶) جس شہر میں جاؤ جناب الٰہی سے دعا کرو۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا۔

(۷) اور یہ دعا بھی نہ بھولیں اَللّٰھُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَ رَبِّ الْاَرْضِ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبِّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرِیْنَ ۔ وَرَبِّ الشَّیٰطِیْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْاَرْضِ وَ خَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حَیَاھَا وَاَعِذْنَا مِنْ وَبَائِھَا ۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ

صَالِحِیُ اَهْلِهَا اِلَیْنَا۔

(۸)...... جو شریر اختلاف ڈالتے خطوط لکھتے ہیں ان خطوط کی طرف توجہ نہ رکھ۔ اپنے کام سے تعلق رہے، دعاؤں اور درود، تضرع وزاری، خشیۃ اللہ سے غرض رہے۔

(۹) باہمی اختلاف سے دور رہنا، عفو و عافیت طلب کرتے رہنا، استغفار سے کام رکھنا، راستہ میں اور وہاں میرے لئے دعا کرتے رہنا۔

(۱۰) انگریزوں کا ہم پر حق ہے ان کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہم کو امن وامان، آرام اور چین بہت دیا۔ ان کے لئے دعا کرو، وہ قائل دعا ہوں یا نہ ہوں اور انڈین طالبعلم جو وہاں رہتے ہیں...... دہریت کی طرف جاتے ہیں ان کے لئے دعا، اگر کوئی مل جاوے تو اس کو حق پہنچا دو۔

(۱۱) سورہ والعصر ہمیشہ یاد رکھو۔

(۱۲) قرآن شریک، بخاری، حضرت صاحب کی تصانیف، فصل الخطاب، الوہیت مسیح، نورالدین، اگر پاس رہیں تو اچھا ہے۔ وَ اِلَّا برٹش میوزم میں یا برٹش لائبریری میں مل جائیں گی۔ غرض تقویٰ ہے اس کو مدنظر رکھنا اور وہاں ترقی کے لاکھوں سامان ہیں اپنی اور دلچسپی کے مطابق کوئی ڈگری حاصل کر لینا جو یہاں کام آوے۔ کام سب اللہ تعالیٰ نے کرنے ہیں۔ (نورالدین)

دعائے امیرؓ

مؤرخہ ۲۵/ جون کے دن آپ کو ۱۰۴ ڈگری کا بخار ہو گیا اس لئے آپ اس روز درس نہ فرما سکے۔

۲۶ کی صبح کو بھی میاں بشیر احمد صاحب والا درس نہ ہوا مگر شام کا درس ہوا اور اس میں بسبب ضعف کے حدیث کا درس آپ نہ دے سکے۔ درس کے بعد آپ نے فرمایا کہ

بیماری کے وقت مجھے ایسا خیال رہتا ہے کہ شائد میں اب زندہ نہ رہوں۔ چنانچہ اب کے بھی ایسا ہی ہوا میں نے دو رکعت نماز ادا کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ ضحیٰ اور دوسری میں الم نشرح پڑھی اور پھر میں نے اللہ کی حمد کی اور اس کے بعد استغفار کیا پھر میں نے ایک دعا کی اور مجھے یقین ہے کہ وہ قبول ہو گئی اور اس دعا میں میں تم کو بھی شریک کرنا چاہتا ہوں وہ دعا یہ ہے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (العلو للعلی الغفار فمن الاحادیث المتواترة الواردة فی العلو۔حدیث نمبر ۱۴۱)۔

استغفار یوں ہے

اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَائِمِ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِـنْ كُـلِّ اِثْـمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (سنن الترمذی ابوب الوتر باب ماجاء فی صلوٰة الحاجة)۔

یہ دعا حزب الاعظم اور ادعیۃ الاحادیث میں بھی ہے۔

الٰہی ہم پر ہر طرف سے زور ہو رہا ہے، الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے، مسلمان اوّل تو سست دوسرے دین سے بے خبر، قرآن شریف سے بے خبر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح سے بے خبر۔ اس لیے دشمن کھانے لگ گیا ہے۔ الٰہی تو ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو، سست نہ ہو، ہمت بلند رکھتا ہو، پھر استقلال کمال رکھتا ہو، دعائیں بڑی کرنے والا ہو، تیری تمام رضاؤں کو اس نے پورا کیا ہو یا اکثر کو، قرآن شریف اور صحیح حدیث سے باخبر ہو، پھر اس کو جماعت بخش، اس جماعت کے لوگوں میں بھی قوت جاذبہ ہو، بلند ہمت ہو، استقلال ہو، وہ بھی قرآن شریف اور حدیث سے واقف ہوں اور اس کے پابند ہوں۔ اے اللہ تیری درگاہ میں ابتلاء مقدر نہیں تو ان کو ثبات و استقلال عطا کر۔ وہ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا (البقرة: ۲۸۷) کے ماتحت ہوں۔ پھر ان کو اس طرح ترقی دے جس طرح میں نے تیری درگاہ میں دعا کی ہے۔

پھر فرمایا۔ مجھے یہ ہوا آ رہی ہے کہ اللہ پوری کرے گا۔ تم بھی اسی طرح دعا کرو اور تم بھی انصار اللہ بن جاؤ۔ (البدر جلد ۱۳ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۳ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

پھوٹ نہ ڈالو فرمایا۔ لوگوں کے کام نابکار ہیں اور گندے ہیں برے کام کرتے ہیں پھر مجھے رقعے لکھتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کے رقعے دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور نہ ان کی کچھ پرواہ کرتا ہوں۔ میں

اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں ہی عرض کروں گا اسی پر سب میرا بھروسہ ہے۔بعض شریر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خود ایک بدی کرتے ہیں یا آپس میں لڑتے ہیں پھر بڑوں کو اور افسروں کو اس لڑائی میں شامل کرنے کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور شکایتوں کا سلسلہ کھولتے ہیں اور اس طرح زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ تاریخ کے صفحات الٹا کر دیکھو اختلاف ڈالنے والوں نے کس قدر نقصان دنیا کو پہنچایا ہے۔سنی شیعہ کا ابتدائی جھگڑا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر تفرقہ کہاں سے کہاں تک پہنچا۔مقلد اور غیر مقلد کا فرق کوئی بڑا فرق نہ تھا مگر بعد میں کس قدر خوفناک شکل اس نے اختیار کی۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ لوگ چھوٹی سی بات پر جھگڑ پڑتے ہیں پھر انجام بہت برا ہوتا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرۃ:۱۵۴) کا لطیفہ لوگ بھول گئے ہیں۔ایک گالی کے بدلے میں سو گالی دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ایسے لوگ خود ایک دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں۔اور اس سے بڑھ کر کوئی بدکار نہیں جو لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالے، چالاکیوں سے کام لے اور پھر اپنے آپ کو بری ٹھہرائے۔

تمہاری محبت کا حریص نہیں فرمایا۔عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو کچھ فرائض اور سنن تمہارے سامنے بیان کروں گا اور اگر میں مرگیا تو یاد رکھو کہ میں تمہاری محبت کے لیے حریص نہیں ہوں۔یہی حال تم میرا سمجھو۔میں خدا کی قدرت سے زندہ ہوں اور تمہیں رات دن نصیحت کرتا ہوں پر تمہارے درمیان رہنے کی حرص نہیں رکھتا۔

ایسا ہی ذکریا رازی ایک ہشیار طبیب تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ نابینا ہو گئے لوگوں نے کہا کہ آپ کی آنکھ درست ہونے کے لائق ہے آپ چاہیں تو ہم بنا دیں؟ کہنے لگے مجھے اب تمہارے دیکھنے کی خواہش نہیں اس واسطے آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

حضور کی دردمندانہ دعا اے ہمارے ربّ قدیم سب دل تیرے ہاتھ میں ہیں تیری مدد کے سوائے ہمیں کوئی توفیق حاصل نہیں ہو سکتی تو ہم پر رحم فرما اور اس نور سے جو تو نے ہمارے درمیان اپنے فضل سے نازل کیا رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کی ہمت اور قوت عطا کر۔تو ہی ہے جو دیتا ہے اور تیرے سوائے کوئی نہیں جس سے ہم مانگیں اور پائیں۔تو اس نورالدین کی دعاؤں کو قبول کر اس کی

خواہشوں کو پورا کر اور اسے دینی دنیوی حسنات سے مالا مال کر دے کہ تو ہی خالق ہے اور تو ہی مالک ہے اور سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۴ نمبر ۲ مؤرخہ ۲۴ ؍جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

دیدار رسول کا شوق ایک شخص نے عرض کی کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بہت خواہش مند ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

آپ درود شریف بہت پڑھا کریں۔

توکل فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب جب کہ حضرت جانِ جان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہوئے تو اس گڑبڑ میں تین روز گزر گئے لیکن کسی نے ان کو کھانا نہ دیا۔ وہ بھی انتظار میں بھوکے رہے لیکن نہ مانگا۔ تیسرے روز رات کو جب کہ سب سو رہے تھے تو ایک شخص نے پکارا کہ (باقر خانی لو) آپ نے اس کو لے کر بھوک کے مطابق کھا لیا پھر بھی وہ بہت بچ رہی۔ خیال ہوا کہ بقیہ رکھ چھوڑیں لیکن معاً دل میں گزرا کہ خدا مالک و رزاق ہے پھر آئندہ کی اس قدر کیوں فکر۔ لہٰذا اسے لے کر مسجد کے باہر نکلے، دیکھا کہ ایک فقیر سوال کر رہا ہے آپ نے بلا تأمل اسے دے دیا۔ جب سو رہے تو الہام ہوا کہ ہم نے تمہارا امتحان کیا تھا ایک تو بھوکے رکھ کر دوسرے روٹی دے کر۔ لیکن تم پاس ہو گئے اب ہم مرنے تک تمہیں بھوکا نہ رکھیں گے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں سب کو خیال ہوا کہ ہم نے تین روز سے حضرت کو کھاتے نہیں دیکھا۔ لنگر خانہ سے آخر کسی نے آپ کو کھانا کھلایا بھی ہے یا نہیں۔ ہوتے ہوتے پھر آپ سے ہی سبھوں نے دریافت کیا اور معلوم ہونے پر سب نے معذرت خواہی کی لیکن جیسے جیسے کہ لوگ آپ سے اپنی غفلت کی معافی چاہتے تو آپ ویسے ہی بہت ہنستے جاتے تھے۔ فرمایا۔ یہ خدائی تصرفات ہوتے ہیں۔ (اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی اس سلسلہ میں بیعت تھی۔)

کتب حدیث کسی کا سوال پیش ہوا کہ حدیث میں کون سی کتابیں پیش نظر رہیں؟

فرمایا۔ مؤطا، عمدۃ الاحکام ہمیشہ زیر مطالعہ رہیں۔

ظالم سے کیونکر بچ سکتے ہیں ایک صاحب نے اپنا مقدمہ اور اس کی پریشانی اور پھر حاکم کا ظلم

سنایا تو فرمایا کہ

ایک دفعہ کسی صاحب کو بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا جب کہ مجھ سے مشورہ کے لیے پوچھا تو میں نے کہا کہ پہلے تم خوب خوب توبہ کرلو۔ جب انہوں نے توبہ کرلی تو اتفاقاً وہ ظالم حاکم ان کی پیشی سے پہلے ہی چلا گیا۔

معیارِ صداقت فرمایا۔ معیارِ صداقت فضل الٰہی ہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ جس پر فضل ہوا حق کو پالیا۔ اگر حقیقت میں کوئی معیار ظاہراً ہوتا تو پھر سب ہی حق کو شناخت کر لیتے۔

پل صراط سے بچاؤ فرمایا۔ پل صراط سے بچنے کے لیے **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

تحصیلِ علم ایک امیر کے لڑکے کا واقعہ بیان فرمایا جو آپ اور وہ ایک مولوی کے پاس پڑھا کرتے تھے کہ

وہ لڑکا ایک ایک صفحہ صرف میر کا ۶ بجے صبح سے شام کے ۶ بجے تک بڑے غور و فکر اور تحقیق سے پڑھا کرتا۔ آپ نے تو ایک ہی روز میں تنگ آ کر چھوڑ دیا اور استاد صاحب سے کہا کہ اس طرح تو تحصیل کے لیے عمر نوحؑ چاہیئے؟ مولوی صاحب نے بھی کہا کہ واقعی میرا بھی دم ناک میں ہے لڑکے کی طبیعت میں شک بہت ہے ذری ذری بات پر بیسیوں سوالات کے جوابات مجھے دینے پڑتے ہیں میں بھی قریب میں جواب دینے والا ہوں۔

فرمایا کہ میں جب کہ عرب سے سب علم تحصیل کر کے آیا تو وہ فصول اکبری پڑھ رہے تھے۔ ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ میں پڑھنے آیا ہوں لیکن پہلے میں کچھ دن آپ کو آزما لوں گا۔ پس ایک سال ایسا ہی گزرا۔ پھر ایک روز کہنے لگے کہ میں نے دعا کی ہے کہ آپ کو لڑکا ہو جب کہ آپ اپنے لڑکے کو پڑھائیں گے تو میں بھی اس کے ساتھ پڑھوں گا۔ بالآخر چند دنوں بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۴ نمبر ۳ مورخہ ۳۱؍جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

رمضان میں درس قرآن کا اجراء ۳؍اگست کو ہلال نظر نہیں آیا اس لئے ۵؍اگست سے روزہ شروع ہوگا۔ حضور نے اعلان فرمایا ہے کہ

میں بعد نماز فجر ایک پارہ روز درس قرآن مجید دیا کروں گا۔

بیرونی قلیل الفرصت احباب کے لئے اچھا موقع ہے۔ بخاری کا درس نہیں ہو سکے گا۔ ہم کتاب الشہادت تک پہنچے ہیں۔

شادی کے موقع پر بیٹے اور بہو کے لئے تحائف حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

ہم نے تو اپنی بہو اور بیٹے کو دو قرآن مجید، دو صحیح البخاری اور ان کے لئے رحل اور حزب المقبول، فتوح الغیب اور براہین احمدیہ اور الماری اور تہجد کے لئے لالٹین اور لوٹا دیئے ہیں اور بس۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح۔ الفضل جلد ۱ نمبر ۸ مورخہ ۶؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

سورہ عنکبوت کا پہلا رکوع ۲۹؍جولائی کی شام کو درس قرآن شریف کے شروع کرنے سے پہلے فرمایا کہ

سبق تو شروع کرتا ہوں مگر دل گھبراتا ہے کچھ اس وجہ سے کہ رات سے بیمار ہوں اور کچھ اس رکوع (سورہ عنکبوت کا پہلا رکوع) کے الفاظ ہی گھبرا دینے والے ہیں۔

خدا حافظ مدرسہ کے بچوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

بہت لوگ تم میں سے کل جائیں گے (تعطیلات موسم گرما)۔ جانا بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور رہنا بھی حکمت ہے۔ ہمیں کیا خبر ہے کہ تم واپس آ ؤ گے تو ہم جیتے ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ جو درس قرآن شریف کا گزرتا ہے میں اسی کو غنیمت جانتا ہوں اور اللہ کا فضل مانگتا ہوں۔ میں تم سب کو حوالہ بخدا کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ دعائیں بہت کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق نہ چھوڑو۔ استغفار بہت کرو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہو۔

خدا کے عذاب سے ڈرو فرمایا۔ جب کوئی سلطنت یا قوم، گھر یا انسان ہلاک ہونے کے

قریب ہوتے ہیں تو ان میں سچائیوں پر عمل درآمد کم ہوتا ہے یہ ہلاکت کی نشانی ہے۔ بغداد کا آخری بادشاہ جب سلطنت تباہ ہوئی کبھی سال میں ایک دفعہ ہوادار میں بیٹھ کر اپنے محل سے باہر نکلا کرتا تھا اور وہ بھی اپنی بی بی کے مجبور کرنے پر ورنہ اسی بی بی کی گود میں پڑا رہتا تھا جس کا نام نسیم السحر رکھا ہوا تھا اور ایک باغ بنایا ہوا تھا جس کے پتے اور پھول سب موتیوں اور جواہرات کے تھے۔ تاتاری لوگوں نے اس باغ کو لوٹ لیا سب زر و جواہرا تار لیا۔ نسیم السحر بھی ان کے قابو میں آ گئی اس کے پاس جو بیش قیمت موتی تھے وہ لینے لگے اس نے کچھ مزاحمت کی تو اسے وہیں قتل کر کے رستے میں پھینک دیا۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ میں نے دیکھا کوچے میں اس کی لاش پڑی اور کتا لہو چاٹ رہا تھا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (اٰل عمران : ۹۸) ہے اس کا کسی کے ساتھ رشتہ نہیں۔ وہ کسی خاندان، ملک یا آدمی کو بڑا بناتا ہے جب وہ بدیوں پر اتر آتے ہیں تو ایک آن میں ہلاک کر دیتا ہے۔ بغداد میں چودہ لاکھ اندر اور چار لاکھ باہر اٹھارہ لاکھ آدمی قتل کیا گیا تھا اور پانچ لاکھ کتاب کسی نے اپنے مطلب کے مطابق منتخب کر لی تھی باقی سب دریا برد کر دی گئی تھیں۔ وہ کتابیں آج کل روس کے ایک کتب خانہ میں پڑی ہیں، بڑی مشکل کتابیں اسی جگہ صحیح کی جاتی ہیں۔

اب اس زمانہ میں مسلمانوں پر مصیبت یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے واقف نہیں۔ انہیں علم نہیں کہ بدی کیا ہے اور کن باتوں میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے جن سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ اکثروں کو قرآن شریف کے پڑھنے کا شوق ہی نہیں۔ اگر شوق ہو تو فرصت نہیں۔ زمیندار، تاجر، ملازم سب رات دن اپنے کاموں میں ایسے مصروف ہیں کہ قرآن شریف کے واسطے کوئی وقت نہیں۔

قرآن خوانی کی قدر کرو ایک شخص میرے پاس آئے۔ قرآن شریف کے پڑھنے کا بڑا شوق ظاہر کیا۔ مجھے کہا کہ آپ کوئی انتظام کر دیں کوئی استاد مقرر ہو جو مجھے قرآن شریف پڑھا دیا کرے اس کے ساتھ وقت مقرر ہو۔ میں نے ایک استاد مقرر کر دیا وقت بھی مقرر ہوا۔ وہ استاد جب ان کے مکان پر گیا تو خفا ہونے لگے کہ یہ کیسے ملّاں لوگ ہیں نہ طریق ادب سے واقف ہیں نہ ہماری مصروفیتوں سے آگاہ ہیں آ گئے کہ سبق پڑھ لو دیکھتے نہیں کہ ہم کیسے ضروری کام میں مصروف ہیں۔ باہر بیٹھ جاؤ

وقت فرصت دیکھا جاوے۔ وہ استاد صاحب تو گھبرائے مگر میں نے انہیں کہا کہ چند روز دیکھو اور اس کے مکان پر جاتے رہو۔ خیر وہ جاتے رہے آخر شاگرد صاحب نے خود ہی مجھے کہا کہ میں ایسے لوگوں سے نہیں پڑھ سکتا۔ یہ تکبر کا حال ہے حالانکہ یہ لوگ اس لائق نہیں کہ تکبر کریں۔

بت پرستی سے بچو فرمایا۔ بت پرستی کی جڑھ ہے بے جا محبت۔ کوئی تو رنگ و روغن پر مرتا ہے، جہاں کوئی خوبصورت شکل دیکھی بس عاشق ہو گئے۔ اور بعض لوگ دینی رنگ میں اس محبت میں غلو کرتے ہیں مرزا صاحب کی تصویر ہوئی یا نورالدین کی یا خواجہ تونسوی کی یا کسی اپنے مرشد کی، اس کی تعظیم کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ بات دور چلی گئی اور وہی بت بن گیا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ سیال شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تھا کیونکہ وہاں کے بزرگوں کا مرید تھا۔ کہنے لگا کہ ہمیں تو ادھر ہی سے سب کچھ ملا ہے۔ میں نے کہا قرآن شریف میں آیا ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف نماز میں منہ کا حکم اس واسطے ہے کہ لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ (البقرۃ : ۱۴۴) تا کہ ظاہر ہو جاوے کہ رسول کی پیروی کون کرتا ہے۔ جو شخص اور طرف منہ کرتا ہے وہ رسول کا پیرو نہیں۔ کہنے لگا یہ ملّاں لوگوں کی باتیں ہیں میں نہیں جانتا۔

خانہ کعبہ سے جب بت نکالے گئے تو ان میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے بت بھی تھے اور اس مینڈھے کے سینگ بھی رکھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ہی باہر پھنکوا دیئے۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۴ نمبر ۴ مؤرخہ ۷؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

میری بات نہ بھلاؤ فرمایا۔ امن و خوف کی جو بات تم کو پہنچے اسے ایسے لوگوں تک پہنچاؤ جو اس کے اہل ہوں۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ کسی کے متعلق کوئی زنا کی تہمت سنی فوراً لوگوں میں مشہور کرنے لگ گیا۔ ایسے لوگوں کو قرآن شریف نے شیطان کہا ہے۔ ایڈیٹر بھی فساد کی باتوں کو پھیلانے اور شر پیدا کرنے میں بہت حصہ لیتے ہیں۔ بعض تو اپنے اندر خدائی کا مادہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ کر دکھائیں گے اور وہ کر دکھائیں گے۔

بڑے اصول فرمایا۔ بڑے اصول میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ اپنے معاملہ کی صفائی رکھو۔ بعض چور تو رات کو نقب لگاتے ہیں مگر بعض دن کے چور ہیں جو تاڑتے رہتے ہیں کہ کس کے پاس روپیہ ہے۔ پھر روپیہ والے سے روپیہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرض لیں یا تجارت کے بہانہ سے وصول کریں، لے لیتے ہیں اور پھر دینے کا نام نہیں لیتے۔ ایسے لوگ دن کے ڈاکو ہیں۔

آج کل کے مسلمان فرمایا۔ آج کل کے مسلمان اکثر جھوٹے، بدعہد اور بدمعاملہ ہیں۔ مفلس اور سست پن۔ کام کرنا نہیں چاہتے مگر ساتھ ہی تکبر اور فضول خرچ بھی ہیں۔ لباس اور خوراک اور عمدہ مکان بھی مانگتے ہیں مگر آمدنی کے ذرائع حاصل نہیں کرتے۔ نادان ہیں ناصح کی نصیحت کو نہیں مانتے اور اپنے آپ کو افلاطون سے بڑھ کر دانا گمان کرتے ہیں۔

ضروری بحث فرمایا۔ لوگ اس قسم کے سوالات بہت شوق سے کرتے ہیں کہ آدم پہلے تھا یا حوّا پہلے تھی۔ نوح کی کشتی کتنی چوڑی تھی حالانکہ ان سوالات پر بحث کرنے کا نتیجہ انسان کے واسطے مفید نہیں۔ چاہئے کہ انسان ان باتوں پر غور کرے جن سے اس کے نفس کی پاکیزگی کے وسائل پیدا ہوں۔ انسان کے واسطے یہ باتیں قابل غور ہیں کہ وہ اپنے نفس، زبان، شرمگاہ، خواہشات غضب، سستی پر کیونکر غالب آسکتا ہے۔

اللہ کس طرح راضی ہو ایک شخص نے عرض کی کہ اللہ کس طرح راضی ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب میں تحریر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور حضرت نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:۳۹)۔ (ترجمہ) جس کسی نے میری ہدایت کی پیروی کی اس پر نہ کوئی خوف ہے نہ غم ہے۔

اور فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(اٰل عمران:۳۲)۔ کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے پیار کرے گا۔ استغفار بہت کرو۔ والسلام

نورالدین۔۳۱؍جولائی ۱۹۱۳ء

بیماری کے باوجود درس گزشتہ شنبہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بہت علیل تھی۔ اسہال ہوئے۔ضعف بہت ہو گیا مگر درس عصر میں تشریف لائے اور حسب معمول نصف پارہ سنایا۔ اخیر میں فرمایا۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کا پارہ ختم ہوا ورنہ مجھے امید نہ تھی کیونکہ اسہال کے سبب آج میں بہت بیمار رہا۔ (ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد۱۴ نمبر۵ مورخہ ۱۴؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ۴)

غیر مسلموں میں تبلیغ کس اسلام کی ہو؟ حضور کی خدمت میں کسی صاحب نے سوال کیا کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں اور ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔ پس غیر مسلموں میں تبلیغ کس اسلام کی ہو؟

فرمایا کہ اصول اسلام کی۔ پہلے انہیں اللہ تعالیٰ منواؤ۔ ملائکہ، کتب، رسل، یوم الآخر، قدر خیرہ وشرہ، بعث بعد الموت۔

اس پر کسی نے یہ سمجھا کہ سب فرقے مسلمان ہی ہیں اور احمدی و غیر احمدی میں کچھ فرق نہیں۔ اس لئے حضور نے پھر ایک بسیط تقریر فرمائی کہ

جن لوگوں کے دلوں میں گند بھرا ہوتا ہے وہ ایک پاک بات کو بھی اپنے مطلب کی بنا لیتے ہیں۔ میری کل کی بات پر یہ کہنا کہ مرزا کے منکر بھی موحد مسلمان ہیں اور اس پر جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ (بنی اسرائیل:۸۲) پڑھنا ٹھیک نہیں کیونکہ اس شخص نے ان احمدیوں کو جو غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے باطل ٹھہرایا ہے اور اس طرح خود اپنے اس عقیدے پر کہ سب فرقے مسلمان ہیں ایک زد کی ہے۔ میں نے ہرگز نہیں کہا کہ سب مسلمان ہیں اور ایک ہیں۔ میں تو اعمال کو بھی جزو ایمان سمجھتا ہوں اور میں نے اس قسم کے مدعیان اسلام دیکھے ہیں جو نمازوں کے قائل نہیں۔ کتنے ایسے ہیں

جونماز نہیں پڑھتے۔ بعض زکوٰۃ قطعاً نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے تو زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کیا ہے۔ ایک جنٹلمین کی ملاقات مجھ سے ریل میں ہوئی۔ اس نے کہا۔ اسلام میں تفرقہ نہیں چاہیے۔ مرزا صاحب نے تفرقہ ڈالا ہے۔ باتوں میں اس نے کہا کہ یہ ملاّں جو ہیں ان کو نکال دینا چاہیے یہی فسادی ہیں۔ پھر گدی نشینوں کو سخت سست کہا۔ پھر ان کے متبعین کو۔ میں نے کہا۔ ہم نے تو شیرازہ بگاڑا مگر آپ نے اچھا مستحکم باندھا۔ مرزا نے تو اسلام کے بکھرے ہوئے ورق اکٹھے کئے ہیں۔

۲۔ مسلمانوں پر اس وقت سب مصائب نازل ہورہے ہیں۔ بارہ سلطنتیں میری آنکھوں کے سامنے انہوں نے چھنوائی ہیں۔ تو کیا ابھی یہ مومن کے مومن ہیں؟ مومن کی نسبت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:۲)۔ مومن تو ہر جگہ فتح مند ہوتا ہے۔ مومن تو کسی خدا کے بھیجے ہوئے کا انکار نہیں کرتا۔ میں اس شخص کو اس آیت کی طرف کرتا ہوں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:۱۵۱تا۱۵۳)۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح۔ الفضل جلد ۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

رمضان میں اعتکاف بیٹھنے کا وقت

حضور نے ۲۴؍اگست ۱۹۱۳ء عصر کے بعد بیسواں پارہ ختم کردیا اور فرمایا۔

میرے نزدیک آج انیسویں تاریخ نہیں بلکہ بیسویں ہے۔ (بیرون جات سے ایسی ہی خبریں آئی ہیں۔ بنارس میں، کشمیر میں، افغانستان میں سوموار ہی کو پہلا روزہ ہوا۔ مصر کے اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پہلا روزہ اتوار کو ہوا) اس لئے جنہوں نے اعتکاف بیٹھنا تھا وہ آج صبح سے (چاہیے تھا کہ) بیٹھ جاتے۔ میرا یہی مذہب ہے کہ بیسویں کی صبح سے اعتکاف بیٹھا جائے لیکن خیر حنفی مذہب کے مطابق اب عصر کے بعد ہی سہی جنہوں نے اعتکاف کرنا ہے نیت کرلیں۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح۔ الفضل جلد ۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۷؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

عید کے احکام

۱۔ یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں

(۱) مسواک۔ (۲) غسل ۔(۳) عمدہ کپڑا، سرمہ، تیل، کنگھی۔ (۴) خوشبو لگائے۔ (۵) سویرے اٹھے۔(۶) عیدگاہ میں جائے۔(۷) کچھ کھا کر جائے۔ رسول کریمؐ طاق کھجوریں کھا کر تشریف لے جاتے۔(۸) جس راہ سے جائے اس سے دوسری راہ آئے۔(۹) تکبیر کہتا جائے۔ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ** ۔**اَلْحَمْدُ** یا کلمہ شہادت بھی (۱۰) نماز دو رکعت۔(۱۱) مستورات کا بھی عیدگاہ میں جانا امر مسنون ہے۔

۲۔ صدقۃ الفطر۔ اس لئے مشروع ہے کہ عید کے دن مساکین کی امداد اور روزہ رکھنے میں جو کچھ نقص رہ گئے ہیں۔ان کا جبر ہو۔

یہ صدقہ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے، غنی فقیر پر ہے۔ جو نماز پڑھنے سے پہلے ادا ہونا چاہیے۔

جَو اور اس قسم کا غلہ پورا صاع اور گندم نصف صاع۔ یعنی.........ایک سیر چھ چھٹانک.......

غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

۳۔ اس نماز میں اذان و اقامت نہیں اور اوّل و آخر کوئی اور نماز نہیں۔ طریق نماز یوں ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے ثناء پڑھ کر پھر سات تکبیریں کہیں جائیں۔ اللہ اکبر کے ساتھ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں تک لے جا کر کھلے چھوڑے جائیں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں ماسوائے اس تکبیر کے جو سجدہ سے اٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھیں۔

آثار سے یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت علاوہ تکبیر تحریمہ تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیریں کہے۔ اس نماز میں علی العموم حضور علیہ الصلوٰۃ **سَبِّحِ اسْمِ** ۔**هَلْ اَتَاکَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ** پڑھتے۔

بعد نماز خطبہ سب کو سننا چاہیے۔ ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے۔

بچے بھی عیدگاہ میں جائیں۔

عید کی نماز باجماعت ایک ہے۔ کئی جماعتیں نہیں ہونی چاہئیں اور عید کی نماز میں جمع ہونے کے لئے ڈونڈی پیٹنا ثابت نہیں اور نہ نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ امر مسنون ہے۔

(الفضل جلد ا نمبر ۱۲ مورخہ ۳ ر ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۴)

ایک آیت کے معنی کے متعلق ایک خط کا جواب

ایک خط

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

بعز عرض حضرت حجۃ اللہ امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ۔

معروض آنکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

خاکسار پرسوں صبح کے وقت اپنے دوست قاسم علی خاں کو ترجمہ قرآن کریم پڑھا رہا تھا جب وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (البقرۃ:۷۳،۷۴) پر پہنچا تو معاً ذہن میں آیا کہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح پر بھی ہوسکتا ہے۔

جب تم نے مار ڈالا ایک شخص کو پھر لگے تم ایک دوسرے پر دھرنے۔ اور اللہ نکالنے والا ہے جو تم چھپاتے تھے۔ پس ہم نے کہا بیان کرو اس کو (یعنی کیفیت قتل کو) ساتھ بعض (امور) اس (نفس) کے۔ اس طرح اللہ قصاص لیتا ہے۔ الْمَوْتٰى کا (یعنی ان مقتولوں کا جن کا قصاص نہ لیا گیا ہو)

اب اس ترجمہ کی نسبت چند امور عرض ہیں۔

(۱) اِضْرِبُوْهُ کے معنی بَيِّنُوْهُ کے لیے جائیں جیسے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ (یٰس:۱۴) میں لفظ اِضْرِبْ کے معنی بَيِّنْ کے ہیں۔

(۲) اِضْرِبُوْهُ میں ضمیر منصوب کا مرجع معنوی یعنی قتل سمجھا جائے جو لفظ قَتَلْتُمْ کا مصدر ہے جیسے آیۂ کریمہ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدة:۹) میں لفظ اِعْدِلُوْا کا مرجع معنوی عدل ہے جو اِعْدِلُوْا کا مصدر ہے۔

اور جس طرح آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء: ۱۶۰) میں بہ کی ضمیر مجرور کا مرجع معنوی صلب ہے جو مَا صَلَبُوْهُ کا مصدر ہے۔ اب اس صورت میں اِضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا کی تفسیر یہ ہوگی بَيِّنُوْهُ بِبَعْضِهَا اَىْ بَيِّنُوا الْقَتْلَ بِبَعْضِ الْاُمُوْرِ النَّفْسِ۔

سرسید نے بھی برخلاف دیگر مفسرین کے بِبَعْضِهَا کا ضمیر مؤنث راجع الی النفس لکھا ہے لیکن بہ کی ضمیر مذکر کا مرجع بتانے میں کوتاہی کی ہے۔

اب كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (البقرة: ۷۴) کی تفسیر کے متعلق گزارش ہے کہ اہل عرب اپنے محاورہ میں جن مقتولوں کا قصاص لے لیا جاتا تھا ان کو اَحْيَاءٌ اور جن کا قصاص نہیں ملتا تھا ان کو اَمْوَاتٌ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ حارث بن حلّزة الیشکری البکری ساتویں معلقہ میں کہتا ہے۔

اِنْ نَبَشْتُمْ مَا بَيْنَ مِلْحَةَ فَالصَّا قِبِ فِيْهِ الْاَمْوَاتُ وَالْاَحْيَآءُ

شارح زوزنی اس شعر کی تشرح میں لکھتا ہے۔ فَسَمَّى الَّذِىْ لَمْ يُثْأَرْبِهَا اَمْوَاتًا وَالَّذِىْ ثُئِرَبِهِمْ اَحْيَآءٌ لِاَنَّهُمْ لَمَّا قُتِلَ بِهِمْ مِنْ اَعْدَائِهِمْ كَاَنَّهُمْ عَادُوْا اَحْيَآءً اِذْلَمْ تَذْهَبْ دِمَآئُهُمْ هَدَرًا (شرح المعلقات السبع للزوزنی صفحہ ۲۷۶)۔ پس اس تقدیر پر كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى کے یہ معنے ہوئے اسی طرح اللہ بدلہ لیتا ہے (الموتٰی) کا یعنی ان مقتولوں کا جن کا بدلہ نہ لیا گیا ہو۔ چونکہ یہ معنے دفعةً میرے ذہن میں آئے ہیں جب تک کہ نظر اشرف سے نہ گزر جاویں اس وقت تک میں ان پر پورا بھروسہ نہیں کرسکتا۔ اگر یہ معنے درست نہ ہوں تو خاکسار کو متنبہ فرمادیا جائے زیادہ۔

والسلام

خاکسار عبید اللہ احمدی پروفیسر عربی ہائی اسکول از ریاست رام پور

معروضہ ۶/ اگست ۱۹۱۳ء

جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خط کے جواب میں لکھا۔

مولنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سالہا سال کے بعد مکرمت نامہ باعث سرور ہوا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ اِذْ قَتَلْتُمْ پر خوب لکھا ہے۔ اَللّٰہُ یَجْزِیْکَ۔ مگر یوں کیوں نہ کہا جاوے یاد کرو جب تم نے ایک جی کو قتل کیا اور لگے ایک دوسرے پر تھوپنے۔ اللہ تعالیٰ نکالنے والا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ تب ہم نے کہا قاتل کو ماردو اور یہ قتل تو بعض نفوس کے بدلہ ہے۔ تمہیں کیا معلوم کتنے آدمی اس قاتل نے مارے کیونکہ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (المائدۃ:۱۶) آیا ہے اور آئندہ اس کے ہاتھ سے قتل ہونے والے بچ گئے۔ جیسے فرمایا۔ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ (البقرۃ:۱۸۰)

دعا گو نورالدین

۸؍رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

(البدر جلد ۱۴ نمبر ۷ مؤرخہ ۲۸؍اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

تصدیق المسیح

اززبان درافشان خلیفۃ المسیح ۱۔ایک دفعہ میں نے حضور میں عرض کیا، خصم کے بعض اعتراض ایسے ہیں کہ ان کا جواب مفصل دینا مشکل ہے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ الزامی جواب دے دوں یا اس سوال ہی کو چھوڑ جاؤں۔ ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب! کیا آپ اپنے مخالف کو وہ بات منوانی چاہتے ہیں جس کے لئے آپ کے پاس دلائل نہیں یا جو ابھی پورے طور سے آپ پر بھی نہیں کھلی۔ میں تو اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہوں کہ کسی کو وہ بات ماننے کی تحریک کی جائے جس پر اپنے آپ کو پورا اطمینان نہ ہو۔ اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ یہ شخص ضرور ضرور راستباز ہے اور اس کا سینہ صداقت کا گنجینہ ہے۔ یہ اپنے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا جب تک کہ اسے اس پر کامل یقین نہیں ہوتا۔ اس نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا لفظ لفظ درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ ورنہ یہ

ایسے پاک خیالات رکھتا ہے کہ بغیر یقین واطمینان کے اسے کبھی دوسروں کے سامنے پیش نہ کرتا۔

۲۔ایک مولوی صاحب یہاں آئے اور مجھے کہا کہ مسیح موعود کے ساتھ تو دو فرشتے ہوں گے۔مگر تمہارے مرزا کے ساتھ تو میں کوئی فرشتہ نہیں دیکھتا۔اس روز جمعہ تھا میں باتوں ہی باتوں میں انہیں مسجد کے قریب لے آیا۔دروازے کے پاس پہنچ کر میں نے کہا۔مولوی صاحب حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر دو فرشتے ہر آنے والے کا نام لکھتے جاتے ہیں اس دروازے پر تو نظر نہیں آتے آپ اس دوسرے دروازے کو دیکھتے آیئے شاید وہاں کھڑے ہوں۔بہت ہی نادم ہوا اور پھر یہ اعتراض مجھ سے نہیں کیا۔

۳۔لاہور میں ایک وکیل مجھے کہنے لگا کہ مرزا صاحب مجنون ہیں اور یہ دعویٰ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔میں باتوں ہی باتوں میں اسے پاگل خانے لے گیا۔وہاں کا مہتمم میرا واقف تھا اس لئے ہمیں اندر جانے میں کچھ دقت نہ ہوئی۔اس ڈاکٹر سے میں نے سوال کیا کہ جنون کی تعریف کیا ہے؟ اس نے کہا یہ تو بڑا مشکل سوال ہے اور کسی کو مجنون کہنا آسان نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک تو ایک چور ایک زانی بھی جنون سے خالی نہیں۔میں نے کہا اگر کوئی وکیل کسی شخص پر جنون کا فتویٰ دے دے تو کیا وہ صحیح مان لینے کے قابل ہے۔کہنے لگا وہ تو بیوقوف ہے۔میرے خیال میں ایسا وکیل خود مجنون ہے۔غرض اس ڈاکٹر نے اس مسئلہ کو ایسا مشکل بتایا کہ وکیل سخت نادم ہوا۔میں نے اسے کہا کہ آدمی کے سات قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔اپنے رشتہ داروں سے،اپنی اولاد سے،اپنی بیوی سے،اپنے احباب سے،اپنے بادشاہ سے،اپنے ملازموں سے،اپنے مولیٰ سے۔ان سب میں مرزا صاحب کو دیکھ لو کیسے عمدہ و کامل تعلقات ہیں۔کیا ان میں کوئی بگاڑ پیدا ہوا۔کیا وہ ایسا اسوہ حسنہ نہیں کہ ایک جہان اس کی تقلید کرے۔ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو انہیں مجنون سمجھے اس کے آپ کو مجنون ہونے میں شک ہے۔

۴۔انبیاء علیہم السلام کا ساتھ اوائل میں ہمیشہ غریب اور ضعیف لوگ دیتے ہیں۔اس میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی حکمت کا جلوہ دکھائے۔ایک چھوٹی سی جماعت آخر باوجود

مخالفت شدیدہ کے کامیاب ہو جاتی ہے۔ اگر امراء پہلے پہلے ساتھ ہوں تو ان کے دل میں بھی غرور آجائے کہ یہ سب کچھ ہماری قوت کی طفیل ہے اور عام نظروں میں بھی تائید الٰہی کا معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ و مصلحت کاملہ سے یہ پسند فرمایا ہے کہ انبیاء کے ساتھ دینے والوں میں غریب اور ضعیف آدمی ہوں۔

ہمارے زمانہ میں دیانند، سرسید احمد خاں اور ایک برہموؤں کے لیڈر نے مصلح قوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ایک حضرت مرزا صاحب نے۔ خوب پڑتال کر کے دیکھ لو پہلے تین کا ساتھ بڑے امراء نے دیا اور ان کی تعریف کرنے والوں میں، ان کو مدد دینے والوں میں بڑے بڑے لوگ ہیں مگر حضرت مرزا صاحب کا ساتھ بہت غریب لوگوں نے دیا جو مخلوق میں بہت کمزور قوت و مال کے سمجھے جاتے تھے۔ میں نے اس معیار کو نہایت صحیح پایا ہے۔ یہاں تک کہ حضور کی زندگی میں کوئی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کہ یہی بڑا آدمی ہونے کی پہلی سیڑھی ہے، داخل جماعت نہیں ہوا۔ ایک دفعہ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ آ گیا تو میں بہت گھبرایا کہ الٰہی تیرا کلام تو بہت سچا ہے۔ آخر وہ نکل گیا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ والوں پر امیر آوازے کستے رہے اور کہتے کہ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ (ھود:۲۸) مگر رسولوں نے ان کے اس اعتراض کی کچھ پروا نہیں کی اور نہ ان کی خاطر سے ایسے لوگوں کو دھتکار دیا۔

۵۔ ایک بڑے مشہور پیر صاحب تھے۔ مجھے کہنے لگے تم مرزا کے مرید ہو گئے ہمارے مرید کیوں نہیں ہوئے۔ میں نے کہا حضرت میں تو حاضر ہوں مگر فرمایئے آپ کے دربار سے مرزا سے بڑھ کر کیا ملے گا۔ کہنے لگے میں تجھے نماز پڑھاؤں گا تو پہلا سجدہ عرش پر کراؤں گا۔ میں نے کہا سجدہ تو خدا تعالیٰ کو کرنا ہے سجدہ کے لئے عاجزی چاہیے اور وہ زمین پر ہی ہوتی ہے اور پھر قبلہ رُو زمین پر سجدہ کرنے میں فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرۃ:۱۴۵) کی تعمیل آ جائے گی۔ عرش پر سجدہ کرنے کی سرکاری اجازت بھی خدا جانے ہے کہ نہیں اگر وہاں کی پولیس دخل بیجا میں مجھے گرفتار کرے تو میں کیا کروں گا۔ آپ کا مقام تو خدا جانے اس سے آگے کتنے فاصلہ پر ہو۔

پھر کہنے لگے کہ اچھا ہم تمہیں مثنوی پڑھاویں گے اور ایک شعر کی ایسی تشریح کی جو واقع میں ایسی تھی کہ میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اس بارگاہ ربی کی کتاب سمجھائیے۔ یہ نزدیک کی کتابیں اگر میں پڑھ بھی لوں گا تو کیا بن جائے گا۔ دُھر درگاہ (پنجابی) کی بولی سمجھائیے۔ آخر آپ تو بڑی ''پہنچ والے'' (مقرب بارگاہ ایزدی) ہیں آپ جیسے بزرگوں کی زبانی سنا ہے اور خود میرا بھی یہی یقین ہے کہ قرآن اس بارگاہ کی بولی میں ہے۔ اس میں **کھیٰعص** اور **یٰس** اس قسم کے جو الفاظ ہیں ان کا مطلب سمجھا دیجئے۔ آخر یہ اسی دُرگاہ کی بولی ہے جہاں آپ بود و باش رکھتے ہیں۔ کہنے لگے کوئی اور بھی ذریعہ ہے۔ میں نے عرض کیا حضور جھوٹ نہ بولیں یہ آپ کے مقام کا تقاضا ہے۔ پس آپ بارگاہ ربی سے دریافت کریں کہ اس زمانے کا امام کون ہے کیونکہ بغیر امام کے تو کوئی صدی نہیں۔ امریکہ میں ہو یا افریقہ میں یا مصر میں یا استنبول میں یا افغانستان میں میں انشاء اللہ وہیں جا پہنچوں گا۔ آپ احسان فرمائیے اور پتا لے دیجئے اور اگر آپ خود ہی ہیں تو دعویٰ فرمائیے میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد میں چلا آیا اور قادیان آکر ''فریاد درد اسلام'' ایک اشتہار لکھا۔ اس میں میں نے یہی سوال تمام گدی نشینوں، متصوفین وفقراء سے کیا اور چھپوا کر ان کو بھی بھیج دیا۔ امرتسر آئے تو میں بھی اتفاقاً وہاں پہنچا۔ کچھ پھل پھلاری لے کر حاضر ہوا۔ کہنے لگے تُو بڑا بے ادب ہے۔ تُو نے ہمیں اشتہار چھاپ کر کیوں بھیجا۔ یہ گستاخی ہے۔ میں نے کہا حضور! یہ غلطی زمانے نے کرائی۔ میں نے انگریزی پڑھے ہوؤں سے یہی سنا کہ گورنروں، لفٹنٹوں اور بڑی بڑی سرکاروں میں آج کل چھاپ کر عرضی پیش کرتے ہیں۔ معاف فرمائیے۔ کہنے لگے ہاں معاف ہے۔ میں نے کہا۔ یہ پھل تو قبول ہوں اور مجھے دوات قلم کاغذ ذرا منگوادیں میں یہیں ہاتھ سے لکھ کر سوال پیش کر دیتا ہوں۔ ٹال گئے اور میں نے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا۔

اس پاک کتاب کا فہم اور اس پر عمل کی توفیق مجھے مرزا کی طفیل حاصل ہوئی اور یہ اس کی راستبازی کا نشان ہے۔

۶۔قرآن جیسی پاک کتاب، اسلام جیسا فطرت کے مطابق دین اس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ اس کی طرف ہدایت اسی کو ہوگی جس میں تین باتیں ہوں۔ایک تو ایمان بالغیب کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا کے تمام کارخانے، تمام علوم کی تحصیل پہلے فرض وایمان بالغیب پر مبنی ہے۔ پس ایک طالب حق کو چاہیے کہ دین کے معاملہ میں بھی پہلے غیب پر ایمان لائے۔دوم کچھ خدا کے نام پر صدقہ وخیرات دینے کا عادی ہو کیونکہ بعض اوقات محتاج کے منہ سے ایسی دعا نکل جاتی ہے کہ جا تیرا دونوں جہانوں میں بھلا اور پھر اس دینے والے کا بیڑا پار ہوجاتا ہے۔سوم دعا کا عادی رہے۔حق کی طلب صادق بھی دعا کہلاتی ہے۔جو دعا نہیں کرتا جو کسی چیز کو پانے کی خواہش نہیں کرتا اور اس کے پانے کے اسباب مہیا نہیں کرتا وہ ہرگز اس چیز کو نہیں پاتا۔

پس حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی یہ طریق ہے کہ ایمان بالغیب لاؤ، صدقہ خیرات کرتے رہو اور دعا کرتے رہو کہ حق مجھ پر ظاہر ہوجائے۔میں یقین رکھتا ہوں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۷۰) کے مطابق اسے اللہ تعالیٰ خود مرزا صاحب کی سچائی بتا دے گا۔یہ بڑی پکی بات ہے جو چاہے تجربہ کرلے۔ (الفضل جلد ۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۳ رستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

عاقبت کی فکر کرو فرمایا۔انسان کو چاہیے اپنے افعال، اقوال اور اعمال پر غور کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں حاضر ہونے کے لئے اس نے کیا کچھ تیاری کی ہے۔آخر ایک دن اس دنیا کو چھوڑ کر خدا کے پاس جانا ہے، عاقبت کی فکر کرو۔

بسم اللہ اور الحمد کیوں نہیں پڑھتے ایک شب نماز تراویح میں قرآن شریف سننے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ایک تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے شروع سورۃ ہونے پر بالجہر نہ پڑھنا جبکہ بسم اللہ کو قرآن کریم کا جزو مانا ہے مگر پڑھتے ہوئے ایک سو چودہ آیتیں کھا جاتے ہیں۔دوسرا جب حافظ قرآن کریم کو شروع کرتے ہیں تو الحمد شریف کو چھوڑ جاتے ہیں اور وہ جو الحمد شریف ایک دفعہ پڑھتے ہیں وہ تو ہر رکعت کے

شروع میں پڑھی جاتی ہے۔بس جب قرآن کریم شروع کریں گے ہر رکعت اوّل الحمد شریف پڑھ کر الف لام میم سے قرآن کریم شروع کردیں گے دوسری بار الحمد شریف نہیں پڑھتے حالانکہ وہ بھی تو قرآن کریم میں داخل ہے۔

نصیحت ایک شخص کو حضرت نے رخصت کے وقت یہ نصیحت لکھ کر دی۔آپ استغفار بہت کیا کریں۔نرمی مزاج میں پیدا ہو، نیک نمونہ بنیں۔گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ **بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ ۔اَللّٰھُمَّ ارْضِنِیْ بِقَضَائِکَ حَتّٰی لَا اُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتُ وَلَا تَاخِیْرَ مَا عَجَّلْتُ**۔دینی معاملات میں دیانت امانت مدنظر رہے۔معاملہ بہت صاف ہو جھوٹ سے ہر حالت میں ہمیشہ پرہیز رہے۔

مجروحین کانپور کی امداد ایک شخص نے دریافت کیا کہ مجروحین وغیرہ کانپور کی امداد میں جو چندہ لوگ کر رہے ہیں اس میں چندہ دے سکتے ہیں؟

فرمایا۔چندہ دے سکتے ہیں۔

امام نے جماعت بنائی ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے لکھا۔

’’السلام علیکم۔ایک نامور مولوی صاحب جو ہند میں مشہور ہیں حضرت مرزا کو ملے اور فرمایا۔آپ امام، مجدد، مصلح، ریفارمر سب کچھ بنیں صرف مہدی و مسیح کا دعویٰ سر دست نہ فرمائیں تو ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اسلام کے خادم ہیں۔حضرت مرزا نے فرمایا۔مولوی صاحب! اگر منصوبہ سے کام کرتا تو اسی طرح کرتا مگر میرا کام حکم کے نیچے ہے۔کیا کروں حکیم صاحب! میں نے حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر لکھنو اور مولوی محمد تقی صاحب اور سید حامد حسین صاحبان کو دیکھا ہے کیسے کیسے لائق تھے کہ حیرت ہوتی ہے مگر جماعت مخلصین مومنین جو سچ طور پر قرآن کریم کے عامل ہوں تیار کر کے نہ گئے۔آپ بھی ماشاء اللہ لائق ہیں عالم ہیں طبیب ہیں۔آپ کے اندر درد اسلام بھی موجود ہے فرمائیے کس قدر گروہ آپ کے حکم کے ماتحت کام کرتا ہے۔ہمارے ماتحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیعہ، خوارج، نیچری، وہابی، مقلد، غیر مقلد، پیر پرست، گدی نشین، علماء اور عوام بھی کام کرتے ہیں۔

ہم ہرگز اخفا اور چرب زبانی سے کام نہیں لیتے۔ خاں صاحب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو تشیع میں غلو تھا حضرت سے ملے تو آپ نے فرمایا۔ میاں تبرا اور تعزیہ پرستی دو امر تشیع کے ہمیں ناپسند باقی جو چاہو کرو۔ اس پر وہ درہم برہم ہوئے مگر آخر جماعت میں داخل ہو گئے۔ ہندوؤں مسیحیوں کو تو میں گن نہیں سکتا ہوں کس قدر ہماری جماعت میں آئے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے توجہ سے قرآن کریم اور غور سے صحاح اربعہ ونہج البلاغہ شیعوں کی کتابیں اور بخاری، مسلم، موطا سنیوں کی، قاموس الشریعہ مسند بن ربیع، دیبا، خوارج کی کتب کو نہیں پڑھا کبھی کوئی شخص ایسا رسالہ اور کتاب جو تمام جہاں کو پسندیدہ ہو ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ سید احمد خاں نے بہت مداہنت چاہی آخر جماعت اور گروہ اس وقت بنا سکا جب اس نے اپنے عقائد کا صاف صاف اظہار کر دیا۔

جو لوگ آج کل ہمارے پنجابی ریفارمر ہیں ان سے دریافت فرمائیں آپ نے کس قدر فرمانبردار جماعت بنائی ان کے ماتحت پابند صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ کتنے ہیں۔ ہماری جماعت چار لاکھ سے زیادہ ہے اور بلاد افریقہ ویورپ وامریکہ وچین وآسٹریلیا میں ابھی پہنچے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برس کے بعد آپ دیکھیں گے کس قدر کامیاب ہوئے۔ غزالی، رازی، ابن سینا، ابن رشد، طوسی اور ان کے طرز کی کوئی جماعت کسی زمانہ میں قائم نہیں ہوئی۔ ذرہ آپ ہی فرمائیں۔ آپ نے کچھ لوگ دیکھے مہدی جونپوری اور علماء، بلکہ شیخ مبارک ابوالفضل فیضی کو خوب جانتا ہوں۔ در محفل رنداں خیرے نیست کہ نیست اور شرعاً مراتب کمال میں مہدویت وعیسویّت بھی ہے۔

برادران مصر کو خط

عزیزان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس خط پر عید گزشتہ مبارک کا بولنا صحیح ہوگا۔ آپ کو ابوسعید کو سب مبارک۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ مصر میں صحت وعافیت سے ہوں گے۔ مفصّل لکھو کیا تدبیر کی کیا کام ہوا۔ کیا ہونے کی امید ہے۔ آپ کو کوئی حرج وتکلیف تو نہیں اَللّٰہُ یَحْفِظُکُمْ وَیَعْصِمُکُمْ وَیُغْنِیْکُمْ وَیُوَفِّقُکُمْ لِمَا یَرْضٰی۔

والسلام

نورالدین

۲۳ رمضان شریف ۳۳ھ

شیعہ مذہب شیعہ مذہب بھی ایک عجائبات کا مجموعہ ہے۔(۱) لوگ تو مرنے والوں پر رویا کرتے ہیں۔ یہ ان کو روتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ زندہ اور خوش وخرم فرمایا ہے۔(۲) بنوامیہ کو باوجود بہت ہی برا سمجھنے کے ہر سال بھاٹوں کی طرح ان کے تاج تخت حکومت، جلال، عظمت شاہانہ، رعب داب و فتحمندی اور کامیابی کی دھاک باندھ کر گویا دکھلا دیتے ہیں۔(۳) اہل بیت کو باوجود بعد از خدا یکے توئی قصہ مختصر جاننے کے بھی ذلت، حقارت، ناکامی، ہتک عزت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔(۴) منافق کو برا بھی کہے جاتے ہیں اور تقیہ نفاق کا چھوٹا بھائی فرض و واجب سمجھتے ہیں۔ اس کے سوائے ان کا گزارہ ہی مشکل بلکہ محال ہے۔(۵) جھوٹے پر لعنت بھی کہے جاتے ہیں اور جھوٹ موٹ ایک لکڑی اور کاغذ کی بنی ہوئی قبر (تعزیہ) کو روضہ اور مقبرہ جناب امام حسین علیہ السلام کا قرار دے کر اس کے ساتھ ساری باتیں اصل قبر مبارک کی مانند بجالاتے ہیں۔

بزرگوں کو برا کہنے کے سبب عقل ماری گئی ہے۔ابھی وقت ہے استغفار کریں اور حضرت مسیح موعود اور ان کے خلیفہ کے قدموں پر گریں بفضل الٰہی اندھیروں سے نکل کر فوراً روشنی میں آجاویں گے۔

(گلاب الدین احمدی۔رہتاسی)

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۸ رستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

ایک مضمون کے بارہ میں رائے

حضرت میر ناصر نوابؓ کے ایک مضمون ''قرآن شریف چھپے اور احادیث'' (مطبوعہ البدر ۱۸ رستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳،۴) کو پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔

یہ مبارک تحریک ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو مثمر ثمرات بابرکات کرے۔آمین۔خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ بقدر طاقت امداد کو حاضر ہے۔مولوی محمد علی صاحب نے جو ترجمہ کیا اس کے دو پارے میں نے بغور دیکھے ہیں، عمدہ ہیں۔اور پہلا پارہ مطبوع قدرے اصلاح طلب ہے۔

والسلام

نورالدین

(البدر جلد ۱۴ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۸ رستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴)

مصر میں اسلام کا مستقبل حضور کی خدمت میں مصر کا ایک خط پیش ہوا جس میں لکھا تھا۔ حالت ایسی نازک ہے کہ تیس برس تک مصر میں اسلام کا نشان نہ رہے گا۔

فرمایا۔ یاد رکھو اور لکھ لو کہ تیس برس تک وہاں اسلام چمک اٹھے گا۔ اندھیری رات ایک صبح صادق کی خبر دیتی ہے۔ (ماخوذ از مدینۃ المسیح۔الفضل جلد ا نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

پریمیم بانڈ کا انعام جوا ہے سوال ہوا کہ ہندوستان میں انگریزی پرامیسری نوٹ رائج ہیں خریدنے والے کو سود ملتا ہے۔ اب یورپ کے دیگر ملکوں نے بھی ہندوستان میں اپنے پرامیسری نوٹ رائج کئے ہیں اور بعض سہولتیں زائد دی ہیں۔ (۱) سود ملتا ہے۔ (۲) جب کوئی چاہے اپنا روپیہ واپس منگوا لے۔ (۳) روپیہ ایک دفعہ نہیں بلکہ باقساط دینا پڑتا ہے۔ (۴) نوٹ خریدنے والوں کو سال کے سال انعام دیا جاتا ہے بطور قرعہ اندازی جس کا نام نکل آوے۔ مگر جس کو انعام دیا جاتا ہے اس کا روپیہ واپس نہیں دیا جاتا۔ ان پرامیسری نوٹوں کا نام پریمیم بانڈ ہے۔ ایک صاحب دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس کا کاروبار کرنا اور انعام حاصل کرنا جائز ہے؟

بجواب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ یہ جُوا ہے۔ (قمار بازی)

حضرت کا خط ظفر اللہ خان صاحب کے نام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شیخ محمد اکبر صاحب کو محبت بھرا اسلام علیکم۔ یہ مبارک دعا ہے افسوس ہندوستان کے مسلمان اس سے محروم ہوگئے آہ! آہ! سیر میں کوئی دین و دنیا کا خیال رکھنا چاہیئے و الّا فضول ہے۔ مسجد کی خبر مبارک ہو۔ فِن لینڈ میں گھنٹوں کے حساب سے نماز روزہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ (یٰسٓ: ۴۰) یہ تقدیر منازل کا ارشاد ایسے بلاد کے واسطے ہے۔ پیارے غور کرو چھتیس کروڑ روپیہ سالانہ چرچ آف انگلینڈ، اگر یہ لوگ مسیحی نہیں تو اتنا روپیہ پانی کی طرح کیوں بہاتے

ہیں؟ پھر اسلام کے مقابل انہیں دو سالوں میں مراکش، طرابلس، ترکی میں بلقان نے اٹلی نے فرانس نے کیوں اس قدر خونریزی کی۔ تثلیث کی دلیل تو ہے ہی نہیں اس کا عقل مند کے سامنے اقرار کریں۔ مسیح کے ساتھ اس مذہب کے زوال کے دن وابستہ ہیں۔ اندر سے کھوکھلے ہیں اسلام کو بظاہر ماننے سے مضائقہ کرتے رہیں۔

آپ توحید کی تبلیغ کر دیا کریں۔ پنجابی ہندوستانی طلباء کو بقدر طاقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام پہنچا دیں اتنا ہی غنیمت ہے۔ نمازوں میں غفلت مت کرو۔ قرآن کریم ضرور پڑھو۔ دعائیں بہت مانگو۔ وہ آپ کا جرمن دوست کیا ہوا؟ پھر آپ نے ان کا حال نہ لکھا، تعجب ہے۔

والسلام

نورالدین ۱۶؍ستمبر ۱۹۱۳ء

حضرت کا خط برادران مصر کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۔ خاکسار کی طرف سے احمد بِک تیمور کو خصوصیت سے ملو اور میرا دلی محبت سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہو۔

عرض کرو یہ وقت اسلام کے لیے بابرکت ہے آپ ناامید نہ ہوں۔ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف : ۸۸) یاد کرو۔ کشوف صحیحہ سے یہ دن اسلام کے لیے بابرکت آ رہے ہیں اور یاد رکھو عمدہ نقش تختی پر اس وقت منقش ہوتا ہے جب پہلا نقش دھو دیا جاتا ہے۔

۲۔ احمد بِک تیمور کی معرفت استاد کا پتہ لگاؤ پھر انتخاب کتب اور استخارہ سے کام لو۔

۳۔ ان کا لباس پنجابی ہو وِالّا عربی، دونوں لباسوں کے سوا کوئی لباس ضروری نہیں گو لباس کے متعلق اسلام نے کوئی فیشن تجویز نہیں فرمایا۔

۴۔ پیارو نیک اعمال انسان تکبر میں مبتلا ہو کر بعض دفعہ صداقت سے محروم ہو جاتا ہے اور

بداعمال فطرةً اپنے آپ کو ملامت کرتا ہوا تائب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر چار برس انکار پر اڑے رہے۔ خالد بن ولید جنگ احد میں کفار کا کمان افسر تھا۔

میاں محمد بخش کو میری طرف سے بہت بہت شکریہ اور جَزَاکَ اللّٰہ کہہ دینا۔ ہم بہت خوش ہوئے اس کے اس سلوک سے جو آپ سے اس نے کئے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْجَزَاء۔

ولی باپ ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک لڑکی کو اس کی نانی نے پرورش کیا ہے اس کے پاس پلی اور بڑھی ہوئی ہے اب اس کی شادی کا وقت آیا ہے تو اس کا باپ جس نے کبھی اس کو پوچھا بھی نہ تھا اپنی مرضی کے مطابق کہیں اس کی شادی کرنا چاہتا ہے اور نانی کہیں اور کرنا چاہتی ہے۔ حق کس کو ہے؟ حضور فیصلہ فرماویں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

ولی تو باپ ہی ہے اور اسی کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نکاح کرے۔

ہر جگہ ایمان کو قائم رکھو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں پٹواری ہوں مگر لوگ کہتے ہیں کہ اس ملازمت میں بے ایمانی کا بہت موقع ہوتا ہے نیک آدمی کے واسطے مناسب نہیں کہ ایسی نوکری کرے۔

حضرت نے فرمایا۔

خود انسان اپنے ایمان کو سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس کام کو تقویٰ کے لوازمات کے ساتھ پورا کر سکتا ہے۔ بے ایمانی کرنے والا تو نماز میں بھی بے ایمانی کر سکتا ہے۔ ہر جگہ نیکی اور بدی دونوں باتوں کا موقع موجود ہے۔ ملازمت چھوڑنے کی ضرورت نہیں اپنے ایمان کو قائم رکھو۔

(ماخوذ از کلام امیر۔ البدر جلد ۱۴ نمبر ۱۱ مؤرخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

ایک بت پرست رئیس سے مکالمہ ایک بت پرست رئیس نے حضرت خلیفۃ المسیح سے بڑے تعجب کے ساتھ دریافت کیا تھا کہ مولوی جی! آپ کے گھر میں کوئی بھی دیوی نہیں۔ جب آپ نے

فرمایا۔کوئی بھی نہیں۔تو اس نے حیرت سے کہا۔کیا درگا بھی نہیں۔آپ نے فرمایا۔نہیں وہ بھی نہیں۔ ہم تو ایک اللہ کے پرستار ہیں۔اس پر وہ رئیس کچھ دیر تامل کر کے بولا۔مولوی صاحب اب میں سمجھ گیا آپ لوگ دیوی دیوتا کے حدود سے باہر رہتے ہیں اس لئے ان کی ناراضی کا اثر آپ پر نہیں پڑتا اور ہم تو ان کی حدود کے اندر ہیں اس لئے بجز ان کی پرستاری کے چارہ نہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہمارے علاقہ سے کوئی نکل کر انگریزوں کے ملک میں چلا جائے تو پھر ہمارے بس نہیں چلتا۔

خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جناب آپ بھی دیوی دیوتا کی حدود سے باہر نکل سکتے ہیں کوئی بڑی محنت بھی نہیں کرنی پڑتی۔صرف ایک کلمہ کہنے کی دیر ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

(ماخوذ از امر بالمعروف۔الفضل جلد ا نمبر ۱۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۹)

عید کا خطبہ ایک ہے

سوال۔اخبار الفضل بابت ۳ر ستمبر ۱۹۱۳ء میں زیر عنوان ’’عید کے احکام‘‘

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’عید میں صرف ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اٹھتے تھے‘‘

چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اس لئے میں نے ابن ماجہ،نسائی،مشکوٰۃ میں حدیثوں کا مطالعہ کیا۔ ابن ماجہ میں لکھا ہے(حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ(سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها باب ما جاء فى الخطبة فى العيدين))اسی کی تائید میں نسائی میں بھی حدیث آئی ہے اور اسی حدیث کو لے کر امام نسائی نے یہ استدلال کیا ہے کہ دو خطبوں میں قعدہ مسنون ہے۔صاحب تلخیص الجبیر نے بیہقی اور ابن ابی شیبہ سے اس روایت کی تائید کی ہے۔

جواب از خلیفۃ المسیح۔عید کے دو خطبے میں نے کہیں احادیث صحیحہ میں نہیں دیکھے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں اسمٰعیل بن مسلم ضعیف ہے اور نسائی کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ہاں جہاں دو خطبے ہوں جیسے جمعہ میں وہاں ہم خود بیٹھتے ہیں۔نسائی کا خلاف نہیں کرتے اوّل

شافعی والی حدیث میں عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار سعد ضعیف ہے فرمایئے ہم کہاں صحیح حدیث کے تارک ہوئے۔

نورالدین

(الفضل جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۱)

انبیاء کے طرز پر چلو فرمایا۔ انسان کی حالت عجیب ہے اگر ذرا سفید بال آ جاویں تو کہتا ہے کہ میری عمر تو کچھ بڑی نہیں نزلہ ہو گیا تھا یا کچھ صدمہ پہنچا تھا اس سے بال سفید ہو گئے عمر تو چھوٹی ہے اور اگر ساٹھ سال کو پہنچ گیا ہے تو کہتا ہے اب بھی ضعف کیسے نہ ہو ستّر اسّی سال تو عمر ہو گئی ہے۔ غرض کسی زمانہ میں بھی اپنی کمزوری کو قبول نہیں کرتا، تعلّی اور بڑائی چاہتا ہے لیکن کمزوری کا یہ کمال ہے کہ جب کوئی نصیحت کرو اور انبیاء کے طرز پر چلنے کا طریق بتلاؤ کہہ دیتا ہے کیا میں نبی ہوں یا ولی ہوں؟ ایسے لوگ جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ انبیاء کے اسوۂ پر چلیں اور اس پر بڑی تاکید فرمائی ہے۔

چار پیارے فرمایا۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے صوفیاء[1]، فقہاء[2]، محدثین[3] اور فلاسفر[4] ہر چہار سے مجھے محبت رہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے کیونکہ وہ اپنی کتب میں چاروں کے جامع ہوتے ہیں۔

شریر سے قطع تعلق رکھو فرمایا۔ مومن کو چوکس رہنا چاہئے اور بدمعاش سے قطع تعلق رکھنا چاہئے ورنہ بدمعاش اور مومن اکٹھے رہتے ہوں تو جب اس پر عذاب آتا ہے اس پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ ایک شخص جو آپ بیٹھا غرق ہو رہا ہے ہم بھی اس کے پاس بیٹھے رہیں گے تو غرق ہو جائیں گے۔

تعجب فرمایا۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ کانپور میں مرنے والوں کو اخباروں والے شہید کہتے ہیں حالانکہ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس نیت سے وہ وہاں گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مرنے والے کے متعلق ایسا زور دینے سے منع کیا ہے کہ وہ ضرور ضرور بہشتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ان مقتولین کے واسطے جنازے پڑھے جاتے ہیں حالانکہ شہداء کے واسطے جنازہ نہیں ہوتا۔

مولوی ابوالقاسم صاحب فرمایا۔میں نے ابوالقاسم نانوتوی صاحب کو دیکھا ہے بڑے تیز آدمی تھے، فلسفیانہ طبع تھے، ہر سوال کا جواب فوراً دیتے تھے۔ دیانندان کے مقابلہ میں آنے سے ڈرتا تھا ایک دفعہ حدیث پڑھا رہے تھے ایک حدیث میں آیا کہ آخری زمانہ میں مال کم ہوگا اس کے بعد ایک اور حدیث آئی کہ کسی جگہ سونا نکلے گا۔ میں نے چاہا کہ سوال کروں ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ ''حضور پہلی'' تو فوراً سمجھ گئے اور جھٹ جواب دیا کہ میاں کیا تم نے چراغ بجھتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں بھی جواب سمجھ گیا اور خاموش ہوگیا۔

مطلب یہ تھا کہ بجھتے بجھتے چراغ کی روشنی یک دفعہ آخر میں اٹھتی ہے یہ آخری جوش تھا۔فرمایا۔ ان کی دو کتابیں بہت عمدہ ہیں مگر عبارت عام فہم نہیں۔ایک تقریر دلپذیر دوسری قبلہ نما۔

ظاہر کا اثر باطن پر پڑے گا فرمایا۔ایک شخص نے ہمیں خط لکھا ہے کہ ہندو جو مسلمانوں کے ساتھ عداوت و کینہ رکھتے تھے اب بظاہر انہوں نے وہ عداوت چھوڑ دی ہے مل بیٹھتے ہیں اور کسی بُغض کا اظہار نہیں کرتے لیکن افسوس ہے کہ ان کے دل پہلے سے بھی زیادہ کینوں سے بھرے ہوئے ہیں اور اندر ہی اندر بہت دشمنی دل میں رکھتے ہیں۔ میں نے اس خط کو پڑھ کر بہت توجہ کی اور بالآخر مجھے یہی معلوم ہوا کہ یہ ظاہری محبت باطن پر بھی اثر کرے گی اور اندر کے کینے اور بغض بھی رفتہ رفتہ نکل جائیں گے۔ پس یہ خوشی کی بات ہے نہ کہ غم کی۔

باپ یا بیعت، مقدم کیا ہے؟ ملک اڑیسہ کے ایک نوجوان کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا کہ میں مسیح موعود پر ایمان رکھتا ہوں لیکن اگر بیعت کا ارادہ ظاہر کرتا ہوں تو میرا باپ رونا دھونا شروع کر دیتا ہے۔

فرمایا۔اس کو کہا جائے کہ اگر تم اس کو اسلام سمجھتے ہو کہ مسیح موعود کو قبول کرو اور بیعت میں داخل ہو تو پھر باپ کو کرنے دو جو اس کا جی چاہے۔ باپ کو راضی رکھنے کی خاطر اسلام کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۴ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۲؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

قادیان کو مجازاً دمشق قرار دینا ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح سے کسی غزنوی نے اعتراض کیا کہ جب دمشق موجود ہے تو پھر قادیان کو کیوں دمشق قرار دیا گیا اور کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب مجاز واستعارہ زیادہ مراد لیتے ہیں؟

اللہ نے آپ کو خبر دی کہ وہ اعتراض کرنے والے خود مجاز پر مجبور کئے جائیں گے۔ چنانچہ کچھ روز کے بعد ایک اس کے بزرگ کا اشتہار آیا جس میں لکھا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ **خَرِبَتْ خَیْبَرَ**۔ پھر اس ملہم نے یہ لکھا تھا کہ خیبر سے مراد قادیان ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ

اب بتاؤ خیبر کی موجودگی میں خیبر سے مراد قادیان کس قاعدے سے لیا گیا۔

اس کے بعد اس کے دوسرے بزرگ کا خط آیا جس میں الہام تھا **مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الآخِرَۃِ** اور **اَلْمِلَّۃُ الْآخِرَۃِ** کے معنی ملّتِ محمدیہ لکھے تھے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ قول ایک بڑے کافر ومشرک کا ہے اور اس نے ملت آخرہ سے مراد اپنے آباء کا رسمی دین لیا ہے مگر اب ملہم صاحب اس سے مراد ملت محمدیہ لیتے ہیں۔ کیا یہ مجاز نہیں ہے؟ تب وہ بہت نادم ہوا۔

(ماخوذ از تصدیق المسیح۔ الفضل جلد ۱ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

شاہ ولی اللہ صاحب کو زبان سیکھنے کی نصیحت

برادر عزیز ولی اللہ شاہ نے مصر سے اپنے ایک خط میں لکھا کہ قرآن کے فہم کا لطف قادیان میں ہی ہے۔ یہاں کے لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ

آپ اس واسطے وہاں نہیں گئے کہ مصریوں سے قرآن پڑھیں بلکہ آپ کا یہ کام ہے کہ وہاں زبان سیکھیں اور قادر الکلام ہو کر اہل مصر کو قرآن پڑھائیں۔

بیعت کا خط اور اس کا جواب

ایک نوجوان جو ولایت میں انجینئر کلاس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے متعلق کئی مہینوں سے خواجہ صاحب اطلاع دے رہے تھے کہ وہ متاثر ہو رہا ہے۔ آخر اس نے اب سلسلہ عالیہ میں داخل

ہونے کے لیے خواجہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ان کی اصل درخواست اس وقت راقم کے پاس موجود ہے۔اس پر خواجہ صاحب نے انہیں ہدایت کی، ہمارے سلسلہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح ہیں میں خود ان کے ہاتھ پر بکا ہوا ہوں آپ بھی ان کی خدمت میں بیعت کا خط تحریر کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے خواجہ صاحب کی معرفت بیعت کا خط بھیجا ہے۔ان کے اشتیاق کو ظاہر کرنے کے لیے ان کے خط سے ناظرین کے لیے کچھ اقتباس پیش کرتا ہوں۔

''چند ماہ سے سخت اشتیاق تھا کہ میں جناب والا کی بیعت کا فخر ہندوستان پہنچ کر کروں گا مگر اب دل میں قرار باقی نہیں رہا کہ اپنی واپسی تک اس ثواب سے محروم رہوں۔ جناب خواجہ صاحب کی خط و کتابت اور ان کے مضامین اور ان کے واحد مثال نے طبیعت میں ایک ایسی تڑپ پیدا کر دی ہے کہ طبیعت کو چین لینے نہیں دیتی اور اس کا درمان اسی میں ہے کہ جناب کی بیعت کا جتنی جلدی بھی فخر حاصل ہوا تنا ہی اس کمترین کے حفر میں بہتر ہوگا۔''

اس پر حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے ان کی طرف اپنے دست مبارک سے خط تحریر فرمایا ہے جس کی نقل ذیل میں ہے۔

عزیز مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے فرحت نامہ میں کوثر کا لفظ پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام سے سچی محبت، قرآن کریم سے دلی تعلق اور اس کے فرمانوں پر چلنے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صداقت، سچائی، ہمت بلند، استقلال بخشے۔ بدصحبت، بری کتابوں سے بچائے۔ بے استقلال انسان بابرکت نہیں ہوسکتا۔ثُمَّ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَقَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ۔

نورالدین بقلم خود

۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء

راقم صدرالدین ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(ماخوذ از اخبار قادیان البدر جلد ۱۴ نمبر ۱۳، ۱۴ مؤرخہ ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

ہجرت ایک صاحب نے ہجرت کا ارادہ ظاہر کیا۔حضرت نے انہیں فرمایا۔

ہجرت میں کئی ایک مشکلات ہیں۔اوّل مکان چاہئے، پھر کپڑا، خوراک اور دیگر ضروریاتِ انسانی۔ حدیث میں آیا ہے اِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ لَشَدِيْدٌ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب المبائعة بعد فتح مكّة على الاسلام والجهاد والخير و بيان معنى لا هجرة بعد الفتح)۔اس میں کئی قسم کے ابتلاء ہیں۔ ہر ایک کا کام نہیں کہ ہجرت کرے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی خاطر ہجرت کرے گا اسے زمین میں فراخی عطا ہوگی مگر اس کے واسطے عالی ہمت اور استقلال چاہئے۔

کیا مسیح کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں؟ ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟

فرمایا۔میرے خیال میں مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے۔ایک شخص اگر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو مدعی دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ جھوٹا ہے تب تو اس سے بڑھ کر کوئی شریر نہیں اور اگر وہ سچا ہے تو اس کو نہ ماننے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔

خواجہ صاحب کو ایک خط عزیز فتح محمد ۲ / جولائی کو جہاز پر سوار ہو گیا آپ اس سے بہ محبت کام کام لیں غرباء سے کام زیادہ نکلتا ہے کیونکہ ان کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے علم اور لیاقت پر۔قرآن کریم بہت پڑھو اور سناؤ عجب کتاب ہے۔دعا، تضرع، توبہ، ہمت بلند اور استقلال سے کام لو۔لیورپول میں عبداللہ کوئیلم کے احباب میں سے کوئی ہوگا اس کا پتہ لو۔دعائیں بہت کرو۔

دینی ذکر ضرور ہو فرمایا۔میرے ایک دوست تھے ان کا نام فضل اللہ تھا مکہ کے باشندے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ان کو ایک خط لکھا۔کتابوں کا مجھے بہت شوق تھا صرف کتابوں کے متعلق کچھ لکھ دیا اور وہ تاجر کتب بھی تھے میرا کام تو انہوں نے کر دیا مگر بڑی شکایت کی کہ آپ نے پیسے بھی لگائے اور تحریر بھی کی مگر اس میں دین کا کوئی حصہ نہ ہو بہت افسوس ہے۔اس زمانہ سے لے کر کہ پرانا زمانہ ہے آج تک مجھے ایسا روکھا خط جس میں تذکرہ دین کا نہ ہو نا پسند ہوتا ہے اور وہ فضل اللہ مجھے یاد آ جاتے ہیں۔

مفقود الخبر کی بی بی کا نکاح سوال ہوا کہ ایک شخص تین سال سے مفقود الخبر ہے اور بی بی خرچ

سے لاچار، کیا کرے؟

فرمایا۔قرآن شریف کی رو سے جائز ہے کہ اس کا نکاح اور کر دیا جاوے۔ ہاں قانون ملکی کے متعلق پہلے حکام کی معرفت فیصلہ کر لینا چاہئے۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد۱۴نمبر۱۵مورخہ۲۳؍اکتوبر۱۹۱۳ءصفحہ۲)

مناظرہ اوراس کے اصول مباحث کے متعلق ایک صحبت میں ارشاد کیا کہ اس بستی کے امراء شرفاء کا بیچ میں ہونا اور مجسٹریٹ کی اجازت اور پولیس کا انتظام اور تحریری مباحثہ اور پرچوں کی تعداد محدود اور اوقات کا تقرر اور پہلا پرچہ مخالف کا، یہ نہایت ضروری ہے۔ یہ اصول مناظرہ میں نے قرآن مجید سے نکالے ہیں۔اور بالآخر دعا سے بہت کام لیا جائے اور کبھی اپنے علم پر گھمنڈ نہ ہو اور ہار جیت وشہرت کا منشاء بلکہ محض احقاق حق للہ فی اللہ گفتگو کی جائے۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح ۔الفضل جلد۱نمبر۲۰مورخہ۲۹؍اکتوبر۱۹۱۳ءصفحہ۱)

احباب کے اصلاح اعمال کی فکر آپ نے دو تین بار فرمایا کہ

تم خود ہی بتاؤ میں تمہیں کس طریق سے سمجھاؤں کہ تمہارے اعمال کتاب وسنت کے مطابق ہو جائیں۔

اس پُر درد فقرہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ کو ہماری اصلاح کا کہاں تک خیال ہے۔آپ جمعرات ۳۰؍اکتوبر کو دارالعلوم میں ٹانگہ پر تشریف لے گئے۔ پہلے مولوی شیر علی صاحب بی اے کے مکان کی بنیاد رکھی۔ دو اینٹیں خود اپنے دست مبارک سے اور تیسری صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ سے۔پھر مدرسہ و دارالمقام کی عمارت کا ملاحظہ فرمایا۔

کرکٹ کھیلنے کے لئے مالی مدد کرنے کا اظہار لڑکوں کے بہت سے کھیل دیکھے اور فرمایا۔

کرکٹ کیوں نہیں کھیلتے۔ہم اس میں روپیہ دیں گے۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح ۔الفضل جلد۱نمبر۲۱مورخہ۵؍نومبر۱۹۱۳ءصفحہ۱)

اصلاح احباب اور تعلیم القرآن کی فکر ۶؍نومبر۱۹۱۳ء کو فرمایا۔

رات میری ایسی نازک حالت ہوگئی کہ سمجھا بس اب خاتمہ ہے۔ اس وقت بھی مجھے یہی خیال تھا کون سی ایسی تجویز ہو کہ تم مان جاؤ۔

پھر صاحبزادہ بشیر احمد کو فرمایا۔

میاں کل جمعہ ہے مگر تم آ جانا اگر زندگی باقی ہے تو تمہیں ہفتہ کے روز قرآن ختم کرا دینے کا ارادہ ہے ورنہ میرے بعد اپنے بھائی صاحب سے ختم کر لینا۔

قربانی کا فلسفہ سوموار ۱۰ر نومبر کو عید ہوئی۔ دس بجے حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز پڑھائی۔ خطبہ میں قربانی کی فلاسفی بیان فرمائی کہ

تمام کارخانہ عالم قربانیوں پر چل رہا ہے۔ صحیفہ قدرت سے اس کی بہت سی مثالیں دیں۔

پھر فرمایا۔ کوئی آرام، کوئی انعام بغیر قربانی کے نہیں مل سکتا۔ جانوروں کی قربانیاں تمہیں سکھاتی ہیں کہ تقرب الی اللہ کے لئے اپنی خواہشات اپنے معتقدات پھر اپنی نفسوں کی قربانیاں دو اور اس کے لئے تیار رہو۔ (ماخوذ از مدینۃ المسیح ۔ الفضل جلد ا نمبر ۲۲ مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ا)

آپ کا ایک الہام حضور نے اپنا الہام سنایا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح ۔ الفضل جلد ا نمبر ۲۳ مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ا)

فصل الخطاب

اگرچہ کئی ایک اخباروں میں یہ عاجز شائع کر چکا ہے کہ چار سو درخواست آنے پر اس کے چھاپنے کا انتظام کر دیا جائے گا لیکن اب چونکہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے قیمتی وقت سے کچھ حصہ اس کی تصحیح و ترمیم پر خرچ کرنا شروع کر دیا ہے اور بلکہ کچھ حصہ کتاب حضور نے تصحیح فرما کر اس عاجز کو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ

یہ کتاب بہت اصلاح طلب ہے۔

غرضیکہ ایک سو درخواست ہونے پر میں حضرت کی خدمت میں بمشورہ اور دعا کی خاطر حاضر

خدمت ہوا۔آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔

دوسو۲۰۰ درخواست پر کام شروع کرو۔اور بلکہ آپ نے مکرر فرمایا۔

ہماری طرف سے پھر لکھو کہ دوسو۲۰۰ درخواست آ جانے پر....شروع کیا جاوے گا۔

چنانچہ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ دوسو کی تعداد پوری ہونے پر انشاء اللہ کام شروع ہوگا۔

درخواستیں بنام محمد یمین احمدی تاجر کتب قادیان شریف ہوں۔

(البدر جلد۴ نمبر۱۷، ۱۸ مورخہ ۶۔۱۳ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ۳)

فرزند کی ولادت کا نشان

ہمارے موجودہ امام اور سب سے بڑے احمدی کا وجود اپنے آقا کے راستباز ہونے کی سب سے بڑی شہادت ہے اس کی اولاد مرزا غلام احمد مامور من اللہ ہونے کا نشان ہے۔اس کی زندگی اس کی بیماری پیارے مہدی کے دعاوی وصداقت کی مصدق ہے۔آج ہم اپنے ناظرین کو وہ مژدہ جان فزا سناتے ہیں۔اس نشان کا پتہ دیتے ہیں جو دہریہ کو ساکت کرنے اور خدا کے منکر کو مبہوت کرنے کے لئے شہاب ثاقب ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک موعود بیٹا آج ۱۸ر نومبر ۱۳ء کو عطا فرمایا۔یہ موعود اس لئے زبردست نشان ہے کہ اس کی خبر اس زمانہ میں دی گئی تھی جب جماعت کے مخلصین کو قوت کی ظاہری حالت دیکھ کر بے چینی ہو رہی تھی اور انسانی آنکھ وقیاس ہرگز یہ گمان نہ کر سکتے تھے کہ نورالدین کی زندگی کا آفتاب غروب ہونے سے رک جائے گا۔بڑھاپا، گھوڑے سے گرنا، دیر تک بیمار ہو کر سخت لاغر ہو جانا سخت مایوسی پیدا کر رہے تھے۔اس وقت حضور نے فرمایا کہ

میں نے دیکھا ہے کہ میری جیب میں کسی نے ایک روپیہ ڈال دیا۔اس کی تفہیم یہ ہے کہ ایک لڑکا ہوگا۔عجیب بات ہے کہ بظاہر مجھے زیست کی امید نہیں اور اس وقت قوائے رجولیت بھی موجود نہیں۔[۱]

مولود مسعود کا نام محمد عبد اللہ رکھا گیا۔خدا مبارک کرے اور اسم با مسمّٰی بنائے۔گزشتہ دوشنبہ کو عزیہ کا عقیقہ اور ختنہ ہوا۔سب طرف سے مبارکباد کے خطوط آ رہے ہیں حضرت جواب میں ''جزاکم اللہ'' فرماتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔[۲]

[۱] (ماخوذ از اخبار قادیان البدر جلد۱۴ نمبر۱۷ تا ۱۹ مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ۲)

[۲] (ماخوذ از اخبار قادیان البدر جلد۱۴ نمبر۲۰ مورخہ ۲۷ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ۲)

بعثت انبیاء فرمایا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و غریب نوازی سے ہمیشہ انسان کی فطرت کو جگانے اور سیدھا کرنے کے لیے اپنے بندے بھیجے۔ ہر ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے آتے رہے، نیکیاں سکھاتے رہے اور نیک نمونہ بنتے رہے۔ ان میں سے ایک حضرت موسیٰ بھی تھے۔

میری سمجھ میں جو نبی کہتے ہیں اس کی فطرت گواہ ہے، عقل گواہ ہے، وجدان صحیحہ، نور معرفت، نور ایمان، تجربہ، مشاہدہ، اگلی کتابوں میں تعلیم، تصدیق کرتے ہیں۔ اتنی باتوں کے بعد جو نہ مانے تو بڑا بے وقوف ہے۔

نصیحت جو لوگ بزرگوں کو برا کہتے ہیں وہ ضرور کسی بدی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ جس کسی کو لوگ اچھا کہتے ہوں تم کبھی اس کو برا نہ کہو۔

مصائب اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں فرمایا۔ آدمی کو جب کبھی بیماری آتی ہے یا کوئی اور تکلیف یا مصیبت وارد ہوتی ہے تو اس کے متعلق قرآن کریم نے یہ قاعدہ بتایا ہے کہ

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ:۳۱)

جو مصیبت آئی ان کے اپنے ہی کرتوتوں سے آئی۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ مجھ کو الہام ہوا تھا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ الخ۔ یہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔ پھر تکلیفیں یا مال کے ذریعہ ہوتی ہیں یا جان پر پڑتی ہیں یا بیوی بچوں کے ذریعہ آتی ہیں یا آبرو خراب ہوتی ہے یا رشتہ داروں کے ذریعہ سے یا ملک پر۔ اور اس کے علاوہ ایک اور زبردست مصیبت ہے جو سب سے بڑھ کر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انسان کا بُعد ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق دو آیتیں میں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (التوبة:۷۷)

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا وعدوں کے خلاف کرنے اور جھوٹ بولنے کے سبب ان کے دلوں میں نفاق پڑ گیا اس دن تک کہ وہ اللہ کے حضور میں حاضر ہوں۔

دوسری آیت۔اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرة:۷،۸)

اس کے لطیف معنے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتائے ہیں۔ایک آدمی ایسا شریر ہوتا ہے اور گندا ہوتا ہے کہ جب اس کو اس کی بھلائی کے لیے کوئی بات کہتے ہیں تو معاً وہ انکار کر جاتا ہے۔اس کو اس خیر خواہی پر ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی اس واسطے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔میں نے بارہا یہ کہا ہے کہ میں تم سے کسی بات کا خواہش مند نہیں۔اپنی تعظیم کے لیے تمہارے اٹھنے کا محتاج نہیں۔تمہارے سلام تک کا محتاج نہیں۔باوجود اس کے میں کسی کو کچھ کہتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں لیکن ایسے بھی ہیں کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو نصیحت کی اس نے مجھ کو دو ورق کا خط لکھ کر دیا۔

خلاصہ کلام جو انسان کو دکھ پہنچتا ہے تو کسی گناہ کے ذریعہ سے اس کو پہنچتا ہے۔

بے فائدہ بحثیں نہ کرو ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ ایک جگہ احمدیوں میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ فرشتے جسم رکھتے ہیں یا بے جسم ہیں اس پر حضرت خلیفۃ المسیح رنجیدہ خاطر ہوئے کہ

ہماری جماعت کے لوگ کن نکمی بحثوں میں لگ جاتے ہیں۔کیا ان کے پاس دین دنیا کا کوئی مفید کام نہیں یا وہ سب کام انہوں نے ختم کر لیے ہیں۔

فرمایا۔ مِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ (سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب كف اللسان فى الفتنة)۔انسان کے اسلام کی خوبی اس بات میں ہے کہ بے فائدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑے۔اگر فرشتے جسم کے ہیں تو اس سے تم کو کیا مل جاوے گا اور اگر جسم کے نہیں تو تمہارا کیا نقصان

ہوگا اور اگر یہ علم تم کو حاصل ہو گیا تو دین دنیا میں کون سی نیکی ہے جو اس کے ذریعہ سے تم کماؤ گے۔ اگر کوئی فائدہ حاصل نہیں تو پھر قرآن شریف کی اس آیت پر کیوں عمل نہیں کرتے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون: ۲ تا ۴) تحقیق بامراد اور کامیاب ہوئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں اور وہ جو بے فائدہ باتوں سے کنارے میں رہتے ہیں۔

آج تک انسان اپنی بناوٹ کی حقیقت سے تو آگاہ نہیں ہوا پھر فرشتوں کی بناوٹ پر بحث کرنے سے کیا حاصل۔

تو کارِ زمین کے نکوساختی
کہ باآسمان نیز پرداختی

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ (الکھف: ۵۲) آسمان زمین کے پیدا کرنے کے وقت میں نے ان لوگوں کو سامنے کھڑا نہیں کر رکھا تھا کہ یہ اس کو دیکھتے اور شاہد حاضر بنتے بلکہ یہ اپنی پیدائش کے وقت کے بھی گواہ نہیں۔ ملائکہ کے متعلق شریعت میں لفظ جسم کا نہیں آیا پس ہم جسم کا لفظ نہ بولیں اور ان کی بناوٹ کی کیفیت کو خدا پر چھوڑیں۔ اس سے زیادہ اس معاملہ میں گفتگو نامناسب ہے۔

فضل درکار ہے فرمایا۔ نیک اولاد بھی اللہ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ ایک امیر تھا۔ میں اس کے پاس رہتا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ بڑے بڑے دکھی، بیمار، آتشک کے مارے ہوئے میرے بیٹوں کو دکھایا کرو۔ میں بڑے بڑے بدکار، آتشک کے مارے ہوئے، جن کے عضو تناسل گر گئے تھے ان کو دکھایا کرتا تھا۔ باپ کی غرض یہ تھی کہ یہ بدیوں سے بچ جاویں لیکن اس کے بیٹے بڑے بدکار نکلے جس سے ان کے باپ کا دل خوش نہ ہوا۔ افسوس ہوتا ہے۔

قارون فرمایا۔ قارون کو الہام بھی ہوتے تھے کشف، بھی خواب بھی آتے تھے جیسا کہ آج کل بھی بعض لوگوں کو ایسے خیال آتے ہیں لیکن آخرکار جب قارون نے حضرت موسیٰ سے مباہلہ کیا تو اس

مباہلہ میں ہلاک ہو گیا۔ (ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد۱۴ نمبر۲۰ مؤرخہ ۲۷؍نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ۲، ۳)

ہر طرح کے شرک سے بچو

برادر سراج الدین صاحب احمدی پنجابی سرسہ سے اپنی حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ملاقات کا کچھ ذکر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

برادران سلسلہ عالیہ احمدیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار ۳؍نومبر ۱۹۱۳ء بروز سوموار ۱۰ بجے دارالامان پہنچا۔ حضور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت سے مشرف ہوا۔ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح کو ابھی سخت درد تھی۔ باوجود درد کی تکلیف کے حضور مریضوں کو نہایت شفقت سے ملاحظہ فرما کر نسخے دے رہے تھے۔ پھر درد سے زیادہ تکلیف ہو جانے کے سبب سے مکان میں تشریف لے گئے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب آئے تھے تو درد پر پلستر لگانے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا لگا دینا۔

پھر حضور عصر تک باہر تشریف نہ لائے۔ بعد عصر کے درس کے لئے تشریف لائے اور مسجد اقصیٰ کی طرف چلے۔ درد وغیرہ سے اس قدر کمزوری تھی کہ ایک وقت راستہ میں بیٹھ کر مسجد تک پہنچے۔ لیکن امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے اپنی بیماری کی پرواہ نہیں۔ یہی تڑپ ہے کہ لوگ قرآن کریم پر عامل ہوں۔ مسجد میں بیٹھتے ہی خاکسار نے رقعہ پیش کیا جس میں خاکسار نے لکھا تھا کہ بندہ اس سال اپنے خسر کے ہمراہ ضلع الہ آباد جاتا ہے اور امسال بہت چھپڑ کر جاتا ہے۔ حضور دعا فرماویں نیز بندہ کے ہمراہی امرتسر سے آگے کانپور کی طرف چلے گئے ہیں اگر اجازت ہو تو بندہ جا کر ان کو کانپور مل جاوے۔ رقعہ پڑھتے ہی فرمایا۔

چھپڑنا کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو وہی روزی دینے والا ہے۔ پھر کیا چھپڑنا ہوا۔ خدا پر بھروسہ چاہیے۔ پھر فرمایا۔ روزی دینے والا خدا ہے وہ اپنے فضل سے دیتا ہے۔ کیا اس نے روزی کے لئے کوئی وقت بتایا ہے۔ وہ محض اپنے فضل سے جب اور جس طرح چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ اسی پر بھروسہ چاہیے۔

باوجود اتنی بار فرمانے کے بندہ تو صرف نصیحت ہی سمجھا تھا کہ نصیحت فرمارہے ہیں لیکن حضور کو میرا بچھڑ کر جانا کہنا سخت برا معلوم ہوا کیونکہ پھر میں نے عرض کی۔ حضور میں نے رخصت کے لئے عرض کی تھی۔ کیا آج میں رہ جاؤں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

جاؤ چلے جاؤ۔ ہم نے تو اجازت دے دی ہے لیکن تم نے یہ شرک بنایا ہے۔ بچھڑنا جو لکھا ہے بچھڑنا کیا ہوتا ہے؟ خدا ہی پر بھروسہ چاہیے۔ روزی کا اس نے وقت نہیں رکھا۔

(البدر جلد ۱۴ نمبر ۲۱ مورخہ ۴؍دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ٦)

سورۃ زخرف کی ابتدائی آیات کی تفسیر

٦؍دسمبر ۱۹۱۳ء کو حضور نے سورہ زخرف کا ابتداء پڑھ کر فرمایا۔

۱۔ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (الزخرف:۴) میں جَعَلْنَا پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں کیونکہ مسلمانوں میں ایک فرقہ قرآن کو مخلوق اس بنا پر کہتا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جَعَلَ کا لفظ بولو نہ کہ خَلَقَ کا۔ جَعَلْنٰهُ کے معنے بَيَّنَّاهُ (بیان کیا ہم نے)۔ ان معنوں کے رو سے کوئی مشکل نہیں پڑتی۔

۲۔ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ (الزخرف:۵) کے متعلق فرمایا کہ اس پر بھی مفسرین نے بہت بحث کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص فضل کیا اور اس کے معنے سمجھائے کہ اَلْكِتٰبِ سے مراد تورات ہے اور اُمّ کے معنے محکمات۔ تو مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی پیشگوئی تورات کے محکمات میں موجود ہے۔ چنانچہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ کو پڑھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔

۳۔ فرمایا۔ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا (الزخرف:۵) سے مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (بنی اسرائیل:۵) کے معنے حل ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ جیسے تمہارے خطا کار ہونے سے ہم اس قرآن مجید کے بھیجنے سے نہیں رک سکتے ایسے ہی نشانات بھیجنے سے ہمیں یہ بات نہیں روک سکتی کہ پہلوں نے جھٹلایا۔

۴۔ فرمایا۔ ہم بچپن سے سنتے تھے کہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھ کر دوسری میں رکھنے تک

مولیٰ مرتضیٰ قرآن مجید پڑھ لیا کرتے۔ اب اس کا مطلب سمجھ میں آیا کہ جزوقرآن بھی قرآن ہے۔ پس اس سے یہ مراد ہے کہ وہ آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف:۱۴،۱۵) پڑھ لیتے تھے۔

۵۔ فرمایا۔ علماء میں بحث ہے کہ جس گاؤں میں طاعون ہو اس کے باشندوں کو باہر ڈیرہ لگانا چاہیے یا نہیں۔ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا (الزخرف:۱۲) سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کیونکہ بارش اس گاؤں کی زمینوں کو تروتازہ وشاداب کرتی ہے نہ مکانوں کو۔ پس گاؤں سے نکل کر اس کی زمین میں ڈیرہ لگانا منع نہیں۔ (ماخوذ از مدینۃ المسیح۔ الفضل جلد ا نمبر ۲۶ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

مسائل قرآن فرمایا۔ قرآن شریف میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو خاص قسم کے انسانوں کے واسطے ہیں۔ مثلاً مسائل حیض صرف عورتوں کے واسطے ہیں مگر بعض مسائل ایسے ہیں جو سب کے واسطے برابر ہیں۔

انسانی اختلاف واتفاق فرمایا۔ آدمیوں کے درمیان اختلافات بہت ہیں۔ ہر ایک کا کھانا، پینا، پہننا، مال ودولت، مکانوں کا نشیب وفراز سب جدا ہے۔ اس اختلاف کا کوئی حد بسط نہیں۔ لیکن باوجود اس کے اتفاق بھی ہے اور اگر اتفاق نہ ہو تو انسان کا زندہ رہنا مشکل۔ عرب اور یاغستان میں بھی خواتین اور شریف اور امیر ہیں جن کی ماتحتی پر اتفاق کر کے لوگ وہاں امن پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جتنی کوئی سلطنت بڑی ہوتی ہے اس کا امن بھی بڑا ہوتا ہے۔ سلطنت برطانیہ کے ذریعہ سے جو اتفاق ہے اس سے فائدہ اٹھا کر ہم لنڈن، ہند، کینیڈا اور آسٹریلیا تک کی اشیاء منگوا سکتے ہیں۔ انسان بالکل شتر بے مہار نہیں رہ سکتا۔ کوئی کسی قسم کی جوتی یا کپڑا پہنے ہمیں اس اختلاف سے غرض نہیں ہم صرف ان باتوں میں اتفاق چاہتے ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائیں۔ فَحُكْمُهٗ اِلَى اللّٰهِ ہر وقت مدنظر رہے۔

ایام علالت میں ڈاکٹرز کی خدمت فرمایا۔ جب میں بہت بیمار ہو گیا تھا تو ان ایام میں ہمارے ڈاکٹروں نے میری بڑی خدمت کی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب رات کو بھی آتے رہتے انہوں

نے بہت ہی خدمت کی میرا رونگٹا رونگٹا ان کا احسان مند ہے۔ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب بہت خدمت کرتے رہے ہیں مگر ان کو میرے بچنے کی امید نہ تھی۔ایسے وقت نے خدا تعالیٰ نے ایک بیٹے کی بشارت دی جو اب پوری ہوئی۔فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(ماخوذ از کلام امیر۔البدر جلد ۱۴ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

جھگڑے کی باتوں سے بچو حضور نے نہایت درد دل سے فرمایا۔

مَا ضَلَّ قَوْمٌ مِّنَ الْحَقِّ اِلَّا اُوتُوا الْجَدَلَ۔ہدایت کے بعد قوم گمراہ ہوتی ہے تو اس وقت کہ وہ باہم جھگڑا کرنے لگیں۔پس تم جھگڑے کی باتوں سے بچو۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح۔الفضل جلد ۱ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

ملتان جلسہ پر جانے والے وفد کو نصائح

احباب ملتان نے اپنے اہل وطن پر حجت پوری کرنے کے لئے ایک جلسہ کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے حاصل کی جو ۲۹، ۳۰ر نومبر ۱۹۱۳ء کو منعقد ہوا اور احباب کے اصرار پُر تکرار پر حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بھی اجازت دے دی کہ ملتان تشریف لے جائیں اور آپ کے ہمراہ حافظ روشن علی صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب اور عاجز راقم (یعقوب علی عرفانی) کو جانے کا حکم دیا اور بعض احباب لاہور کی درخواست قبولیت میں صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ

خطبہ جمعہ لاہور میں پڑھیں۔

اس واسطے ۲۷ کی شام کو ہمارا قافلہ قادیان سے چلا۔جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ہم سب کو دعا کر کے رخصت کیا۔فرمایا۔

میں نے بہت دعا کی ہے۔ملتان میں شیعہ بہت ہیں پر تم چار یار وہاں جاتے ہو نرمی سے وعظ کرو، سخت کلامی نہ کرو، دعاؤں سے بہت کام لو، امیر بنا بنایا تمہارے ساتھ ہے۔

(ماخوذ از سفر ملتان۔البدر جلد ۱۴ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْم فرمایا۔جوانی میں طبیعت بڑی دلیر تھی۔بعض اوقات میں

فلر کرتے کرتے دور تک پہنچ جاتا تھا۔ایک دفعہ ایک آتشک زدہ میرے پاس آیا۔ میں نے جی میں کہا آؤ اس کا قرآن مجید سے جو شفا ہے علاج کریں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ (الدخان:۴۴،۴۵)۔اس لئے میں نے پیغمبری جو میں تھوہر ملا کر ٹکیاں بنائیں اور اسے ایک ٹکیا کھلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد بیمار نے یہ کہنا شروع کیا کہ مجھے تو آگ لگ گئی ہے۔ میں نے کہا۔ گرم پانی پیو۔ غرض كَالْمُهْلِ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ كَغَلْىِ الْحَمِيْمِ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ (الدخان:۴۶تا۴۹) کا نظارہ پیش نظر ہو گیا۔ آخر اسی نسخہ سے اس نے صحت پائی۔ دوزخ میری دانست میں ہسپتال ہے وہاں گندی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ جب بیمار اچھے ہو جاتے ہیں نکال لئے جاتے ہیں۔

جزیہ بعض نادان جزیہ پر اعتراض کرتے ہیں اور اسے انتہا درجہ کا ظلم قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے اور ایسے ٹیکس ہر سلطنت میں ہوتے ہیں۔ میں نے کپڑوں پر، گھوڑوں پر، دوکانوں پر غرض ہر چیز پر ٹیکس دیکھا ہے۔ مدرسہ، سڑکانہ، مالگزاری کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے پھر فیس الگ۔ برخلاف ان کے یہ ٹیکس جس کا دوسرا نام جزیہ ہے ایک بہت ہی قلیل رقم ہے مثلاً ایک کروڑ روپیہ کسی مسلمان کے پاس ہے تو اسے اڑھائی لاکھ روپیہ زکوٰۃ کا دینا پڑے گا مگر ایک غیر مسلم کو صرف ساڑھے چار دینے پڑیں گے اور اس کے معاوضہ میں اس کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی اور مسلمان کو تو علاوہ اڑھائی لاکھ کے جان بھی دینی پڑتی ہے۔ باوجود اس فرق بین کے پھر بھی یہ کہنا کہ مسلمانوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں غیر مسلموں پر ظلم کیا اور ان پر جزیہ لگایا حد درجے کی بے انصافی ہے۔

اہل کتاب عیسائیوں، یہودیوں کے علاوہ مجوس بھی اہل کتاب میں داخل ہیں جو وید کو کتاب اللہ مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکبر نے ان کی عورتوں سے نکاح کیا۔ علماء نے اس معاملہ میں اس کی کچھ مدد نہ کی حالانکہ وہ عین شریعت کے مطابق یہ کام کرتا تھا۔

اکبر اور جہانگیر ایک سکھ نے مجھ سے پوچھا۔ اکبر اچھا تھا یا جہانگیر۔ میں نے کہا۔ اکبر۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ جب اس کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ اکبر اس لئے اچھا تھا کہ وہ بہ نسبت جہانگیر کے بہت متعصب تھا۔ ہندوؤں میں سب سے بڑی چیز ذات اور گوت ہی ہے۔ ورنہ یوں تو ان میں خدا کو ماننے والے نہ ماننے والے سب قسم کے لوگ موجود ہیں۔ اکبر نے اپنی اور اپنے خاندان کی شادیوں سے اسے بھی مٹا دیا۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ الفضل جلد ا نمبر ۲۹ مورخہ ۳۱ ردسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۶)

حضرت عمر کی شہادت کی ایک وجہ فرمایا۔ میرے نزدیک حضرت عمرؓ کی یہ پہلی غلطی تھی کہ بڑے بڑے قیدی جو آئے تھے انہیں وہیں رکھ لیا۔ بڑے بڑے مخالفوں کو دارالخلافہ میں رکھنا بہت خطرناک بات ہے۔ آخر اس کا نتیجہ آپ کی شہادت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

بمطابق احادیث امام کے اختیارات فرمایا۔ بخاری کی احادیث پر اگر سرسری نظر کی جائے تو امام کے اختیارات کا علم ہوتا ہے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ قَدْ جَاءَ نَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ اَعْطَيْتُکَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا (صحیح بخاری کتاب الجزیة باب اقطع النبیؐ من البحرین و ما وعد من مال البحرین)

اسی طرح ایک خون بہا حضور نے بیت المال سے دلایا۔

فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ (المختصر النصیح فی تھذیب الکتاب الجامع الصحیح کتاب الدیات باب القسامة)

اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں کیوں چٹی پڑی۔ بس امام نے صدر انجمن کے دفتر سے دلایا۔

غلطی کا خمیازہ فرمایا۔ آدمی بات تو منہ سے نکال بیٹھتا ہے اور پھر کہتا ہے غلطی ہوگئی مگر اس غلطی کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔ انصار کے نوجوانوں نے مال کے متعلق ایک بات کہی۔ حضور نے فرمایا۔ اب تم قیامت تک سلطنت سے محروم رہو گے۔ البتہ حوض پر مجھے ملنا وہاں تمہیں اجر ملے گا۔

جہاز اور ان سے استفادہ فرمایا۔ یہ جو سودیشی بدیشی لئے پھرتے ہیں لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الروم: ۴۷) نے اس کا قلع قمع

کر دیا۔ جہاز تو اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ہیں اور تبادلہ اشیاء کے لئے۔ پس ان سے فائدہ اٹھانا مومن کا کام ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیة:۱۴)

آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب مومن کے لئے ہے چاہیے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

پیرانہ سالی میں بیٹے کی ولادت فرمایا۔ میں بیمار ہوگیا اور لوگ میری صحت سے نا امید تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ یہ تو صحت سے نا امید ہیں اور میں تجھے ایک لڑکا بخشنے والا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنی غریب نوازی سے ۷۴ سال کی عمر میں مجھے لڑکا بخشا۔

رسالت اور خلافت کی شناخت فرمایا۔ سب سے پہلے جو رسول آیا اس کے بارے میں لوگوں کو کیا کیا مشکلات پیش آئے ہوں گے مگر اس کے بعد کے رسولوں کے پہچاننے میں اتنی مشکل نہ تھی۔ پھر علی الخصوص جناب سید المرسلین کی شناخت میں تو کوئی دقت نہ ہوسکتی تھی۔ اسی لئے فرمایا۔ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:۱۰)۔ اسی طرح اب جو ہمارا مسیح تھا اس کے بارے میں لوگوں نے عبث جھگڑا کیا۔ اس سے پہلے کئی نبی آ چکے۔ پھر کئی مجدد بھی ہو گزرے۔ علیٰ ھٰذا القیاس تمہارا خلیفہ بھی تم میں موجود ہے اس کی خلافت کا مسئلہ بھی صاف ہے۔ پہلے کئی خلفاء ہو چکے۔ (ماخوذ از کلام امیر۔ الفضل جلد ا نمبر ۲۹ مورخہ ۳۰/ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۰)

جنّ حضورؒ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر بہت سے جنّوں نے بیعت کی میں نے انہیں دیکھا نہیں پوچھنے پر بتایا ہم نصیبین کے رہنے والے ہیں۔

ہدایت سے روکنے والی چار چیزیں فرمایا کہ ہدایات سے روکنے والی چار چیزیں ہیں رسم، عادت، بدظنی، خود پسندی۔ان چاروں سے بچو۔

قرآن کی نافرمانی وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ (الاحقاف:۲۲) پڑھاتے ہوئے فرمایا۔دیکھا کہ ایک نبی کی تعلیم پر نہ چلنے سے عاد ہلاک ہو گئے۔قرآن مجید میں تمام انبیاء کی تعلیم ہے پس جو قرآن مجید کی نافرمانی کرے گا اس کا کیا حال ہو گا؟ عبرت پکڑو اور خدا کے فرمانبردار ہو جاؤ۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ا نمبر ۳۰ مورخہ ۷؍جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ا)

شکریہ از طرف حضرت خلیفۃ المسیح

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم:۸) اگر تم شکر کرو تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور بالضرور اضافہ کر دیں گے۔اس لئے خدا تعالیٰ کے انعامات پر شکر کرنا انسان کے لئے اور بہت سے الطاف کا موجب ہو جاتا ہے۔پس تحدیث نعمت الٰہی کے طور پر میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہم پر بہت سے احسان کئے ہیں۔

پچھلے سال بعض نادانوں نے قوم میں فتنہ ڈلوانا چاہا اور اظہار حق نامی اشتہار عام طور پر جماعت میں تقسیم کیا گیا جس میں مجھ پر بھی اعتراضات کئے گئے۔مصنف ٹریکٹ کا تو یہ منشاء ہو گا کہ اس سے جماعت میں تفرقہ ڈال دے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بندہ نوازی سے مجھے اور جماعت کو اس فتنہ سے بچا لیا اور ایسے رنگ میں مدد اور تائید کی کہ فتنہ ڈلوانے والوں کے سب منصوبہ باطل اور تباہ ہو گئے اور جماعت ہر ایک قسم کے صدمہ سے محفوظ رہی۔جس کا نمونہ اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر نظر آ رہا تھا۔یہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت تھی کہ امسال باوجود بہت سے موانع کے اور باوجود اظہار حق

جیسے بدظنی پھیلانے والے ٹریکٹوں کے اشاعت کے جلسہ پر لوگ معمول سے زیادہ آئے۔ اور ان کے چہروں سے وہ محبت اور اخلاص ٹپک رہا تھا جو بزبان حال اس بات کی شہادت دے رہا تھا کہ جماعت احمدیہ ہر ایک بداثر سے محفوظ اور مصئون ہے۔

علاوہ ازیں مختلف جماعتوں نے ایثار کا بھی اس دفعہ وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ثابت ہوتا تھا۔ باوجود اس کے کہ اس سال چندوں کا خاص بوجھ تھا اور صدر انجمن مقروض ہوگئی تھی۔ مختلف جماعتوں نے نہایت خوشی اور رضا و رغبت سے وہ سب قرضہ ادا کردینے کا وعدہ کیا اور بہت سا روپیہ نقد بھی دیا۔ حتی کہ پچھلے تمام سالوں کی نسبت اب کی دفعہ تگنے روپیہ کے وعدے اور وصولی ہوئی جس کی مجموعی تعداد اٹھارہ ہزار کے قریب ہے جو اس قلیل جماعت کی حالت کو دیکھتے ہوئے ایک خاص فضل الٰہی معلوم ہوتا ہے۔

اس جلسہ نے ان لوگوں کے خیالات کو بھی باطل کردیا جو کہتے تھے کہ نورالدین گھوڑے سے گر گیا ہے۔ جب ایک دفعہ خلافت کے خلاف شور ہوا تھا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور ایسی جگہ پر جارہا ہوں جہاں بالکل گھانس پھونس نہیں ہے اور خشک زمین ہے۔ پھر میں نے گھوڑے کو دوڑانا شروع کیا اور گھوڑا ایسا تیز ہوگیا کہ ہاتھوں سے نکلا جارہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری رانیں نہ ہلیں اور مَیں یا یہ کہوں نہایت مضبوطی سے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔ دور جا کر گھوڑا ایک سبزہ زار میدان میں داخل ہوگیا جس میں قریباً نصف نصف گز سبزہ اُگا ہوا تھا۔ اس میدان میں جہاں تک نظر جاتی تھی سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ گھوڑے نے تیزی کے ساتھ اس میدان میں بھی دوڑنا شروع کیا۔ جب میں درمیان میں پہنچا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اس خواب سے سمجھا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ خلافت کے گھوڑے سے گر جائے گا جھوٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قائم رکھے گا بلکہ کامیابی عطا فرمائے گا۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میری اس خواب کو بھی پورا کیا اور اس سال کے جلسہ نے اس کی صداقت بھی ظاہر کردی کہ باوجود لوگوں کی کوششوں اور

مخالفتوں کے اور باوجود گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت کے اس نے میری تائید پر تائید کی اور جماعت کے دلوں میں روز بروز اخلاص اور محبت کو بڑھایا اور ان کے دل کھینچ کر میری طرف متوجہ کر دیئے۔ اور انہیں اطاعت کی توفیق دی اور فتنہ پردازوں کی حیلہ سازیوں کے اثر سے بچائے رکھا۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک عام اعلان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور اس کی نعمت کا اظہار کروں تا باقی جماعت بھی اس شکر میں میرے ساتھ شامل ہو اور اس ادائے شکر کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ہماری بیش از بیش مدد فرمائے اور اپنے وعدہ کے مطابق کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم میرا شکر کرو تو میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بھی تم پر اپنے خاص فضل نازل کروں گا۔ ہمارے اس ادائے شکر پر جو سب جماعت کی طرف سے ہو اپنی خاص نعمتیں ہم پر نازل فرمائے۔ آمین۔ نیز مغرب میں جس قدر تحریک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ہو رہی ہے وہ بھی کسی کم شکریہ کی موجب نہیں۔ اس لئے خاکسار اس کا بھی شکریہ کرتا ہے۔ (نورالدین)

(الفضل جلد ا نمبر ۳۰ مورخہ ۷ / جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۴)

حفاظت مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے درس میں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند جوانا سعادتمند پند پیر دانا را۔ پیر تو میں ہوں ہی اور اب تو یہ حال ہے کہ بہت رات گزرے پیشاب کے لئے اٹھا تو سینے کے بل دھڑام سے گر پڑا۔ میرے مولیٰ ہی نے میری حفاظت کی اور اسی نے مجھے طاقت بخشی اور میں بہت دیر کے بعد زمین سے اٹھنے کے قابل ہوا۔ پھر ابھی مجھے قے ہو چکی ہے اس حالت میں بھی تمہیں قرآن سنانے کے لئے ہر روز آتا ہوں۔ قدر کرو۔ (یعنی عمل کرو) اور غنیمت سمجھو۔ دانا اس لئے ہوں کہ قرآن سمجھتا ہوں۔

غیر احمدی چور فرمایا۔ یہاں کچھ چوریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ (الفضل کے مینجر صاحب کا کوٹ واسکٹ اور ۳۵ کی گھڑی اور دو تین اور صاحبوں کے کمبل جن میں سے ایک کی قیمت ساٹھ روپے کے قریب تھی)۔ میں نے اپنے مولیٰ سے دعا کی کہ اگر کوئی احمدی چور ہے تو پھر افسوس ہے اس پر بھی اور

مجھ پر بھی اور میری تعلیم پر بھی۔ مجھے اپنے کرم سے آگاہ کردے کہ چور کن میں سے ہے۔ **الحمد للّٰہ** کہ آج ان (مذکورہ بالا) چیزوں کے چور عجیب طور پر خود بخود ظاہر ہو گئے اور وہ دونوں غیر احمدی ہیں۔

ابلاغ حق فرمایا۔ میں تو طالب علمی میں بھی حق پہنچا دیتا تھا اور خطرناک سے خطرناک مقام میں بھی کوئی مجھے نقصان نہ پہنچا سکا۔ میں منافق نہیں کہ اپنا عقیدہ چھپا لوں۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ۱ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

شیعوں پر حجت قویہ

۱۷؍جنوری کو پیر منظور محمد صاحب کے صحن میں درس قرآن مجید و بخاری شریف دیا۔ حضور کی توجہ آج کل اس مضمون پر مبذول ہے کہ بخاری کو دوسری کتب حدیث پر ہم کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ چند فضلاء کو بھی اس پر غور کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ آپ نے درس دیتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الفتح:۱۹) شیعہ پر حجت قویہ ہے اور فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ سے ان کے دلی اخلاص کی شہادت دی۔ میاں عبدالحی علاوہ تھرڈ مڈل کی تعلیم کے سورہ بقرہ حفظ کر چکے ہیں۔ اب آل عمران شروع ہے **فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ**۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ۱ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

مہمان نوازی، سلام کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت نسبتاً اچھی ہے حضور کمال محبت سے عصر کے وقت عزیز عبدالحی کے مکان میں درس دیتے ہیں۔ فرمایا۔

(۱) مہمان نوازی کی عادت ڈالو۔ (۲) اگر کسی نو وارد کو نہ پہنچانو تو کہہ دو پہچانا نہیں۔ (۳) سلام کے جواب میں بڑھ کر سلام کہو۔ (۴) روٹی پانی پوچھو مت ماحضر لاکر سامنے رکھ دو۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ کے معنے

دوسرے روز وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ (الذاریات:۴۸) کے معنے تفصیل سے سمجھائے کہ ایک مقام پر لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (صٓ:۷۶) (دو ہاتھوں سے بنایا) فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

اسما یا کسی معنی کو سمجھانے کے لئے تجلی فرماتا ہے اور اس تمثل کو انسان دیکھتا ہے جس کی وجہ سے بعض کو دھوکہ ہوا اور وہ سوہنا آدمی بن آیا بول اٹھے حالانکہ یہ ایک تجلی تھی۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات:۵۱) کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کے جو اسماء ہیں ان کی پناہ میں آؤ۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۴ر فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح اچھے ہیں! تمام جماعت کو اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

تمام جماعت احمدیہ کو اطلاع دے دی جائے میں اچھا ہوں میری بیماری کچھ ایسی نہیں کہ لوگ یہاں بیمار پرسی کے لئے آئیں۔

اس لئے سب دوست اپنے اپنے مقام پر دعائیں کریں یہی کافی ہے۔کوئی تشویش والی بات نہیں۔

مرزا محمود احمد

اشتہار بحکم خلیفۃ المسیح

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری و نظم پنجابی‘‘ یہ کتاب پنجابی نظم میں میں نے تصنیف کی ہے۔جس میں آنحضرت صلعم کی سنہ پیدائش سے لے کر سنہ وفات تک مفصل و دلچسپ حالات لکھے گئے ہیں۔ جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ خیبر وغیرہ اپنے اپنے مناسب موقعوں پر نہایت وضاحت سے درج ہیں۔ مثال کے طور پر پہلے تمام مشہور نبیوں کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ

یہ کتاب بہت عمدہ تیار کی گئی ہے۔اور مبلغ ۳۰ روپیہ امداد کے لئے بھی مرحمت فرمائے ہیں۔

اس کے بعد جناب مولوی شیر علی صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے اسی کتاب کو پڑھ کر مفید عام تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں چھپ رہی ہے جو کہ ۱۰ر تاریخ ماہ فروری ۱۹۱۴ء تک انشاء اللہ چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ چونکہ مصنف خود غریب آدمی ہے۔اس لئے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا کہ

اشتہار چھپوادو۔

اس وقت مبلغ ۷۵ روپیہ کی ضرورت ہے۔ جو ناظرین کسی قدر بھی مالی امداد فرمائیں گے خداوندکریم سے انشاء اللہ تعالیٰ اجرعظیم کے مستحق ہوں گے۔ ورنہ کتاب کوخرید کر کے مصنف کی مدد فرماویں۔ کتاب کی قیمت تقریباً ۸/ ہوگی مگر جو صاحب پیشتر درخواست بھیجیں گے ان کو معہ محصول ڈاک ۷/ میں ارسال کی جائے گی۔ خط وکتابت پتہ ذیل پر ہونی چاہیے۔

الراقم:۔ جھنڈے خان احمدی مدرس پتے ہالی و برانچ پوسٹ ماسٹر ڈاک خانہ خاص پتے ہالی
تحصیل وضلع گورداسپور

(الفضل جلد ۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۱/فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۶)

۱۔ درس قرآن کی فکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اس ہفتے بدستور علیل رہی۔ ۹/فروری دو تین دست آنے سے طبیعت بہت نڈھال ہوگئی مگر دوسرے دن افاقہ ہوگیا۔ پہلے پہر آرام ہوتا ہے اور پچھلے پہر خفیف سی حرارت ضعف کا یہ حال ہے کہ بغیر سہارے کے بیٹھنا تو درکنار باجود سہارے کے سر کو خود نہیں تھام سکتے۔ اس حالت میں ایک دن (ہفتہ) فرمایا کہ

بول تو میں سکتا ہوں خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ میں قرآن مجید سنادوں۔

۲۔ اہل خانہ کو صبر کی تلقین

اپنے گھر والوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

دکھوں میں کبھی نہ گھبراؤ۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا وِرد رکھیو۔ اپنے محسن نبی کریم پر درود بھیجتے رہو۔

۳۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پر ایمان

فرمایا۔ جو لوگ مجھے مسلمان نہیں سمجھتے انہیں کیا معلوم کہ نورالدین کا آخری وقت میں بھی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پر ایمان تھا۔

۴۔تسکین قلب کا اظہار فرمایا۔میرا دل خوش ہے میں مطمئن ہوں میں گھبراتا نہیں۔اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور محمد رسول اللہ جیسا عظیم الشان (خاتم کمالات رسالت) میرا ہادی ہے۔

۵۔مومنوں کی حاجات کا نقشہ فرمایا کہ شاعر اور مصور واقعات کی تصویر کھینچ دیتے ہیں مگر حضرت ربّ العزت نے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ.... شَدِيْدًا (الاحزاب:۱۱) میں مومنوں کی حاجات کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس کا منظر ایک شاعر یا مصور کی کیا طاقت ہے کہ دکھا سکے۔

یہ فرما کر آپ پر رقت طاری ہوگئی۔بادل تھا ڈاکٹر نے کپڑا اوڑھانا چاہا۔فرمایا۔

کیوں اوڑھاتے ہو مجھے تو اس وقت آگ لگ رہی ہے۔میرا دل دکھی ہے اللہ اللہ صحابہ کی یہ حالت اور اس جرم میں کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے قائل تھے۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ا نمبر ۳۶ مورخہ ۱۸؍فروری ۱۹۱۴ صفحہ ۱)

ڈاکٹر یعقوب بیگ سے گفتگو ۱۹ تاریخ (فروری ۱۹۱۴ء) کو ۱۰ بجے کے قریب حضرت صاحب نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سے فرمایا کہ

آپ نے بہت تکلیف فرمائی اور آپ کا بہت نقصان ہوا ہے آپ کمانے والے آدمی ہیں۔

مرزا یعقوب بیگ صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی خدمت سے زیادہ اور کیا کام ہوسکتا ہے۔ہم نے بہت کمایا ہے اور انشاء اللہ کمائیں گے۔مگر حضور کی خدمت کا موقع کہاں مل سکتا ہے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔

حضرت ام المؤمنین کے سلام کا جواب اتنے میں والدہ صاحبہ عبدالحئی اور حضرت امّ المومنین تشریف لائیں۔حضرت امّ المومنین کے سلام کے جواب میں فرمایا۔

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَعَلٰى اَبْنَاءِ كُمْ وَبَنَاتِكُمْ۔

بیوی صاحبہ سے گفتگو اور نصیحت والدہ صاحبہ میاں عبدالحئی نے کہا۔ مولوی صاحب کیسی طبیعت ہے فرمایا کہ اچھی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ بولتے کیوں نہیں چپ کیوں لیٹے رہتے ہیں؟

فرمایا۔ حلق خشک ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بیوی، اللہ تعالیٰ سے صلح کر لو۔ چونکہ آپ کی آواز میں رقت تھی والدہ صاحبہ میاں عبدالحئی نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ تو لوگوں کو تسلی دلایا کرتے ہو اب آپ خود گھبراتے ہو۔

فرمایا کہ میں گھبرایا نہیں میں کبھی نہیں گھبراتا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر نہایت عمدہ بات ہے۔ خدا خوش ہو جائے تو سب کچھ مل جاتا ہے۔

دوپہر کے وقت آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب (مرزا یعقوب بیگ صاحب) آپ کو دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔

یوں تو اس بیماری کے دنوں میں بہت سے ڈاکٹر وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔ مگر مرزا یعقوب بیگ صاحب قریباً پندرہ دنوں سے برابر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب اور آپ کا ہی علاج ہو رہا ہے۔

ہزار سال عمر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اگر کوئی قرآن شریف کا اشد مخالف آریہ تیرے پاس آکر کہے کہ ہزار سال کی عمر تو ناممکن ہے۔ قرآن شریف میں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ تو اسے کہو تُو اعتراض کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اب بھی قادر ہے کہ تجھے ہزار سال عمر دے اور اگر وہ انکار کرے تو اسے میں ہزار سال تک زندہ رکھوں گا اور وہ عمر طبعی کے ایسی خطرناک ارذل العمر میں گرفتار ہوگا کہ باقی عرصہ نہایت دکھ میں کاٹے گا۔ کیونکہ اس نے ہماری بات کا انکار کیا۔ پھر فرمایا کہ ہر زمانہ کے مطابق عمریں بھی ہوتی ہیں۔ اب تو دو سو سال تک پہنچنا انسان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اب اگر زیادہ عمر ہو تو آدمی سخت تکلیف اٹھائے۔

شیعوں سے مباحثہ کے لئے جانے والے وفد کو نصائح

بیس تاریخ بروز جمعہ مولوی سید سرور شاہ صاحب میر محمد اسحٰق صاحب اور حافظ غلام رسول صاحب نے ایک مباحثہ کے لئے جانا تھا جو موضع مدرسہ کے احمدیوں اور شیعوں میں قرار پایا ہے۔ مولوی صاحب اور حافظ صاحب رخصت کے لئے حاضر ہوئے۔ فرمایا۔

دعائیں بہت کرنا، دعائیں بہت کرنا۔ یہ نیا مباحثہ ہے۔ شیعوں سے پہلے ہمارا مباحثہ نہیں ہوا۔ دعا سے کام زیادہ لینا اور آپس میں تبادلہ خیالات کرتے جانا۔ شیعوں کے متعلق جو ہمارے اصول ہیں وہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق کی نشانی ہے هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبۃ:۷۴)۔ انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا جسے نہ پا سکے۔ ہم تو نہیں مانتے کہ مولیٰ مرتضیٰ کو خلافت کی خواہش تھی لیکن اگر تھی تو انہوں نے بقول شیعوں کے وہ خواہش کی جو پوری نہ ہوئی اور ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ حضرت ابوبکر نے خلافت کی خواہش کی لیکن اگر شیعوں کے نزدیک انہوں نے خواہش کی اور ان کی وہ خواہش پوری ہوگئی اور هَمُّوْا بِمَا نَالُوْا ہوگئے۔ پس وہ منافق نہیں ہو سکتے کیونکہ جو انہوں نے چاہا ان کو مل گیا اور منافق تو هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہمیں اہل بیت سے بھی محبت ہے۔ اہل بیت میں پہلے بیویاں ہیں پھر اولاد۔

پھر فرمایا کہ میر محمد اسحٰق صاحب نہیں آئے (ان کو بلوایا گیا)۔ آپ نے سب کے لئے دعا کی اور ان کو کہا کہ

آپ ان سب میں نوجوان ہیں آپ کی کامیابی پر ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ یہ لوگ بھی تقریروں کے عادی ہوتے ہیں اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ بے شک سختی سے کہہ دیں کہ ہم ان باتوں کو نہیں جانتے۔ اصل مطلب پر گفتگو کرو۔

پھر فرمایا کہ ناکامیوں میں ہی کامیابی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد دعا فرما کر رخصت کیا۔

مہمانوں کا خیال بروز ہفتہ کچھ مہمانوں کو دیکھ کر فرمایا کہ

حدیث میں آیا ہے۔ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ

مَنَازِلَهُمْ (صحیح مسلم مقدمۃ الامام مسلمؒ)۔(ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ لوگوں کو ان کے درجوں کے مطابق اتاریں) میں تو بیمار ہوں۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس بیماری میں بھی مہمانوں کا اس قدر خیال رہتا ہے۔

(ماخوذ از کلام امیر۔الفضل جلد ۱ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۶)

حالت بیماری کے اشغال حضرت خلیفۃ المسیح ساری عمر بیکاری سے لوگوں کو منع کرتے رہے اور ہمیشہ تاکید فرماتے رہے ہیں کہ بیکار مت رہو۔

بیماری کی حالت میں بھی آپ بیکار نہیں۔بعض وقت کام کرنے کا اس قدر جوش آپ کے دل میں اٹھتا ہے کہ محبت کے رنگ میں ڈاکٹروں کو کہہ دیتے ہیں

''یہ روکتے ہیں اور مجھے بولنے نہیں دیتے''

جس روز یورپین ڈاکٹر آیا اور اس نے آکر آپ کا مزاج پوچھا تو فرمایا۔میں تو اچھا ہوں۔

ڈاکٹر نے لٹا دیا ہے۔ڈاکٹر نے کہا کہ آپ بہت کام کرتے ہیں۔فرمایا۔

خوب کام کرتا ہوں اور کرسکتا ہوں۔دن میں سات لیکچر دیتا رہا ہوں۔اس وقت بھی دماغ کام کر رہا ہے اور لیکچر بناتا رہتا ہے۔

اس کے بعد اس نے آپ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھا اور کہا۔عجیب نبض۔

موت کا کوئی غم اور خوف نہیں یورپین ڈاکٹر سے کلام کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

مجھے موت کا کوئی غم اور خوف نہیں۔

قرآن مجید کا عشق

ان بیماری کے ایام میں جبکہ طبی مشورہ نے آپ کی بیش قیمت زندگی اور مفید و نافع وجود کی خاطر تمام اشغال سے آپ کو روکا۔قرآن مجید کے درس و تدریس کا شغل بدستور جاری ہے۔مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کو نہایت شوق اور توجہ سے سنتے ہیں اور اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلب میں حقائق و معارف کا ایک جوش دریا کی صورت میں امڈا آ رہا ہے۔ایک دن کہنے لگے کہ

دل میں بہت جوش ہے کہ بیان کروں مگر ڈاکٹر روکتے ہیں۔

ایک دن مولوی صاحب نے یورپین مصنفوں کے اعتراضات متعلقہ ازواج مطہرۃ کو مدنظر رکھ کر ایک نوٹ لکھا اور کچھ شک نہیں کہ وہ نوٹ بڑی محنت اور قابلیت سے لکھا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے سن کر ایک نہایت ہی قیمتی اور لاجواب نکتہ معرفت فرمایا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ

معترضین کی بے حیائی ہے۔ قرآن مجید میں تو کسی بیوی کا نام نہیں۔ قرآن مجید کو زیر نظر رکھ کر اعتراض تو کر کے دکھائیں؟

قرآن مجید کے ترجمہ کی تکمیل کا بے حد جوش آپ کے دل میں ہے اور صرف یہ خواہش آپ کو زندہ رہنے کی خواہش پیدا کرتی ہے کہ

''قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ چھپا ہوا دیکھ لوں''

اشاعت دین کا خیال

۲۰ر فروری ۱۹۱۴ء کی صبح کو دس بجے کے قریب احباب آپ کے پاس موجود تھے اور ڈاکٹر صاحبان آپ کی غذا کا اہتمام کر رہے تھے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ایک مناظرہ پر جانے والے تھے۔ آپ نے اس وفد کو باوجود اپنی بیماری کی حالت کے دعاؤں کے ساتھ مناسب ہدایات دے کر روانہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں بھی جو چیز آپ کو پسند ہے وہ اشاعت دین ہے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا خلاصہ میرے الفاظ میں یہ ہے۔

دعائیں بہت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جاؤ۔ تکبر نہ کرنا۔

اور پھر فرمایا کہ شیعہ کے ساتھ مناظرہ کے متعلق ہمارا اصول کسی کو معلوم ہے؟

آپ کے اس سوال پر عرض کیا گیا کہ ہاں۔ مگر آپ نے اس کی تصریح کی اور فرمایا کہ

منافق کا ایک نشان ہے هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبة:۷۴) **۔ اس اصل پر دیکھ لو کہ حضرت صدیق، فاروق اور عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابیاں کس شان کی ہیں۔**

پھر آیت استخلاف سے استدلال کا طریق بتایا۔ پھر اس طریق پر استدلال کرتے ہوئے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا اور آپ کی کامیاب زندگی اور موت کو بطور اعجاز اور نشان پیش کر کے خلافت راشدہ کی تصدیق کی اور پھر آخر میں اپنے وجود کو ایک دلیل کے رنگ میں دکھایا اور بتایا کہ

یَسْلُبُ الْمُلْکُ مِنَ الْقُرَیْشِ کی حدیث پڑھاتے ہوئے مجھے خیال آتا تھا کہ قریش میں اب کوئی امیر المؤمنین نہیں ہوسکتا اور مجھے اپنی ذات کے متعلق تو کبھی وہم وگمان بھی نہیں آتا تھا مگر دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھے کس طرح خلیفہ بنا دیا۔

آخر میں فرمایا۔ جاؤ بڑھو۔ ہمیں صحابہ بھی پیارے ہیں اور اہل بیت بھی۔

مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب اس وقت موجود نہ تھے وہ بعد میں آئے تو انہیں وحدت کی ضرورت کی ہدایت فرمائی اور نہایت ہی لطیف پیرایہ میں بتایا کہ

سعادت، فضیلت اور جوانی پر گھمنڈ نہ کرنا۔ پہلا مناظرہ ہے۔ خدا کے حضور جھکو اور دعائیں کرو۔

پھر بہت دعا کی اور یہ کہہ کر رخصت کیا کہ

میرا دل، جان، روح دعا کرتی ہے کہ تم فتح مند ہو۔

حفظ مراتب

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت میں حفظ مراتب کا ہمیشہ خیال رہتا ہے۔ ۲۱؍فروری ۱۹۱۴ء کو ۱۰ بجے صبح کے قریب جبکہ آپ کو کھانا کھلایا گیا۔ آپ کے سامنے ہمارے بزرگ بھائی میر عابد علی شاہ صاحب استادہ تھے۔ شاہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح سے بہت محبت ہے اور چونکہ آپ صوفی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں ادب بہت ہے۔ وہ حضرت کے سامنے نہایت مؤدب رہتے ہیں۔ حضرت نے انہیں دیکھ کر اشارہ کیا کہ

آپ چارپائی پر بیٹھ جائیں اور پھر فرمایا۔ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ (صحیح مسلم مقدمۃ الامام مسلم)۔ میں بیمار ہوں۔

توبہ کی حقیقت

خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں کو خدا کے دین اور شعار اللہ کی عظمت کے لئے ایک غیرت ہوتی ہے اور

ان کا تعلق مخلوق سے محض خدا تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں بہت سی مثالیں مجھے یاد ہیں۔زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ہر شخص کی زندگی کا مطالعہ ایک قیمتی چیز ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے دنوں میں ان کی زندگی میرے لئے تو بہت ہی پُرغور مطالعہ ہوتا ہے۔

اسی تاریخ کو جبکہ ہمارے معزز احباب مثلاً برادرم صادق ، ڈاکٹر یعقوب بیگ، میاں معراج الدین عمر، شاہ صاحب موصوف، ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب، چوہدری محمد سرفراز خان صاحب، خلیفہ نور الدین وغیرہم موجود تھے مفتی صاحب نے بدر کے لئے ایک ضروری تحریک کی۔آپ نے اسے پسند فرمایا اور چند احباب کا نام لیا کہ

وہ اس کارخیر میں شریک ہوں یعنی مفتی صاحب مولوی ماسٹر محمد دین، مولوی ماسٹر صدرالدین، مولوی ماسٹر غلام محمد صاحب۔

اسی سلسلہ میں مفتی صاحب نے لاہور کا ذکر کیا۔اس سے حضرت کو ان فتنہ زا ٹریکٹوں کا خیال آ گیا جن کے ذریعہ آدم کے دشمنوں نے آدم ثانی کی نسل کی ایڑی کو کاٹنا چاہا تھا۔اس پر حضرت نے نہایت رنج کا اظہار فرمایا اور باوجودیکہ لاہور کی جماعت کے اکثر افراد خدمت سلسلہ کے لئے ایک پاک نمونہ اپنی زندگیوں کا رکھتے ہیں لیکن اس فتنہ نے اس وقت بھی حضرت کی طبیعت کو مکدر کر دیا اور نہایت برہم ہو کر فرمایا۔

میں تو لاہور کو جانتا نہیں۔وہ ایسا قصبہ ہے کہ جہاں سے مجھ کو ایسے بڑھاپے میں اس قدر تکلیف پہنچی ہے۔

اس ٹریکٹ کی یاد نے حضرت کو بہت دکھ دیا اور آپ نے از بس بیزاری کا اظہار کیا۔آپ کی آنکھیں پُرآب اور آواز میں رنج کے جذبات تھے۔

فرمایا۔میرا دل بہت جلایا گیا۔میں اس وقت بوڑھا ہوں۔کیا یہ مجھ کو دکھ دینے اور تکلیف دینے کا وقت تھا؟ یہ تو مجھے محبت کرنے کا وقت تھا۔مجھے اس وقت راضی کرنا چاہیے تھا۔

فرمایا۔میری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور میں خوب جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ میری

دعائیں وہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

فرمایا۔ میں اس وقت رویا ہوں۔ اگر میری غضب کی آنکھ ہوتی تو کھا جاتی۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا۔ وہ میری دعائیں سنتا ہے۔ اب میں بیمار ہوں۔

پھر ڈاکٹر برادرم یعقوب بیگ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ اس کو لائے۔ آپ نے اس کی معافی کرائی لیکن آج تک اس کی تلافی نہیں ہوئی۔ قرآن مجید فرماتا ہے مَنْ تَابَ ..... وَاَصْلَحَ (المائدۃ:۴۰) فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:۴۱) مگر اس نے کوئی اصلاح نہیں کی کوئی تلافی نہیں ہوئی۔ نہ آپ نے اصلاح کرائی نہ تلافی کرائی؟

خلافت فرمایا۔ وہ جو کہتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے خلیفہ مقرر کر دیا ہے غلط ہے۔ مجھے کیا علم ہے کہ کون خلیفہ ہوگا۔ مجھے کیا علم ہے کہ دو دن کے بعد کون خلیفہ ہوگا اور کیا ہوگا۔ کون خلیفہ بنے گا یا مجھ سے بہتر خلیفہ ہوگا۔ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ میں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا۔ میرا یہ کام نہیں۔ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ جس کو وہ چاہتا ہے وہ خلیفہ بناتا ہے۔ فرمایا۔ میں اس وقت رویا ہوں۔

رضا بالقضا فرمایا۔ میں ہر طرح سے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں۔ نفس کی کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔

۱۹ر فروری کی صبح کو حضرت ام المؤمنین، آپ کی بی بی اور بعض دیگر مستورات عیادت کو حاضر ہوئیں۔ آپ کچھ چشم پُرآب ہو گئے۔ آپ کی بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ کیا آپ گھبرا گئے؟

فرمایا۔ گھبرا کیسا؟ میں بالکل نہیں گھبرایا۔ فرمایا۔ وہ خدا راضی ہو جائے سب کچھ پا لیا۔

پھر آپ نے فرمایا۔ یہ ایک علم ہے جاہلوں کو معلوم نہیں۔

بیوی صاحبہ نے پوچھا کیا علم ہے؟

فرمایا۔ اللہ کو لوں ڈرنا (اللہ سے ڈرنا)۔ پھر فرمایا۔ میں کبھی نہیں گھبراتا۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ چپ اس لئے ہوں کہ بولنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

(ماخوذ از ایوان خلافت۔ الحکم جلد ۱۸ نمبر ۱ مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۱۴ء صفحہ ۶، ۷)

تین القاء ربّانی

اس ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بدستور علیل رہی۔ضعف بھی بہت ہے حرارت بھی ہو جاتی ہے۔کھانسی رات کے وقت زیادہ ہوتی ہے۔حضور کو تین القاء ہوئے۔

(۱) **اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ رَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ** ۔(۲) **اَلْحُمّٰی مِنْ نَّارِ جَھَنَّمَ فَاطْفِئُوْھَا بِالْمَاءِ** (۳) بتایا گیا کہ اکثر بیماریوں کا علاج ہوا، پانی اور آگ سے اور دردوں کا آگ اور پانی سے۔

پھر فرمایا۔بہت حکمتیں کھلی ہیں انشاء اللہ طبیعت اچھی ہو جانے پر بتاؤں گا۔

بغرض علاج تبدیلیٔ آب وہوا

پس ہوا اور پانی سے علاج کرنے کے واسطے تبدیل آب وہوا کی تجویز ہوئی اور بعض دوستوں کی رائے کے مطابق دارالعلوم کے بورڈنگ ہاؤس کی بالائی منزل خالی کرائی گئی۔اس کے درمیانی کمرہ میں ایک دیوار کھڑی کی گئی تھی اسے نکال دیا گیا اوپر چڑھانے کے واسطے میزوں کی سیڑھی بنائی گئی۔لیکن بعد از نماز جمعہ نواب محمد علی صاحب کی مکرر درخواست کی بناء پر حضور کو نواب صاحب کی کوٹھی (دارالسلام) میں پہنچایا گیا۔راہ میں بورڈز صف بستہ کھڑے عرض کر رہے تھے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ** ۔حضور نے ڈولی ٹھہرانے کا حکم دیا۔ان کے لئے باچشم پُر آب......دعا کی اور مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔

انہیں نصیحت کر دینا۔

آپ کے اہل وعیال بھی آپ کے ساتھ ہیں وہاں کا منظر آپ کو پسند ہے۔ دو راتیں یعنی اتوار وسوموار کی رات کو بے چینی بہت رہی آج رات دو بجے تک بے آرامی تھی۔میاں شریف احمد صاحب کو جو پسلی درد کے سبب آپ کو ٹکور کر رہے تھے فرمایا کہ

آپ کی مہربانی سے اب کچھ افاقہ ہے۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ا نمبر ۳۸ مورخہ ۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیّت

وصیت نوردین کے عنوان سے بہت عرصہ گزرا میں نے الحکم میں حضرت حکیم الامت کی ایک تحریری عربی وصیت شائع کی تھی اور اسے مع اردو ترجمہ برادرم مفتی (محمد صادق) صاحب نے بدر میں چھاپ دیا تھا۔اس کے پڑھنے سے نورالدین کے عقائد کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بہت عرصہ کی لکھی ہوئی ہے لیکن اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے ۴/ مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد نماز عصر یکا یک آپ کو ضعف محسوس ہونے لگا۔اسی وقت آپ نے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کو حکم دیا کہ قلم دوات لاؤ۔ چنانچہ سید صاحب نے قلم دوات اور کاغذ لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے لیٹے ہوئے ہی کاغذ ہاتھ میں لیا اور قلم لے کر لکھنا شروع کیا۔اس وقت بہت سے احباب مثلاً مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب،مولوی سید سرور شاہ صاحب، قاضی سید امیر حسین صاحب، نواب محمد علی خان صاحب، میاں عبدالحیٰ صاحب، حضرت صاحبزادہ صاحب، ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب اور بہت سے بھائی قریباً جماعت قادیان کے سب لوگ موجود تھے۔ اور باہر سے بھی میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور (جو حضرت کی علالت کے ایام میں بہت کثرت سے آتے رہے اور ان کی اولاد بھی)، حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ اور منشی محبوب عالم صاحب، چوہدری دولت خاں صاحب محکمہ پولیٹیکل کوئٹہ، چوہدری چھجو خان صاحب ملازم محکمہ جنگلات صاحب وغیرھم موجود تھے۔اوّلاً آپ نے مختصر سا حصہ وصیت کا لکھا لیکن چونکہ قلم درست نہ تھا دیسی قلم منگایا گیا۔آپ نے ایک وصیت اپنے قلم سے تحریر کر دی اور مولوی محمد علی صاحب کو دی کہ وہ اسے سنا دیں۔ چنانچہ انہوں نے بآواز بلند اسے پڑھ کر سنا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تین مرتبہ سنا دو۔ چنانچہ تین مرتبہ اس وصیت کو پڑھ کر سنایا گیا۔ جب وصیت پڑھی جاتی تھی حاضرین پر رقت کا عجیب اثر تھا۔دل اور آنکھیں روتی تھیں اور خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔حضرت حکیم الامت نے بڑے حوصلہ اور ہمت سے لیٹے لیٹے باوجود ناتوانی کے وصیت کو لکھنے میں کمال کیا۔غرض وصیت جو تین مرتبہ پڑھی جا چکی تو آپ نے فرمایا کہ نواب

صاحب کے سپرد کردو وہ اسے محفوظ رکھیں گے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے حاضرین کی موجودگی میں اصل کاغذ نواب صاحب کے سپرد کردیا۔ پھر نواب صاحب نے عرض کیا کہ اس پر دستخط کرالئے جاویں اور اس مطلب کے لئے وصیت پھر حضرت کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آپ نے اس پر دستخط کردیئے جیسا کہ وصیت کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ بہرحال ۴/ مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے پاک وصیت کردی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جیتے رہے تو اور بھی کچھ کہیں گے۔ اس کے بعد کچھ یخنی اور دہی نوش فرمایا۔

میں ناظرین کے علم وآگاہی کے لئے اصل وصیت کو یہاں درج کردیتا ہوں۔ آپ نے اپنی اولاد کو جس طرح پر حوالہ بخدا کیا ہے اس سے آپ کی موحدانہ زندگی کا ایک نمونہ نظر آتا ہے اور اپنے قائمقام کو جو بیش قیمت ہدایات دی ہیں یہ ہیں۔ متقی ہو، ہردلعزیز ہو، عالم باعمل ہو اور حضرت صاحب کے دوستوں سے سلوک، چشم پوشی اور درگزر کرے۔ یہ ایسی ہدایات ہیں کہ لاریب آپ کے جانشین کو ان پر عمل کرنا قوم کی بھلائی اور خوش قسمتی کی دلیل ہوگا۔ میں اس وصیت کے متعلق کچھ اور تفصیل کرنا نہیں چاہتا۔ سردست دعا کرتا ہوں اور احباب کو بھی دعا کے لئے کہتا ہوں کہ یہ پاک وجود عرصہ دراز تک ہماری رہنمائی کا موجب رہے اور اللہ تعالیٰ اس کے فیوض برکات سے ہمیں محروم نہ کرے اور ہمیں پاک تبدیلی کا موقع دے۔ اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ اس کے جانشین کو وہ توفیق دے جس کی خواہش نورالدین نے اپنی وصیت میں کی ہے۔ آمین (ایڈیٹر)

اصل وصیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمُدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَاٰلِہٖ مَعَ التَّسۡلِیۡمِ

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ میرے بچے چھوٹے ہیں ہمارے گھر میں مال نہیں ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش، پرورش یتامیٰ ومساکین سے نہ ہو کچھ قرض حسنہ جمع کیا جاوے لائق لڑکے ادا کریں یا کتب جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو، ہردل عزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگزر کو کام

میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔

والسلام

نورالدین

۴؍مارچ ۱۹۱۴ءبعداز اعلان

(الحکم جلد ۱۸نمبر ۲ مورخہ ۷؍مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

تبدیل مکان

۲۷؍فروری ۱۹۱۴ء کو حضرت امیر المؤمنین تبدیل آب و ہوا کی غرض سے دارالسلام کوٹھی نواب صاحب میں تشریف لے گئے۔راستہ میں بورڈنگ ہاؤس کے پاس طلباء نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا۔اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن۔اس پر آپ نے وہاں ڈولی کو ٹھہرایا اور ان کے لئے باچشم نم دعافرمائی کہ

خدایا ان بچوں کو نیک اور متقی بنا اور دین و دنیا میں کامیاب کر اور بدکاریوں سے بچا۔

طلباء مدرسہ کو وعظ کی ہدایت

آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو بلایا۔وہ پاس نہ تھے۔اطلاع ہونے پر مسجد نور کے قریب آ کر ملے تو دارالسلام پہنچ کر ارشاد فرمانے کے لئے کہا۔وہاں پہنچ کر انہیں لڑکوں کو وعظ کرنے کے لئے فرمایا اور کہا۔

مجھے تو وہ (اللہ تعالیٰ) بہت ہی پیارا ہے۔دو کام بتائے ہیں تواضع اور خاکساری۔اس کی بچوں کو تاکید کر دو اور ان کو وعظ کرو کہ بدکاریوں سے بچیں۔فرمایا۔یہ کام ابھی کرنا ہے۔فرمایا۔اسی وقت جا کر چھوٹے موٹے لڑکوں کو جمع کر کے تقویٰ وطہارت کا وعظ کرو۔فرمایا۔ہر ایک لڑکا خیرات دے۔ہر ایک لڑکا استغفار کرے۔فرمایا۔یہ بھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ طاعون بھی آتا ہے۔فرمایا۔یہ کام ابھی کرنا ہے۔

۲۸ر فروری ۱۹۱۴ء

ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب رات بھر حضرت کے پاس رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزاء ہو اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی اپنے کاروبار کو لات مار کر آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ یہ قربانی قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جزا ہو سکتا ہے۔ صبح کو یہ بزرگ حاضر ہوئے تو فرمایا۔

کھانسی بہت ہوتی، سیدھے لیٹے لیٹے چار گھنٹہ گزر گئے۔ پھر فرمایا۔ خاتمہ اسلام پر ہو۔

پھر نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا کہ

یہ مکان بہت خوب ہے اس میں مجھے بہت آرام ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے اور غریبوں کے پاس کیا ہے۔

درس قرآن کریم اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (الزخرف:۸۲) پر فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنیت مسیح کی خوب تردید کی ہے۔ بتایا کہ جب میں خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا پرستار ہوں اور اسی کا نام جپتا ہوں بھلا اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں منکر ہو سکتا تھا؟ کیسے صاف معنے ہیں۔

پھر قرآن شریف کے متعلق فرمایا۔ دنیا میں بڑا اندھیر پڑا ہوا تھا اس نے حکمت کی باتیں دنیا میں پھیلا دی ہیں اب یہ نشو ونما پائیں گی۔

مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا۔ حضور پچیسواں پارہ ختم ہو گیا ہے۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

تیرا فضل تیرا کرم۔

پھر خدا تعالیٰ کے انعامات اور برکات کے نزول کا یوں ذکر کیا کہ

اس بیماری میں آپ قرآن کے لئے آتے ہیں تو لیلۃ القدر ہو جاتی ہے۔ کون جئے گا، کیا ہو گا۔ مجھ پر تو خدا تعالیٰ کی رحمت کے عجیب عجیب بادل چڑھتے ہیں اور مجھ پر برستے ہیں۔ اس بہار کی پھوہار کو میں ہی سمجھتا ہوں۔

شام کے کھانے کے بعد فرمایا۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ مَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ۔

۲/ مارچ ۱۹۱۴ء اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ (محمد:۲) پر فرمایا کہ ان کو ناکام کر دے گا۔ فرمایا۔ بڑے ہی بد بخت تھے وہ لوگ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر رحم کیا، غریب نوازی کی۔

فرمایا۔ **سیدھا سیدھا**۔ قرآن بڑا عمدہ ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ (محمد:۱۴) پر فرمایا۔ یہ جنت جو ہم صحابہ کو دیں گے تورات میں اس کی تصریح کر دی۔ اسی کا نام جنت عدن ہے۔ تورات بڑی پیاری کتاب ہے۔ فرمایا۔ بعض وقت قرآن کریم کے فقرہ کو ایسا صاف کر دیتی ہے۔ جنت عدن کی تعریف اور تشریح کی ہے۔ افسوس اس پاک کتاب کی قدر نہ ہوئی اور جو کروڑوں روپیہ صرف کیا ناعاقبت اندیشی کی مجھے تورات بڑی پیاری۔

اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ۔ الآیۃ (محمد:۲۳) پر فرمایا۔ میں تو جب اس کو پڑھتا ہوں تو یزید کے متعلق پاتا ہوں۔ اس پلید نے قطع رحم کیا۔ بڑا ہی بد بخت تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہے اس نے اتنی بڑی نسل کو بری طرح ضائع کیا۔

پھر فرمایا۔ اتنی دیر مجھے طاقت رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اتنا رحم کیا ہے ساری دنیا سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ ایک مضمون سمجھا دیا ہے۔ سارا جہان ایک طرف ہو جاوے مجھے کیا پرواہ ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ مکہ والوں پر مجھے تو رحم آتا ہے ان پر کتنا بڑا رحم کیا ادھر آئے ہی نہیں نہ فائدہ اٹھایا۔ ہزار ہا امام ہو گئے مکہ میں ایک بھی نہیں۔ ہزاروں مصنف ہوئے ان میں کوئی بھی نہیں۔ یہ بڑی سزا ہے۔

۶/ مارچ ۱۹۱۴ء آج حضرت کی طبیعت بدستور کمزور رہی۔ رات کو کسی قدر بے چینی رہی، پیاس بھی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب نے سورۃ نجم کے متعلق مخالفین کے اس اعتراض کا استفسار کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ بتوں کی تعریف کی گئی تھی۔ اس پر فرمایا۔

جھوٹے ہیں۔ قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ ساری سورۃ میں بت پرستی کی مخالفت ہے اور مشرکین

مکہ پر عذاب کی پیشگوئیاں ہیں۔

پھر مولوی صاحب نے اِنۡشَقَّ الۡقَمَرُ کے متعلق دریافت کیا۔فرمایا۔

اب تو سائنس نے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔سائنس دان کہتے ہیں کہ چاند میں سے ٹکڑے گرتے رہتے ہیں اور بڑے بڑے میوزیم میں وہ رکھے بھی ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے رؤیا کا حوالہ دیا اور آخر میں کہا۔

حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے اس پر بہت بسط سے لکھا ہے۔تم لکھ کر مجھے سنا لو۔

اس درس کے وقت قرآن مجید کھول کر سینہ پر رکھا اور چند منٹ اس کو دیکھتے رہے اور ورق الٹ کر غور کرتے رہے۔فرمایا۔

آج مجھے بہت کمزوری رہی۔کمزوری میں لوگوں کو خیالات بہت اٹھتے ہیں مگر مجھے نہیں اٹھتے۔

(ماخوذ از ایوان خلافت۔الحکم جلد ۱۸ نمبر ۲ مورخہ ۷؍مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۶)

استغفار پڑھنے کی تاکید آج ۱۱؍مارچ ۱۹۱۴ء صبح فرمایا کہ بات کرنے کے قابل ہوں۔ استغفار بہت پڑھنے کا ارشاد کیا۔ (ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۱؍مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

موت وحیات کی خبر حضرت امیر المؤمنین ہی کے الفاظ میں جو آپ نے ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء کو فرمائے۔

موت وحیات کی کسی کو خبر نہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے اور مجھے بھی خبر نہیں۔

(ماخوذ از اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے۔الحکم جلد ۱۸ نمبر ۳ مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

وفات سے قبل بیٹے کو نصائح

اس (مدینۃ المسیح) عنوان کے ماتحت جس مقدس وجود کے حالات میں لکھا کرتا تھا اس نے ۱۳؍مارچ جمعہ کے روز نماز کے بعد وصال پایا۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَہٗ وَاَکۡرِمۡ نُزُلَہٗ۔وفات سے پہلے آپ نے میاں عبدالحی کو بلایا اور فرمایا۔

لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر میرا ایمان ہے اور اسی پر مرتا ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب احباب کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد میں حضرت بخاری صاحب کی کتاب کو خدا کی پسندیدہ سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور خدا کا برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ مجھے ان سے اتنی محبت تھی کہ جتنی میں نے ان کی اولاد سے کی تم سے نہیں کی۔ قوم کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور مجھے پورا اطمینان ہے کہ وہ ضائع نہیں کرے گا۔ تم کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا پڑھانا اور عمل کرنا۔ میں نے بہت کچھ دیکھا قرآن جیسی چیز نہ دیکھی۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی اپنی کتاب ہے۔ باقی خدا کے سپرد۔

(ماخوذ از مدینۃ المسیح الفضل جلد ا نمبر ۴۰ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک خاص دعا مسجد اقصیٰ میں قرآن شریف کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ

وضو کر کے دو رکعت پڑھ کر خدا کی تعریف وتحمید کر کے پہلی رکعت میں وَالضُّحٰی اور دوسری میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھو اور حمد اور استغفار بھی بتا دیا تھا اس کے بعد یہ دعا مانگو۔

الٰہی اسلام پر بڑا ابتر چل رہا ہے مسلمان اوّل سست دوم دین سے بے خبر سوم قرآن سے بے خبر رسول کریمؐ کی سوانح عمری سے بے خبر۔ تو اُن میں ایک ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جذب، قوت جاذبہ، ہمت بلند، کمال استقلال پھر بڑی دعائیں کرے والا، تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو اس نے پورا کیا ہو۔ قرآن اور صحیح حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش۔ وہ جماعت نفاق سے پاک ہو ان میں تباغض نہ ہو۔ اس جماعت کے لوگوں میں جذب، ہمت بلند اور وہ بھی قرآن وحدیث سے واقف ہوں۔ ان کو ابتلاؤں میں ثبات عطا کر۔ ابتلا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرۃ:۲۸۷) نہ ہوں۔ پھر اس شخص اور اس کی نسل کو ویسی ترقی دے جیسا کہ میں نے دعا کی ہے۔ تم بھی انصار اللہ اور حق کے مؤید بن جاؤ۔

(ماخوذ از تصدیق المسیح الفضل جلد ا نمبر ۴۱ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

نور کی کرنیں

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مرحوم مغفور کی نایاب ڈائری

۲۰/اپریل ۱۹۱۳ء

یہ مسجد بھی نشان ہے فرمایا۔ یہ مسجد بھی نشان ہے۔ جہاں اب درس کر رہے ہیں سکھ حکام کی کچہری کی جگہ ہے تم سب کو اللہ نے یہاں پکڑ کر جمع کر رکھا ہے۔ مولویوں نے کیا کیا زور لگایا مگر خدا کی طاقت کے سامنے کوئی طاقت چل سکتی ہے؟ نواب، امراء تمام جہان کو مسلمان بنا سکتے۔ پھر لوگ کس طرح زور لگاتے ہیں یہاں قادیان کے لوگوں نے زور لگایا۔

فرعون کے واقعہ سے عبرت حاصل کرو فرمایا۔ موسیٰ کو خدا نے نو نشان دیئے تھے عصا اور ید بیضاء، طوفان، دم وغیرہ وغیرہ۔ بنی اسرائیل کے پاس جب موسیٰ گئے تو فرعون نے کہا اے موسیٰ تُو جادوگر ہے۔ موسیٰ نے کہا اے فرعون تو ہلاک ہونا چاہتا ہے۔ جب رسول کریمؐ مکہ چھوڑنے لگے تو آپ نے فرمایا۔ اے مکہ! میں تو تجھے نہ چھوڑتا مگر یہ قوم مجھے دکھ دیتی ہے۔ میں تو تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ انجام اور نتیجہ پر غور کرو۔ ایک طرف فرعون اور دوسری طرف موسیٰ۔ مگر انجام اور نتیجہ کس کے ہاتھ رہا۔ ان باتوں سے عبرت حاصل کرو۔

خدا کے رسولوں پر ایمان لاؤ اللہ کے نیک بندے اولوالعزم رسول بڑے بڑے نشانوں کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں۔ کچھ پردے ہیں کہ وہ نشان سمجھ میں نہیں آتے۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ زمین کے نشان ہوں آسمان کے نشان ہوں کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ دنیا چند روزہ ہے یہ جاہ وجلال سب کے سب یہاں ہی رہ جاویں گے۔

عبرت حاصل کرو فرمایا۔ میں نے بہت سے شہروں میں سفر کیا۔ مگر وہاں کے علماء خاک میں مل

گئیے۔لاہور کی شاہی سنہری مسجد مسلمانوں کی جاہ وجلال وعظمت کا پتہ دیتی ہے۔مگراب کچھ نہیں خاک ہے۔پری محل،رنگ محل،مبارک محل عبرت کے نمونے ہیں۔بڑے بڑے شاہوں کے مقابر عبرت کے نشان ہیں۔

دہلی میں سینکڑوں کھنڈرات ہیں۔بادشاہوں بیگموں کے مزار ہیں۔ایسے ایسے امراء بھی ہیں جنہوں نے خاک بھی بادشاہ کی پرواہ نہیں کی۔مگر دیکھئے اب ان کے نشان کہاں۔خدا سے ڈرو دنیا چند روزہ ہے انسان کس بات پر گھمنڈ اور غرور کرتا ہے۔دنیا دار احمق ہوتے ہیں کچھ پرواہ نہیں کرتے۔بغراخاں،خضر خاں کے واقعات دیکھو خدا نے جو کرنا تھا کر کے دکھا ہی دیا۔بہت نشان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں مگر لوگ اندھوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔

بدمعاملگی سے بچو فرمایا۔جن لوگوں میں بدمعاملگی ہے،جن میں بعض بداعمالی ہے،جھوٹ ہے،پڑوسی سے عناد ہے اس کو نہیں چھوڑتے قرآن سے منہ پھیرلیا۔بدیوں کو ترک کرو تا خدا سے فلاح پاؤ۔

غیر کے نام کو نہ پکار فرمایا۔خدا کے بہت سے نام ہیں ان ناموں سے اس کو پکارو۔کفار جب دریا سے گزرتے تھے تو خدا کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارتے تھے۔یہاں تو آج کل بھی یہ رسم ہے۔دم بھاول حق کہتے ہیں۔خدا سے منہ موڑتے اور مخلوق کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں۔

خدا کا کوئی بیٹا نہیں فرمایا۔خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔لوگوں میں یہ بڑی غلط راہ ہے جو دنیا میں بڑے زور وشور سے پھیل رہی ہے۔ایک بیچارے کو خدا بنا دیا ہے یہ جو غلط عقیدہ اندر ہی اندر ہندوستان میں اپنا کام کر رہا ہے۔

اللہ اکبر فرمایا۔اللہ کی بڑائیاں بیان کریں۔اللہ اکبر یہ تمام برائیوں سے نکلنے کی راہ ہے۔آج کل شیطان بڑے زور سے تمہارا مقابلہ کر رہا ہے۔مبارک ہیں وہ لوگ جو اضطراب سے اس کے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

عشاء کی نماز سے پہلے سونا منع ہے فرمایا کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا منع ہے،مکروہ ہے،

ناپسند ہے۔اور پھر عشاء کی نماز کے بعد ٹریں مارنا ناپسند ہے۔صرف ۹ بجے تک آپ کی نماز کا وقت تھا۔

فجر کی نماز منافق کا کام نہیں کہ وقت پر پڑھے۔اللہ کی حمد سے نماز پڑھنی چاہیے طلوع شمس سے پہلے اور غروب شمس سے پہلے۔جاہل لوگ بڑی جلدی سحر کیا کرتے ہیں۔

جمعہ اور ظہر فرمایا۔اگر جمعہ کی نماز میں ایک رکعت ملے تو دوسری ایک رکعت پڑھ لے تو جمعہ ہوجاتا ہے۔اگر سجدہ یا رکوع میں ملے تو پھر وہ جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر ہوجاتی ہے۔ظہر پوری کرے۔

کن وقتوں میں نماز نہ پڑھے فرمایا۔اگر سورج غروب ہورہا ہو تو نماز نہ پڑھے بعدہ پڑھے اور نہ ہی چڑھتے نماز پڑھے۔بعض لوگ عصر کے بعد دوسنتیں کہتے تھے یہ ٹھیک نہیں۔بادل کا دن ہو تو عصر کو سویرے پڑھ لینا چاہیے ورنہ رہ جاتی ہے یا دھوکا پڑ جاتا ہے۔جو نماز رہ جاوے اس کے لئے جماعت کرنا اذان کہنا جائز ہے۔

۲۱/اپریل ۱۹۱۳ء بروز دوشنبہ

سورۃ نمل سورۃ نمل میں مکہ معظّمہ کے باشندوں کے لئے بتایا کہ اب تم تباہ ہوجاؤ گے۔نہ کوئی تم میں سے کامیاب ہوا اور نہ کوئی نبی کریم کا مقابلہ کرے گا۔پھر شام کے ملک کی طرف متوجہ کیا ان پر بھی مکہ والوں کی طرح اتمام حجت کی کہ اب تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ (اخبار نور جلد ۵ نمبر ۲۴ مورخہ ۳/اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۱)

انجمن اور خلیفہ کی بحث اور خلیفۃ المسیح کا فیصلہ

آئندہ خلیفہ کے متعلق بحث ان سوالات کے جواب دیتے ہوئے بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ تو مستثنیٰ ہیں بحث آئندہ خلیفہ کے متعلق ہے اس پر فرمایا۔

یہاں قوت ایمانیہ روکتی ہے کہ موجودہ خلیفہ اچھا ہے یہ مستثنیٰ ہے اس کے متعلق بحث نہیں کرتے پھر آگے جانے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر بحث اسی لئے ہے جو آئندہ ہو۔آئندہ پیدا ہونے والا تو شائد لاکھ گنا بہتر ہوگا۔

انجمن کے حقوق خلیفہ کے مقابل حضرت خلیفۃ المسیح نے کسی شخص کے جوابات پر ریویو کرتے ہوئے فرمایا۔

پھر خلیفہ کو دبایا ہے کہ بانی سلسلہ نے صدر انجمن کو دبایا ہے خلیفہ اس کے ماتحت اور اتباع کا بنایا ہوا ہے۔صدر انجمن ٹوٹی تو یہ خود ٹوٹ گیا۔انجمن محافظ و مالک ہے خلیفہ کسی چیز کا مالک نہیں۔انجمن کا فیصلہ قطعی ہے خلیفہ کا فیصلہ قطعی نہیں۔یہ جواب ہیں واقعہ میں کسی نے دیئے ہیں یا افتراء باندھا ہے اس کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ایسی خبر بھی ہے کہ بیعت کے دوسرے روز یا تیسرے روز کسی نے یہ کہا کہ خلیفہ کے اختیارات محدود کرنے چاہیے۔میں تمہارے قابو میں کب آ سکتا تھا جو آج تمہارے پاس ہے اس پر تو پیشاب بھی نہیں کرتا۔میرے دل میں اس کی عظمت ہی نہیں مجھے دنیا سے حرص ہی نہیں۔انجمن کے لئے قاعدے دیئے ہیں، جیسے مسیح قاعدوں کے نہ تھا وہ خلیفہ بھی نہیں۔

عبرت! عبرت!! عبرت!!! اِتَّقُو االلّٰہ! اِتَّقُو االلّٰہ!! اِتَّقُو االلّٰہ!!! یہ کہنا کہ فلاں شخص کی خلافت کی تدبیریں ہیں۔تم ہو کیا تم کو مرتد کر کے ہلاک کر دے۔جس کو تم قابل اعتراض سمجھتے ہو اگر خدا کے نزدیک ہوا تو تم کیا بلا ہو۔حضرت مسیح موعود اولاد کے لئے کہتے ہیں۔یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔میں سوال کرتا ہوں اگر تمہارے واسطے کوئی امام مقتدا جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہو کچھ نہیں تو کون ہے جو تمہیں سمجھائے اور رات کے وقت اُبل اُبل کر دعائیں کرے۔

اگر اس کی ضرورت نہیں تو کیا تم خوش ہو سکتے ہو کہ قادیان میں صرف کلرکوں کو دیکھ کر خوش ہو جاؤ۔

جن کو خدا سلطنت دیتا ہے عقل بھی دیتا ہے۔جس کے لئے خدا قلوب کو مسخر کر دیتا ہے اسے عاقبت اندیشی بھی دیتا ہے۔خالد بن ولید عرب کے ایک کنارے سے دوسرے کنارہ تک طواف کر گیا۔اس نے وہ کام کئے کہ دنیا کی تاریخ گواہی نہیں دیتی۔حضرت عمرؓ خلیفہ ہو کر خالد بن ولید کو معزول کر دیتا ہے۔اب کسی کی طاقت نہیں کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت سے سپہ سالار عرب ہے۔وہ کسی سے پوچھتا نہیں اور حکم دیتا ہے خالد بن ولید معزول۔اس کی جگہ ابو عبیدہ بن جرّاح کو مقرر کر دیا۔

کہتے ہیں انجمن اس لئے ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے مال کی محافظت کرے۔مگر جب خلیفہ صاحب نہ ہوں گے تو مربیوں کا سلسلہ کیا۔ چار پانچ بوٹیاں فتو باغبان۔ یہ کہنا کہ الوصیت میں خلیفہ کا ذکر نہیں غلط ہے۔سلسلہ احمدیہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک لڑی ہے۔تم اس کو موقوف کرنا چاہتے ہوا یسانہ کرو۔

تم نے یہ معنے کئے ہیں کہ خلیفہ لغو ہے صدر انجمن لغو ہے۔خلیفہ کون ہے صدر انجمن کون ہے یہ غلطی تمہارے لئے نفع کا موجب ہوسکتی ہے۔اگر میرا کہنا مانو تو ایک صلاح دیتا ہوں ساری دنیا میں ایک ہی خلیفہ ہو ساری دنیا کی انجمنیں صدر انجمن کے ماتحت ہوں۔ مخدوم کے قواعد مخدوم آپ جانے۔اگر شریر بدنفس گُنڈہ ہوگا تو کیا خدا ہلاک کرنے کو کافی نہیں۔ادھر ایسا امکان ہوسکتا ہے کہ کوئی خلیفہ پاک نہ ہو تو کیا صدر انجمن کے ممبروں نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔......دونوں طرف ہی خیر مناؤ۔

کہا گیا ہے کہ یہ کسی نے روپیہ کے لئے ایسا کیا اس سے توبہ کرو۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔شیعہ اور خارجی موجود ہیں خارجی اور رافضی نمونہ نہ بنو۔حضرت صاحب کا الہام ہے اِنِّــیْ مَـعَکَ وَمَـعَ اَھْـلِکَ ۔اس الہام کے نیچے اولاد کو دیکھتے ہیں تو وہ جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔تم سے بڑھ کر بیوی صاحب حضرت صاحب سے منوا لیتی تھی مگر میرے سامنے اپنے آپ کو لونڈی کے برابر سمجھتی ہے خدا تو کہتا ہے اِنِّــیْ مَـعَکَ وَمَـعَ اَھْـلِکَ اور میرے لئے مال و جان سے تو قربان ہونے کو طیار ہیں۔تم میں سے ایسے آدمی شائد بہت ہی کم ہوں جنہوں نے لباس کو استثناء کر کے کہا ہو کہ یہ روپیہ تیری ذات کے لئے ہے اور مجھے روپیہ دیا ہو۔تم میں سے ایک بھی نہیں جس نے اتنا روپیہ دیا ہو۔ بیعت ایک معیار تھا۔تمہارا سچ جھوٹ، دغا، فریب، اقرار، عدم اقرار ان امور کی بیعت تصریح کرتی ہے۔ بڑی ہی پیاری روح یہ ہے محمود، پھر ان کی ماں ہے۔

یہ اقتباس اس تقریر کا ہے جو ضرورتاً پوری بھی دی جائے گی۔

(الفضل جلد ا نمبر ۴۳ مورخہ ۴؍اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

اپنی بیوی کو وصیت

وفات کے ایک دو روز پہلے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب نے اپنی بیوی کو ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر دیا اور فرمایا کہ

اسے پھر پڑھنا یہ دین و دنیا کے خزائن کی چابی ہے۔

جب حضرت کی وفات کے بعد اس کاغذ کو پڑھا گیا تو اس میں حضور نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ

(۱) پانچ وقت نماز کی پابندی رہے۔

(۲) شرک سے نفرت تامہ ہو۔

(۳) جھوٹ، چوری، بدنظری، حرص و بخل، عدم استقلال، بزدلی، بے وجہ مخلوق کا خوف تم میں نہ ہو بلکہ اس کی جگہ پابندی نماز، وحدت الٰہیہ، صداقت، عفت، غض بصر، ہمت بلند، شجاعت، استقلال میں اللہ کے فضل سے ترقی ہو۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زرّیں نصیحت پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔

(اخبار نور جلد ۵ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۶)

ایک شہادت ایک قابل اشاعت بات عرض کرتا ہوں اگر آپ اس کو اخبار میں درج کر دیں تو ممنون ہوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور (خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ان پر اور ان کی آل پر) اپنے معمول کے مطابق بعد از درس صبح حضرت صاحبزادہ بشیر احمد مریضوں کو دیکھ رہے تھے جب ان سے کچھ فراغت ہوئی تو شیخ رحمت اللہ اور ڈاکٹر یعقوب بیگ اور اغلباً ڈاکٹر محمد حسین بھی حاضر خدمت ہوئے۔ بعد از سلام و آداب یہ لوگ بیٹھ گئے۔ دوران گفتگو میں حضور مغفور نے فرمایا۔

خواجہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میر ناصر آپ کی خلافت کو کمزور کرنے اور میاں صاحب کی خلافت جمانے کے لئے چندہ جمع کرنے کے بہانہ سے لوگوں کو ورغلاتے ہیں۔

فرمایا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ میر صاحب تو ایک دھن کے آدمی ہیں ان کو ایسی باتوں سے تعلق نہیں۔ دارالضعفاء کا جوش آیا تو آخر دیکھ لو بنا ہی دیا؟ تم ایک ضروری کام کے لئے وہاں گئے ہو ان باتوں کا خیال چھوڑ دو۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ صاحب کو لکھا ہے کہ میری خلافت میں تم نے جمہوریت کے واسطے شور مچایا تھا مگر یقیناً جانو اسلام کو جمہوریت موافق نہیں۔ ٹرکی نے جمہوریت سے کیا پھل پایا۔

پھر ایک دفعہ مسجد خورد میں فرمایا۔ شیخ صاحب اور آپ کے دیگر احباب میاں سے صلح کر لیں اور ان کو منا لیں ورنہ تمام الزام تمہاری پنچایت کی گردن پر آئے گا۔ (اغلباً شیخ صاحب، ڈاکٹر ین ماسٹر صدرالدین اور محمد علی)

شیخ صاحب نے منانے کا وعدہ کیا۔ فرمایا۔ ابھی جاؤ۔ (میں اس کا حلفی گواہ ہوں)۔

نواب دین گورنمنٹ کالج

(الحکم جلد ۱۸ نمبر ۷، ۸ مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۹)

مکتوب دربارہ مسئلہ کفر واسلام ونبوت مسیح موعودؑ

خلاصۂ سوالات

کیا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر برابر ہیں؟

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنی کیا ہیں؟ اگر نبی آ سکتا ہے تو ابوبکر وغیرہ نبی کیوں نہ ہوئے؟

مکتوب میاں صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے سوالات پر خاکسار کو تعجب آتا رہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد ہیں۔ پھر آپ کی استعداد کس قدر ہے جوابات کے لئے مخاطب کی حالت اگر معلوم ہو تو مجیب کو بہت آرام ملتا ہے۔

بہرحال گزارش ہے۔ آپ کفر دون کفر کے قائل معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آپ نے کفر کے مساوات کا تذکرہ خط میں بہت فرمایا ہے۔ میاں صاحب! رسولوں میں تفاضل تو ضرور ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ:۲۵۴) ابتداء پارہ تیسرا۔ جب رسل میں مساوات نہ رہی تو ان کے انکار کی مساوات بھی آپ کے طرز پر نہ ہوگی۔ تو آپ ایسا خیال فرما لیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتویٰ کا مستحق ہے اس سے بڑھ کر خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

میاں صاحب! اللہ تعالیٰ مومنوں کی طرف سے ارشاد فرماتا ہے کہ ان کا قول ہوتا ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:۲۸۷) اور آپ نے بلاوجہ یہ تفرقہ نکالا کہ صاحب شریعت کا منکر کافر ہوسکتا ہے اور غیر صاحب شرع کا منکر کافر نہیں مجھے اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔

نیز عرض ہے خلفاء کے منکر پر بھی کفر کا فتویٰ قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت خلافت جو سورہ نور میں ہے اس میں ارشاد الٰہی ہے کہ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۶)۔ اور فاسق کو اللہ تعالیٰ نے مومن کے بالمقابل رکھا ہے۔ ارشاد ہے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا (السجدۃ:۱۹)۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کنندہ کو قرآن کریم نے کافر فرمایا ہے۔ پارہ چھ ۶ میں ہے۔

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء:۱۵۱) پھر فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (النساء:۱۵۱) یہاں تفرقہ بین اللہ وبین الرسل سچ مچ کفر کا باعث قرار دیا ہے۔ جن دلائل ووجوہ سے ہم لوگ قرآن کریم کو مانتے ہیں انہیں دلائل ووجوہ سے ہمیں مسیح کو ماننا پڑا ہے اگر دلائل کا انکار کریں تو اسلام ہی جاتا ہے آپ اس آیت پر غور فرمادیں۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (البقرۃ:۹۲) دلائل کی مساوات پر مدلول کی مساوات کیوں نہیں مانی جاتی۔ کیا آپ کے نزدیک مسلم رسل جو صاحب شریعت نہیں ان کا انکار بھی کفر نہیں میرے خیال میں مَیں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی ہیں۔ کفر دون کفر کے قائل ہیں۔

دوسرے سوال کا جواب عرض ہے۔ نازل ہونے والے عیسیٰ بن مریم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا ہے۔ نیز ان الہامات و وحیوں نے جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ ہوئیں اگر آپ احادیث کو مانتے ہیں تو آپ **لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ** (مسند احمد بن حنبل مسند المکثرین من الصحابة مسند انس بن مالکؓ)۔ **لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ** (القراۃ خلف الامام للبخاری باب وجوب القراءۃ للامام)۔ **لَا نِكَاحَ اِلَّا**

بِوَلِیٍّ (سنن ابن ماجة کتاب النکاح باب لا نکاح الا بولی)۔ لَا حَدَّ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ (المعجم الکبیر للطبرانی باب العین)۔ میں غور فرماؤ۔ کیا یہ نفی آپ کے نزدیک عموم رکھتی ہے۔ پھر غور کرو اور قرآن کریم میں تو خاتم النبیین بفتح تاء ہے خاتم بکسر تاء نہیں۔ بھلا میاں صاحب! یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ (النساء:۶۲) میں آپ عموم کے قائل ہیں یا تخصیص کے۔ کسی شخص کو نبی اللہ کہنا خدا کے اختیار میں ہے انسان کے اختیار میں نہیں۔

ابوبکر کو نبی نہیں کہا گیا اور مسیح موعود کو کہا گیا۔ اس عرض پر بس کرتا ہوں۔ یار باقی صحبت باقی۔

نورالدین

۵؍جولائی ۱۹۰۷ء

محمود کی مخالفت

شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ڈیپوٹ ہاؤس راوی ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی مخالفت میں بہت کچھ کہا۔ حضور نے فرمایا کہ

خواجہ صاحب آپ خواہ کتنے ہی بڑے آدمی بن جائیں پھر بھی آپ سوچیں کہ یزید نے اہل بیت کی مخالفت کرکے کیا پھل پایا۔ میر محمد اسحٰق۔ (الفضل جلد ۱ نمبر ۴۶ ج مورخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور مسئلہ کفر و اسلام

دنیا میں جو قومی زلزلے آیا کرتے ہیں وہ نہایت ہی مفید ہوتے ہیں۔ بعض لوگ جو سست ہو جاتے ہیں وہ بھی اس موقع پر بیدار ہو جاتے ہیں اور ایسے ایسے لوگ میدان کارزار میں نکل آتے ہیں کہ جن کی خوبیوں کا ہمیں علم بھی نہیں ہوتا۔ ہماری جماعت کی موجودہ کشمکش نے بھی اس لحاظ سے اچھا اثر ڈالا ہے۔ اکثر دوست اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ان میں ہمارے دوست چوہدری برکت علی خان صاحب بھی ہیں۔ آج انہوں نے الحکم کے ۱۹۰۲ء کے فائل کی ورق گردانی کر کے ایک عجیب تحریر نکالی ہے جو مسئلہ کفر پر حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کے الفاظ میں اچھی طرح روشنی

ڈالتی ہے۔اور جو ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے درج کی جاتی ہے۔(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

آپ (سائل) فتویٰ پوچھتے ہیں کہ جن میں ۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ صاحب یہ حیرت انگیز اور بودا خیال وسوال ہے اور نہایت کمزور ہے۔اس سوال پر اگر کوئی کہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا، فرشتوں، رسولوں، انبیاء، جزاء وسزا کو نہیں مانتا۔ مثلاً۔اور یہ پانچ باتیں ہیں۔لیکن زنا نہیں کرتا یا شراب نہیں پیتا تو اسے مسلمان کہنا چاہیے؟ آپ تو ۹۹ کا سوال فرماتے ہیں میں تو صرف پانچ وجہ کا تذکرہ کرتا ہو۔یا ایک شخص فرشتے مانتا ہے مگر نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہے تو اس میں ایک وجہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی ہے کیا آپ اسے مومن مسلمان کہیں گے؟

برادرم باشی سینکڑوں امور کفر کے ایسے ہیں کہ اگر ان میں ایک کا بھی معتقد ہو تو کافر ہو سکتا ہے کجا ۹۹۔مثلاً کوئی کہے اللہ کا ماننا لغو ہے یا کہے رسول کا اعتقاد بیہودہ ہے تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا؟ اسرائیلی مسیح کے وقت منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، توریت پر ان کا ایمان تھا، سب رسولوں کو مانتے تھے سوائے حضرت مسیح کے، کیا وہ کافر تھے یا نہ تھے؟

ہمارے پاک سردار سید ومولیٰ خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزاء محمد رسول اللہ ﷺ کے منکر یہود ونصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہی اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔یہ محمدی مسیح اور محمد ﷺ کا جانشین اور اس کا غلام ہے۔

(الحکم جلد ۱۸ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۸، ۹)

سیدنا نورالدین قدرت ثانیہ کے کیا معنی کرتے ہیں

صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے عہد مبارک میں الوصیت دوبارہ طبع کرائی تھی اور اس کے ساتھ حضرت خلیفہ بلافصل کی شرح بھی ساتھ ہی منسلک کی گئی ہے میں افراد سلسلہ عالیہ کی

خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کو ضرور ایک دفعہ مطالعہ فرماویں۔ اس میں صاف حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا ہے کہ

یہ محض خدا کی قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود اتنے دعوے داروں کے مجھ کو خلافت کے لئے چن لیا اور جماعت کو مجھ پر جمع کر دیا۔

اطاعت فی المعروف سے کیا معنی؟ حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ان کی مرضی کے مطابق ہم فیصلہ کریں تو اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ اگر ان کے ذرا بھی خلاف فیصلہ دیں تو کہتے ہیں کہ یہ امر بالمعروف نہیں ہے۔ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (النور: ۴۹ تا ۵۱) اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر ایک فریق ان میں سے پھر جاتا ہے اور وہ ایماندار نہیں ہیں اور جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ایک فریق ان میں سے پھر جاتا ہے اور اگر ان کے حق میں فیصلہ ہو تو فرمانبرداری کرتے ہوئے آجاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ یا یہ شک میں پڑ گئے ہیں یا ان کو ڈر رہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا۔ بلکہ یہ خود ہی ظالم ہیں۔ (ماخوذ از قدرتِ ثانیہ۔ الفضل جلد ۱ نمبر ۵۲ مورخہ ۸ر جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۱)

منکران خلافت پر اتمام حجت

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین کی قلمی شہادت

مرزا یعقوب بیگ، شیخ رحمت اللہ، سید محمد حسین، مولوی محمد علی صاحبان خطرناک مخالف ہیں۔

منکران خلافت کے سرغنوں کا جو طرز عمل اپنے مانے ہوئے مہدی اور خلیفہ سے تھا وہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی تحریر کے عکس سے ظاہر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جواب

پاک ممبر کہلاتے ہیں آپ کو نہ صرف تحریراً بلکہ سامنے زبانی بھی بہت دکھ دیتے رہتے اور آپ کی خطرناک مخالفت کرتے۔ مولوی محمد علی صاحب چونکہ قادیان میں رہتے تھے اس لئے وہ خود ذرا پیچھے پیچھے رہتے اور ان کو اکسا دیا کرتے۔ جیسا کہ اس وقت ان کے سردار بن جانے سے ظاہر ہے کہ پسِ پردہ دراصل آپ ہی کا وجود تھا۔ اس خط کو پڑھ کر اب کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ خطرناک مخالف ہونے کا الزام جھوٹا ہے یا کسی نے حضرت مولانا خلیفۃ المسیح کو غلط فہمی میں ڈال دیا تھا۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے میرے سامنے اور تحریراً ان لوگوں نے خطرناک مخالفت کی ہے۔ پس سلسلہ کے غیور فرزند ایسے خطرناک عنصر سے علیحدہ ہو جاویں۔ یہ خط شیخ یعقوب علی صاحب کے نام ہے جو ان دنوں اجے گڈھ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو اس لاہوری فتنہ کے مقابلہ کے لئے قادیان بلایا۔

نقل مطابق اصل

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

ا۔ سردار صاحب کو میری طرف سے سلام کہہ دیں۔ ان کے بچوں کی خیریت پوچھ لیں۔

۲۔ آپ اس علاقہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے کیا عمدہ نمونہ دکھائے کہ لوگوں کے دلوں پر تصرف کرتے۔

کیا قادیان کی حالت قابل رحم نہیں۔ کیا یہاں سے آپ فارغ ہو گئے کہ وہاں کا فکر ہوا۔ اوّل خویشاں بعدہ درویشاں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ایک برائے نام مسلمان ایڈیٹر نے مجھے بلاواسطہ کہا کہ اس وقت ضرورت ہے کوئی شخص مردم شماری میں مسلمان لکھوادے چاہے کلمہ بھی نہ پڑھے۔

۳۔ للہ وفی اللہ و باللہ وعظ کرنے والے کہاں ہیں۔ بات کریں تو تنخواہ کا سوال پہلے پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب علیل ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت بخشے، مخلص ہیں۔

۵۔ جہاں علماء، فقراء، امراء، اور کالجیٹ نوجوان ہی اسلام کو ایک غیر ضروری چیز یقین کریں وہاں ان بیچاروں کا کیا قصور خیال کیا جاوے۔ نورالدین ۲۳ رمضان شریف

یہاں خطرناک مخالفت کا جلوہ ہے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر اور شیخ صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب نے تو میرے سامنے اور سید محمد حسین صاحب نے تحریراً اور مولوی محمد علی صاحب نے سنتا ہوں گوابھی میرے پاس ثبوت کے لئے کوئی ذریعہ نہیں، کی ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ نیز مولوی عبداللہ صاحب تیماپور سے تشریف لائے ہیں۔ ان کا کھلا دعویٰ ہے کہ قدرت ثانیہ میں ہوں اور ذریّت سے حضرت مسیح کے جس نے ہونا تھا وہ میں ہوں اَور بڑے بڑے دعاوی ساتھ ہیں۔ حتیٰ کہ سنا ہے کہتے ہیں مجھے کہا گیا ہے۔ اَنۡتَ اللّٰہُ۔ اَنۡتَ اَرۡفَعُ مِنۡ مُّحَمَّدٍ وغیرہ وغیرہ۔ میرے نزدیک ان کو جنون ہے وَالۡعِلۡمُ لِلّٰہِ الۡکَرِیۡم۔ ادھر ڈاکٹر عبدالحکیم اس پھوٹ کا منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ وَھُوَ حَسۡبِیۡ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل۔ یہ فقرات صرف اس لئے لکھے ہیں کہ آپ کو اجے گڑھ کے مسلمانوں کا فکر ہے اور مجھے سلسلہ احمدیہ کے مسلمانوں کا۔ وَاِلَّا مجھے یقین ہے کہ آپ نے آج تک میری اس رائے کی قدر نہیں کی کہ الحکم کو ترقی دو اور اس کا فکر کرو۔ تو اور کیا کہوں۔

والسلام

نورالدین ۲۳؍رمضان شریف

(الفضل جلد۲ نمبر۲۹ مورخہ ۲۳؍اگست ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۲)

پیغام صلح (لاہور) پیغام جنگ ہے

آج کل ٹریکٹوں اور لاہور پیغام جنگ نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اس لئے کسی آدمی کا روپیہ کے لئے بھیجنا اور وہ بھی نورالدین کی طرف سے پسندیدہ نہیں۔ نیز نصراللہ خان سے پہلے حاکم علی صاحب خود آ گئے ہیں مجھے خود فکر ہے۔

نورالدین ۲۱؍نومبر ۱۹۱۳ء

(الفضل جلد۲ نمبر۳۳ یکم ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

حضرت خلیفہ اوّل کا ایک پرانا خط

شیخ عبدالرحمٰن صاحب و سید ولی اللہ شاہ صاحب مصر کو تشریف لے چلے تھے تو ان کو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے دو خط نصائح و ہدایات سے پر لکھ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک اس اخبار میں شائع کیا جاتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو دوسرا خط کسی اگلے نمبر میں شائع ہو جائے گا۔ ایڈیٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ آلِہٖ مَعَ التَّسۡلِیۡمِ

امّا بعد

عزیزان! علم نور ہے۔ اس کے لئے سفر کا ارشاد ہے۔ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡہُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَ لِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَہُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ (التوبۃ:۱۲۲)۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سفر کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر فرمایا۔

مختصر فہرست علوم علم حفظ النفس، علم اصلاح النفس، علم ابقاء النفس، علم اوامر الٰہیہ ونواہی الٰہیہ، علم عقائد، علم الحساب، علم منطق، مبادی السنہ (اردو، عربی اور انگریزی)، ہدایات الموسم، ہدایت البلاد، علم علاج، علوم طبعیہ، علوم ریاضیہ، علم تجارت، تاریخ، قانون، سیاست۔ پس علوم کا توازن وتفاضل ہو پھر اہم فالاہم کو دیکھا جائے پھر ترتیب دی جائے پھر ترتیب سے پڑھے۔ ہاں اپنی دلچسپی پر بنا ہو۔ جس علم سے دلچسپی نہیں اس کا پڑھنا تضیع اوقات ہے۔ اس لئے قلب کا فتویٰ تجربہ کاروں کا مشورہ لابد ہے۔ غور وفکر اور عاقبت اندیشی ضروری ہے۔

موانع علم بیماری، ضیق الحال، سوء معرفت، لذات ناقصہ، انتقال الی الفوق قبل استحکام ماتحت، حبّ مال، کتب مختصرہ۔ پھر طالب علم صحیح الصدر والقلب والمعدہ ہو۔ مشورہ وضرورت اوقات اور اہم کو مقدم کرے۔ ترتیب سے یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ (البقرۃ:۱۲۲) سے پڑھے۔ عمدہ علوم وفنون کے بدیہی اصول پڑھ کر دلچسپی کا رنگ دیکھے۔

شریف الطبع ہو۔ کذب، اسراف، غضب، شہوت، کبر، کثرت کلام، نمیمہ، غُل، عجب وکسل، فسق وفجور، جزع، مخالطہ سفہاء سے بچنے والا ہو۔ شاب، فارغ القلب، صحیح المزاج، محبّ العلم، صاحب عزم واستقلال، منصف، متدین، امین، مخلصم، مُطَھَّرٌ عَنِ الۡاِنۡجَاسِ الظَّاھِرَۃِ وَالۡبَاطِنَۃِ ہو۔

یَتَعَلَّمُ لِلّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ فِی اللّٰہِ عَالِمًا بِوَظَائِفِ الشَّرِیۡعَۃِ لَا یُبَاھِیۡ وَ لَا یُبَارِیۡ وَ یُذَاکِرُ وَ یُتَدَارَسُ وَلَا یُؤَخِّرُ شُغۡلَ یَوۡمٍ لِّیَوۡمٍ اٰخَرِ۔

(اس فقرہ کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ علم سیکھے اللہ کے لئے، اللہ کی مدد سے اور اللہ میں ہو کر۔ شریعت کے احکام کا عالم ہو، نہ فخر کرنے والا اور نہ مقابلہ کرنے والا اور دوسروں سے علمی باتیں کر کے علم کو پکا کرتا رہے اور علم کو بار بار پڑھتا رہے اور ایک دن کا کام دوسرے دن پر نہ ڈالے۔ ایڈیٹر)

ماہر فن، شریف الطبع، صالح سے پڑھے۔ معلم وسیع الاخلاق ناصح ہو۔ تعلیم میں فہم و طاقت کو اور نشاط طالب کو مدنظر رکھے۔ عامل بالعلم ہو۔ تعلیم کے طریق سے آگاہ ہو۔ خلط بحث تعلیم و تعلم میں نہ ہونے پاوے۔

وَالْقُرْآنُ كَافٍ وَ شَافٍ بِحَمْدِاللّٰهِ وَ هُوَ نُوْرٌ وَّ هُدًى وَّ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ ۔ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس:۵۹) اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت:۵۲)۔

(اس عربی عباعت کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن کریم ہی انسان کے لئے کافی ہے اور اس کی ہر مرض کا علاج ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کا اقرار کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایسی کتاب دی اور وہ نور ہے اور ہدایت ہے اور شفاء ہے اور رحمت ہے۔ (آگے دو آیتیں لکھی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے) پس چاہیے کہ لوگ اسی پر خوش ہوں اور یہ ان سب اشیاء سے جو لوگ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔ کیا ان لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوا کہ ہم نے تجھ پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ اس میں رحمت اور نصیحت ہے مومنوں کے لئے۔ ایڈیٹر)

سنا ہے کہ اصول التفسیر ابن قیم، استغناء والقرآن، بصائر ذوی التمییز مجد فیروز آبادی عمدہ ہیں۔ وہ میں نے نہیں دیکھیں اور شوق ہے۔ ایسا ہی قطف الثمر اور مترک الاقران جلال الدین سیوطی سنا ہے عمدہ ہیں۔

آپ بہت دعاؤں سے عمدہ تفسیر اللہ تعالیٰ سے مانگو یا صرف بلکہ صرف قرآن پر تدبر کرتے رہو۔ مدیر المنار نے بنام محمد عبدہ ایک تفسیر نمبر ۲، ۳، ۴ شائع کی ہے مگر اس میں تعصب اور بے جا طول ہے۔ علاوہ بریں وہ ہمارا غالی دشمن اور مسیح پر بدزبان ہے۔ ہمیشہ اس کے پاس اس کو دشمن یقین کر کے جاؤ۔ ہاں فصیح اللسان والحق یقال۔

احادیث میں

۱۔ موطاء امام محمد اور امام یحیٰ ۔ یہ دونوں موطاء امام مالک ہیں۔ اگر ان کی شرح تمہید ا ابن عبدالبر اور استذ کار ابن عبدالبرمل جائے۔

۲۔ مسلم کی صحیح (یعنی امام مسلم کی کتاب جو صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہے۔ ایڈیٹر)

۳۔ **الجامع الصحيح البخاری بشرح فتح الباری لابن حجر الشافعی الحافظ و شرح ابن رجب الحنبلی و شرح الاسکندرانی المالکی و شرح بدر الفهی الحنفی** بہت ہیں۔ ہاں ابوداؤد پر منذری وتہذیب السنن۔ ترمذی پر قاضی ابوبکر ابن ماجہ پر ابن ملقن ابن رجب اور عراقی کی وہ یادداشتیں جو اس کے غلط مقامات پر ہوں۔

۴۔ فقہ میں مذاہب اربعہ کے وہ مختصرات جو صاف اور آساں ہوں مثلاً قدوری حنیفہ میں۔

۵۔ اصول میں اسی طرح صاف صاف مثلاً اصول شاشی حنفیہ میں رسائل اربعہ اتقان سے پڑھنا۔ اصول حدیث میں نخبہ۔ تجوید میں صالح قاری سے ایک دو آیات قرآنیہ ہر روز پڑھ لینا جزویہ۔ شاطبہ۔

ادب میں قرآن، بخاری، عمدہ اخباریں اور منتخب جرائد پھر وقت ملے تو السبع المعلقات، حماسہ، دیوان افوہ الدودی۔ بعض مقامات ہمدانی وحریری وبعض ابواب اطباق الذہب واطواق الذہب و مقامات زمخشری۔ اگر دلچسپی ہو اور قوت برداشت کرے تو تمام مفتاح العلوم اتقان سے پڑھیں۔ جب سبق پورا سمجھ میں نہ آوے آگے مت پڑھو۔ مفتاح کے شروح میں صرف مقامات مشکلہ پڑھو۔

زبان صرف بولنے اور سننے سے آتی ہے۔ صرف ونحو کے پڑھنے سے ہرگز نہیں آتی۔ کیا ہم نے پنجابی صرف ونحو پڑھ کر سیکھی۔ کبھی صرف ونحو پر وقت ضائع نہ کرو۔ الکتاب سیبویہ بڑی عظیم الشان کتاب ہے مگر اس کے شروح دیکھ لئے اور بس۔

تاریخ میں مقدمہ ابن خلدون قابل پڑھنے کے ہے اور بدایہ ونہایہ، ابن کثیر، تاریخ کبیر بخاری قابل مطالعہ۔ تصوف میں فتوح الغیب ہے یا قشیریہ ماہر ملے تو فصوص الحکم۔

علم کلام میں صرف قرآن، صرف قرآن اور بس۔ ہاں۔ (الفضل جلد ۲ نمبر ۲۷ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۶)

خط بطرف شیخ عبدالرحمن صاحب وسید ولی اللہ شاہ صاحب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ　　نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امّا بعد

اوّل استخارہ، استخارہ، استخارہ آپ ولی اللہ میاں صاحب سب کرو۔

دوم۔صَلٰوۃُ الۡحَاجَّة حسب آداب حدیث پڑھو۔

سوم۔علوم کی قیمت اوران کی ترتیب،ضرورت،اہمیت کا عظیم الشان مشورہ پہلے یہاں کرو۔ پھر جہاں جہاں موقع لگے۔

چہارم۔ابوسعید عربی اوراس بزرگ سے جس کی میاں صاحب سے خط وکتابت ہے ملاقات کر کے بھی یہی سوال پیش ہو۔

پنجم۔ اعلیٰ ضروری اہم بڑی قیمت والا اپنی دلچسپی کے مطابق اور کس طریق سے علم پڑھا جاوے۔پھراس کے بعد کتابوں کا انتخاب ہواور عمدہ سی کتابیں مہیا کی جاویں قدیم اور جدید۔

ششم۔ جہاں تک ممکن ہو عمدہ سے عمدہ،مفید،جلد منزل مقصود کو پہنچانے والی ہوں۔

ہفتم۔قرآن مجید منتخب شدہ کتاب ہے وَلَا كِتَابَ اَعۡلٰی وَاَعَمُّ نَفۡعًا وَ كِفَايَةً وَ هَدَايَةً وَ نُوۡرًا وَ رَحۡمَةً وَ شَفَاعَةً وَ هٰذَا....عَلٰی بَصِيۡرَةٍ مِّنِّیۡ وَ مِمَّنۡ تَبِعَنِیۡ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔اوراس کا علم تقویٰ،تدبر،دعا سے حاصل ہوتا ہے۔ ہرایک آیت اس کی مصدق دوسری آیت ہی ہوتی ہے۔

ہشتم۔مؤطامحمد و یحیٰ للامام مالک و مسلم وَالَّا نَفۡعُ الۡاَرۡفَعُ وَلَا .... كِتَابَ بَعۡدَ كِتَابِ اللّٰهِ الۡجَامِعِ الصَّحِيۡحِ الۡبُخَارِیۡ۔

مؤطا معہ قول محمد طبع ھند نُوَوِیۡ عَلَی الۡمُسۡلِمِ نظر سے گزرے تو استذکار تمہید پر ضرور توجہ رکھیں۔

بخاری کے چند مقامات مشکلہ کو الگ نوٹ کر لینا۔

اوہام رواۃ، اضطراب، مشکلات اور زمانہ حال کے اعتراضات۔ پھر ان مقامات کے شروح اور ان کے سوالات علماء سے دریافت کرتے رہنا۔ مخالفت...... کے لئے نہیں۔ ظہور حق کے لئے اس پر عمدہ شروح حنابلہ و مالکیہ کی دیکھ لینا اور دریافت کرنا۔ گو فتح الباری مفید اور عینی نافع ہے۔

قرآن کریم کی تفاسیر میں صرف متشابہات کو محکمات کے مطابق کرنے کی سعی کرنا **اِلَّا لَا لِلْفِتْنَۃِ وَلَا لِشُغْلٍ** ۔فقط۔ **محلّٰی ابن حزم**............... **نیل الاوطار**،ام،امام،المام،عمدہ کتب فقہ ہیں۔

مجمع الزوائد، ابن حبّان و ابن خزیمہ اصلاح المستدرک، مسند عبدالرزاق، مسند سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ گو موکی علیہا کتابیں ہیں۔ مگر گونہ مفید ہیں۔ ادب میں کامل مُبَرَّدْ، ادب الکاتب ابن قتیبہ صناعتین۔

کتب ورسائل حافظ معتزلی، اسرار البلاغۃ اور دلائل الاعجاز لعبد القاہر، مفتاح العلوم، للسکا کی میرے خیال میں عمدہ ہیں، الکتاب لسیبویہ بابرکت ہے۔ صحاح جوہری مدنظر رہے اور اس کے اشعار حل کرتے رہو (گو آہستہ آہستہ اور بہت تدریج سے ہوں) صرف ونحو میں بہت تدقیق مناسب نہیں۔ نہ لمبی تحقیق نہ ان کے قواعد یاد کرنا ضروری ہیں۔ مختصراً اس پر نظر ہو۔ فصیح بولنا، فصاحت سے لکھنا، فصحاء کی مجالس، فصیح فقرات لکھ لینا، عمدہ اخباروں کے عمدہ آرٹیکل پڑھنا۔ اگر ممکن ہو تو عمدہ عمدہ جدید طب کی ہر شعبہ کی کتابیں ضرور نظر سے گزار لو اور کچھ طریق طبِّ جدید وہاں سیکھ لو۔ جلساء صالحون کے لئے دعا دعا۔

دعا رؤیت شہر وقریٰ، کبھی موقع ملے تو مکہ معظّمہ، مدینہ طیّبہ ضرور جائیں۔

دعائیں، دعائیں، دعائیں۔ صحبتِ صلحاء، مجالس اتقیاء، قربِ ابرار و اَخیار ضروری اور لابُد ہے۔ ہاں سیاست سے کوئی تعلق نہ ہو۔

والسلام

نورالدین

۸؍جولائی ۱۹۱۳ء

(الفضل جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۳؍دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

خلافت راشدہ

ہر چند خلافت راشدہ کی حقیقت اور تمکین کا اظہار پوری شوکت اور قوت سے ہو چکا ہے تاہم ابھی تک بعض برخود غلط اور نافہم لوگ کسی نہ کسی پہلو سے اس حقیقت کو مشکوک کرنے کی بیجا کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے خلافت کے متعلق جس قدر تقریریں یا تحریریں کی ہیں ان کو شائع کر دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ حقیقت شناس طبیعتوں کو اس سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ ایڈیٹر

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ بڑا بننا اور بڑا بنانا بھی کوئی فطری امر ہے۔ یوں تو ہر ایک شخص کی فطرت میں کچھ نہ کچھ خودداری اور بڑائی کا مادہ ہوتا ہے مگر جو لوگ دنیا میں بڑے ہو کر گزرے ہیں اور وہ کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے فضل سے بڑا بنایا اور ہزارہا نفوس کو ان کی طرف جھکا دیا اور وہ بڑے آدمی بن گئے لیکن جہاں تک ہم نے ان کی نسبت غور کیا ہے ان کے اندر بڑا بننے کی کوئی خواہش ہمیں نظر نہیں آتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑے آدمی ہیں۔ ان کو بڑا بنایا گیا اور جناب الٰہی نے فرمایا کہ تو فرعون کے پاس جا لیکن کبھی تو وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ میرا بھائی ہارون بہت عمدہ بولنے والا ہے اور کبھی یہ عذر کرتے ہیں کہ فرعون کے متعلق ہم سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے جس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔ جائے غور ہے کہ خدا بنانے والا اور موسیٰ اس کی قدرتوں پر ایمان لانے والا مگر کیا عجیب نظارہ ہے کہ کہیں تو اپنی جان کا خوف بیان کرتے ہیں، کہیں اپنے بھائی کو بڑھ کر بتلاتے ہیں۔ گویا کسی طرح بھی اس عہدے کے واسطے خواہشمند نہیں ہیں۔ کیا الفاظ فرماتے ہیں۔ فَاَرۡسِلۡ اِلٰی ھٰرُوۡنَ وَلَھُمۡ عَلَیَّ ذَنۡۢبٌ فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ (الشعراء:۱۴،۱۵)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ایسا ہی حال معلوم ہوتا ہے۔ ان کے متعلق کہا ہے کہ فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّہٗ (صٓ:۲۵) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معافی مانگتے ہیں۔ اگلی آیت اس مطلب کو صاف کرتی ہے جہاں فرمایا ہے۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ

خَلِیْفَةً (صٓ:۲۷) جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کا عہدہ ان کے سر پر رکھا گیا جو انہیں اٹھانا پڑا۔ تاریخ کے پڑھنے سے بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بعض وقت لوگوں نے کسی کو پکڑ کر جبراً بادشاہ بنا دیا اور جناب الٰہی نے بھی اس کی مدد کی، موقع دیا، زندگی دی، کارکن آدمی دیئے وہ بڑا آدمی بن گیا۔ تاریخ ایسے لوگوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے لیکن ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے بڑا بننے کی کوششیں بھی کیں، زور بھی لگایا، مال بھی خرچ کیا، جتھے بھی بنائے جو کام نہ کرنے کے تھے وہ بھی کر گزرے مگر بڑائی کا تاج ان کے سر پر نہ رکھا گیا پر نہ رکھا گیا اور جب وقت آیا تب بازی کوئی اور ہی لے گیا۔

ہمیں اس وقت دنیا اور جہان کے بڑوں کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اس وقت مذہبی پیشواؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوق اکٹھی کر دی ہے اور ان کو موقع، عمر، توفیق سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ حیاتی بھی دی آدمی بھی دیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کیا عجب فرماتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو بڑا بنانا چاہا تو فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرۃ:۱۲۵)۔ پھر دیکھو خدا کے بنانے نے کیا کام کیا۔ کہتے ہیں نمرود حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی بڑا آدمی تھا مگر اب تو تاریخ میں صحیح اس کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ یورپ کے لوگوں کو تو شبہ گزرا ہے کہ نمرود کوئی تھا بھی یا کہ نہیں اور قرآن شریف میں بھی نمرود کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صحیح حدیثوں میں بھی نہیں۔ غرض کچھ ہی ہوا ابراہیم کے دشمن کا نام ونشان دنیا میں نہ رہا۔ بالمقابل خود حضرت ابراہیمؑ کو یورپ، امریکہ، تمام یہودی، تمام نصرانی، تمام مسلمان آج تک عظیم الشان کہتے ہیں اور عزت وتعظیم کرتے ہیں۔ علیہ السلام والبرکات۔

غرض اپنی تدبیروں اور ڈھکوسلوں سے کوئی شخص بھی پیشوا نہیں بن سکتا۔ مجھے قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ ائمہ دین اور ان کے نواب وخلفاء کا کام سب کام جناب الٰہی کے سپرد ہیں۔ وہ خود بھی کسی کو امام اور خلیفہ بناتے ہیں اور آپ ہی اس کے متولی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (السجدة:۲۵) ۔ پس امامت کا حقیقی سر چشمہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ آدم کی نسبت بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ:۳۱)۔ جس طرح امامت حقیقی حضرت پروردگار کی طرف سے ہی عطا ہوتی ہے ایسا ہی ان اماموں کے خلفاء اور اماموں کا بھی حال ہے۔ خلافت کسی شخص کی تدبیر سے نہیں بن سکتی۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (النور:۵۶)۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ امامت ہو یا خلافت ہو بدوں تائید الٰہی کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ آیت استخلاف سے قبل جناب الٰہی نے ایک بہت لمبا ذکر کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم خلیفہ بنانے والے ہیں وہ ایک نور الٰہی اپنے اندر رکھتے ہیں اور تاجر لوگ ہیں۔ جناب الٰہی کی بڑائی ان کے گھروں میں صبح شام ہوتی ہے۔ یہ بھی ذکر آیا ہے کہ ان کی مخالفت ہوگی مگر ایسی ہوگی جیسا کہ کوئی دور سے سراب کو پانی سمجھتا ہے یا دریا میں موجود ہے مگر ظلمتوں کے سبب اپنے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ کیا معنے ان خلفاء کے دشمن یا دھوکے میں ہوں گے یا جان بوجھ کر غلطی وظلمت میں۔ پھر خلفاء کے دشمنوں کی تباہی کا ذکر فرمایا ہے۔ بھلا کوئی بتائے کہ کیا موت اور حیاتی اور وحدت ارادی کوئی اختیاری امور ہیں۔ جہاں تک قرآن شریف اور اس کے مطابق واقعات کو دیکھا جاتا ہے امامت اور خلافت کے لئے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ اس کا حسب ونسب اعلیٰ درجہ کا ہو۔ ولی بننا، قرب الٰہی کا حاصل کرنا اور فیضان الٰہی کا مظہر بننا کسی حسب ونسب پر موقوف نہیں مگر امامت وخلافت کے واسطے اس مرحلہ کو بھی طے کرنا ضروری ہے۔ جو بدوں ازاں اس کے ممکن نہیں۔ بخاری شریف کے ابتداء میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سوال ہوا تھا۔ كَيْفَ لِنَسَبِهٖ فِيْكُمْ (وہ کیسا شریف ومعظّم خاندان کا ہے) اور جواب دیا گیا تھا کہ هُوَ فِيْنَا ذُو النَّسَبِ۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ بسط فی العلم رکھتا ہو۔ اس شرط کے متعلق قرآن شریف میں زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (البقرۃ:۲۴۸) فرما کر آگاہ کر دیا ہے کہ امامت دینی کے لئے حوصلہ اور بسط فی العلم کی بڑی ضرورت ہے۔ ہر زمانہ کا امام اپنے مخالف سے وسعت کے ساتھ بحث کر سکے نیز خلیفہ اور امام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اخلاق وسیع ہوں۔ جتنا

بڑا ہوا تنے ہی اس کے اخلاق میں وسعت ہو۔ ہمارے مطاع ومقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب الٰہی فرماتے ہیں۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۵)۔اس موقع اور محل پر عمدہ ومناسبت کے لحاظ سے کوئی سختی کرے جو مصالح وقتی پر موقوف ہوتو اس سے وہ نہیں چوکتا مگر اس کی کلام اور حرکات مجنونانہ نہیں ہوتے وہ مجنونانہ وار جامہ سے باہر نہیں نکلتا اور الٰہی نصرت ہر دم اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (القلم:۶،۷)اور فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲)اور فرمایا كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم:۴۸) اور فرمایا لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:۹)۔

وہ محبت الٰہیہ میں روزانہ ترقی کرتا ہے کسی وقتی اور آنی ناکامی سے گھبراتا نہیں بلکہ قدم آگے بڑھاتا ہے۔ نقص علم اور نقص تقریر سے اسے بہت تنفر ہوتا ہے اس لئے ان امور میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ معارف قرآنیہ سے متمتع ہو کر عام مخالفوں کے لئے مقابلہ کے واسطے تیار رہتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن:۲تا۵)۔انسان سے مراد وہی کامل انسان ہے وہ ابکم نہیں جو اپنے مولا پر دوبھر نہ ہو۔ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (النجم:۶تا۸)۔ معلم عظیم کا سدھایا ہوا تعلیم میں کمال رکھتا ہے اور وہ اپنے زمانہ میں افق اعلیٰ پر ہوتا ہے۔اس کا مقابلہ کرنا خوفناک ہوتا ہے۔وہ اپنی ترقیات کے لئے دعائیں مانگتا ہے۔حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ:۲۶تا۲۹)۔ وہ اپنے کسی علم کو کافی سمجھ کر نہیں ٹھہرتا بلکہ ہر وقت قدم آگے بڑھاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو اِشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ کہا ہی تھا مگر جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح:۲)وہ بھی کسی مقام پر ٹھہرنا پسند نہ کرتا تھا۔اس واسطے الہام ہوا۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)۔اس کا عزم بڑا قوی ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ (الاحقاف:۳۶)اس کی بعض تدابیر کارگر نہیں ہوتیں اور بعض وقت اس کے جان نثار احباب کو

صدمات پہنچتے ہیں مگر یہ سب کچھ اس کی ترقی کا موجب ہوتا ہے اور رنگ برنگ صدمات میں وہ وفادار ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى (النجم:۳۸) صدق واخلاص اور اقبال علی اللہ میں اس کے لئے کوئی روک نہیں ہوتی۔ ہاں یہ لوگ مصائب میں آتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا (یوسف:۱۱۱) مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۱۵)۔ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ تب ان کو آواز آتی ہے کہ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۱۵)۔ کشوف صحیحہ الہامات صادقہ اور کائنات کے عظیم الشان تغیر سے اس کو بعض وقت آگاہی ملتی ہے۔ سرور اور شوکت اور نیکی میں ترقی پکڑنا یہ اس کا تاج ہوتا ہے۔ ہر ایک قسم کی بزدلی اور جبن سے اس کی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ اس کی بہت دعائیں اس کے لئے قبول ہوتی رہتی ہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کا شکرگزار ہو اور بعض دعائیں اس واسطے نہیں سنی جاتیں کہ وہ صبر کے..... سے متمتع ہو۔ یہ بھی ضرور ہے کہ لوگ اس کی مخالفت کریں اور کرتے ہیں وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں تا کہ باوجود ان مخالفتوں کے اس کی کامیابی اس کی صداقت کا نشان ہو۔ ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ بڑے بڑے دعاوی کرتے ہیں مگر کوئی ان کو پوچھتا بھی نہیں اور نہ کوئی ان کا معترض ہوتا ہے۔ لاہور میں ہمارے ایک پرانے آشنا ہیں ان سے وہاں ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں لوگ آپ کی مخالفت اس واسطے کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پیر کا ادب نہیں کیا اور اسے صرف مسیح کہا۔ مسیح کیا ہوتا ہے؟ ہم تو اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے وہاں جو بیٹھے تھے ان کو بلند آواز سے پکار کر کہا کہ کیوں او لاہوریو! ہم اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ بے شک آپ اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں۔ پھر مجھے کہنے لگا دیکھو ہماری کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ غرض ایسے لوگوں کی مخالفت میں جوش نہیں ہوتا مگر صادق حق گو کی مخالفت میں جوش اٹھتا ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ ایک حد تک کامیاب ہو کر دنیا سے جاتا ہے اور اس کے پورے پورے مخالف کبھی تو يَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (البقرۃ:۱۶) کے مصداق ہوتے ہیں اور گاہے فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا (الطارق:۱۸) کے ماتحت کچھ

مہلت حاصل کرتے ہیں اور اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ (المومنون:۵۶) کے نیچے زندہ رکھے جاتے ہیں مگر اکثر ہلاک یا ذلیل ہوتے یا تھک جاتے ہیں۔ کم از کم کوئی جماعت نہیں بنا سکتے جو اصل مدعا ہے اور وہ جو صادق ہے اس کو تاج قبولیت عطا کیا جاتا ہے۔ وہ عملی نمونہ دکھاتا ہے اور تائیدات ارضیہ وسماویہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اس کی مجلس اور صحبت میں جو لوگ زیادہ رہتے ہیں یا بار بار اس کے پاس آتے ہیں انہیں علوم دینیہ اور معارف قرآنیہ اور معرفت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے اور حقیقی محبوب کی لو ان کے دلوں کو لگ جاتی ہے۔ توبہ کی طرف توجہ کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ان کی خدمت کرتا ہے تو نعم البدل سے محروم نہیں رہتا۔ جس امر کو وہ ضروری کر کے پیش کرتے ہیں زمانہ ان کی اور ان کے مسائل کی ضرورت کو پہلے محسوس کرتا ہے۔ تب ہی تو کہنے والے نے کہا ہے ؎

آسمان بار دنشان الوقت می گوید زمین ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بعض دعاؤں سے بھی ان کو روکا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح کو فرمایا گیا کہ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (هود:۴۷)۔ حضرت ابو الخلفاء ابراہیم خلیل اللہ کو کس محبت سے فرمایا گیا ہے کہ يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ (هود:۷۵)۔ ان لوگوں کی آمد پر ایک غلغلہ ہوتا ہے اور جن مسائل کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں ان مسائل کی طرف لوگوں کی توجہ ان کی قبولیت کے لئے پہلے ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ نادان کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ نادان شخص نے بیان کیا ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ اسی کی تصدیق کے لئے یہ کام پہلے سے ہوا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کس قدر قبل شرک سے نفرت لوگوں کے دلوں میں آ چکی تھی اور یہود کا بھی یہ حال ہو گیا تھا کہ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (البقرة:۹۰)۔ قوم کے اجزاء متفرق ہوتے ہیں اور یہ شخص ان متفرق اجزاء میں وحدانیت کی روح پھونکتا ہے۔ نادان یہ خیال کرتا ہے کہ یہ شخص تفرقہ پھیلاتا ہے حالانکہ تفرقہ تو پہلے سے موجود ہوتا ہے اور بڑا سخت ہوتا ہے۔ اس کے سبب سے تو ایک اجتماع کی صورت برپا ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں پر جب فیضان الٰہی کی بارش ہوتی

ہے تو بہت سارے چھینٹے ان کے سوائے لوگوں پر بھی جا پڑتے ہیں اور ان کو بھی الہام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن ابی سرح کو جو کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ کا الہام اس وحی کے نزول کے وقت ہو گیا اور بے اختیار اس نے یہ کلمہ اپنے منہ سے نکال دیا مگر یہ امر اس کے واسطے موجب ابتلاء ہوا کیونکہ جس پر یہ وحی نازل ہوئی تھی اس کے بالمقابل ابن ابی سرح کی کیا ہستی تھی اور اس کو کیا کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ حضرت عمر بھی ملہم اور محدث تھے اور اس انبساط کے وقت ان کو بھی حصہ ملا مگر سعادتمندی اور عاقبت اندیشی نے ان کو اصل مامور کا غلام ہی بنائے رکھا اور اس مامور کے خلیفہ اوّل کے خادم صادق ہی بنے رہے۔ جس طرح تمام انجمنیں کسی مرکز کے سہارے پر چلتی ہیں اور جس طرح نظام شمسی بھی کسی مرکز سے وابستہ ہے اور جس طرح اعضاء در اعضاء سلطنتوں میں صدر کی حاجت ہے اور جس طرح خاندانوں کے بقا اور اعزاز کے لئے سربراہ کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی سلطنتیں بھی ضرور ایک مرکز پر ہوتی ہیں۔ کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ اس وقت مختلف مسلمانوں کے عقائد ایک نہیں اور ان کے اعمال میں کس قدر اختلاف ہے۔ معارف قرآنیہ کی تو بڑی شان ہے۔ اب تو لوگ معمولی طور پر جس قدر قرآن پڑھتے تھے اس کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں اور مدارس قرآن کی رونق کم ہو رہی ہے۔ عمل بالقرآن تو بڑی بات ہے اور اس سے بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ علماء تو سر تھے اور اہل عرفان ان سروں کے سر تھے اور امراء دونوں کے مطیع اور دونوں کے مطاع تھے۔ باقی خلقت ان سب کی متبع ہے۔ پھر کیا یہ خلقت آجکل ایسی نہیں کہ قرآن کو چھوڑ کر سب الگ الگ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔

آجکل ہم سے بعض آدمیوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے جو کچھ اپنے دعاوی لوگوں کے سامنے تحریراً یا تقریراً پیش کرتے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ عبدالحکیم پٹیالوی، میاں نبی بخش بٹالوی، میاں محمد بخش جو آجکل گورداسپور میں ہے، مولوی یار محمد مختار، میاں عبداللہ تیما پوری۔ انہیں کے متعلق ہم نے یہ مضمون لکھا ہے اور اس میں صادق اور مقبولوں کے نشانات بتلا دیئے گئے ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے طور پر خود غور کر لے اور ان لوگوں کو اس کسوٹی پر پرکھ لے جو ہم نے ان کے سامنے پیش کر دی ہے۔ میں

ایسے لوگوں سے بہت دلچسپی نہیں لیتا کیونکہ یہ لوگ مولوی ثناء اللہ کی طرح اپنی مخالفت کو اپنی خیالی ترقیات کا ذریعہ خیال کرتے ہیں مگر باہر سے آئے ہوئے بہت سے خطوط کی بابت ہم کو مفتی محمد صادق نے مجبور کیا ہے اس واسطے ہم نے یہ مضمون ان کو لکھا دیا ہے تا کہ اپنے اخبار میں بطور معیار صداقت کے شائع کر دیں۔ پھر ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی جگہ اس پر غور کرے۔

(الحکم جلد ۱۹ نمبر ۱۸، ۱۹ مورخہ ۱۴، ۲۱ رمئی ۱۹۱۵ء صفحہ ۱ تا ۳)

مولوی محمد علی صاحب کا حملہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّل پر

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اسی خطبہ میں (جس میں آپ نے ہم پر آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (آل عمران:۸۲) کے متعلق بہت سے انعامات قائم کئے ہیں) حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اوّل پر بھی حملہ کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ الآخرۃ سے مرزا صاحب کی وحی مراد لینا قرآن کریم کی وحی کے ساتھ صریح تمسخر اور استہزا ہے حالانکہ ہمارے احباب کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ۱۹۰۷ء میں جو پارہ قرآن شریف کا حضرت خلیفہ اوّل نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں شائع کیا تھا اس میں یہی معنے حضرت خلیفہ اوّل نے لکھے تھے اور یہی معنے حضور نے اپنی تفسیر القرآن میں لکھے ہیں جو ماہ نومبر ۱۹۰۶ء کے رسالہ تفسیر القرآن میں شائع ہو چکے ہیں۔ حضور کے الفاظ یہ ہیں۔

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کی تفسیر جو خلیفہ اوّل نے کی

چونکہ قرآن مجید میں بعض مقام پر دار یا یوم ملا کر لایا گیا ہے جیسا کہ آیا ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور اَلْيَوْمُ الْاٰخِرُ اور دارِ آخرت اور یوم آخر سے مراد حشر کا وقت ہے۔ لہٰذا مفسروں نے یہاں اکیلے اَلْاٰخِرَةُ سے بھی حشر کا وقت اور قیامت ہی مراد رکھا ہے لیکن ماقبل پر یعنی مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (البقرۃ:۵) پر نظر کرنے سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دووسری بعثت ثابت ہوتی ہے جس کا کہ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اِلٰـــى وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:۳ تا ۴) میں ذکر آیا ہے کیونکہ یہاں سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تو امی لوگوں میں مبعوث ہوئے ہیں یعنی بھیجے گئے ہیں اور ایک دفعہ ان پیچھے آنے والوں میں بھی مبعوث ہوں گے جو کہ ان پہلوں کے ساتھ نہیں ملے۔ پس ماقبل پر نظر کرنے سے وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:۵) کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ لوگ پیچھے آنے والی بعثت نبی کریمؐ پر یقین کرتے ہیں۔ یہ تو اس صورت میں ہوں گے جب ماقبل میں یعنی مَـا اُنْزِلَ میں مَـا مصدر یہ لیا جاوے اور اگر مَـا موصولہ بمعنی جو لیا جاوے تو اس سے وحی مراد ہے جو کہ پیچھے آنے والی ہے جیسے کہ مَـا اُنْزِلَ سے وحی مراد ہے۔ پس پہلے ترجمہ کے لحاظ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کے معنے یہ ہوں گے اور وہ لوگ پیچھے آنے والی وحی پر یقین لاتے ہیں۔ (الفضل جلد ۳ نمبر ۸۱ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۱۶ء صفحہ ۵)

ہندی طب کی دو کتب کی اشاعت پر اظہار خوشنودی

چند روز کا ذکر ہے کہ میں نے چرک اور سشرت بذریعہ وی۔ پی آپ سے منگوائے تھے۔ یہ دونوں کتابیں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کیں۔ آپ نے بعد ملاحظہ آپ کی طرف ان سطور کے لکھنے کا مجھے حکم فرمایا ہے۔

’’چرک اور سشرت کی اشاعت کے ذریعے جو نیکی آپ نے ہندوستان پر کی ہے بہت بڑی عظیم الشان ہے۔ ہر طبیب کو ضرور شکر گزار ہونا چاہیے۔‘‘

(راقم محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداسپور ۲۵؍فروری ۱۹۱۳ء)

(ماخوذ از ملفوظات خلیفۃ المسیح۔ نور جلد ۷ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۱)

کتاب ’’قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم‘‘ کی نسبت رائے

اس بہت بہتر کتاب کی نسبت حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے کتاب ہندوستان کی روحانی تعلیم کو کمال دلچسپی سے پڑھا مجھے بہت ہی پسند آئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب بہت ہی دلچسپ ہے۔

دستخط نورالدین (خلیفۃ المسیح)

(اخبار نور جلد ۸ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۲)

کیا فری تھنکر احمدی ہوسکتا ہے؟

حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسیح نے جناب خواجہ کمال الدین سے ایک خط میں بطور سوال دریافت کیا تھا کہ ''کیا فری تھنکر احمدی ہوسکتا ہے؟'' اور جناب خواجہ کے جواب کا انتظار نہ کیا بلکہ خود ہی متصل جواب تحریر کر دیا تھا کہ ''نہیں اور ہرگز نہیں۔'' یہ خط قادیان سے لندن ارسال کیا گیا تھا۔ اغلباً وہ خط جناب خواجہ کے پاس موجود ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اخبار پیغام لاہور میں بھی شائع ہوا تھا۔

(نوشتہ قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

(اخبار فاروق جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ یکم فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر قرآن

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کس پایہ اور علم کا آدمی تھا۔ میں (منشی محبّ الرحمٰن سب یونین ماسٹر جے جوں) نے بارہا ان سے سنا تھا فرمایا کرتے تھے۔

مرزا صاحبؑ نے کہاں اتنی کتابیں دیکھی ہیں جتنی انہوں نے، لیکن جب کبھی کسی آیت کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سے سنتے گھر جا کر اپنی تفسیر کے اوراق چاک کر دیتے تھے۔

(ماخوذ از امیر پیام سے کچھ کلام، فاروق جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ یکم فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۴، ۵)

فلسفہ تعلیم

فضیلتِ علم سب سے اوّل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ علم ہے کیا چیز اور وہ کیسی نعمت ہے۔ پھر دینی طور پر کیسی اور دنیوی طور پر کیسی؟

فضیلتِ علم پر آیاتِ قرآنیہ قرآن مجید پر غور کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو اعلم باللہ اور جامع کمالات نبوت وانسانیت ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک دُعا تعلیم فرمائی۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵) (اے میرے ربّ میرا علم زیادہ کردے) (میں بھی کہتا ہوں رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ آمین) تو پھر اور کون شخص ہے جس کو علم کی ضرورت نہیں۔ یہ آیت جہاں فضیلت علم کو

ظاہر کرتی ہے وہاں دوسری طرف ضرورت علم پر بھی دلیل ہے۔

بخاری صاحب نے بھی فضیلت علم میں ایک آیت لکھی ہے۔ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (المجادلة:۱۲) یہ آیت بھی جامع ہے۔ اس میں اس علم کو جو معاد سے تعلق رکھتا ہے جس سے انسانی نفوس کی تہذیب واصلاح اور اس کے عقائد معاملات اور اعمال کی درستی مقصود ہے اٰمَنُوْا کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ایمان کے مدارج اعمال کے ساتھ اس کا تعلق یہ کتاب الایمان میں گذر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ ایک رفعت شان عطا فرماتا ہے اور صاحبان علم کے مدارج بھی بلند ہوتے ہیں۔ چونکہ بعض علوم ایسے ہیں جن میں ایمان یا تزکیہ نفوس اور اصلاح اعمال کا کوئی تعلق نہیں اس لئے صاف الفاظ میں یہ آیت بہیئت مجموعی علم کی فضیلت کو بتاتی ہے اور پھر تحقیق کر کے جو يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ کو ہے علم الادیان کی فضیلت سمجھائی ہے۔

ان دو آیتوں کے سوا ایک تیسری آیت بھی ایک بزرگ نے فضل علم پر لکھی ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اٰل عمران:۱۹)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ اہل علم میری ہستی پر گواہی دیتے ہیں اور میری وحدانیت پر بھی شہادت دیتے ہیں۔ چونکہ بعض نادان ونابکار لوگ سائنس کے غلط استعمال اور عدمِ تدبّر کی وجہ سے خدا کی ہستی کا انکار بھی کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی غایت حکمت سے اس آیت میں ایک لفظ رکھ دیا ہے جو ہمیشہ اس کی صداقت کو ظاہر کرتا رہے گا اور وہ لفظ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ہے کیا مطلب کہ وہ اہل علم جو صحیح علوم رکھتے ہوں اور قائم بالقسط ہو کر غور کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کے سچے علوم کبھی بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں اور یہ میرا مذہب ہے کہ جوں جوں سائنس ترقی کرے گا اور علوم بڑھیں گے اسی

قدر قرآن کریم کی صداقت جلوہ گر ہوگی۔ غرض یہ تین آیات علم کی فضیلت پر میں خلاصۃً پیش کرتا ہوں اوران تینوں میں صحیح علوم کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی موجود ہے۔ پہلی آیت میں تو خود دُعا ہی تعلیم کی ہے۔ دوسری میں رفع درجات کی خوشخبری ہے اور تیسری میں اللہ تعالیٰ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ اُولُو الْعِلْمِ کی شہادت کو اپنی ہستی اور وحدانیت پر پیش کر کے بتاتا ہے ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم ۔ ایسے قَآئِمًا بِالْقِسْطِ اہل علم جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ جو عزیز اور حکیم ہے ان کو بھی معزز بنادے گا اور حکمت کے چشمے ان کے لبوں سے جاری ہو جائیں گے۔

سچے اور صحیح علوم کا نتیجہ سچے اور صحیح علوم کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۹) خدا تعالیٰ کی خشیت ان عالموں کے قلوب میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس خشیت سے پھر حکمت کے خزانے ان کے سینوں سے نکلتے ہیں۔

فضیلت علم پر عقلی دلیل یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی دی ہوئی دلائل فضیلت علم پر ہیں۔ ان کے سوا ایک عقلی دلیل میری سمجھ میں آئی اور پھر سچ پوچھو تو یہ عقلی دلیل بھی اسی کے فضل کا عطیہ ہے اور ان علوم سے پیدا ہوئی جو اس نے اپنے محض فضل سے عطا کئے۔ بہر حال وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ دنیا میں جس قدر چھوٹے چھوٹے کام ہیں جب ان کے ساتھ علمی رنگ آتا ہے اور علم کے تعلق سے ان کو کیا جاتا ہے تو وہ عظیم الشان ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چکّی پیسنا، کپڑا بُننا، دھونا، سینا، کپڑا کاٹنا، رنگ بنانا، حجامت کرنا، لوہاری کام، چمڑہ رنگنا، گاڑی چلانا، جوتا بنانا وغیرہ۔ ان میں سے ایک ایک کام پر نظر کرو جب یہ اپنی عام حالت میں کئے جاتے ہیں تو عام لوگ اس کو کوئی بڑا کام یا عزت کا کام نہیں سمجھتے۔ مثلاً چکی پیسنا یہ معمولی کام ہے لیکن جب اس کو انجن کے ذریعہ کیا جاوے اور علمی طاقت اس کے ساتھ ہو تو وہی چکی پیسنے کا فعل جو معمولی اور ادنیٰ سمجھا جاتا تھا عظیم الشان سمجھا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بڑے معزز اور مقتدر ہیں۔ ان کے ہاں فلور مل چلتی ہے۔ گویا وہی آٹے پیسنے کی کَل موجب فخر ہوگئی۔
اسی طرح پر کپڑے بُننے کا کام ایک ادنیٰ درجہ کا کام سمجھا گیا تھا لیکن جب علم نے اس کی سرپرستی کی اور

مشینوں کے ذریعہ کپڑا تیار ہونے لگا تو یہی لوگ معزز و صاحب ثروت ہو گئے۔ اسی طرح کپڑے دھونے، سینے اور کاٹنے کے کام ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا یا سنا کہ وہ صرف کپڑے کاٹتا تھا اور چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا۔ کھٹیک کا کام نہایت حقیر سمجھا جاتا تھا لیکن آج دباغت کا فن اور موچی کا کام عجیب کام ہے اور چمڑے کی فیکٹریوں کے مالک بڑے آدمی ہیں۔ اسی طرح پر لوہے کا کام، ڈرائیوری وغیرہ۔

علم ادنیٰ چیزوں کو اعلیٰ بنا دیتا ہے پس تم دیکھ لو کہ علم ادنیٰ چیزوں کو کس طرح اعلیٰ بنا دیتا ہے۔ میں نے ایک کتّا دیکھا کہ اس کی قیمت بائیس سو روپیہ تھی۔ محض اس لئے کہ وہ شکار کا علم جانتا تھا۔ معمولی باز جو چیل ہی کی قسم کے ہوتے ہیں سو سو روپیہ قیمت پاتے ہیں۔ کیوں؟ ان میں ایک علمی وصف ہوتا ہے۔ اب یہ بات تم نے آسانی کے ساتھ سمجھ لی ہوگی کہ علم بڑی دولت ہے اور بڑی نعمت ہے۔

علم کے لئے سفر ضروری ہے پھر علم کے حصول کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ سفر کیا جاوے۔ میں اس پر بھی قرآن مجید ہی سے استدلال کرتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا (التوبۃ:۱۲۲) یعنی ہر جماعت میں سے کیوں چند لوگ سفر کے لئے نہیں نکلتے تا کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو بیدار کریں۔

یہاں علمی ترقی کے سامان ہیں میں یہ امر اللہ تعالیٰ کے فضل و نعمت کے اظہار کے لئے بیان کرتا ہوں کہ یہاں علمی ترقی کے بہت سے سامان ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہاں علمی ترقی کے لئے بہت بڑے اسباب ہیں اور پھر ایسی علمی ترقی جو دین و دنیا میں بھلائی کا ذریعہ ہو۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی کشمیر سے یہاں آوے تو اس کا فرض ہے، ایران و عرب و افغانستان یا ہندوستان سے آئے تو اس کا فرض ہے کہ یہاں علمی ترقی کرے۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم حاصل کرنے کے لئے ایک لمبے سفر کی ضرورت پیش آئی اور انہوں نے

سفر کیا، قرآن مجید سے ظاہر ہے۔

صحابہ کے سفر حصول علم کے لئے صحابہ نے حصول علم کے لئے جو سفر کئے ہیں ان کی تفصیل بڑی مہلت اور وقت چاہتی ہے۔ جابر[1] ایک صحابی کو معلوم ہوا کہ شام میں ایک حدیث ایک شخص کو آتی ہے۔ وہاں سے وہ تیس پڑاؤ تھا۔ ایک مہینے کے سفر کے بعد وہاں پہنچے اور اس سے وہاں جا کر پوچھا کہ میں ایک حدیث کے لئے آیا ہوں یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہیں آتی ہے۔ اس نے کہا ہاں آتی ہے۔ کھڑے رہو میں سناتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ حدیث سنائی اور جابر تو کھڑے ہی تھے۔ حدیث سن کر کہا السلام علیکم اب جاتے ہیں اتنا ہی کام تھا۔ اس ہمت مردانہ اور اولوالعزمی کو دیکھو کہ ایک حدیث کے لئے دو مہینے برابر سفر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کے لئے کیسی محنت کی ضرورت ہے۔

جمع احادیث کے لیے امام بخاری کا سفر امام بخاری نے تو حد ہی کر دی ہے۔ یہ بخارا کے رہنے والے تھے۔ جن دقتوں اور مشکلات میں انہوں نے جمع احادیث کے لئے سفر کئے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ کس فضل کے آدمی تھے۔ آج بخارا میں ہیں تو کل موصل، پرسوں مصر، اترسوں شام، بصرہ، کوفہ، مکّہ، مدینہ۔ غرض اس وقت کی اسلامی دنیا کے تمام ان مرکزوں میں پھر نکلے ہیں جہاں وہ اپنے گوہر مقصود کا نشان پاتے تھے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں گن نہیں سکتا کہ وہ کتنی مرتبہ مدینہ میں آئے۔ غرض علم کی تحصیل کے لئے سفر کی بڑی ضرورت ہے۔

---

[1] **فٹ نوٹ:** جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں لکھا ہے اور ان کی اپنی روایت میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بواسطہ پہنچی جس کو بالمشافہ میں نے آپ سے نہیں سنا تھا۔ اس کی تحقیق کے لئے میں نے ایک اونٹ خرید کیا اور اس پر پالان کس کر ایک ماہ کا سفر قطع کر کے ملک شام میں داخل ہوا۔ عبداللہ بن انیس صحابی کے دوازے پر پہنچ کر دربان سے کہا اندر جا کر خبر دو کہ جابر دروازے پر کھڑا ہے۔ دربان نے خبر کی۔ حکم ہوا۔ دریافت کرو کون جابر؟ کیا جابر بن عبداللہ؟ جابر نے کہا ہاں۔ عبداللہ بن انیس یہ سن کر بہت جلدی میں کپڑے سنبھالتے ہوئے نکلے۔ سلام اور مصافحہ کے بعد جابر نے پوچھا کہ تمہاری روایت سے مجھے ایک حدیث دربارہ قصاص پہنچی ہے جس کو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا میری یا ر تمہاری موت آ جاوے اور اس دولت سے محرومی رہ جاوے۔ یہ سن کر عبداللہ بن انیس نے وہ حدیث بیان کر دی۔

اقسام العلوم پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ علم کے کتنے قسم ہیں۔ میں مختصراً بتاتا ہوں۔ علم حفظ النفس، یہ کبھی بلاواسطہ ہوتا ہے اور کبھی بالواسطہ۔ اصلاح النفس، ابقائے نفس، علم العقائد، علم اوامر اللہ، علم نواہواللہ، علم حساب، ہندسہ، مساحت، علم الھوا، منطق، مبادی السنہ، طب، حفظ صحت، دواسازی، تربیت اطفال، ہدایۃ الموسم، علم نباتات، علم جمادات، حیوانات، جرثقیل، تعمیر، حرکت، سکون، برق، مقناطیس، کیمیا (کیمسٹری)، تجارت، زراعت، قیافہ، ہیئت، مناظر، مرایا، جغرافیہ، تاریخ، سیاست، قانون، علم تفریح جس میں مصوّری، شاعری، موسیقی (مع اپنی مختلف شاخوں کے) عروض وقافیہ و شعبدات شامل ہیں۔

اقسام ہیں علوم کے جو آج کل بآسانی انسان حاصل کرسکتا ہے۔

ایک بہت بڑی فروگذاشت ایک بڑی غلطی ایک بڑی فروگذاشت جو مسئلہ تعلیم میں ہوتی چلی آئی ہے اور جس پر توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ یہ ہے کہ ہر مربی اور ہر باپ کے لئے یہ ضروری امر تھا کہ تعلیم شروع کرانے سے پہلے یہ غور کرلیا جاتا کہ کون سا علم بچہ کو سیکھنا چاہیے۔ جب یہ فیصلہ ہوجاتا پھر اس علم کے سیکھنے کی ترکیب اور پھر ترتیب کہ کون سا علم مقدم ہے کون سا مؤخر ہے۔ پھر یہ دریافت کرنا کہ کس علم کی اس کی طبیعت سے مناسبت ہے اور اس کے لئے کیا اسباب اور وسائل حاصل ہیں۔ بڑے بڑے مشورے اور غور وفکر کی اس کے لئے ضرورت ہے مگر ان سوالوں پر آج کوئی غور نہیں کرتا۔ میں نے اس سوال کو بھی قرآن کریم سے حل کیا ہے۔ سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمٰن:۸تا۱۰) وزن ضروری ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ (الاعراف:۹)۔

الٰہی ترتیب اور اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی ایک ترتیب موجود ہے اور وہ ایسی ترتیب ہے کہ تمام امور میں وہی مراتبِ ستّہ پائے جاتے ہیں۔ جب تک وہ تکمیل نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسانی تکمیل میں اس مثال کو دکھایا ہے کہ پہلے نُطفه پھر عَلَقَه پھر مُضْغَه وغیرہ مراتب سے گذرتا ہوا بالآخر

انسان سمیع و بصیر ہو جاتا ہے۔اسی طرح پر اگر تحصیل علوم کے لئے ترتیب کو مدِّ نظر نہ رکھا جاوے تو سخت غلطی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس امر کو مدِّ نظر نہ رکھنے کی وجہ سے آج مسئلہ تعلیم میں مشکلات بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ پس علوم میں ایک ترتیب ہو۔

برداشت کی قوت کا اندازہ علوم کی ترتیب کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ طالب علم کس قدر محنت برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے۔اس کے قویٰ،فہم وغیرہ کو دیکھنا چاہیے۔ جو بات بچہ نہیں سمجھ سکتا اس کا ذکر مت کرو اور جس قدر محنت وہ آسانی کے ساتھ برداشت کر سکتا ہے۔ان امور کے لئے بھی مشورہ کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (اٰل عمران:۱۵۹) اور اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ:۹) کی تعلیم دیتا ہے۔

غرض انتخاب علوم اس کی ترتیب،حصول علم کے اسباب اور بچہ کی قوت برداشت وغیرہ پر پورا غور وفکر اور باہم مشورہ کرنا چاہیے۔(باقی پھر کبھی) (الحکم جلد۲۰ نمبر۲۰ مورخہ ۲۸؍جون ۱۹۱۸ء صفحہ۴ تا ۷)

حضرت خلیفہ اوّلؓ کا ایک غیر مطبوعہ خط

شیخ عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور نے ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میرا دفتر میرا کچھ مخالف ہے اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے جس کے جواب میں حضور نے مندرجہ ذیل خط لکھا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میری مصیبت رفع ہو گئی۔

(صاحبزادہ عبدالوہاب عمر)

قادیان ۱۲؍جولائی ۱۹۱۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ بہت استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھیں۔اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جب انسان کسی دروازہ پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ دروازہ بند کر دیتا ہے۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بڑے بڑے تاجروں کی دوکان میں کبھی نقصان ہو جاتا ہے زمیندار کا خرمن جلتا ہے۔ اسی طرح ایک حال سے دوسرے حال پر بدلاتا ہے یہاں تک کہ اللہ ہی پر بھروسہ ہو جاوے۔آپ ذرا

بھی نہ گھبراویں۔ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز آپ کو ضائع نہ کرے گا۔

والسلام

(دستخط) نورالدین

۱۲؍جولائی ۱۹۱۰ء

(الحکم جلد ۳۸ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۱؍اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۱)

ملفوظات حضرت حکیم الامت

(راوی منشی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی)

مکرم ومحترم جناب حضرت میر قاسم علی صاحب زَادَ عِنَایَتُہٗ

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته۔

خاکسار نے اپریل ۱۹۱۲ء میں قریباً عرصہ دو ماہ تک حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں حاضر رہ کر استفادہ حاصل کیا تھا۔ اس عرصہ میں خاکسار کو خدا کے فضل سے یہ توفیق ملی کہ حضور کے درس قرآن میں بھی جو دن میں تین دفعہ دوپہر، بعد عصر، بعد مغرب ہوا کرتا تھا شامل ہوتا رہا۔ اور بعض نکتے نقل کر لیا کرتا تھا۔ علاوہ اس کے حضور کی مجلس میں جو ملفوظات کے موتی لٹتے رہتے تھے بقدر استطاعت ان کو بھی نوٹ کر کے سمیٹ لیتا رہا۔ آج مجھے خیال آیا کہ بعض باتیں جو کسی نہ کسی رنگ میں دیگر اصحاب کو مفید ہو سکتی ہیں آپ کے اخبار کے ذریعہ سے احباب تک پہنچا دوں۔ اور ان کے فائدے کو اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھوں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ۔ (محمد عبداللہ)

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کو طریق شرائط بیعت کی تفہیم

۱۱؍اپریل ۱۹۱۲ء کو بوقت درس دوپہر آیت يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدة:۱۰۲) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ لوگوں سے بیعت لیں۔ آپ بیعت کا طریق نہ جانتے تھے۔ آپ نے توجہ کی کہ کس طرح بیعت لوں۔ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے اشارہ ہوا اور ان دس شرائط بیعت کی تفہیم ہوئی۔ایک شخص نے کہا کہ حضور مجھے یہ شرائط تحریر کرنے اور شائع کرنے سے پہلے ہی بتا دیں تا کہ میں اوّل ہی عمل کرنا شروع کر دوں۔آپ کو یہ سوال بہت بُرا لگا۔چنانچہ بعد میں پہلا دشمن حضرت صاحب کا وہی شخص ہوا جو کہ اس قدر جلدی حکم کی تعمیل کرنے کے واسطے تیار تھا۔

(۲) بارہ علوم ضروریہ ۱۱/اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا کہ بارہ علم ضروریہ ہیں۔

(۱) کل جزو سے بڑا ہوتا ہے۔(۲) ایک جگہ میں دو جسم نہیں ہو سکتے۔(۳) کوئی چیز یا چل کر آوے یا خواہ چل کر جاویں تب اس کو پا سکتے ہیں۔(۴) کوئی چیز گم نہیں ہو سکتی۔(۵) کوئی چیز بے سبب نہیں ہو سکتی۔(۶) زبان بولتی ہے کان سنتے ہیں۔اگر کوئی کہے کہ پاؤں سے بلالوں گا تو یہ ممکن نہیں۔

یہ علم ضروریہ ہیں جن کے بیان کرنے یا سمجھانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔یہ علوم خدا کی طرف سے انسان کو دیئے گئے ہیں۔یہ چھ میں نے بیان کر دیئے ہیں باقی چھ میں تم غور کرو۔

(۳) فرّاگ کوٹ اور قباء فرّاگ کوٹ کو (جو پیچھے سے پھٹا ہوا ہوتا ہے) عربی میں فوّاج کہتے ہیں اور جو پیچھے سے پھٹا ہوا نہ ہو اس کو قباء کہتے ہیں۔

(۴) بیعت کرنے میں جلد بازی ۴/اپریل ۱۹۱۲ء کو چند آدمی جو شادیوال ضلع گجرات کے باشندہ تھے بیعت کرنے کے واسطے آئے۔انہوں نے درخواست کی کہ ہماری بیعت جلدی ہو جاوے۔اس پر فرمایا کہ

لوگ جب دنیا کے کتوں اور حاکموں کے پاس جاتے ہیں دیکھتے ہو کس قدر تاریخیں پڑتی ہیں۔ہمارے پاس جو بیعت کے واسطے آئے ہو دیکھنا تو چاہیے کہ ہم کیا ہیں؟ کس قسم کے ہیں؟ دین کوئی ٹھٹھا نہیں ہے۔اگر ٹھٹھا (تمسخر) ہوتا تو بہت سے لوگ اکٹھے ہو جاتے۔دیکھو کنجنی کا تماشا ہوتا ہے لوگ ان کو پیسہ روپیہ بھی دیتے ہیں ساری ساری رات سنتے رہتے ہیں۔کوئی ان پر کفر کا فتویٰ بھی نہیں لگاتا۔

اس لئے آپ کو جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ دیکھو مسجد میں دوڑ کر جانا منع ہے ادب سے جانا چاہیے۔ آئے ہو ٹھہرو، جمعہ پڑھو، بیعت بھی ہو جائے گی۔

(۵) ایک نومسلم کے مرتد ہونے کا خط اور آپ کا جواب ۴؍اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا۔

گجرات کے ضلع میں ایک گاؤں لنڈ پور نام ہے۔ وہاں کا ایک ہندو نوجوان لڑکا تھا وہ ہندو سے مسلمان ہوا۔ اس کی تعلیم پر کئی ہزار روپیہ خرچ کیا۔ مجھے اس نے کشمیر خط لکھا کہ میں اب گنگا جی جاتا ہوں تا کہ اسلام کے ناپاک مذہب سے صاف ہو جاؤں۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان کو ایسی بات سے تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے بھی تکلیف ہوئی مگر میں اللہ کی طرف متوجہ ہوا کہ الٰہی میں اس کو جواب دینا چاہتا ہوں اور ایک ہی کارڈ بھیجنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جواب میرے دل میں ڈالا گیا اور میں نے یہ آیت لکھی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (المائدۃ:۵۵) اللہ فرماتا ہے کہ اگر ایک مرتد ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک قوم دے دیتا ہے۔ میں نے اسے لکھا کہ تمہارا خوشی کا بھرا ہوا خط مجھے ملا جس سے مجھے یہ خوشی کی خبر ملی ہے کہ خدا اس ایک کے بدلے ہمیں ایک ایسی قوم دے گا جو يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کی مصداق ہوگی۔ اس وقت میں نہ پیر تھا نہ کوئی میرا مرید۔ سو اب مجھے لاکھوں آدمی کی قوم ملی ہے۔ بعد میں اس کا خط مجھے آیا کہ یہ خط کسی اور نے لکھا تھا اور وہ اب ہمارا مرید بھی ہو گیا ہے اور اس نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بھی بیعت کی تھی۔

(۶) ایک شخص کو تجارت کے لیے روپیہ دینے کا واقعہ ۴؍اپریل ۱۹۱۲ء کو فرمایا کہ

ایک شخص میرے پاس آیا اور بہت شاکی ہوا کہ میں کیا روزگار کروں۔ میں نے اس کو کہا کہ تجارت کرو اس نے کہا کہ وہ بھی روپیہ سے ہو سکتی ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ میرے پاس ایک شخص کے ایک سو ساٹھ روپے امانت تھے جو اس نے اس غرض کے واسطے دیئے تھے کہ اس کی طرف تجارت کے واسطے کہیں صرف کروں۔ میں نے وہی اس کو دے دیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے اس کے شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اس کی بیوی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے اور اب کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ کہیں سے

کچھ روپیہ مار لایا ہے اور حلوے اور پلاؤ پکوا کر کھا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے بھی کچھ اڑائے۔ اس نے کہا کہ مشکل سے چالیس روپے میں نے بھی چھینے ہیں باقی وہ سب کچھ کھا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ چالیس روپے کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک جگہ دبا کر رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ نکال کر ہمارے پاس لے آنا اور اپنے خاوند کو بھی لانا۔ بہت دیر کے بعد وہ عورت واپس آئی اور کہنے لگی کہ وہ روپے بھی وہ کسی طرح سے نکال کر لے گیا ہے۔ (فاروق جلد ۲۵ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۹)

اطباء کے لئے چند ضروری ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی مندرجہ ذیل اہم یادداشت آپ کی ذاتی نوٹ بک سے ماخوذ ہے جو اس وقت مکرم عبدالرحمٰن صاحب شاکر کے پاس موجود ہے۔ انشاء اللہ ''خالد'' آئندہ بھی اس روحانی خزانے کے جستہ جستہ حصے منظر عام پر لائے گا۔ ہم جناب شاکر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ہمیں حضرت خلیفۃ اوّلؓ کا یہ تبرک حاصل ہوا ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی (ادارہ)

طب میں اضطراب، دعا، توجہ الی اللہ تعالیٰ، اخلاص، تضرع اور اپنی کم علمی، کم فہمی سمجھنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ پھر اس لئے علاج کی جستجو میں الہام بھی ہو جاتا ہے اگر تقویٰ، رحم، فکر، اسباب وعلامات کی جستجو جو ہزاری ہیں ساتھ مل جاویں تو موجب نجات ہیں اور ایک ہی علاج دین میں اور ایک ہی دنیا کے لئے کفایت کر جاتا ہے (اُذْكُرْ قِصَّةَ بَغِيَّةٍ اَشْرَبَتْ كَلْبًا) قرآن کریم نے اس علم کے اصول پر علماً اور خاتم الانبیاء نے عملاً توجہ دلائی۔

بڑے بڑے ڈاکٹروں میں معالج بننا معیوب نہیں۔ وہ خود پسندی کے باعث ....اور منکسر، متوجہ الی اللہ آگے نکل جاتا ہے۔

طب ہر دل عزیزی کا بڑا موجب ہے (اس پر دردسر والے کو.........کا قصہ فرمایا)

ادیب نہ ہو تو کتنا حرج مگر طبیب نہ ہو تو کتنا حرج موجود ہے۔ طبیب اگر کامیابی تک نہ پہنچے تو مت گھبرا وے۔ کیونکہ طبیب کا کام تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں بلکہ طبیب (کا کام) بہت ہمدردی اور غمخواری۔

انسان، جمادات، نباتات، حیوانات کی طرح بےفکر روٹی کھانے والا نہیں بنایا گیا۔ فکر۔ فکر۔ فکر۔ غور۔ غور۔ غور کرو۔

۲۴/اپریل

مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر ارتکاب معاصی سے نہیں ہوتا۔

کتابیں اگر وہ کشش نہ پیدا کریں جو نیچر سے پیدا ہوتی ہے تو نقص نہیں۔

لَا رَیۡبَ فِیۡهِ سے ثابت ہوتا ہے کہ اور دلائل میں ریب تھا۔

(ماہنامہ خالد جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک نصیحت آموز خط

مندرجہ ذیل خط حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح اوّلؓ) نے یکم جولائی ۱۹۰۴ء کو مکرم قاضی محمد یوسف صاحب ہوتی مردان کے نام رقم فرمایا تھا جو ان دنوں مدرسہ اسلامیہ پشاور کی فورتھ ہائی کلاس میں تعلیم پا رہے تھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپنے ہر کام میں غور کر لیا کرو کہ آیا اس کام میں ہر ایک پہلو میں تعظیم الٰہی یا شفقت علیٰ (خلق) اللہ ہے یا نہیں۔ ہر وہ کام کرو جس میں تعظیم الٰہی ہو یا شفقت علیٰ خلق اللہ یا یوں سوچ لو کہ اس کام میں میرے مولا ربّ العالمین کی پروانگی ہے یا نہیں۔ جس کام میں اجازت ہے وہ کرو اور جس میں ممانعت ہے اس کو مت کرو اور جس میں جناب الٰہی کا سکوت ہے اس میں روک نہیں۔ اور اس علم کے حاصل کرنے کے لئے تلاوت قرآن مجید ضروری ہے۔

نورالدین

یکم جولائی ۱۹۰۴ء

(ماہنامہ خالد اپریل ۱۹۶۱ء صفحہ ۶)

درس حدیث صحیح بخاری

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے
درس حدیث صحیح بخاری سے نوٹ جو حضرت کو دکھا کر چھاپے جاتے ہیں
مرتّبہ: محمد صادق عفی اللّٰہ عنہ

تمہید

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ کے انعامات کثیر کو کون گن سکتا ہے۔ پھر اس کے رؤف رحیم رسول کی کرم فرمائیوں کے احسان کا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔ پھر مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کی پاک راہوں کی تلاش میں حضرت سرور انبیاء کے مقدس کلمات کو تلاش کیا اور جمع کیا اور یہ معارف وحقائق کا بڑا خزانہ ہم تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے جنہوں نے حدیث رسول کو سنا اور جمع کیا اور آگے سنایا اور ان کے درجات کو بلند کرے اور انہیں اپنے قرب میں زیادتی دے۔ آمین ثم آمین۔

مدت سے اکثر دوستوں کی خواہش تھی کہ جس طرح قرآن شریف کے درس کے نوٹ بدرؔ کے ساتھ چھپتے ہیں اسی طرح حدیث کے بھی چھپا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے محض فضل اور کرم اور رحم اور غریب نوازی اور ذرہ پروری سے ہمیں توفیق ملی کہ ایک دَور درس قرآن شریف کا بدر کے ساتھ پورا ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔اب دوسرا دَور شروع کیا گیا ہے مگر چونکہ یہ دور پہلے دور کا ایک ضمیمہ ہے اس واسطے اس کے لئے دو صفحات اخبار کافی ہیں۔ باقی دو صفحات میں حدیث لکھنے کا میں نے ارادہ کیا تھا کہ رحمت الٰہی حضرت نور الدین علیہ الرحمۃ کے اس جوش میں ہم پر موجزن ہوئے کہ قرآن شریف کی طرح بخاری شریف کا بھی درس ہوا کرے۔ چنانچہ وہ درس شروع ہو گیا ہے اور اب اخبار کے ساتھ باقاعدہ شائع ہوتا رہے گا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (اڈیٹر)

سوانح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

درس بخاری شریف کے نوٹوں کے شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کتاب حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے کچھ حالات اختصاراً لکھے جائیں۔

یہ بزرگ بخارا کے رہنے والے تھے اس واسطے بخارا کے نام کو مشہور کر گئے اور بخاری کہلائے۔ نیک لوگوں کے وجود کی برکت سے ان کا مسکن بھی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔ آج سے تیس۳۰ سال قبل قادیان کو کون جانتا تھا لیکن اس وقت آسٹریلیا اور امریکہ تک کے لوگ قادیان سے واقف ہو رہے ہیں۔ ملک جرمن میں ایک کتاب چھپی ہے اس میں بھی قادیان اور نبی قادیان کا تذکرہ خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ امام بخاری صاحب کا نام تھا محمد۔ آپ کے باپ کا نام اسماعیل۔ کنیت ابوعبداللہ۔ پس آپ کا پورا نام اس طرح ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم ابن المغیر ہ۔ مغیرہ مسلمان ہوئے تھے یمان جعفی کے ہاتھ پر۔ آپ کی پیدائش ۱۳ر شوال ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ حضرت بخاری صغیر سن تھے جبکہ آپ کے والد مرحوم فوت ہوئے اور آپ نے اپنی ماں اور اپنے بھائی احمد کے ساتھ چھوٹی عمر میں حج کیا اور مکہ معظّمہ میں رہ کر علم حاصل کیا۔ بچپن ہی سے آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ اکثر حدیثیں خوب یاد رہتی تھیں۔

اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے کتاب قضایائے صحابہ اور تابعین تصنیف کی۔ پھر تاریخ تصنیف کی۔ شام، مصر، جزیرہ اور بصرہ کی آپ نے سیر کی۔ حجاز میں چھ سال رہے۔ کوفہ اور بغداد کو کئی بار گئے اور وہاں کے مشائخ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ احادیث کے جمع کرنے اس کے سننے پڑھنے اور پڑھانے میں ساری عمر گزار دی۔ ۲۵۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ غَفَرَ لَهٗ۔

کتاب حدیث کے جمع کرنے میں امام بخاری نے بہت ہی احتیاط سے ایسے کام کیا۔ فربری سے روایت ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔

''میں نے جامع صحیح میں جو حدیثیں درج کی ہیں ان کو چھ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے۔ اور کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی جب تک کہ پہلے دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو اور استخارہ نہ کرلیا ہو اور مجھے اس کی صحت پر یقین نہ ہوگیا ہو۔''

یہ کتاب سولہ سالوں میں جمع ہوئی تھی اور علماء نے اسے اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰهِ کہا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کو اس کتاب کے اعتبار کا قائم رکھنا ایسا عزیز تھا کہ ایک دفعہ کشتی میں سوار کسی سفر میں تھے اور آپ کے پاس ایک تھیلی ایک ہزار اشرفی کی تھی۔ ایک بدمعاش نے اسے معلوم کر کے مشہور کر دیا کہ میرے پاس ایک تھیلی ہزار اشرفی کی تھی کسی نے چوری کر لی ہے۔ کشتی کے افسر کے پاس فریاد پہنچی۔ اس نے سب کی تلاشی لینی شروع کی۔ اس بات کو دیکھ کر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے وہ تھیلی اشرفیوں کی جوان کے پاس تھی چپکے سے دریا میں پھینک دی۔ سب کی تلاشی ہوئی اور ان کی بھی ہوئی کہیں تھیلی نہ نکلی۔ چند روز کے بعد اس بدمعاش نے علیحدگی میں آپ کے ساتھ ذکر کیا کہ آپ کے پاس تو تھیلی تھی میں نے پہلے دیکھی تھی تلاشی کے وقت وہ کہاں گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں حدیث کی کتاب جمع کر رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ میری تھیلی نکلی تو ایک جھگڑا پڑے گا بعض کے نزدیک بات شبہ میں پڑ جائے گی اور اس کا اثر میری کتاب کی صحت کے اعتبار پر پڑے گا۔ اس واسطے میں نے کتاب حدیث کی خاطر ہزار اشرفی کو قربان کیا اور اتنا بھی پسند نہ کیا کہ چوری کا مجھ پر جھوٹا شبہ ہو۔ سبحان اللہ کیا پاک لوگ تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کیسا اعلیٰ نمونہ ہے۔

تمام مقدس اور نیک لوگوں کا جو ورثہ ہے کہ ان کو دنیا داروں سے دکھ پہنچتے ہیں۔ سو یہ حصہ بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ کو ملا۔ یہاں تک کہ حاکم وقت نے آپ کو بخارا سے نکلوا دیا یا خود اس کے شر کے خوف سے نکل آئے اور اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت کی اور آپ کی وفات بھی باہر ہی ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

پارہ اوّل

کتاب بدء الوحی

باب ۱۔ ابتدائے وحی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے پہلا باب یہ بنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی الٰہی کا ابتداء کس طرح سے ہوا۔ بایں الفاظ دیگر اسلام کا ابتداء کس طرح سے ہوا۔

نکتہ۔ وحی کے بہت سے اقسام ہیں۔

۱۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلزال میں فرمایا ہے۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰی لَهَا (الزلزال :۶)۔ بسبب اس کے کہ تیرے پروردگار نے اسے (زمین کو) وحی کی۔

۲۔ آسمان کو وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَاَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا (حٰمٓ السجدۃ:۱۳) اور ہر آسمان کا کام اس میں وحی کیا گیا۔ (پارہ۲۴)

۳۔ حیوانات کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ (النحل:۶۹)۔

۴۔ عورتوں کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی (القصص:۸) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی۔

۵۔ عام مومنوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَ اِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ (المائدۃ:۱۱۲) اور جبکہ ہم نے حضرت عیسیٰ کے مخلصوں کو وحی کی۔

یہ سب وحیاں ہیں مگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو وحی ہوئی وہ بہت اعلیٰ شان رکھتی ہے۔ اس سے مراد یہ وحیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے۔ اس واسطے

امام علیہ الرحمۃ قول اللہ عزّ وجلّ ۔ اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ كَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ (النساء:۱۶۴)۔اس جگہ لائے ہیں کہ ہم نے تیری طرف وحی کی جیسا کہ نوح کی طرف ہم نے وحی کی تھی اور اسی واسطے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ابتدائے وحی کا باب باندھا مگر سب سے پہلی حدیث جو لائے ہیں وہ ہے اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔کیا معنے؟ ارادی کام ارادہ پر موقوف ہیں۔ جیسی نیت ویسے پھل۔ گندم از گندم بروید جَو ز جَو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ جو آگ کھائے گا اس کا منہ جلے گا۔ حدیث کو جمع کرنے کا عظیم الشان کام اور اس کا ابتداء نزول وحی کے بیان سے کیا لیکن امام صاحب علیہ الرحمۃ ڈر گئے کہ کتاب کا لکھنا، لکھانا، پڑھنا پڑھانا، خرید کرنا، اس کا سننا یہ سب مخلوق الٰہی کا بہت سا وقت اور محنت اور روپیہ لے گا ایسا نہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائے اور بے سود ثابت ہو اس واسطے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کو درست کر لو اور پھر اسے شروع کرو۔

اہل بیت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بڑی حکمت سے نزول وحی کے متعلق سب سے پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لی ہے۔ عائشہ ایک عظیم الشان عورت تھی اور وہ جوان تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب حالات پوچھ سکتی تھی۔ امام بخاری نے اس میں اشارہ کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اہل بیت میں تھیں۔ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کلام پاک میں اہل بیت کا لفظ تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ بیبیوں کے متعلق بولا گیا ہے۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی کے متعلق قَالُوۡۤا اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ اِنَّهٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ (ھود:۷۴)۔ حضرت ابراہیم کو جب بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو بی بی سارہ نے تعجب کیا۔ تب خوشخبری دینے والوں نے کہا۔ اے اہل بیت کیا تو اللہ کے حکم، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں پر جو تم پر ہیں تعجب کرتی ہو۔ بے شک وہ پاک ذات تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ (پارہ ۱۲ رکوع ۷)

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے متعلق وَ حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰۤی اَهۡلِ بَیۡتٍ یَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَكُمۡ وَ هُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ (القصص:۱۳)۔

جب موسیٰ کو آل فرعون نے صندوق میں سے نکالا اور انہیں اس کے واسطے دودھ پلانے والی کی تلاش ہوئی اور وہ کسی کا دودھ نہ پیتے تھے تو حضرت موسیٰ کی ہمشیر وہاں پہنچیں اور کہا کہ میں تمہیں ایک اہل بیت بتلاتی ہوں۔تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کرے اور خیر خواہی سے کرے۔(پارہ ۲۰ رکوع ۴)

۳۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب:۳۴)۔آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کو حکم ہوتا ہے اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔پہلی جاہلیت کے زمانہ کے نمائشی بناؤ سنگار نہ کرو۔نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دو۔اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ضرور اللہ کا ارادہ ہے کہ تم سے بدی کو دور کرے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کر دے۔

غور کرو ان تمام جگہوں میں اہل بیت بیبیاں ہیں اور لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ کے آگے پیچھے بیبیوں کا ہی ذکر ہے۔

باب۲ صَلْصَلَةَ الْجَرَسِ ۔ ٹلّی کی آواز۔فرمایا۔بعض دفعہ وحی اس طرح آتی تھی جس طرح کی ٹلّی کی آواز ہوتی ہے۔

فَيُفْصَمُ۔ اَلْفَصْمُ۔ اَلْقَطْعُ۔جدا ہو جاتی تھی۔جب وہ حالت الگ ہو جاتی تھی۔

يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا معلوم ہوا کہ فرشتے اپنے اصل وجود کے ساتھ نہیں اترا کرتے بلکہ تمثیلی وجود ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفصیل اپنی کتاب توضیح مرام میں کی ہے جو کہ فائدہ عام کے واسطے اس جگہ درج کی جاتی ہے۔

”محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور وہ یہ خیال بداہت باطل بھی ہے کیوں کہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنے اصل وجود کے ساتھ زمین پر اترا کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر

ہونا نہایت درجہ محال تھا۔ مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں اگر ہر یک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کر اوّل پیروں سے چل کر اس کے ملک اور شہر اور گھر جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگزاری کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں ہوسکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہان کو گھوم کر چلا آوے۔ ہرگز نہیں بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے جیسا کہ خدائے تعالیٰ ان کی طرف سے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ [1] سورۃ صافات جزء ۲۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی و روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر یک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیرا اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ ان کو لقب دیں☆۔

درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور بہ حکمتِ کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر یک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجالاتے ہیں اور باطنی

☆ حاشیہ۔ مَلائک اس معنی سے ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام الارض ہیں یعنی ان کے قیام اور بقاء کے لئے روح کی طرح ہیں اور نیز اس معنے سے بھی ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ رسولوں کا کام دیتے ہیں۔ منہ

[1] الصّٰفّٰت: ۱۶۵، ۱۶۶

بھی۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔ جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو صدف میں داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم میں پڑتا ہے وہ ان ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ یا نہایت درجہ کا آبدار اور وزنی موتی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بن جاتا ہے۔''

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۶۶ تا ۶۸)

باب۳۔ رؤیائے صالحہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے رؤیائے صالحہ سے وحی شروع ہوئی۔

خدیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسان کو یار وغمگسار بیبیاں ملتی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی ہی تھیں۔ وہ بہت فہیم اور آنحضرتؐ کی خدمت گزار عورت تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں سے واقف تھیں۔ جب آنحضرتؐ وحی کی عظمت سے مرعوب ہوئے اور خوف زدہ ہو کر خدیجہ سے ذکر کیا تو اس پاک بی بی نے کیا لطیف جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا آپ خوف نہ کھائیں۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، دکھیاروں کا دکھ اٹھاتے ہیں جو چیز کہیں نہیں ملتی آپ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے، آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، لوگوں کے مصائب کے وقت چندوں سے مدد دیتے ہیں۔ ایسا آدمی کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے کو ذلیل نہیں کرتا۔

خشیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ انبیاء کے ساتھ بشریت رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اب تو سارا جہان مخالف ہوجائے گا اور جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ یہ بہت مشکل کام ہے جس پر بوجھ پڑتا ہے وہی جانتا ہے اور انبیاء کو اللہ تعالیٰ کا

خوف وخشیت سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

نصیحت ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ خدیجہ صدیقہ نے جو صفات حسنہ بیان فرمائی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرلیں۔

۱۔ صلہ رحمی۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک۔

۲۔ دکھیاروں کا دکھ اٹھانا، ناتواں کا بوجھ اٹھانا۔

۳۔ جس چیز کی لوگوں کو ضرورت ہو اور کہیں نہ ملتی ہو اسے مہیا کرنا۔

۴۔ مہمان نوازی کرنا۔

۵۔ مصائب کے وقت چندوں سے مدد دینا۔

۶۔ سچی بات بولنا۔

۷۔ امانت کو واپس ادا کرنا۔

(پچھلی دو باتیں ایک اور حدیث میں اور جگہ بخاری صاحب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مذکور ہیں۔)

وحی الٰہی کے یاد ہو جانے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو لفظ استعمال کئے ہیں۔ پہلی حالت میں سخت ہوتی ہے اور بیہوشی سی طاری ہوتی ہے۔

لفظ وَعَیتُ۔ ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے جس کے معنے ہیں وحی یاد ہو جاتی ہے مگر فرشتوں کے متمثل ہونے کی صورت میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے اَعِیْ۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بشریت تو لگی ہی ہوئی ہے۔ بڑے بڑے مجاہدات اور ریاضات کے ساتھ قویٰ بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر اس پر وحی الٰہی کی تجلی کا زور، انبیاء اس کی طاقت کو نہ سہار کر بیہوش سے ہو جاتے ہیں اور جب ہوش آتی ہے تو وحی الٰہی ساری کی ساری خود بخود یاد آجاتی ہے۔ اس واسطے وَعَیتُ صیغہ ماضی میں بیان کیا لیکن فرشتہ جب سامنے متمثل ہو کر کلام کرتا ہے تو انبیاء بھی ساتھ ساتھ یاد کرتے جاتے ہیں اس لئے اَعِیْ مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا۔

بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ۔ مجھے بڑی طاقت خرچ کرنی پڑی، بہت زور لگانا پڑا۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے وحی کے ابتداء کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت اثبات ثبوت (جو کہ اہم مسئلہ ہے) میں لی تا کہ ان لوگوں کا بھی ردّ ہو جائے جو کہا کرتے ہیں کہ ان ہر دو بیبیوں کا آپس میں نقار تھا۔

عَمِیَ۔ اس کی نظر بسبب بڑھاپے کے کمزور ہوگئی تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ بالکل اندھا تھا۔

نَامُوْس ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے۔ یہاں اس کے مثیل کا انتظار تھا اس واسطے ناموس کا نام لیا۔

اِبْنُ عَمّ ۔بعض روایات میں اَیْ عَمّ آیا ہے۔ تعجب نہیں کہ اَیْ کا لفظ لکھتے ہوئے بعد میں ابن لکھا گیا ہو۔

اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ۔ کمر باندھ کر تیری مدد کروں۔ پنجابی میں کہتے ہیں لک بنھ کے تیرے نال ہو جاواں۔

فَتَرَ الْوَحْیُ۔ وحی کا آنا رک گیا۔ کچھ مدت تک پھر وحی نہیں آئی۔

حَمِیَ وَ تَتَابَعَ۔ گرم ہوگئی اور کثرت سے آنے لگی۔ کیا معنے؟ بہت وحی نازل ہونے لگی۔

بَوَادِرُ ۔کندھے اور گردن کے درمیان کے گوشت کو کہتے ہیں۔

ح۔ حدیث کے راویوں کے درمیان جو حرف ح آتا ہے اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہی حدیث اور سندوں سے بیان کی جاتی ہے اور اوپر کے سلسلہ میں مل جاتی ہے۔ اس حرف کو حا کر کے بولتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُحَوِّلُ بِسَنَدٍ کیا معنے؟ کہ سند کو پھیر کر بیان کرتا ہوں۔

باب۴ لِتَعۡجَلَ بِهٖۤ (القیامۃ:۱۷)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے یا چاہتے تھے کہ سب یک دم نازل ہو جائے۔

باب۵ اَجْوَدُ۔ جواد، سخی، خبر گیر تھے۔ اَرْیَحِی۔ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی کو کچھ دینے کے بعد بہت خوش ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سخی تھے مگر ماہِ رمضان میں بہت ہی زیادہ

سخاوت کرتے تھے۔

نصیحت حضرت جبرائیل قرآن شریف کا دور رمضان میں کیا کرتے تھے۔ میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر رمضان شریف میں قرآن مجید کا دور خصوصیت سے کیا کریں۔

باب ۶ تِجَارًا۔ تاجر کی جمع ہے۔

مَادَّ فِيهَا اَبَا سُفْيَانَ۔ ابوسفیان کو بڑا زمانہ ہو گیا تھا۔ کیا مطلب؟ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے ہوئے اور انہیں دیکھے ہوئے بہت مدت گزری تھی۔ ان کو کیا خبر باقی رہی تھی کہ آپ کا کیا حال ہے۔

اِيْلِيَاء۔ بیت المقدس کو کہتے ہیں۔ عبرانی زبان میں اسے بیت ایل کہتے ہیں۔ ایل عبرانی میں خدا کو کہتے ہیں۔

ذُوْنَسَبٍ۔ شریف آدمی۔ عظیم الشان نسل کا ہے۔

نکتہ بخاری صاحب نے اس جگہ ابوسفیان کی روایت کو حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے۔ ابن عباس بالاجماع اہل بیت سے ہیں اور ہاشمی ہیں۔ ان کا ابوسفیان سے روایت لینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ سچائی کی بات کہیں ہو لے لینی چاہیے۔

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ۔ امام بخاری نے اہل بیت میں بیبیوں کو بھی رکھا ہے اور ابن عباس کو بھی رکھا ہے۔ ابوسفیان کی روایت میں یہ لطیفہ ہے کہ سچائی کے لینے کے وقت مخالفت موافقت کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ گویا اس امر کو ظاہر کر دیا ہے کہ روایت لینے میں کسی کی دوستی دشمنی کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ جہاں سے اچھی بات مل جائے لے لینی چاہیے۔ پھر ہرقل کی نجوم کی بات کا بھی ذکر کر دیا ہے اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا چاہیے کہ انسان تنگ دلی اختیار نہ کرے۔

اوّلین سابقین کون ہوتے ہیں؟ ہرقل کا یہ سوال کہ اس نبی کو ماننے والے ضعیف لوگ ہیں یا کبراء، ایک بہت مفید علم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں پانچ شخص ہندوستان میں مصلح یا لیڈر ہونے کے مدعی ہوئے ہیں۔ رائے رام، موہن رائے، کیشب چندر سین، سرسید احمد،

دیانند اور حضرت مرزا صاحب۔ پہلے چاروں میں سے کوئی مکالمہ الٰہیہ کا مدعی نہ بنا۔ سید احمد خان اور کیشب چندر سین صرف ایسے الہام کے قائل تھے کہ دل میں کوئی بات آ جاوے۔ انبیاء کی طرح وہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے آگاہ نہ تھے۔ ہاں مرزا صاحب نے ایسا دعویٰ کیا اور پہلے ہر چہار کے لیکچروں کو رونق دینے والے اور ان کی پارٹی میں شامل ہونے والے بڑے بڑے امراء اور کبراء ہوئے ہیں مگر مرزا صاحب کو ماننے والے ابتدا میں غرباء اور ضعیف لوگ ہیں۔ یہ بھی ایک نشان اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلقت کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔[1]

نصیحت اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جاؤ۔ کبھی روپے کو مت ڈھونڈو۔ اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی سعی کرو اسی میں سب کچھ آ جائے گا۔

اپنے معاملات میں تحریر کرلیا کرو۔ اگلے دن ایک عورت نے مجھے سنایا کہ ہم نے بیس روپے ایک شخص کو دیئے تھے وہ اب ہم کو آدھے روپے دیتا ہے آدھے کے متعلق کہتا ہے کہ آگے دے چکا ہوں مگر ہم کو کوئی نہیں ملے۔ اگر مطابق حکم شریعت لینے اور دینے کی رسید لکھی ہوئی ہوتی تو کیوں اتنی دقت ہوتی۔

وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ۔ رسول ایسے ہوتے ہیں۔ ہرقل نے تسلیم کیا کہ رسولوں کی یہی علامات ہیں۔

عَفَاف۔ بدیوں سے بچنے کا حکم کرتا ہے۔

اِبْنُ اَبِیْ کَبْشَةَ۔ ایک شخص تھا جو دیووں کی کہانیاں کہا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار طعن کے طور پر اس نام سے یاد کرتے تھے۔

سَیَمْلِکُ۔ بادشاہ بن جائے گا۔ آپ کے خلفاء اس ملک کے بادشاہ ہوئے۔

عَظِیْمُ بُصْرٰی۔ ایک شہر بصرہ ہے وہ اور ہے یہ بصریٰ (بضمہ با) اور شہر ہے۔

خَبِیْثُ النَّفْسِ۔ سست۔ رنجیدہ خاطر۔

فِیْ دَسْکَرَةٍ۔ ایک بڑے عالی شان مکان میں ان کو جمع کیا۔

یہ حدیث قابل یاد ہے۔ بھلے آدمیوں کے پہچاننے کا بڑا ذریعہ ہے۔ مجھ کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔اس باب میں تین مقام بہت ہی قابل یاد ہیں۔

۱۔اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

۲۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ ...... الخ۔

۳۔حدیث ہرقل۔

کتاب الایمان

باب ا۔ بنائے اسلام قَوْل۔منہ سے کہنا۔

اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ (الفتح :۵)۔اس سے ظاہر کہ ایمان ترقی کرتا ہے۔

شَرَائِعُ۔شِرْعَةٌ۔ابتدائی باتیں۔شریعت کی۔منہاج۔ابتدا کے بعد آئندہ تک کی باتیں۔

يَقِيْن۔ایمان کا نام ہے اور یقین بھی ترقی کرتا ہے۔

ایمان کی تعریف میں بہت کچھ جھگڑا ہوا ہے اور سننے والے ضرور تعجب کریں گے کیونکہ دراصل یہ کوئی مشکل بات نہیں۔مگر جو بات ملاں لوگوں کے ہاتھ میں آ جاتی ہے اس میں ایک دوسرے سے ہار جیت اور اس سے بڑھنے کا خیال بہت کچھ جھگڑے پیدا کر دیتا ہے اور خواہ مخواہ موشگافیاں کی جاتی ہیں۔کیا کوئی تاریخ و حدیث اور آثار صحابہ سے دکھا سکتا ہے کہ اس وقت بھی یہ جھگڑے ہوئے تھے؟

حنفی علماء کا یہ مذہب ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے اور سب کا ایمان ایک جیسا ہوتا ہے اور کفر ایک جیسا ہوتا ہے اور عمل مطلق ایمان کا جزو نہیں۔اس سے یہ نقص پیدا ہوا کہ لوگوں نے نجات کے لئے صرف ایمان کو ضروری سمجھ کر اعمال آخر آ کر چھوڑ دیئے۔ہمارے زمانہ میں بے باک بھی موجود ہو گئے۔سلاطین عباسیہ کے آخر وقت میں یہ مصیبت مسلمانوں پر آئی۔امام بخاری نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایمان اور کفر دونوں بڑھتے اور کم ہوتے ہیں اور ان کے درجات ہوتے ہیں اور یہ کہ ایمان میں عمل بھی شامل ہیں اور جہاں ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر آیا ہے وہاں یہ مطلب نہیں کہ ایمان صرف اعتقاد کو کہا ہے بلکہ ایمان کی تصریح کر دی ہے کیونکہ دوسری جگہوں میں اعمال پر ایمان کا لفظ بولا گیا ہے۔ایمان کی مثال اور کفر کی مثال ایک درخت کی سی ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔چھوٹے درخت کو بھی درخت اور بڑے درخت کو بھی درخت ہی کہتے ہیں۔ایمان و کفر، شرک و ظلم و فسق سب درخت کی مثال میں آ جاتے ہیں۔ایک شجرہ طیبہ

دوسرے اشجار خبیثہ ہیں۔

میرا مذہب یہ ہے کہ ایمان کی اصطلاح چار طریقوں سے ہوسکتی ہے۔

۱۔ ایک ایمان وہ ہے جس پر احکام دنیا کے مرتب ہوتے ہیں۔ وہ اعمال ظاہرہ ہیں ۔ شہادتیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ حج اور اکل ذبیحہ وغیرہ۔

۲۔ دوسرے رنگ میں ایمان وہ چیز ہے جس پر نجات اخرویہ کا مدار ہے۔ وہ ایمان ضروریات دین پر۔

۳۔ تیسری اصطلاح عقائد صحیحہ کا نام ایمان ہے۔

۴۔ چوتھی اصطلاح عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کا نام ایمان ہے۔

ایمان کے ۷۷ شعبے ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور یقین کرنا کہ وہ ایک ہے کوئی اس کی مثل نہیں تمام عیبوں سے پاک ہے۔ تمام محامد کاملہ سے موصوف ہے۔ سب کا ربّ، رحمٰن، رحیم، وحدہٗ لا شریک ہے۔ اس کے ملائکہ پر ایمان لانا کہ جب وہ دلوں میں نیکی کی تحریک کریں تو اس پر عمل کرے۔ اور مختلف کاموں پر وہ متعین ہیں، اس کی کتابوں پر ایمان لانا، اس کے انبیاء پر ایمان لانا اور اس بات پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں، تقدیر پر ایمان لانا کہ ہر ایک چیز کے لئے ایک اندازہ ہے اور اس کی مقدار ہے۔ پس جیسا کوئی کرے گا ویسا پھل پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں سب چیزیں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء اور واقعات قبل از وقوع کا علم تھا۔ بعث بعد الموت پر ایمان لانا، جزاء وسزا پر ایمان لانا، جنت اور دوزخ پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اوروں سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے بغض کرنا، حبّ رسول اور اخلاص، توبہ، خوف، امید، نا امیدی کا ترک، شکر، وفاء، صبر، تواضع، شفقت علیٰ خلق اللہ، رضا، توکل، ترک، عجب اور حسد اور کینہ اور بے محل غضب، شیخی اور گھمنڈ کا ترک کرنا، اخلاق فاضلہ کا پابند ہونا، برائیوں سے بچنا، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔

متعلق زبان ۔تلفظ ،کلمہ طیبہ لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ،قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور سیکھنا اور سمجھنا اور دعا، ذکر، استغفار،لغو اور فضول باتوں سے دور رہنا۔

متعلق بدن۔ ہر وقت پاک صاف رہنا،ستر کو چھپانا،نماز،صدقہ، روزہ، حج،اعتکاف، ہجرت، نذر کو پورا کرنا، کفارے اور قسم کو ادا کرنا، قربانی دینا، جنازہ پڑھنا، قرض کا ادا کرنا، معاملات میں صدق اختیار کرنا اور ریاء چھوڑ دینا، سچی گواہی ادا کرنی، گواہی کو نہ چھپانا، تعفّف، اہل وعیال کا حق ادا کردینا، والدین پر رحم، تربیت اولاد، صلہ رحم، حکام کی اطاعت، خلق میں اصلاح کرتے رہنا، جماعت کی متابعت، نیک کاموں میں دوسروں کی مدد، بھلے کام کا حکم کرنا، برے کاموں سے منع کرنا، حدود شرعی کو قائم رکھنا، جہاد کرنا، امانت کو ادا کرنا، معاملہ صاف رکھنا، اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا، دوسروں کے حق دینے میں حیلہ یا سستی نہ کرنا، مال کا موقع پر صرف کرنا، مال کو فضول خرچ نہ کرنا، سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جب کسی مسلمان کو چھینک آوے اور وہ اَلْـحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا، تکلیف والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا، ہمسایہ کی عزت کرنا، خدا کی راہ میں خرچ کرنا، مخالفین اسلام کا ردّ کرنا۔

ترجمہ حدیث صحیح بخاری جو ترجمہ صحیح بخاری درس حدیث میں اکثر احباب کے سامنے ہوتا ہے وہ ترجمہ مولوی وحید الزمان کا ہے جو لاہور اور امرتسر میں چھپا ہے اور اس کا اشتہار اخبار بدر میں بھی ہوتا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس کے سوائے اور کوئی ترجمہ بین السطور نہیں ہے۔ مولوی وحید الزمان سلسلہ حقہ احمدیہ کا سخت دشمن ہے اور اس نے جا بجا اپنے حاشیہ میں خواہ مخواہ ہم کو گالیاں دی ہیں لیکن جب تک کہ وہ وقت نہ آجائے کہ ہمارے اپنے ترجمے اور حاشیے چھپیں تب تک ایسا نہیں ہوسکتا کہ ان لوگوں کی گالیوں سے ڈر کر ہم بخاری کے ترجموں کو پڑھنا چھوڑ دیں۔ اس ترجمہ کے شائع کنندہ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ نئے ایڈیشن میں سے ان الفاظ کو نکال دے گا۔ اصل بخاری اور اس کے ترجمہ میں تو کوئی دخل ہی کیا دے سکتا ہے۔ باقی رہے حواشی سو خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا کَدَرْ پر عمل کرنا چاہیے۔

نکتہ بڑے بڑے لوگوں نے تو یہ لکھ دیا ہے کہ رزق و ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں اور اس مسئلہ میں اتنی لمبی بحثیں ہوئی ہیں۔ ع

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا

امام بخاری صاحب نے ایمان بڑھنے اور گھٹنے کے متعلق آٹھ آیتیں لکھ دی ہیں۔

میں جموں میں تھا کہ ایک طالب علم ہندوستان سے تازہ پڑھ کر میرے پاس آیا اور کہا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس مسئلہ میں ایک ایسی بات نکالی ہے کہ ان کے مقابل غیر مقلدوں کو کچھ جواب نہ آیا اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو لکھا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف جب نازل ہوتا تھا تو اس وقت تو بے شک سننے والوں کا ایمان بڑھتا تھا لیکن جب قرآن شریف ختم ہوگیا اور وحی بند ہوگئی تب سے ایمان بڑھتا نہیں ہے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ مسائل ایمان ترقی نہیں کرتے؟ اور جو نیا مسلمان ہوا وہ ہر روز نئے نئے احکام نہیں پڑھتا اور اس معنے کر اس کا ایمان نہیں بڑھتا؟ پھر علم حدیث کی ترقی سے نئے نئے علوم نہیں پیدا ہوتے؟ اچھا اس سب کے علاوہ اجماع اور قیاس صحیح نئے مسائل ایجاد کرنے سے مانع ہے وغیرہ وغیرہ۔

مجھے امام ابوحنیفہ پر ہمیشہ حسن ظن رہا ہے اور قرآن شریف میں صریحاً زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (الانفال :۳) کے الفاظ ہوتے ہوئے میری سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ امام ابوحنیفہ اس کے قائل نہ ہوں۔ میرے حسن ظن کے واسطے خدا تعالیٰ نے ایک راہ نکال دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے پاس فقہی مقدمات بہت آیا کرتے تھے اور آپ ان کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ بعض لوگ بعض کی نسبت ایسے الفاظ بولا کرتے ہیں کہ یہ بڑے تہجد گزار ہیں، بہت عبادت کرتے ہیں، بڑے ایماندار ہیں۔ تب آپ نے ایسے لوگوں کو کہا کہ محکمہ قضاء میں ایمان کی کمی زیادتی کا فیصلہ جات میں کوئی کام نہیں اس کا ذکر مت کرو۔

معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسی ہی بات کو لے کر پچھلے حنفیوں نے کچھ کا کچھ بنا دیا ہو اور نئے نئے وجوہات نکالے ہوں اور بعض آیات بھی لاتے ہوں مگر ان کے سب دلائل کچے ہیں۔

نکتہ　امام بخاری صاحب ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت سنی، شیعہ، خوارج سب موجود تھے۔ اگر بخاری صاحب ہمارے مولوی صاحبان کی طرح تنگ خیال ہوتے تو وہ اپنے ہم خیال لوگوں کے سوائے اور کسی کی روایت نہ لیتے تو ان کی کتاب جناب الٰہی کے حضور ایسی قبولیت حاصل نہ کرتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ میرا دل بھی وسیع بنایا گیا ہے۔

میں نے امام بخاری کی کتاب کو بڑے غور سے پڑھا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے راویوں پر جرح کی ہے۔ کسی کو کہا ہے کہ یہ قدری ہے کسی کو کہا کہ شیعہ ہے کسی کو کہا شافی ہے۔ بنو امیہ کی سلطنت کو اچھا سمجھتا تھا۔ کسی کو کہا کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ گھٹ گیا تھا۔ کسی کو کہا کہ آخیر میں پاگل ہوگیا تھا۔ کسی کے متعلق بیان کیا کہ امیر نے اس کو تحفہ بھیجا تھا اور اس نے قبول کرلیا تھا۔ غرض اس قسم کے اعتراضات راویوں پر کئے گئے ہیں مگر امام بخاری نے ان باتوں کی پرواہ نہیں کی۔ انہوں نے صرف سچ کو دیکھا ہے۔ جہاں صداقت ملی لے لی۔ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا۔ اب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کوئی حدیث کی جامع کتاب پیش فرماویں۔

صرف ایک راوی کے متعلق مجھے شبہ ہوا کرتا تھا کیونکہ لکھا تھا کہ اس نے ہنسی ٹھٹھا کیا ہے اور ٹھٹھا کرنے والا آدمی بد احتیاط ہوجاتا ہے لیکن جب میں نے اصل واقعہ کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس شخص نے ٹھٹھا نہ کیا تھا بلکہ کسی کو اس کی بدی سے روکنے اور سمجھانے کے واسطے ایک بات کی تھی اور یہ اس کا مذہب تھا کہ دفع شر کے واسطے ایسا فعل کرنا جائز ہے۔ امام بخاری کا بڑا اصل یہ تھا کہ جس سے روایت لی جائے وہ سچا آدمی ہو۔ اٹھارہ سو شیخ سے روایت لی ہے اور اس کے واسطے کوفہ، بصرہ، مصر، مکہ، مدینہ، موصل، بغداد سب جگہ سفر کیا ہے اور نوے ہزار آدمی کو احادیث سنائی ہیں۔

نکتہ　الفاظ کے معانی کے متعلق کچھ اصول یاد رکھنے چاہییں۔

۱۔　لفظ جمع کا ہو تو اس سے مراد کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ نہیں ہوگا جب تک کہ تصریح نہ ہو بلکہ مراد بعض سے ہوتی ہے۔ اَلنَّاس سے مراد بعض الناس ہے۔

۲۔　جب ایک لفظ تنہا آوے تو اس کے معنے وسیع ہوتے ہیں جیسا اٰمَنُوْا جب اکیلا ہو۔ مگر جب

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مل کر ایک جگہ آیا تو معنے میں وہ وسعت نہ رہی۔

۳۔ اٰمَنُوْا کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ آوے تو اٰمَنُوْا کے معنے کا دائرہ تنگ ہو جائے گا اور اس سے مراد اعتقاد رہ جائے گا۔

۴۔ کبھی تضاد بھی دو معنے میں واقع ہو جاتا ہے اور عدم توسیع جیسا کہ اسلام ایک وسیع لفظ ہے۔ ایمان و عقائد اعمال ظاہرہ و باطنہ پر بولا گیا جیسے فرمایا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (اٰل عمران :۲۰) مگر جہاں آیا ہے کہ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات :۱۵) وہاں لفظ اسلام کے معنے تنگ اور متضاد ہو گئے حالانکہ اکیلے لفظ اسلام میں ایمان بھی شامل ہے۔ یہاں ظاہری فرمانبرداری مراد ہوگئی۔

پس توسیع، عدم توسیع اور تضاد تین حالات ہوئے ایمان میں عمل شامل ہے عمل کے بغیر ایمان نہیں ہوتا۔ ایمان، اعتقاد و عمل صالح ظاہر و باطن پر حاوی ہے۔

نکتہ امام بخاری نے اہل بیت اور صحابہ سے سب سے روایت لی ہے۔ مجھے بِحَمْدِ اللّٰهِ وَلَهُ الْحَمْدُ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بھی بہت ہی پیاری ہے اور صحابہ بھی پیارے ہیں۔

نکتہ احادیث میں یہ ذکر بہت آتا ہے لوگوں نے مختلف اوقات میں بار بار سوال کیا ہے بڑا عمل کونسا ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب مختلف سائلین کو مختلف دیا ہے۔ کسی کو کہا ہے کہ ماں کی خدمت کرنا سب سے بڑا عمل ہے اور کسی کو فرمایا کہ زبان پر قابو رکھنا سب سے بڑا عمل ہے اور کسی کو حکم دیا کہ اپنی شرمگاہ پر قابو رکھو یہ سب سے بڑا عمل ہے۔ ان جوابات کے دینے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لائق طبیب وحکیم کا کام کیا ہے جو اپنے سائل مریضوں کو ان کے اس سوال کے جواب میں کہ مجھے سب سے عمدہ دوائی دی جائے ہر ایک کو اُس کی مرض کے مطابق مختلف دوائی دیتا ہے۔

شِرْعَةً۔ سنت۔ وہ راہ جو اللہ تعالیٰ نے وحی میں بیان کی ہے۔

مِنْهَاجًا ۔سبیل ۔ وہ راہ جو تجربہ اور جبلت سے اختیار کرنی پڑتی ہے۔

اس جگہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو ایمان کے شرائع اور فرائض اور حدود اور سنن تمہارے سامنے بیان کروں گا اور اگر مر گیا تو تمہارے درمیان رہنے کی مجھے حرص نہیں۔ سبحان اللہ! کیا ہی مومنانہ کلام ہے۔ انسان دنیا میں جیئے تو قلب کی اس حالت کے ساتھ جیئے کہ یہاں رہنے کی حرص دامنگیر نہ ہو۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز وہ ایک شخص ہے جس کو سنی، شیعہ، خارجی سب پسند کرتے ہیں۔

پولوس نے تو شریعت کو ناقابل عمل اور لعنت کہا ہے مگر انسان کی حالت ایسی ہے کہ گرجے کی قوانین کی کتاب توریت سے بڑی ہے۔

ایمان ایک درخت کی مثال رکھتا ہے جیسا کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پاک کلام میں آیا ہے۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (ابراھیم:۲۵)

پاک کلمہ ایک پاک درخت کی طرح ہے۔ جب درخت پیدا ہوتا ہے تو پہلے اس کی لو نکلتی ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کا درخت ہے اور اس کا کیا نام ہے۔ مثلاً پیپل کا درخت پہلے دن جب اس کی لو دکھائی دے گی تب بھی اس کا نام پیپل ہوگا۔ چار سال بعد بھی وہ پیپل ہی کہلائے گا۔ جب بہت بڑھ جائے گا اور سینکڑوں آدمی اس کے سایہ کے نیچے آرام پائیں گے تب بھی وہ پیپل ہی کہلائے گا اور جب وہ پرانا ہو کر اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور شاخیں گر جاتی ہیں اور ایک ٹنڈ سا رہ جاتا ہے تب بھی اس کا نام پیپل ہوتا ہے۔ یہی حال ایمان کا ہے جو بڑھتا اور گھٹتا ہے لیکن اگر کوئی شخص پیپل کے ایک پتے کو ہاتھ میں لے کر کہے کہ یہ درخت پیپل کا ہے تو اس کی غلطی ہوگی۔ جس کے گھر میں ایمان کا درخت لگ گیا وہاں سے اس کے پھول، پھل اور پتے بھی نظر آئیں گے۔ یہی حال کفر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ (ابراھیم:۲۷)

مَاحَاكَ فِي الصَّدْرِ ۔ جو بات دل میں کھٹکتی ہو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ جس بدی کا اثر

دل پر ہو۔

کھٹکا یہ ہے کہ اس امر سے ڈرے کہ میری بات پر کوئی آگاہ نہ ہوجائے۔

واقعہ ہمارے شہر میں ایک بیوہ تھی۔ میں نے اس سے نکاح کرنا چاہا مگر اس کے ولی اس امر پر راضی نہ ہوتے تھے کہ وہ کہیں نکاح کرے۔ ان کے ہاں دستور تھا کہ بیوائیں ساری عمر اسی طرح بیٹھی رہتی ہیں۔ میں نے بعض مولوی صاحبان کو خط لکھے اور ان سے فتویٰ طلب کیا کہ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔ وجاں سے جواب آیا کہ ایسے ولی کی ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور نکاح ضرور کر لینا چاہیے۔ اس خط کو پا کر میں خوشی سے اس عورت کے مکان کی طرف چلا۔ اپنے ہی اس دروازہ پر جس سے نکلنا تھا نکلنے کو تھا مجھے ایک شخص ملا۔ اس کے پاس حدیث کی کتاب ترمذی تھی۔ یہی حدیث اس نے نکال کر مجھے دکھائی اور اس کا مطلب دریافت کیا۔ میں جان گیا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے میرے سمجھانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں اسی دروازہ میں بیٹھ گیا اور آگے نہ بڑھا۔ سائل بھی حیران ہوا۔ پھر میں وہاں سے اندر چلا آیا۔ تب میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں اور آپ کی داڑھی منڈی ہوئی ہے۔ جس پر میں نے تعجب کیا اور حدیث کا خیال بھی میرے دل میں تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حدیث **لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ** (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب لا نکاح ال بولی) ہے تو صحیح مگر لوگ اسے ضعیف کہتے ہیں۔ تب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر دیکھا۔ آپ بیٹھے ہیں اور ریش مبارک کو ایک طرف سے بڑھا ہوا اور دوسری طرف سے کٹا ہوا دیکھا۔ پھر میرے خیال نے ترقی کی کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور میں اسی کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا۔ تب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی ریش مبارک دونوں طرف عمدہ اور برابر ہے۔ اس طرح میرے مولیٰ نے مجھے سمجھایا کہ مولویوں کے فتوے کی کیا بات ہے۔ گناہ تو وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **اَلْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَلَوْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ** ۔

اَلْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

حیا کے اصل معنے ہیں رک جانا۔ لوگوں کے مراتب مختلف ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ اسے قول و فعل میں ہر شخص کے مراتب کو مدنظر رکھے۔

مہاجر وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نواہی کو چھوڑ دے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ کوئی تم میں سے اس وقت تک مؤمن نہیں ہوتا جب تک جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند نہ کرے۔

جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہارے نوکر تمہارا کام کریں اسی طرح تم اپنے آقا کا کام کرو۔ جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہارے آقا تم کو مزدوری دیں اسی طرح تم اپنے ملازموں کو مزدوری دو۔ جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہاری لڑکی کے ساتھ اس کے سسرال سلوک کریں ایسا ہی سلوک تم اپنی بی بی اور بہو سے کرو۔ غرض ہر امر میں اپنے دل سے فتویٰ لو۔ جو سلوک تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے ویسا ہی سلوک تم ان کے ساتھ کرو۔

انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

اَحَدُ النُّقَبَاءِ۔ تہتر آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک رات بیعت کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں میں سے بارہ آدمیوں کو ان کا سردار مقرر کیا تھا۔ ان سرداروں میں سے ایک عبادہ بن صامت تھے۔ سب کے نام یہ ہیں۔

اسعد بن زرارہ، عوف بن الحارث، معاذ بن عفراد، زکوان بن عبدالقیس، رافع بن مالک، عبادہ بن الصامت، عباس بن عبادہ، یزید بن بعثہ، عقبہ بن عامر، قطبۃ بن عامر یہ سب لوگ خزاعی تھے۔ ابوالہیثم بن التیمان، عویم بن ساہہ اس میں تھے۔

عَوَاقِبُ فِی الدُّنْیَا۔ جو شخص یہاں صبر اور شکر اور ایمان کے ساتھ سزا کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور صحت و آرام پر شکر گزار رہے وہ اس کے لئے کفارہ گناہ ہو جاتی ہے۔

مَا تَقَدَّمَ۔ جو کرنا نہیں چاہیے تھا اور کیا۔

مَا تَاَخَّرَ۔ جو کرنا چاہیے تھا اور نہ کیا۔

ایڈیٹر۔ آج کل کے یسوعی صاحبان قرآن شریف کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ سرور انبیاء سید المعصومین کو نعوذ باللہ گنہگار اور اس طرح فضیلت یسوع ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اس مضمون پر ہمارا ایک مباحثہ بشپ لیفرائے سے ہوا تھا جس کا بیان اس جگہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور وہ اس طرح ہے۔

معصوم نبی اور بشپ صاحب ماہ مئی ۱۹۰۰ء میں جبکہ دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازمت کے سبب لاہور میں قیام پذیر تھا اور مخدومی مکرمی حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کے ساتھ ایک مکان بیرون شہر میں رہا تھا تو ایک دن ہم نے اچانک سنا کہ پادری لیفرائے صاحب نے تمام مسلمانوں کو دعوت کر کے ایک لیکچر دینے کا اشتہار دیا ہے جو کہ انارکلی میں فورمن چیپل میں ہوگا [۲] اور جس کا مضمون ہوگا ''معصوم نبی''۔ لیفرائے صاحب اب تک بھی لاہور کے بشپ اور پنجاب کے تمام پادریوں کے افسر یعنی لارڈ پادری ہیں۔ اس جلسہ کی خبر سن کر شام کے وقت میں مقام جلسہ پر گیا۔ وہاں لوگ نہایت کثرت کے ساتھ پہلے ہی سے جمع تھے کیونکہ لیکچر دینے والے صاحب بہت مشہور اور عیسائیوں میں ایک مانے ہوئے جید عالم اور مناظرہ ومباحثہ میں بہت مشق رکھنے والے لارڈ پادری صاحب تھے اور بالمقابل تمام مولوی صاحبان کو بلایا گیا تھا۔ ہماری جماعت احمدیہ کے چند آدمی بھی موجود تھے مگر ہم میں سے کوئی اس امر کے واسطے تیار ہو کر نہ آیا تھا کہ پادری صاحب کے بالمقابل کھڑا ہو۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ لاہور کئی ایک اسلامی انجمنوں کا مرکز ہے جنہوں نے مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنا اپنا فرض قرار دیا ہوا ہے اور بہت سے مولوی جمع تھے وہ صاحبان خود جواب دے دیں گے۔ ہماری جماعت بھی قلیل تھی لیکن اثنائے گفتگو میں مخدومی جناب مولوی عبیداللہ صاحب نے عصمت انبیاء پر چند کلمات فرمائے اور عصمت کے لفظ کو قرآن شریف میں وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة :۶۸) کی طرف اشارہ کیا۔ خیر یہ باتیں سرسری طور پر ہوگئیں اور لیکچر کا وقت قریب ہونے کے سبب ہم لوگ چیپل ہال کے

اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں لارڈ پادری صاحب بمع چند اور عیسائی انگریز اور دیسیوں کے تشریف لائے۔ لوگ بہت کثرت سے جمع ہو چکے تھے۔ کئی ہزار آدمی موجود تھا۔ بنچوں اور گیلری کے سوائے بہت سے لوگ زمین پر اور چبوترے پر بیٹھے تھے یا نیچے کھڑے تھے۔ اس قدر آدمی کثرت سے جمع ہو گئے تھے کہ بالآخر باہر کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ بشپ صاحب نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ قرآن شریف کی آیات اور احادیث پڑھ پڑھ کر یہ ثابت کرنا شروع کیا کہ تمام انبیاء گنہگار تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ میں ہر ایک بات قرآن شریف سے ثابت کروں گا۔ چنانچہ آدم کا ذکر کیا کہ قرآن مجید لکھا ہے کہ وَ عَصٰۤی اٰدَمُ (طٰـہٰ:۱۲۲) اور آدم نے گناہ کیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کا ذکر کیا اور دوسرے انبیاء کا ذکر کیا اور بالآخر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا۔ ایک تو قرآن شریف کی یہی آیت پڑھی جو اوپر لکھی ہے اور ایک یہ آیت پڑھی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد:۲۰) اور ایک حدیث پڑھی کہ مریم اور اس کے بیٹے کے سوائے باقی سب کی ولادت میں شیطان کا حصہ ہے اور پھر کہا کہ دیکھو تمام انبیاء کے متعلق یہ بیان ہے کہ انہوں نے گناہ کیا تھا خواہ وہ گناہ بعد میں معاف ہی ہو گیا ہو۔ تاہم کیا تو تھا لیکن ہمارے عیسیٰ کے متعلق کہیں یہ لفظ نہیں کہ اس نے کوئی گناہ کیا۔ اور انجیل میں بھی لکھا ہے کہ وہ نور تھا۔ پس ثابت ہوا کہ دنیا میں اگر کوئی معصوم ہے تو صرف یسوع مسیح ہے باقی سب گنہگار ہیں۔ پس بھائیو! ہم کس کو اپنا شفیع بنائیں۔ کیا اس کو جو گنہگار ہے یا اس کو جو بے گناہ ہے۔

بشپ صاحب نے اس تقریر پر دو گھنٹے خرچ کئے۔ درمیان میں حدیث کے موقع پر بعض مسلمان بولے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے یا صحیح الفاظ اس طرح سے نہیں ہیں مگر بشپ صاحب نے درمیان میں بولنے سے لوگوں کو منع کیا اور کہا کہ بعد میں پندرہ منٹ اس بات کے واسطے رکھے گئے ہیں۔

چونکہ عاجز کو پادریوں کے ساتھ ملنے اور گفتگو کرنے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کا بہت موقع ملتا رہا ہے۔ اس واسطے میں بشپ صاحب کے ابتدائے تقریر ہی سے سمجھ گیا تھا کہ یہ

دجل کا جال کہاں سے پھیلنا شروع ہوا ہے اور کہاں تک اس کا اثر جائے گا۔ تھوڑے ہی الفاظ سے میں جان گیا کہ بشپ صاحب کہاں سے شروع ہوئے اور کہاں پہنچیں گے۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ حملہ نادان لوگوں کے ایمان پر بہت سخت ہے لیکن دوسری طرف جب میں نے نظر کی تو مولوی ملّانوں اور انجمن کے بزرگوں میں سے کسی کو میں نے نہ پایا کہ وہ اس وقت کافی جواب دے سکیں گے۔ اس خیال نے میرے دل پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا اور دین محمدی کی حمایت نے میرے خون کو جوش دیا۔ میرے پاس اس وقت کوئی کتاب نہ تھی اور نہ ہی کتاب دیکھنے کا وقت تھا اور نہ میں اپنے بزرگ مولویوں کو اور اپنے مرشد و ہادی جو کسر صلیب کے واسطے مبعوث ہو کر آیا ہے اس وقت اطلاع کر سکتا تھا کہ وہ آوے اور دیکھے کہ نبیوں کے سردار، پاکوں کے پاک، راستبازوں کے راستباز کو گناہ گار اور خطا کار ثابت کرنے کے واسطے کس قدر کوشش کی جا رہی ہے۔ سب طرف میں نے اسلام کو گونگا ہوا پایا اور اس کا کوئی شہسوار میدان کے اندر نہ دیکھتا تھا۔ تب میں نے سوچا کہ اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں کیونکہ سب دور ہیں پر خدا بہت نزدیک ہے۔ تب میں نے اپنے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے نام کے واسطے دردناک ہو کر اپنے خدا سے دعا مانگنے لگا اور دو گھنٹہ تک کہ پادری صاحب نے لیکچر دیا میں دعا کرنے اور درود شریف کو پڑھنے میں جوش اور درد کے ساتھ مصروف رہا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کا نزول مجھ پر کیا اور آیت وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة :٦٨) کے معنے میرے دل پر نازل فرمائے اور میرے سینے کو ایک انشراح عطا فرمایا اور سارے بوجھ کو میرے اوپر سے اتار دیا اور مجھے ایک ہمت اور شجاعت عطا کی کہ میں خود اس میدان میں نکلوں۔ تب فریق مخالف کے دلائل مجھے بہت ہی حقیر نظر آئے اور کسی کا رعب تو پہلے ہی میرے دل پر نہ تھا۔ پس میں تیار ہو گیا کہ بشپ صاحب کے بیٹھتے ہی میں کھڑا ہو کر اپنی تقریر شروع کروں اور اسلام کی حمایت کروں اور خدا کے حبیب کی عزت کو اس میدان میں قائم رکھوں۔

چنانچہ جیسے ہی بشپ صاحب بیٹھ گئے تو میں کھڑا ہو گیا سب سے پہلے میں نے لارڈ

پادری کو اس طرح توجہ دلائی کہ جیسا کہ انہوں نے خود مسلمانوں کو اپنی طرف کر کے اپنی تقریر سنائی ہے ایسا ہی میں میں امید کرتا ہوں کہ پادری صاحب مسلمانوں کو بھی موقع دیں گے کہ ان کی تقریریں سنیں۔ (اس سے میرا منشاء یہ تھا کہ آئندہ کوئی عظیم الشان جلسہ کیا جاوے جس میں مسلمانوں کو بھی دو چار گھنٹہ تقریر کرنے کا موقع ہو۔ چنانچہ بعد میں بشپ صاحب کو ایسے جلسہ کے واسطے حضرت مسیح موعود کی طرف سے مدعو کیا گیا تھا مگر آپ نے نہ مانا۔ اس کا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئے ہوگا۔)

پھر میں نے کہا کہ لارڈ پادری صاحب نے دو گھنٹے تک تقریر فرمائی ہے اور ہمارے واسطے صرف پندرہ منٹ ہیں اتنی لمبی تقریر کا جواب ایسے تھوڑے وقت میں مفصل ہو نہیں سکتا۔ پس میں ایک مختصر بات کرتا ہوں جس سے بہت جلد فیصلہ ہو جائے۔ لارڈ پادری صاحب نے بہت سے انبیاء کا ذکر کیا ہے اور دلائل میں قرآن اور احادیث کو لیا ہے۔ حدیث کے متعلق ابھی ایک مسلمان نے اعتراض کیا تھا کہ یہ صحیح نہیں۔ پس یہ بھی ایک بحث طلب امر ہو گیا۔ اس واسطے دلائل میں سے سردست قرآن شریف ہی کو میں رکھتا ہوں جو سب مسائل کا اصل ہے۔ پھر انبیاء میں سے لارڈ پادری صاحب نے آدم، موسیٰ، داؤد علیہم السلام بہت کا ذکر کیا ہے اور بالآخر حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ پہلے تمام انبیاء آپ کے اور ہمارے مشترک ہیں سب کو آپ بھی نبی مانتے ہیں اور ہم بھی نبی مانتے ہیں۔ معصوم تھے یا غیر معصوم تھے آپ کے بزرگ بھی تھے اور ہمارے بھی۔ اور وقت تنگ ہے اس واسطے ان کے ذکر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ باقی رہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو آپ نبی نہیں مانتے اور ہم ان کو تمام نبیوں کا سردار مانتے ہیں اور عیسائی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں۔ اصل جھگڑا آپ کے اور ہمارے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہے۔ پس چونکہ وقت بھی تنگ ہے اور اصل مطلب مباحثہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت ہی ہے اس واسطے میں باقی تمام باتوں کو چھوڑ کر اصل مرکز پر گفتگو کرتا ہوں اور اسی قرآن شریف کو لیتا

ہوں جسے بشپ صاحب نے دلائل کے واسطے پیش کیا ہے۔

سو واضح ہو کہ قرآن شریف کی آیات کو پیش کرنے کے وقت بشپ صاحب کو ایک غلطی لگی ہے جس کی وجہ ہے یہ بشپ صاحب زبان عربی سے نا آشنا ہیں۔ (گو بشپ صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ میں عربی جانتا ہوں لیکن ان کی عربی دانی ایسی ہی تھی جیسے کہ عموماً انگریزوں کی ہوا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ بشپ صاحب مجلس میں قرآن شریف کی سادہ عبارت بھی پڑھنے کی جرأت نہ کر سکے تھے صرف ترجمہ ہی پڑھ دیا تھا۔ اس واسطے میں نے مناسب سمجھا کہ بشپ صاحب کی عربی دانی کا جو رعب حاضرین پر ہو اس کو بھی دور کر دیا جائے)۔ قرآن شریف کی ان آیات میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ذَنُب اور غَفَر۔ ان لفظوں کے اگر صحیح معنے کر دیئے جاویں تو سب معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلی غلطی جو بشپ صاحب نے کی وہ لفظ ذَنُب کے ترجمہ کرنے میں ہے۔ عربی ایک وسیع زبان ہے اور جیسا کہ انگریزی میں (Synonyms) ہوتے ہیں یعنی مترادف الفاظ جو بظاہر ہم معنی ہوتے ہیں لیکن دراصل ان کے معانی میں بہت فرق ہوتا ہے ایسا ہی عربی میں بھی الفاظ ہوتے ہیں۔ عربی میں اس مفہوم کے واسطے بہت سے الفاظ ہیں۔ مثلاً جُرم. جَنَاحٌ . اِثْمٌ. خَطَأٌ. ذَنُبٌ وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ اردو ایک محدود زبان ہے اس واسطے اس زبان میں ہر مفہوم کے واسطے جدا جدا الفاظ نہیں ہیں۔ گناہ کا ٹھیک ترجمہ عربی زبان میں جَنَاح ہے اور غالبًا یہی جَنَاح کا لفظ بگڑ کر رفتہ رفتہ فارسی زبان میں گناہ بن گیا ہے۔ ایسا ہی جُرم کا لفظ ہے جس کے معنے خدا سے قطع تعلق کرنے کے ہیں۔ یہ الفاظ جُرم اور جَنَاح کے کبھی قرآن شریف میں یا حدیث میں ہمارے نبی کیا کسی نبی کے متعلق بھی نہیں آئے۔ کبھی کسی نبی سے جُرم یا جَنَاح (یعنی گناہ) کا ارتکاب نہیں ہوا۔ ہاں ذَنُب کا لفظ آیا ہے۔ سو ذَنُب کے معنے اس جگہ گناہ کے نہیں ہیں بلکہ ذَنُب صرف ایک کمزوری کو کہتے ہیں جو بشری تقاضا ہے کہ بشر کمزور ہوتا ہے وہ آخر انسان ہے۔ ممکن ہے کہ ایسے امور جو انسانی کمزوری کا نتیجہ ہوں کبھی نبی سے بھی صادر ہوں لیکن یہ باتیں الٰہی نارضامندی کا موجب نہیں ہیں اور اس واسطے گناہ کے ذیل میں ان کو شامل نہیں رکھا جا سکتا۔

یہ تو ذَنْب کا لفظ ہے جس کے مفہوم اور معنی میں بشپ صاحب نے دھوکا کھایا۔اب میں دوسرا لفظ غَفَر کا لیتا ہوں۔غَفَر کے معنے ہیں ڈھانکنا، روکنا، بچانا۔جیسے کہ مِغْفَرٌ سپاہی کے سر کے خود کو کہتے ہیں کیونکہ مِغْفَر سپاہی کے سر کو تلوار کی زد سے بچاتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ؐ کو یہ کہنا کہ تیرے ذَنْب کو میں نے غَفَر کیا۔اس کا یہ مطلب ہے کہ تو تمام نبیوں اور مرسلوں کا سردار اور تمام دنیا کے واسطے میرا رسول اور زمین پر میرا خلیفہ ہے تیرے واسطے لفظ جَنَاح اور جُرم وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا۔بہ سبب بشر ہونے کے ممکن ہے کہ تیرے نزدیک ذَنْب آوے اور اس کا اثر تجھ پر پڑے لیکن میں نے ذَنْب کے درمیان اور تیرے درمیان غَفَر کر دیا یعنی ذَنْب بھی نہ تیرے نزدیک آیا اور نہ آئے گا۔پس اسی آیت سے جو بشپ صاحب نے پیش کی تھی یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔اور چونکہ اس قسم کی کوئی آیت حضرت عیسیٰ کے متعلق نہیں آئی اس واسطے ان کی معصومیت کا مسئلہ زیر بحث ہو جائے گا۔

یہ تو بشپ صاحب کے دلائل کا جواب ہوا لیکن جو پہلو بشپ صاحب نے دلائل کا آج اس جلسہ میں اختیار کیا ہے وہ ناک کو الٹا ہاتھ لگانے کا پہلو ہے۔آپ نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ معصوم نبی کون ہے؟ پس سیدھا طریق گفتگو کا یوں تھا کہ بشپ صاحب قرآن شریف میں سے لفظ معصوم کا نکالتے اور پھر دکھاتے کہ یہ لفظ حضرت عیسیٰ کے متعلق آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہیں آیا لیکن چونکہ یہ طریق بشپ صاحب نے نہیں اختیار کیا اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ اس آسان راہ سے بھی دکھاؤں کہ معصوم کون ہے۔پس اگر سارے قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک دیکھا جاوے تو لفظ عصمت کا صرف ایک جگہ ایک ہی نبی کے حق میں بولا گیا ہے۔جہاں خدا اپنے ایک پیارے کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة:٦٨)

اور خدا تجھے تمام جہان کے لوگوں میں سے معصوم قرار دیتا ہوں۔یہ خطاب کس کو ہوا؟ اس پیارے نبیؐ کو جو ہمارا سردار بلکہ تمام جہان کا سردار اور سب کا ہادی ہے۔اس کا پیارا نام محمدؐ ہے۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ و بارک وسلم)۔اور یہ لفظ معصومیت کا عیسٰی کے متعلق کہیں قرآن شریف میں بیان نہیں کیا گیا۔ پس ہر طرح سے ثابت ہوا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم نبی تھے

یسوع کی معصومیت کا ثبوت آپ لوگوں کی گردن پر ہے۔

اگر چہ بشپ صاحب نے فرمایا تھا کہ آج رات میں جو کچھ تقریر کروں گا ۔ وہ سب قرآن شریف کی سند پر ہوگی تاہم چونکہ آپ نے انجیل کا بھی ذکر فرمایا اس واسطے میں بھی اتنا کہہ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ انجیل میں بھی یسوع کے متعلق دوسرے لوگوں کا قول نہیں لینا چاہیے کہ متی یا مرقس نے اس کے متعلق کیا کہا بلکہ مناسب ہوگا کہ انجیل سے یسوع مسیح کی معصومیت ثابت کرنے کے واسطے خود یسوع مسیح کا اپنا قول لینا چاہیے اور وہ اس طرح سے ہے کہ ایک شخص نے یسوع کو کہا کہ اے نیک استاد۔تو یسوع مسیح نے **نیک ہونے سے بھی انکار کیا** اور صاف کہا تُو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ نیک تو خدا کے سوائے اور کوئی نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک جگہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کا سلوک اپنے بھائیوں کے ساتھ اور اپنی ماں کے ساتھ برا تھا۔ اور اگر انجیل ہی کو دیکھا جاوے تو یسوع معصوم چھوڑ اس قابل نہیں کہ اس کو ایک نبی مانا جائے۔ یہ تو قرآن شریف کا احسان ہے کہ اس کو کوئی نبی مان سکتا ہے۔ فقط

یہاں پر میری تقریر ختم ہوگئی اور مسلمان جو بشپ صاحب کی تقریر بہت آزردہ خاطر تھے۔ ایسا معقول جواب سن کر نہایت ہی خوش ہوئے اور خوشی کے نعرے مارے اور چیرز پر چیرز دیئے۔ اور جب میں بیٹھا تو بشپ صاحب اٹھے مگر انہوں نے میرے جواب کے دوسرے حصے کے متعلق مطلق خاموشی اختیار کی اور پہلے حصے کے متعلق اتنا کہا کہ عربی عجب زبان ہے کہ گناہ کے واسطے اس قدر الفاظ ہیں۔ تب میں اٹھا اور کہا کہ بشپ صاحب نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور عصمت کے متعلق دوبارہ اس آیت کو پیش کیا اور بشپ صاحب سے جواب طلب کیا۔

اتنے میں ایک دیسی پادری نے بشپ صاحب کو قرآن شریف میں سے وہ آیت نکال کر

دینی چاہی مگر قدرت خدا اس مقام کے بدلے قرآن شریف کا ایک اور مقام نکال کر دیا اور بشپ صاحب کو سمجھایا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة :٦٨) کا جو ترجمہ اس مولوی نے کیا ہے وہ غلط ہے۔ جب بشپ صاحب اٹھے اور انہوں نے یہ کہہ کر کہ عصمت کے متعلق جو آیت شریف اس ...... نے پیش کی ہے اس کا ترجمہ صحیح نہیں۔ وہ آیت پڑھی تو آیت کوئی اور ہی تھی۔ میں نے اٹھ کر کہہ دیا کہ یہ وہ آیت نہیں۔ تب بشپ صاحب حیران ہوئے اور سب لوگوں نے قہقہہ لگایا اور بشپ صاحب اپنی کرسی کے پیچھے دیسی پادری کی طرف اشارہ کیا کہ مجھے اس بھائی نے یہ آیت نکال کر دی تھی مگر خیر ہم ہار جیت کے واسطے نہیں آئے اور ہم نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔ اچھا ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق مان لیتے ہیں مگر باقی نبی تو گنہگار ثابت ہوئے۔

اس کے بعد ایک دو اور آدمیوں نے چند کلمات کہے۔ تب بشپ صاحب نے جلسہ ختم کر دیا اور ہماری فتح ہوئی۔ آنحضرتؐ کے متعلق آخر بشپ صاحب کو مجبور ہوکر یہ ماننا پڑا کہ قرآن شریف سے ان کا گنہگار رہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا اور انجیل کے متعلق جو کلمات میں نے کہے تھے ان کا تو وہ ہرگز جواب دے ہی نہ سکے۔

اس کے بعد بشپ صاحب کا اور لیکچر ہوا جس کا مضمون زندہ رسول تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک عظیم الشان فتح عطاء فرمائی اور ہم نے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ موجود ہیں مگر چونکہ اس جگہ اس ذکر کا موقع نہیں اس واسطے اسی پر یہ درس ختم کیا جاتا ہے۔

باب ۱۷ یہ بات صرف اسلام ہی میں ہے اور اہل اسلام نے ہی اس کا نمونہ دکھایا ہے کہ عین جنگ کے وقت بھی کسی نے توبہ کی اور نماز و زکوٰۃ کا پابند ہوا تو اس پر اعتبار کر کے فوراً اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔

اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ ۔ اگر کوئی مسلمان ہوکر قتل کرے، ڈاکہ مارے، زنا کرے تو وہ شریعت کی سزا پائے گا۔

نکتہ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ برخلاف اور لوگوں کے صحابہ کے مذہب کو بھی بیان کرتے ہیں۔ تابعین، تبع تابعین کے آثار کو بھی لیتے ہیں۔ اس زمانہ کے محدثین ان باتوں سے محروم ہیں لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ فضل رہا ہے کہ میں بچپن سے ان باتوں کو لئے ہوئے ہوں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبۃ :۱۰۰)۔ سابق اوّل مہاجر اور انصار اور وہ لوگ جو ان کے تابعین میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کے پیرو تھے ان کا عمل درآمد بھی قابل اتباع ہے۔

باب ۱۹ عَلَى الْحَقِيْقَةِ۔ ایک لفظ جب تنہاء آتا ہے تو اس کے معنے عام ہوتے ہیں اور جب دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر آتا ہے تو اس کے معنے خاص ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مومن کا لفظ جب علیحدہ ہو تو اس کے معنے عام ہوتے ہیں اور جب عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ ہو تو وہاں معنے خاص اور محدود ہو جاتے ہیں۔ کبھی خلاف معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا اعراب کو کہا کہ تم اپنے آپ کو مومن نہ کہو ہاں یہ کہو کہ مسلمان ہیں۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (اٰل عمران :۲۰)۔ یہاں اسلام کا لفظ عام ہے۔ ایمان اسلام پر حاوی ہے۔

مجاز مجاز اور حقیقت، فصاحت و بلاغت والوں کی اصطلاحات ہیں۔ تیسری صدی اسلام تک مجاز کا لفظ اسلامی لٹریچر میں استعمال نہیں ہوا۔ تیسری صدی کے آخر پر یہ لفظ خاص اصطلاح میں آیا۔

باب ۲۰ اِفْشَاءُ السَّلَامِ۔ ہندوستان میں سلام کا رواج بالکل نہیں۔ بالخصوص امراء کو السلام علیکم کہا جاوے تو وہ برا مناتے ہیں۔

اڈیٹر۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ مکرم میاں معراج الدین نے کسی بات کے دریافت کے واسطے ایک چھوٹا سا ایک دو سطر کا رقعہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا۔ حضرت نے چند لفظوں میں اس کا جواب دیا مگر پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا اور پھر لکھا

کہ ہر رقعہ پر مضمون سے قبل السلام علیکم لکھا کریں۔میاں صاحب کے رقعہ میں السلام نہ تھا۔

صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی آٹھویں صدی میں ہندوستان میں آئے وہ بھی اس امر کے شاکی تھے۔

اَلْاِنْصَافُ مِنْ نَّفْسِکَ۔ یہ بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔انسان اپنے جی میں آپ ہی انصاف کرے۔

ایک دفعہ حضرت (مرزا صاحب) کے قریب کے مکان میں کسی شادی کی تقریب پر ایک رقاصہ منگوائی جو رات بھر ناچتی رہی۔حضرت کو خبر ہوئی۔آپ نے دریافت کیا کہ اس کو رات بھر کا کیا ملا ہے؟ معلوم ہوا صرف پانچ روپے۔صبح فرمایا کہ میں تو رات بھر شرمندہ ہی رہا کہ یہ پانچ روپے کے واسطے کتنی محنت کر رہی ہے۔ہم اپنے اللہ تعالیٰ محسن مربی سے ہزار در ہزار لا تعداد و لا انتہا تحفے اور انعام پا کر اتنی محنت نہیں کرتے۔

اسی طرح جب رات کو چوکیدار کی آواز سنتا ہوں تو شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ چار پانچ روپے ماہانہ پا کر یہ رات بھر پہرہ دیتا ہے۔چھوٹی راتوں میں آرام نہیں کرتا۔سردی بارش کی پروا نہیں کرتا۔ہم اس کے بالمقابل کس قدر غافل سوتے ہیں۔انسان خود ہی اپنے دل میں انصاف کرے۔کیا کوئی اس کا مال ناجائز لے لے اس کی اولاد کو بداخلاق بنائے اس کے ننگ و ناموس پر حملہ کرے اس کا نوکر عمدہ سے فرائض منصبی ادا نہ کرے کیا کوئی گوارا کرتا ہے۔تو یہ کس انصاف پر دوسرے میں بالباطل لیتا ہے کسی کی اولاد کو بداخلاق بناتا ہے کسی کے ننگ و ناموس پر حملہ کرتا ہے اور اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کمزور۔طبیب تو سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مہمان نواز نہ تھا اس واسطے اسے یہ تاکید کی گئی کہ کھانا کھلاؤ۔

باب۲۱ **کُفْرَانُ الْعَشِیْرِ**۔جس طرح ایمان کے بہت سے شعبے ہیں اسی طرح کفر کے بھی بہت سے شعبے ہیں۔خاوند اپنی بی بی کی ناشکری کرے یا بی بی اپنے خاوند کی ناشکری کرے تو

اس کا نام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر رکھا ہے۔

میں نے ایک دفعہ اپنی بی بی کو دیکھا کہ تین بچوں کو لئے ہوئے ایک چار پائی پر اس نے رات گزاری۔ میں حیران ہوا کہ اس میں تو کروٹ بدلنا بھی مشکل ہے۔ کس قدر عورتوں کو محنت اٹھانی پڑتی ہے۔ میں دیر تک متعجب رہا اور اپنا حال دیکھا روتا بچہ ایک منٹ کیا ایک سیکنڈ میں نہیں رکھتا۔ عورتوں کی قدر کرنی چاہیے۔

باب ۲۲ اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے کاموں کی اصلاح کرتے ہیں۔

خَوَلَ۔ کاموں کی اصلاح کرنے والا۔ ماتحت۔

باب اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ۔ دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر تلوار اٹھائیں تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو فی النار ہیں۔

جس وقت معاویہ اور حضرت علیؓ میں جنگ چھڑی تو اس وقت صحابہ کے چار گروہ تھے۔ ایک وہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مانتے تھے اور اس کے مخالف کو باغی سمجھتے تھے۔ دوسرے وہ جو معاویہ کے جانبدار تھے اور حضرت عثمان کے قاتلوں کو سزا دلوانا چاہتے تھے۔ تیسرے وہ جو دونوں کو برا سمجھتے تھے کہ آپس میں لڑتے ہیں۔ کفار کا مقابلہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ چوتھے وہ جو دونوں کو معذور سمجھ کر خود جنگل میں چلے گئے نہ کسی کے طرف دار ہوئے اور نہ کسی کے مخالف بنے۔

باب ۲۳ ظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ۔ ظلم کے بھی مراتب ہیں۔

باب ۲۹ سَدِّدُوْا۔ مضبوط راہ اختیار کرو اعتدال پسند بنو۔

باب ۳۷ سَاعَةٌ کے معنے صرف قیامت کے نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف باتوں پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کسی بڑے تغیر کے وقت کو بھی ساعت کہتے ہیں۔

باب ۳۹ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ۔ حلال کا حکم صاف ہے۔

اَلْحَرَامُ بَیِّنٌ۔ حرام کا حکم بھی صاف ہے۔

باب ۴۱ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل :۸۵)۔ بخاری صاحب نے شَاكِلَتِهٖ کے معنی بنت کے کئے ہیں اور خط و خال وشکل کے معنے بھی ہیں نیز فطرت پر بولا گیا ہے اور فطرت پر اعمال ہوتے ہیں جیسے قویٰ ہوں ویسے ہی کام ہوتے ہیں۔

باب ۴۲ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ (التوبة :۹۱)۔ جب کہ انسان خالص خدا کا ہی بن جائے۔

کتاب العلم

باب ا علم کے بڑے درجات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حکم ہوا ہے کہ دعا کرو۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)۔اے رب میرے علم کو زیادہ کر۔

باب۲ سَاعَةُ ۔کسی قوم کے تباہ ہونے کی ساعت، ساعت ہے۔کسی کی ترقی کی گھڑی ساعت ہے۔

ادب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بات کررہے تھے درمیان میں ایک شخص نے ایک سوال پیش کردیا۔آنحضرتؐ نے اس کے سوال پر اس وقت توجہ نہ کی۔طریق ادب یہ ہے کہ بات ختم ہولے تب کچھ دریافت کیا جاوے۔

اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ فرمائی ہے کہ وہ گھڑی اس وقت آئے گی جبکہ کام نااہل لوگوں کے سپرد کیا جائے گا[۳]۔

اس حدیث کے سمجھنے میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔قرآن شریف میں بھی آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء:۵۹) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔یہاں امانت سے مراد رعیت ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو حاکم بناؤ جو حکومت کرنے کی لیاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔رعیت کے آرام، مال، ننگ وناموس و جانوں ان کی عقل کا لحاظ رکھیں۔

رعیت کو حکم ہے کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۶۰) اور حاکم کو حکم ہے کہ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء:۵۹)۔وہ حکام کی اطاعت کریں یہ عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں۔

باب۳ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ ۔علم کی بات کھول کر بیان کردے۔خوب اچھی آواز سے جس کو

سب لوگ سن لیں۔کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

باب۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمانوں کی مثال اس درخت سے ہے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے۔ پھر فرمایا۔ وہ نخلہ ہے کھجور۔

مسلمانوں کو کجھور کے درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔علم نباتات میں لکھا ہے کہ تمام درختوں میں کامل کھجور کا درخت ہے۔اس کا کوئی جز و بے کار نہیں ہوتا۔مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسا ہی مفید اور بابرکت بنیں جیسا کہ کھجور کا درخت۔ اور اس کا فیض ایسا ہی اعم ہو جیسا کہ کھجور کا کہ اہل عرب کی تمام حوائج صرف اس درخت سے پوری ہو جاتی ہیں۔

باب۶ باہر سے ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آیا۔ لوگوں سے پوچھا۔ اَیُّکُمْ مُحَمَّدٌ ۔محمد کون ہے(صلی اللہ علیہ وسلم)۔لوگوں نے اشارے سے بتایا وہ سفید رنگ کا شخص جو تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ پس وہ آگے بڑھا اور کہا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا۔اَجَبْتُکَ۔ میں نے تیری بات سن لی ہے۔

باب۷ مُنَاوَلَۃُ۔ایک صحیح حدیث کی کتاب استاد اپنے شاگرد کو دے دیوے اور اس سے روایت کرنے کی اجازت دے دے اسے مناولت کہتے ہیں۔امام بخاری اسے جائز سمجھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کی بات لوگوں کو سمجھاؤ۔ممکن ہے کہ جو تم اس کی تہ کو نہ پہنچے وہ تم سے بڑھ کر .... اور سمجھیں اور فائدہ اٹھاویں اور تم کو بھی ثواب ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو ایک تبلیغی خط لکھا۔ جب اس نے پڑھا تو پھاڑ ڈالا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔یُمَزِّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ وہ بھی بالکل پھاڑ ڈالے جائیں گے۔ یہ ایک معجزانہ پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک بڑی دلیل ہے۔کون ہے جو اپنے

خیال یا قیاس سے ایسی بات بول سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں تین آدمی آئے۔ ایک نے تو حلقہ میں خالی جگہ دیکھی وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا حیاء کے سبب پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ تیسرے نے سوچا کہ جگہ تو ہے نہیں اور پیچھے بیٹھنے سے کچھ سنائی نہیں دیتا وہ چلا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ تین آدمی آئے۔ ایک نے اللہ سے جگہ چاہی اسے جگہ مل گئی۔ دوسرے نے حیاء کیا اللہ بھی اس سے حیاء کرے گا اس کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ تیسرے نے منہ پھیر لیا اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

فائدہ نیک لوگوں کی مجلس میں چلے جانا بہرحال فائدہ مند ہے۔ کوئی بات سننے یا کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے ان کی مجلس میں جا بیٹھنا بھی فوائد کا موجب ہوتا ہے۔

ایڈیٹر۔ میرا اور کئی ایک دوستوں کا تجربہ ہے جنہوں نے میرے سامنے ذکر کیا کہ کیسا ہی دل پر انقباض ہو یا کوئی غم وہم وارد ہو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں جا بیٹھیں تو فوراً ایک انبساط اور فرحت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

نکتہ علم حدیث کے پڑھنے کے فوائد میں سے۔

ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا بہت موقع ملتا ہے۔

دوم۔ انسان کلمات طیبات سنتا ہے۔

سوم۔ خیالات میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

چہارم۔ پاک لوگوں کا ذکر پڑھ کر تحریص پیدا ہوتی ہے۔

پنجم۔ بے جا تنقید اور کورانہ حالت سے انسان نکل جاتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ کیسے کیسے علماء دوسروں سے آزاد ہوئے تھے۔

اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ ۔ کسی بات کے کہنے یا کسی کام کے کرنے سے پہلے اس کا علم حاصل کرنا چاہیے۔

باب۱۰ **اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ**۔علم والے انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔انبیاء نے ورثہ میں علم عطا کیا ہے اور یہی سب سے بڑی نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۹)۔علم والے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔مگر بڑے دکھ کی بات ہے کہ آجکل جو لوگ علم والے کہلاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں۔ایک مولوی نے خود مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے جب تک علم نہ پڑھا تھا خدا تعالیٰ سے بہت ڈرتا تھا مگر جب سے علم پڑھا ہے خدا تعالیٰ کا خوف بالکل دل سے اٹھ گیا ہے۔

ایک شخص حج کر کے آیا تھا۔اسے ایک گواہی پر جانا پڑا جہاں جھوٹ بولنا چاہتا تھا مگر کہا کہ میں ابھی حج کر کے آیا ہوں۔گواہی دلانے والوں نے کہا کچھ ہرج کی بات نہیں پھر حج کر لینا۔

اَلْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔بعض لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ ہم کسی ولی اللہ کے پاس چلے جاویں اور اس کی چُھو کرنے سے سارا علم حاصل ہو جائے گا۔

حُلَمَآءُ۔حلم والے۔تحمل والے۔

فُقَھَآءُ۔سمجھ والے۔

رَبَّانِیٌّ۔وہ لوگ جو چھوٹے علم پہلے پڑھاتے ہیں اور بڑے بعد میں۔

باب۱۱ **یَتَخَوَّلُھُمْ بِالْمَوْعِظَۃِ** ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی احتیاط کرتے۔موقع محل دیکھتے تب وعظ کرتے۔ایسا نہ ہو کہ لوگ ملال کریں اور ان کو نفرت حاصل ہو۔

ٹیچر توجہ کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچوں کو نرمی سے پڑھاؤ اگر تنگ ہوں تو ان کو خوشخبری دو۔

باب۱۲ **مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ** ۔جس کو خدا تعالیٰ چاہے دین کی سمجھ دے دے۔یہ ضروری نہیں کہ سارے مسلمان سمجھ دار ہی ہوں۔

باب ۱۴ جُمَّار ۔ کھجور کا درخت جب چھوٹا سا بڑھتا ہے تو اس کی چوٹی کو کاٹ کر کھاتے ہیں اس کا نام جُمَّار ہے۔

باب ۱۵ قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا ۔ سردار بننے سے قبل۔ جب سردار اور امیر بن جاؤ گے تو پھر علم پڑھنا مشکل ہو جائے گا

باب ۱۸ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پاخانے کو تشریف لے گئے اس وقت ابن عباس دس سال کی عمر کے تھے انہوں نے جھٹ پانی لے کر حضرت کے پاس رکھ دیا۔ جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حاجت سے فارغ ہوئے اور استنجا کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے رکھا تھا۔ عرض کیا گیا ابن عباس نے۔ فرمایا۔ اسے بلاؤ۔ ابن عباس بلائے گئے۔ آپ نے انہیں گلے لگایا اور دعا کی۔ **اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ** ۔ الٰہی اس کو کتاب کا علم سکھلا دے اور دین کی سمجھ اس کو عطا فرما۔

معلوم ہوا دعا بھی محل، موقع اور تحریک خاص کو چاہتی ہے۔ آجکل لوگوں نے دعا کو ایک معمول اور لغویات سمجھ رکھا ہے۔ کسی کام آئے تو یہ بھی کہتے گئے کہ ہمارے لئے دعا کرو۔

باب ۲۰ قَیْعَان ۔ خشک مَیرا۔

باب ۲۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھ جائے گا جہالت قائم ہو جائے گی، شراب پیا جائے گا اور زنا علانیہ ہوگا۔

علم سے مراد قرآن شریف اور اسلام ہے

پانچ کروڑ روپے کی شراب ایک ہفتہ میں ہندوستان میں آتی ہے۔

عالم بے عمل ۔ چھپڑ کی مانند ہے۔

عالم باعمل ۔ زَیْن جَاذِبُ الْمَآء کی مانند ہے۔

باب۲۲ خواب میں دودھ پیا جائے تو اس کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ علم دودھ ہے۔

تعبیر رؤیا میں ریاست جموں میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ ہے۔ آدھا میں کسی کو پلا چکا ہوں باقی آدھا میرے پاس ہے۔ اتنے میں نورالدین (تاجر کتب جموں) میرے پاس آیا وہ آدھا میں نے اس کو دیا اور اس نے پی لیا۔ یہ خواب میں نے نورالدین کو سنائی تو میں نے کہا تم مجھ سے عمدہ علم پڑھو گے۔

وہ ان دنوں کچھ ناراض تھے۔ کہنے لگے میں تو آپ سے کچھ پڑھنا نہیں چاہتا۔ کچھ عرصے کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب (غَفَرَہُ اللّٰہ) نے کشمیر میں مجھ سے بخاری پڑھنی شروع کی۔ جب وہ نصف ختم کر چکے تو اتفاقاً وہاں نورالدین بھی آ گئے اور باقی نصف کے درس میں وہ بھی شامل ہوئے۔ وہ تو خواب کے واقعہ کو بھول چکے تھے۔ جب بخاری کو ختم کر چکے تو میں نے انہیں یاد دلایا کہ دیکھو خواب کیسی سچی نکلی اور بخاری کی کیسی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ کیا تمہارا جی نہیں چاہتا کہ میں تم کو وہ دودھ پلاؤں؟ میری بیماری اور کمزوری چاہتی ہے کہ مجھے ناامید کر دے مگر ہمت بلند ہے۔ اللہ نصرت فرمائے۔ بعض نے کہا ہے کہ ہم کیوں اس کے لئے دعا مانگیں۔ کبھی اس نے ہم کو کہا ہے ہم تو ملائکہ کی طرح تمہارے لئے دعا کریں گے۔

باب۲۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعض باتوں کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دیا اور بعض باتوں کا جواب سر کے اشارے سے دیا مگر انبیاء آنکھوں کے اشارے نہیں کیا کرتے۔

نکتہ کسی صحابی نے کوئی چھوٹی بات بیان نہ کی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہم بنانے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً داڑھی منڈانا، ٹخنوں پر پاجامہ وغیرہ۔ ایسی باتیں ایمان کے مقابلہ میں چھوٹی ہیں مگر لوگ ضروریات ایمانیہ پر اتنا زور نہیں دیتے جتنا ان امور پر۔

باب ۲۹ بَرَکَ۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بات کرنے کو بیٹھتے تو

گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے بل بیٹھتے تھے۔

باب ۳۰ کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو اسے بار بار پوچھ لینا جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے گھر جاؤ تو السلام علیکم کہو۔ جواب نہ آوے تو پھر کہو۔ پھر بھی جواب نہ آوے تو پھر کہو۔

باب ۳۲ اَلْقُرْطُ ۔ بالی۔ عرب میں ایک دو بالیاں پہننے کا رواج تھا زیادہ کا نہ تھا۔ وہی ان عورتوں نے چندے میں دے دیں۔

باب ۳۶ حِسَابٌ یَسِیْرٌ ۔صرف اعمال سامنے کئے جائیں گے۔[۴]

باب ۳۹۔نکتہ ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ ایک نوٹ بک اپنے پاس ضرور رکھا کریں۔ بخاری صاحب فرماتے ہیں کہ علم پڑھو اور کوئی حکمت کی بات کان میں پڑے تو اسے لکھ لیا کرو۔

ابن عباس سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اِیْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ ۔کتاب میرے پاس لاؤ میں تمہارے لئے کچھ لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ عمرؓ نے اور اہل بیت نے عرض کیا (اہل بیت کا لفظ بخاری میں دوسری جگہ آیا) کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری کی تکلیف میں ہیں اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ اس پر اصحاب میں اختلاف ہوا اور باتیں بہت ہونے لگیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ نبی کے سامنے تنازع مناسب نہیں۔ تب لوگ چلے گئے۔

یہ حدیث سنی شیعہ کے درمیان معرکۃ الآراء ہے اور اس پر بہت جھگڑا ہوا ہے۔ میں نے اس حدیث پر بہت غور کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو اس کی حقیقت سمجھائی ہے مفصلہ ذیل باتیں اس میں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ جو بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا چاہتے تھے آیا وہ تئیس سال کی تعلیم کے

مطابق ہونی تھی یا مخالف۔ اگر خلاف ہے تو قابل وقعت نہیں۔ اگر مطابق ہے تو وہ یہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما دی کہ حَسْبُنَا کِتَابَ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھ لیا کہ عمرؓ نے میرا مطلب پا لیا ہے اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور فرمایا کہ اب یہاں سے چلے جاؤ۔

۲۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد کچھ لکھوانا ضروری اور مناسب سمجھتے تو آپ لکھوا سکتے تھے۔ آپ میں قوت تھی اور سب آپ کی بات مانتے تھے لیکن آپ نے کچھ نہ لکھوایا۔

۳۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور لَنْ تَضِلُّوْا کا مطلب حل کر دیا ہے۔ وَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا (النساء:۱۷۷)۔ یہی لفظ اَنْ تَضِلُّوْا کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے متعلق تاکید کر دیں۔

۴۔ حضرت عمرؓ کا قول قرآن شریف کی اس آیت کے مطابق بھی ہے۔ اَوَ لَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّ ذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت:۵۲)۔

باب ۴۰ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگے اور فرمایا۔ کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے کھلے۔ حجرے والیوں کو جگاؤ۔ بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہنے ہوئی ہیں مگر آخرت میں ننگی ہوں گی۔

آپ پر آئندہ کے حالات منکشف ہوئے۔ دیکھا کہ دولت تو بہت ہوگی مگر دولت کے ساتھ بدیاں آتی ہیں اور تکبر پھیلتا ہے اور فتنے بڑھتے ہیں اس لئے تاکید کی کہ ابھی سے راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرو تاکہ آنے والے فتنوں سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو بچائے رکھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری عمر میں ایک رات فرمایا کہ آج سے ایک سو سال تک اس وقت کا کوئی انسان روئے زمین پر زندہ نہ رہے گا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے سب سے آخر جو فوت ہوئے عمرو بن طفیل، عامر بن واثلہ صحابی تھے جو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خضر علیہ السلام یا تو...... اصحاب کہف اب تک زندہ نہیں سب فوت ہوگئے ہیں۔

باب ۴۲ بعض لوگوں نے کہا کہ ابو ہریرہؓ بڑی حدیثیں سناتا رہتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہمارے بھائی مہاجر بازاروں میں اپنی خرید و فروخت میں لگے رہتے ہیں اور انصار اپنے زمین کے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہؓ روٹی کھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹا رہتا ہے تا کہ پیٹ بھر کر باتیں سنے اور ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں لوگ نہیں پہنچتے اور وہ باتیں یاد رکھتا ہے جن کو لوگ یاد نہیں رکھتے۔

نکتہ ایک دفعہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک دوکان ہے اور آپ اس کے مہتمم ہیں۔ مجھے فرمایا کہ تم بھی آٹا لے لو۔ تب آپ نے آٹا تول کر مجھے دیا اور ڈنڈی کے سرے سے ترازو کے پلڑے کو جھاڑا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ نے ابو ہریرہ کو کوئی بات بتائی تھی جس سے اسے حدیثیں بہت یاد رہتی ہیں۔ فرمایا۔ ہاں بتلائی تھی۔ میں نے عرض کی کہ مجھے بھی بتائیں۔ فرمایا۔ کان میں بتائیں گے۔ میں نے کان آگے کیا اور آپ نے اپنا منہ قریب کیا ہی تھا کہ مجھے ایک شخص نے نماز کے واسطے جگا دیا۔ میں نے یہ خواب حضرت مرزا صاحب کو سنائی۔ حضور نے فرمایا کہ جو جگانے والا تھا اس کے نام میں اس خواب کی تعبیر ہے۔ جگانے والے کا نام نور الدین تھا۔ مطلب یہ کہ دین کے نور بن جاؤ۔ احادیث پر عمل کرو تو خود بخود یاد رہیں گی۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے اب حدیثوں کا اکثر حصہ یاد ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ حدیثوں کا ایک حصہ ایسا ہے کہ میں اسے کسی کے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔ اگر کروں تو خوف ہے کہ لوگ میرا گلا کاٹ دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض پیشگوئیوں میں ان لوگوں کے حالات بیان کئے ہیں جنہوں نے آپ کے بعد شرارتیں کیں یا ان کے نام لئے (جیسا کہ یزید)۔ ابو ہریرہ نے ایسی باتیں بیان نہ کیں یہ دعا کی تھی کہ ۶۰ھ سے پہلے مجھے موت ملے۔

باب ۴۴ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ آپ سے علم میں بڑا کون ہے تو کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

نکتہ بڑے بڑے مفسر چار ہیں۔

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ

۲۔ ابن عباس

۳۔ ابن مسعود

۴۔ ابن ابی بن کعب

خضر خضر میرے نزدیک یہ ایک فرشتہ کا نام ہے اور یہ واقعہ حضرت موسیٰ کا معراج ہے اور جو واقعات دکھائے گئے وہ سب حضرت موسیٰ کی اپنی زندگی کے واقعات ہیں جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام واقعات معراج میں بتائے گئے مگر حضرت موسیٰ اور خضر کا آگے نہ چلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خضر نے ایک ہزار معاملہ تجویز کیا تھا اور فرمایا۔ پست موسیٰ است اور آپ کو بھی جبرائیل علیہ السلام اِنۡطَلَقَ، اِنۡطَلَقَ اسی واسطے فرماتے رہے۔

باب ۴۷ اَلــرُّوۡحُ سے مراد کلام الٰہی ہے۔ قرآن شریف میں اس آیت کے پہلے اور پیچھے کلام الٰہی کا ذکر ہے۔

باب ۴۸۔ تیری قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم

نومسلم نہ ہوتی تو میں کعبہ کوتوڑ کراس میں دو دروازے بناتا۔ایک جانے کا ایک آنے کا۔

اس پر شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ عائشہ کی قوم سے فتنہ کا خوف تھا، اس کی قوم اس کا باپ بھائی وغیرہ ہیں حالانکہ یہاں مراد قوم قریش ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازروئے محبت عائشہ کی طرف نسبت کی۔غورکرو۔اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کوخطاب کرکے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔اِذَا قَوۡمُكَ مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ (الزخرف:۵۸)۔اے نبی تیری ہی قوم اس سے رکتی اور روکتی ہے۔پھر کیا حضرت عبداللہ اور ابوطالب اور مولیٰ مرتضٰی ایسے تھے جیسے وہ حضرت ابوبکر کو خیال کرتے ہیں۔

باب ۴۹ لَبَّیۡکَ۔بار بار حاضر ہوں ہر وقت حاضر دربار ہوں۔

سَعۡدَیۡکَ ۔ ہر وقت فرمانبرداری میں تیار ہوں۔

کتاب الوضوء

باب ۱ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ (المائدۃ:۷)۔ رات کو سونے کے بعد جب اٹھو تو وضو کرلو۔

تمام اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھونا فرض ہے یا دو بار اور تین بار۔اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دھویا۔

بعض لوگ توہمات میں پڑ جاتے ہیں یہ جائز نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سے زیادہ نہیں دھویا۔تین سے کم بار دھونا بالاجتماع برا نہیں۔

باب ۲ بے وضو نماز نہیں۔

فُسَاءٌ۔بغیر آواز ہوا کا خارج ہونا۔

ظاہر کا باطن سے بڑا تعلق ہے۔جب ظاہری اعضاء کو انسان پاک رکھے گا تو باطن کی گندگی کو کہاں برداشت کر سکے گا۔اس میں ایک اشارہ ہے کہ مؤمن کا ظاہر اور باطن پاک رہنا چاہیے۔

باب ۳ اچھا وضوء۔ چاہیے کہ اچھی طرح وضوء کیا جاوے۔ایسا نہ ہو کچھ تر ہو کچھ خشک رہ جاوے۔

نُعَيْمُ الْمَجْرِ۔ایک صحابی تھے۔ان کا نام نعیم تھا۔عبداللہ کے بیٹے تھے۔مجران کو اس واسطے کہتے تھے کہ مسجد میں دھونی دینے کا کام ان کے سپرد تھا۔افسوس ہے کہ یہ سنت اب بالکل اٹھ گئی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ چیزیں لے کر اپنے کپڑوں میں دھونی دیتے تھے۔ کیا خوشی کی بات ہو اگر نوجوان سگریٹوں کو چھوڑ کر دھونی دینے کا رواج ڈالیں۔دھونی اِن اشیاء سے تیار ہوتی ہے۔گوگل، لوبان، چرائتہ، گندھک، صندل۔

دھونی کا نسخہ ایک نسخہ دھونی کا درج ذیل ہے۔عود، تگر، صندل سفید، چرائتہ۔ برابر وزن گوگل اور گندھک کو الگ باریک کر کے دھونی دینا بعد اس کے مذکورہ بالا ادویہ کی دھونی کرنا۔

باب ۴ شک میں نہ پڑو۔بعض لوگ توہمات میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید وضو ٹوٹ گیا۔ بار بار

نماز توڑ کر وضو کرتے ہیں۔ اس سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ جب تک کہ آواز نہ آوے یا بدبو نہ محسوس ہو وضو کو ٹوٹا ہوا نہیں خیال کرنا چاہیے۔

باب ۶ پورا وضوء کرنا۔ انگلیوں سے لے کر کہنی تک کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ ماتھے کے بالوں سے لے کر ٹھنڈی (ٹھوڑی) تک کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ پاؤں کی انگلیوں سے لے کر ٹخنوں تک کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

قرآن شریف میں **سَابِغَات** کا لفظ اس جنگی لباس کے واسطے ہے جو سارے بدن کو ڈھانپ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے متعلق بھی یہ لفظ آیا ہے۔

لَمْ یُسْبِغِ الْوُضُوْءِ۔ پورا وضوء نہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ راستہ کا غبار وغیرہ بدن سے اچھی طرح نہ اترا تھا۔

لَمْ یُصَلِّ۔ مغرب کے بعد عشاء سے قبل آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نماز نہ پڑھی اور ایک اور صحابی کہتا ہے کہ پڑھی تھی تو یہاں ان دونوں روایتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا لیکن دراصل جھگڑا کوئی نہیں۔ ایک نے دیکھا کہ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں عرفات سے واپس آئے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسرے کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھتا۔ دونوں سچے ہیں مگر جس نے دیکھا اس کی بات کو مضبوط سمجھ کر ہم مان لیتے ہیں۔[۵]

باب ۷۔ غَسْلُ الْوَجْهِ بِالْیَدَیْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ اسلام کیا ہے؟

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ پھر اسلام کیا ہے؟ وہ جو بلند آواز سے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر پکارا جاتا ہے۔ اذان ہے۔ اذان ایک صحابی کو وحی ہوئی تھی۔

امام بخاری صاحب کے وقت سنی، شیعہ، خارجی، مالکی وغیرہ سب تھے۔ سب کی روایت انہوں نے لی ہے۔ اگر صرف کسی ایک فرقے کی لیتے تو اسی فرقے کی کتاب سمجھی جاتی۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ اور خارجی کی کیوں روایت لی ہے حالانکہ یہ خوبی ہے نہ کہ محل اعتراض۔

بنوامیہ، بنو فاطمہ، بنو عباس میں باوجود اتنا اختلاف ہونے کے سب کا قرآن اور تعامل ایک ہے۔ اگر اتنا اختلاف نہ ہوتا تو تعلیم کی حفاظت کا اتنا یقینی علم نہ ہوتا۔ آپ میں مخالف لوگ جب کسی ایک ہی کو سب صحیح سمجھیں تو وہ بات ضرور صحیح ہوتی ہے کیونکہ باوجود اپنے اختلافات کے انہوں نے اس پر اتفاق کیا۔ شیعہ لوگ جب منہ دھوتے ہیں تو ایک ہاتھ سے دھوتے ہیں۔ بخاری صاحب نے اس واسطے یہ باب باندھا کہ دونوں ہاتھوں سے دھونا چاہیے۔

بہت سی کتابیں امام بخاری صاحب سے پہلے ہوئی ہیں اور بہت سی کتابیں بعد میں اور بعض امام بخاری صاحب کے زمانہ میں ہوئی ہیں۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی امام بخاری کے زمانہ میں ہوئی ہیں۔ ان کتابوں سے بخاری صاحب کا پتہ لگتا ہے کہ بخاری صاحب کے نزدیک کل بیبیاں اہل بیت تھیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے شروع کیا ہے۔ پھر ابن عباس کو بھی اہل بیت سے شمار کرتے ہیں۔ پھر ابوسفیان کو بھی لیا ہے اس سے بھی روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔

مرزا جمیل بیگ مالیر کوٹلہ کا ایک شیعہ تھا۔ ایک دفعہ میں وہاں گیا تو مجھے کہنے لگا کہ حضور آپ وضوء کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ کا اعتراض کیا ہے؟ کہا کہ ہم آپ کی طرح وضوء نہیں کرتے۔ آپ لوگ قرآن کے خلاف کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم وضوء کرو ہم دیکھتے ہیں۔ جب وہ وضو کرنے لگا تو پہلے پاؤں کو دھویا۔ میں نے کہا کہ یہ تو میں نے نہیں پڑھا۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ پہلے پاؤں دھولو۔ تم قرآن کریم کے خلاف کرتے ہو۔ آخر بے جواب ہو کر اس نے کہا کہ اچھا یہ تو مجھے کر لینے دو۔ میں نے کہا کہ یہ لکھ دو کہ ایک آیت کے تم خلاف کرتے ہو۔ پھر ایک اور بات قرآن کے خلاف کی تب ...... میں نے کہا کہ دو آیتوں کے خلاف تم کرتے ہو۔

جب اس نے ہاتھ دھوئے تو میں نے رومال رکھا ہوا تھا۔ رومال سے اس کے ہاتھوں کو پونچھ دیا۔ میں نے کہا کہ اب مسح کرو تو کہنے لگا کہ کیا آپ مجھ سے مذہب کو چھڑاتے ہیں۔ خشک

ہاتھوں سے مسح کیوں کروں۔

باب ۸ ہر ایک حدیث پڑھنے کے وقت اللہ کا نام لو۔ یہ حدیث بہت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بی بی کے پاس جانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مریم کے بیٹے کے سوائے جتنے لوگ ہیں وہ شیطان کے مس سے ہیں کیونکہ حضرت مریم نے پناہ مانگی تھی اس لئے وہ مس سے باہر ہیں۔ اس سے تمام نبیوں پر حملہ ہوتا ہے مگر یہاں اس کا ردّ فرمایا ہے کہ

اِذَا أَتَـی اَهْـلَـهٗ قَـالَ بِسْـمِ الـلّٰه. اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا . فَقُضِىَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهٗ

ہر ایک مومن کی اولاد شیطان کے مس سے پاک رہے گی اگر یہ دعا کرے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ مریم کی خصوصیت نہیں کہ وہی پاک رہے۔ تمام اولاد مومن پاک پیدا ہوتے ہیں۔ شیطان کی مس سے بچے ہوتے ہیں۔

وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰه کہنا اہل حدیث کے نزدیک فرض ہے۔ امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ جماع کے شروع میں بسم اللّٰہ کہنا مشروع ہے تو وضوء میں کیونکر مشروع نہ ہوگا۔ وہ تو ایک عبادت ہے۔ امام بخاری اس حدیث کو نہ لا سکے جس میں یہ ہے کہ جس نے بِسْمِ اللّٰه نہ کہی اس کا وضوء نہ ہوا کیونکہ وہ ان کی شرط کے موافق نہ تھی۔ (ایڈیٹر)

باب ۹ **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ** ۔ پاخانہ کی جگہ میں بہت خبیث اجرام ہوتے ہیں اس لئے ان کے ضرر سے پناہ مانگے۔

باب ۱۰ **اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِى الدِّيْن** ۔ دعا کا طریق بتایا کہ دعا کرانے والا دعا کنندہ کا دل خوش کرا کر دعا کرائے۔ جس طرح حضرت ابن عباس نے دعا کرائی ہے۔ حضرت ابن عباس اسی خیال میں رہتے تھے کہ آپ کسی طرح راضی ہوں اور میرے لئے دعا کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کو داخل ہوئے تو اس نے آہستہ سے پانی آپ کے پاس رکھ دیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کس نے پانی رکھا ہے؟ تو عرض کی کہ عباس نے۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو دین کی سمجھ دے۔

باب ۱۱ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ الخ ۔ بڑا مسئلہ ہے۔امام بخاری صاحب کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو کیونکہ مکہ وہاں جنوب شمال کی طرف ہے۔اس پر چار مذاہب نے اختلاف کیا ہے۔

۱۔ حنفی کہتے ہیں کہ نہ گھر نہ باہر نہ دیوار نہ سایہ میں ۔مکہ کی طرف منہ کرو اور یہ امام بخاری نے خلاف کیا ہے۔

۲۔ مالکی کہتے ہیں کہ یونہی باتیں بنائی ہیں۔کیا سارے جہان میں مکہ موجود ہے۔

۳۔ شافعی کہتے ہیں کہ میدان میں منع ہے گھر میں نہیں۔

۴۔ احمد حنبل کہتے ہیں کہ پیٹھ ہر جگہ جائز ہے۔

امام بخاری صاحب نے شافعی کو ترجیح دی ہے۔

اَلْغَائِطُ ۔لغت کے لحاظ سے میدان کو کہتے ہیں۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے ہیں تو غائط سے مراد میدان ہے۔

أَتَى الْغَائِطَ کے یہ معنے ہیں کہ جنگل میں جائے رفع حاجت کے لئے۔غائط اگر مطلق رفع حاجت کے معنوں میں لیا جائے تو بولنا چاہیے کہ أَتَى الْغَائِطَ ۔

باب ۱۲ لِبَنَتَيْنِ ۔دو اینٹیں۔

باب ۱۳ اَلْمَنَاصِعُ ۔جگہ کا نام ہے۔میدان پاخانہ کا۔

اَلْحِجَابُ ۔ پردہ۔مطلب یہ تھا کہ گھر میں جا کر ذکر کریں۔نبیوں میں اور حضرت عمرؓ میں یہ فرق ہے کہ نبی سوچتے ہیں کہ انسان پر مشکل نہ پڑے۔حضرتؓ اس بات کو کب پہنچ سکتے تھے۔

لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ حجاب کا حکم اترنے سے قبل ہی یہ چاہتے کہ آپ کی بیبیاں مطلق گھروں سے باہر نہ نکلیں۔گو وہ اپنا بدن ڈھانپ کر نکلتی تھیں مگر جُثّہ کی شناخت کپڑوں کے اوپر سے بھی ہو جاتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں کے لئے یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ سمجھا۔حجاب کا حکم بھی ان گیارہ باتوں میں سے کیا جاتا ہے جن میں نزول وحی اسی

طرح سے ہوئی جس طرح حضرت عمرؓ پہلے کیا کرتے تھے۔(ایڈیٹر)

باب ۱۵ اِسْتِنْجَاء ۔نجوہ۔پاخانہ۔اِسْتِنْجَاء باب افعال سلب کے معنے بھی دیتا ہے تو اس ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ازالۃ النجو ہ۔گندگی کو دور کرنا۔

پلیدی کو دو طرح دور کرنا ہوتا ہے۔(۱) پانی سے یا (۲) مٹی سے۔

باب ۱۷ عَنَزَۃٌ ۔لکڑی ہو اور اس کے نیچے پھل لگا ہو تو اس کو عَنَزَۃٌ کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں برچھی کہتے ہیں۔

باب ۱۸ استنجاء دائیں ہاتھ سے نہیں کرنا چاہیے۔

باب ۲۱ رَوْثٌ ۔اس میں عموماً ترجمہ کرنے والوں نے غلطی کی ہے۔ رَوْثٌ کے معنے گوبر کے کئے ہیں حالانکہ رَوْثٌ کے معنی گدھے کی لید کے ہیں۔

رِکْسٌ ۔نجس۔

باب ۲۶ اِسْتَجْمَرَ ۔علماء نے شور مچایا ہے کہ استنجاء کرنے کے معنے ہیں مگر اس کے معنے یہی ہیں کہ آدمی دھونی لیوے جس طرح نعیم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر مقرر کیا تھا تو اس کے معنے دھونی کے ہیں مگر اس سنت کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور اب مسجدوں میں دھونی نہیں دی جاتی اور نہ گھروں میں دی جاتی ہے۔

وَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَّوْمِہٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَہٗ ۔مترجم کہتا ہے کہ پھوڑا پھنسی وغیرہ ہوتی ہے اس واسطے دھونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ عالم رؤیا میں جہاں اللہ تعالیٰ انسان کو لے جاتا ہے اس کا اثر بدن پر ضرور پڑتا ہے غم کا ہو یا خوشی کا۔

۲۔ احتلام میں دیکھو کہ اس کے نشان بدن پر کپڑے پر ہوتے ہیں تو جب اثر ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کا اثر......اخلاق پر بھی ہو۔

باب ۲۷ غَسْلُ الرِّجْلَیْنِ ۔یہاں بھی شیعوں کا ردّ ہے کہ پاؤں کو دھونا چاہیے مسح نہیں۔

(جب پاؤں میں موزے یا جوتے یا پا تابے نہ ہوں تو پاؤں دھونا ضرور ہے ان کا مسح کرنا کافی نہیں۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور جو بعضوں نے سر کی طرح پاؤں کا مسح وضوء میں کافی رکھا ہے امام بخاری صاحب نے یہ باب لا کر ان کا ردّ کیا ہے۔ ایڈیٹر)

باب ۲۹ اَلْمِطْهَرَةُ ۔ پانی کا برتن۔

باب ۳۰ اَلسِّبْتِيَّةُ ۔ وہ چمڑا جس کے بال اتارے جائیں۔

باب ۳۱ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ ۔ ہمارے ملک میں دائیں ہاتھ کو راست سیدھا کہتے ہیں اور بائیں کو الٹا، چپ، یسار کہتے ہیں۔ عربی میں یمین حق کو کہتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ راستی سے لو اور راستی سے دو...... کیا عجیب بات فرمائی۔

بخاری صاحب اور آج کل کے مولویوں میں بہت فرق ہے۔

بخاری صاحب قرآن مجید کو مقدم کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کو لیتے ہیں، تابعین کو لیتے ہیں، تبع تابعین کو لیتے ہیں۔ یہ خود بھی تبع تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانہ کے لوگوں کو لیتے ہیں، ائمہ کو لیتے ہیں، سب کی روایت کو لیتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کو ہم جب کہتے ہیں کہ لوگوں نے یہ اختلاف کیا ہے تو ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہاں جی آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ یہ بے ادبی ہے۔ پھر ایسا فتویٰ نہ پوچھو۔

باب ۳۲ سو برس تک پانی کے مسائل میں بحث نہیں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کل دو دفعہ معمولی طور سے سوال ہوا ہے۔ امام بخاری صاحب نے بھی بہت حصہ پانی کے متعلق نہیں لکھا۔

میری سمجھ میں یہ ہے کہ ملک کے لحاظ سے پانی کئی قسم کا ہوتا ہے کشمیر میں ہر گھر چشمہ جاری ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکلیف نہیں دی۔

باب ۳۳ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهٗ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ ۔ اس سے معلوم ہو کہ تبرک بھی ایک خاصیت رکھتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے۔

باب ۳۴ اَلْـکَـلْـبُ ۔کتا۔اس جانور میں یہ اخلاقی نقص ہے کہ یہ اپنی قوم کے ساتھ پیار نہیں کرتا۔ پھر شہوت بڑی تیز ہوتی ہے۔شریعت اسلام نے کتوں کو گھروں میں اس لئے رکھنا پسند نہیں کیا کہ کتے اکثر باولے ہوتے ہیں اور گھر میں کتا برتنوں میں منہ لگانے سے رہ نہیں سکتا اور اس کے منہ میں خطرناک زہر ہوتی ہے جس سے انسان بیمار ہوجاتا ہے اور خطرناک بیماری ہوتی ہے۔اس لئے فرمایا کہ کتا اگر کسی برتن کو منہ لگائے تو اس کو ایک دفعہ مٹی سے اور سات دفعہ پانی سے دھونا چاہیے۔

لطیفہ جرمن کا ایک پروفیسر کہتا ہے کہ میں نے جب سنا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ کتا جب برتن سے پانی پی جائے تو سات دفعہ پانی کے ساتھ دھونا اور ایک دفعہ مٹی کے ساتھ،تو میں نے سوچا کہ اتنا عظیم الشان شخص جو بات کہتا ہے ضرور ٹھیک ہوگی۔ میں نے تمام اقسام کی مٹیوں کو لیا اور ان کی خاصیت کو دیکھا تو سب مٹیوں میں نوشادر کو پایا اور اس سے یہ نسخہ نکالا کہ اگر کسی کو باؤلا کتا کاٹ جاوے تو یہ اس کے لئے خوب علاج ہے۔

میں نے جب یہ سنا تو میرا دل کانپ گیا کہ لوگ انبیاء کی باتوں کی کیسی تحقیر کرتے ہیں مگر اس شخص نے کیسی قدر کی۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** ۔

جن قوموں میں کتے رکھتے ہیں وہ اکثر اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔

شکار کے لئے اور مویشی ، زراعت کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت ہے۔

باب ۳۴ پاد اور پُھسکی سے وضو کیوں ٹوٹتا ہے؟

بدبو انسان کے دماغ کو صدمہ پہنچانے والی چیز ہوتی ہے۔الٰہیات کے سیکھنے کے لئے بدبودار چیزیں مخل ہوتی ہیں۔ بے ہوش کے منہ پر پانی ڈالنے سے ہوش آجاتی ہے۔اس لئے بدبو وغیرہ کے اثر کو دور کرنے کے لئے وضو کروایا۔

مَـذَّآء ۔صرف قریب قریب جگہ دھوئے۔شیخ بن حزم کا مذہب ہے کہ سارا ذَکَـر اور

خصیوں کی جگہ دھوڈالے۔ جواثر ہوتا ہے وہ ٹھنڈے پانی سے رفع ہو جاتا ہے۔

امام بخاری صاحب کا مذہب ہے کہ جو کوئی جماع کرے انزال نہ ہو تو غسل کرے۔ صحابہ کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں غسل نہیں بعض کہتے ہیں کہ غسل ہے۔

باب ۳۵ دوسرا وضو کرائے تو کوئی عیب نہیں۔

باب ۳۶ بے وضو قرآن پڑھنا درست ہے۔ استدلال نکالا کہ آیتیں پہلے پڑھیں وضو بعد میں کیا۔

باب ۳۷ بہت غشی سے وضو ٹوٹتا ہے تھوڑی سے نہیں ۔ استدلال نکالا کہ حضرت عائشہ کو غشی ہوئی اوپر پانی ڈال دیا وضو نہ کیا۔ وضو نہ ٹوٹا۔

باب ۳۸ امام بخاری کا مذہب ہے کہ سارے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

باب ۴۰ كَـادُوۡا يَـقۡتَتِـلُـوۡنَ عَلٰى وُضُوۡءِهٖ ۔ بڑا غل مچایا۔ ایک دوسرے سے پانی کو جھپٹا مار کر چھینتے تھے۔ یہ محاورہ ہے۔ وضو کا بچا ہوا کس کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور آپ کا پانی جو ٹپکتا تھا وہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وضو کرنے کے بعد جو پانی ہو۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔

(یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری صاحبؒ نے کتاب الشروط میں نکالا اور یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے۔ جب مشرکوں کی طرف سے عروہ بن مسعودؓ ثقفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گفتگو کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے لوٹ کر مشرکوں سے جا کر بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپ کے ایسے جان نثار ہیں کہ آپ کے وضو سے جو پانی بچ رہتا ہے اس کے لینے کو ایسے گرتے ہیں گویا قریب ہے کہ لڑ مریں گے۔ ایڈیٹر)

باب ۴۲ فقہاء اور محدثین میں اختلاف ہے کہ آدمی چُلّو میں پانی لے اور اسی میں سے منہ میں پانی لے پھر اس سے ناک میں لے آیا اس طرح جائز ہے یا اس طرح کہ الگ الگ پانی لے۔

امام بخاری صاحبؒ کا مذہب ہے کہ دونوں طرح جائز ہے۔ وضو میں ایک ایک دفعہ بھی، دو دو دفعہ بھی، تین تین دفعہ بھی۔ اعضاء کا دھونا جائز ہے۔ ہر سہ حالتوں میں وضو ہو جاتا ہے۔

باب ۴۳ میاں بی بی ایک ہی برتن سے پانی لے لے کر وضو کریں تو یہ ایک محبت کا نشان ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح مل کر وضو کر لیا کرتے تھے۔

باب ۴۷ مُدٌّ۔ ایک مُدّ یعنی بک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا وضو کر لیا تھا اور غسل پانچ بک ہے۔ (بک دونوں ہتھیلیوں کو جوڑ کر اس کے اندر جو پانی آ جائے۔)

باب ۴۸ شیعہ اور خوارج موزے پر مسح نہیں کرتے اس واسطے امام بخاری صاحب نے یہ باب باندھا ہے۔

مسئلہ سر پر عمامہ (پگڑی) ہو تو عمامہ اتار کر مسح کرے یا تھوڑا سا عمامہ پیچھے کر کے مسح کرے یا عمامہ کے اوپر سے ہی مسح کرے۔ تینوں طرح جائز ہے اور یہ امر حدیثوں سے خوب ثابت ہے۔

باب ۵۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیا اور خوب کلی کی اور پھر فرمایا کہ یہ چکنی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چکنی چیز کھانے کے بعد کلی کرنی چاہیے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات کیڑے منہ میں آ جاتے ہیں۔

باب ۵۳ کوئی نماز پڑھتا ہو اور اس کو اونگھ آتی ہو تو اس کو سو جانا چاہیے۔

اس کا مطلب ہے کہ نماز کو خوب سوچ سوچ کر پڑھو۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم نماز کے معنے ضرور ضرور ضرور پڑھو۔ نماز بے ہوشی میں انسان نہ پڑھے کیونکہ ایسا نہ ہو **مَـا اَنَـا مِـنَ الْمُشْرِكِيْنَ** کی جگہ کہہ بیٹھے کہ **مَا اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ**۔

فائدہ (نیند سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ٹوٹتا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جو کوئی نماز میں کھڑے کھڑے یا سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ اگر لیٹ کر سو جائے یا ٹیکا دے کر تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ

لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور شکلوں پر سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ امام بخاریؒ کا مذہب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایک دوبار اونگھنے سے یا جھونکا لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اونگھ یہی ہے کہ آدمی اپنے پاس والے کی بات سنے لیکن مطلب نہ سمجھے اور جب اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نیند ہے۔ ایڈیٹر)

باب ۵۵ یہ گناہ ہے کہ

۱۔ لوگوں کے سامنے ننگے ہو کر پیشاب کرنا۔

۲۔ پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرے۔

بَوْلِهٖ ۔ بخاری صاحب استدلال نکالتے ہیں کہ **بَوْلِهٖ** کے لفظ سے پایا جاتا ہے کہ انسان ہی کے پیشاب کے متعلق ہے۔ جانوروں کے پیشاب کا ذکر نہیں۔

باب ۶۰ **سوال**۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا؟

جواب۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بخاری میں تو یہ لکھا ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا لیکن کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے ممانعت بخاری میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حدیث ممانعت کی جو دوسری کتاب میں ہے ضعیف ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ جب کھڑے ہو کر پیشاب کیا اس روز آپ کے گھٹنے میں درد تھا نیز حالات اور ضروریات احکام کو بدل دیتے ہیں۔

باب ۶۶ اونٹ کا پیشاب امام بخاری صاحب کے نزدیک پلید نہیں پاک ہوتا ہے۔ میرا بھی یہی اعتقاد ہے۔ اسی طرح بھیڑ بکری وغیرہ کا۔

یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کسی کو سزا دی جاتی ہے تو خواہ مخواہ دیکھنے والوں کو رحم آتا ہے اور گناہ کے ارتکاب کے وقت وہ موجود نہیں ہوتے۔

مثلاً ایک شخص نے ساری عمر میں محنت کر کے سو روپیہ کمائے اور ایک بدمعاش تھوڑی سی

دیر میں وہ سب چُرا لے۔ اب جب اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو دیکھنے والے کہیں گے کہ رحم کرنا تھا ہاتھ کاٹنا نہ چاہیے تھا اس کو کیا معلوم کہ ساری عمر کی کمائی تھی۔

اسی طرح اگر نبی کریمؐ ان اونٹوں کو چھوڑ دیتے اور صحابہ کے قتل کرنے والوں کو قتل نہ کرتے تو اور عرب لوگ آ کر آپ کے صحابہ کو اسی طرح قتل کرتے۔

سُمِرَتْ اَعْیُنُھُمْ ۔ ان کی آنکھیں پھوڑی گئیں کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کی آنکھیں پھوڑی تھیں اور اسی طرح بے رحمی سے مارا تھا۔ دوسرے احسان کا بدلہ یہ کیا کہ اونٹ ہی لے بھاگے۔ جس رکابی میں کھائیں اسی میں چھید کریں۔ ایسے بدمعاشوں کو سخت سزا دینا یہی حکمت اور دانائی اور دوسرے بندگان خدا پر رحم ہے[۶]۔

---

۱ البدر جلد ۱۴ نمبر ۲ مورخہ ۲۴ / جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۹ تا ۱۲۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۱ تا ۴

۲ البدر جلد ۱۴ نمبر ۴ مورخہ ۷ / اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۹ تا ۱۲۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۴ تا ۸

۳ البدر جلد ۱۴ نمبر ۵ مورخہ ۱۴ / اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۹ تا ۱۲۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۹ تا ۱۲

۴ البدر جلد ۱۴ نمبر ۶ مورخہ ۲۱ / اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۹، ۱۰۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۱۳، ۱۴

۵ البدر مورخہ ۲ / اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳، ۱۴۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۱۵، ۱۶

۶ ضمیمہ البدر مورخہ ۱۸ / دسمبر ۱۹۱۳ء۔ درس حدیث صحیح بخاری صفحہ ۱۷ تا ۲۰

افادات بخاری

(حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے درس کی روشنی میں)

میں جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سے بخاری پڑھتا تھا تو میرا معمول تھا کہ میں ان کے درس کے نوٹ لکھا کرتا اور میں نے ہی خدا کے محض فضل سے سب سے اوّل قرآن مجید کے درس کے نوٹوں کی اشاعت کا انتظام کیا۔ پھر حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کی خواہش کے ماتحت قرآن مجید کی تفسیر کا پہلا پارہ شائع کیا۔ اس وقت حضرت حکیم الامت فرماتے تھے کہ اگر سورہ فاتحہ بھی شائع ہوجائے تو یہ بڑا کام ہے مگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ پہلا پارہ تفسیر القرآن کے طور پر اور پھر متعدد پارے ترجمۃ القرآن اور حواشی کے ساتھ شائع کرسکا۔ اسی طرح جب میں بخاری کے درس میں شریک ہوتا تو میں نوٹ لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر اس کے نوٹ بھی شائع ہوجائیں تو بہت اچھا ہے۔ میں نے آپ کے اس ارشاد کی تعمیل میں بخاری پر نوٹ درست کرنے شروع کردیئے اور اپنے رنگ میں ان کو مرتب کیا اور حضرت حکیم الامت نے ان کو دیکھا اور اپنے قلم سے اس کے مسودہ کو درست کیا۔ اسی طرح بعض دوسری کتابوں پر بھی مجھ سے نوٹ لکھوائے اور ان کے مسودے درست کئے۔ ان میں سے ایک فوز الکبیر کا اردو ترجمہ مع نوٹوں کے ہے۔ اس قسم کے مسودات کے لئے میرا خیال تھا کہ ان کو کسی وقت کتابی شکل میں شائع کیا جائے لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت نے اب تک مجھے موقع نہ دیا اور اب جبکہ عمر کا آخری حصہ ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ ایسا ہوگا یا نہیں۔ اس لئے میں نے پسند کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً انہیں الحکم کے ذریعے شائع کرتا رہوں تا کہ بجائے بستوں میں بند رہنے کے لوگوں کو نفع پہنچے۔

میں ان نوٹوں کے متعلق یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا اور جہاں مناسب سمجھا اصلاح کی بایں مجھے اپنی کمزوری اور بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔ میں غالبًا ان نوٹوں کے سلسلہ میں کوئی خاص ترتیب زیر نظر نہیں رکھوں گا۔ یہ ممکن ہے کہ بعد میں کوئی سلسلہ ترتیب کا بھی پیدا ہوجائے۔ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے ایام ادارت بدر میں بخاری شریف پر نوٹوں کا بھی ایک سلسلہ شروع کیا تھا وہ بہت مختصر تھا لیکن میں نے جس رنگ میں یہ نوٹ لکھے تھے وہ کسی قدر بسط کو لئے ہوئے تھے۔

اصل نوٹوں کے شروع کرنے سے پیشتر میں نے اس وقت ہی ایک مقدمہ بھی لکھا تھا۔ اگرچہ اب اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوسکتی ہیں مگر میں اس خیال سے کہ وہ حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کی نظر سے گزر چکا ہے۔ اسے ہی دے دیتا ہوں۔ اس طرح پر ایک ہفتہ قرآن مجید کے حقائق ومعارف اور ایک ہفتہ بخاری شریف پر نوٹ درج ہوتے رہیں گے۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخاری شریف پر نوٹ

انٹروڈکشن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَآءِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

قرآن مجید میں ایک عجیب اور عظیم الشان دعویٰ کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی قوم کے ہادی یا نذیر و مامور نے نہیں کیا اور وہ یہ ہے قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۹) یعنی اے نبی کریم! کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس دعویٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولوالعزمی، آپ کی دعوت کی بےنظیری اور عالمگیری عیاں ہے۔ آپ کی نبوت و دعوت کا دائرہ نوع انسان پر کھینچا گیا ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی انسان آباد ہے وہاں کوئی نبوت کوئی شریعت کوئی تمدن اگر حکومت و ہدایت کا موجب ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ اس لیے اسلام ایک عالمگیر مذہب کہلاتا ہے اور یہی وہ سر ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح نیشنلٹے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اس نے ہمیشہ ہیومینٹی کی تعلیم دی ہے۔ جبکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور نوع انسان کے لئے بہترین رہنما اور ہادی ہے تو یہ ضروری امر تھا کہ اس کے لانے والا اپنی زندگی میں ان تمام مراحل وشعبہ ہائے زندگی کا نمونہ رکھتا جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے دوسرا دعویٰ قرآن کریم نے یہ کیا

لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے ایک نمونہ ہے۔ اب اسی سے اسلامی تمدن کی بنیاد شروع ہوتی ہے۔ اسلامی تمدن پر مغربی محققوں نے بڑی بڑی دلچسپ بحثیں اور عجیب عجیب موشگافیاں کی ہیں اور فی الحقیقت یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ دنیا کے محقق اس پر غور کریں اور اسے اپنے لئے خضر راہ بنائیں۔ اسلامی تمدن نے اپنا حیرت انگیز اثر دنیا پر ڈالا ہے۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ قوموں کی تہذیب و شائستگی کو اپنی روشنی کے آگے ماند کر دیا۔ یہ تاریخ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ہے مگر افسوس ہے کہ میں اس انٹروڈکشن میں اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا موقع نہیں پاتا اگر چہ میرے دل میں جوش ہے۔

تمدن اسلام کی پہلی اینٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے دنیا میں رکھی گئی اور آپ کی زندگی میں اس کا دائرہ عرب سے باہر پورے طور پر نہیں کھینچا گیا مگر خلافت راشدہ اور زمانہ مابعد میں وہ ریگزار عربستان سے نکل کر اکناف عالم میں پھیل گیا اور اپنے اثر سے ان تمام قطعات عالم کو مؤثر کر دیا۔ یہ ایک حیرت افزا امر ہے کہ وہ قومیں جو اس وقت دنیا میں تہذیب و شائستگی کی ٹھیکیدار اور وہ ملک جو تمدن کے سرچشمہ بنے بیٹھے تھے اس تمدن کے سامنے سجدہ کرنے سے نہ رک سکے۔ اس راز کا پتہ اور اس موج کا چشمہ جو مکہ سے اٹھی اور گنگا اور......تک پہنچی آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ کرام کے آثار میں ملے گا اور ان کلمات طیبات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور آپ کا ہر فعل وقول اپنے اندر ایک صداقت اور ہدایت پر رکھتا تھا اور فی الحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ جو وجود دنیا میں بطور نمونہ اور آئیڈیل کے بھیجا گیا ہو جو سچی تہذیب اور حقیقی تمدن کی بنیاد رکھنے والا ہو۔ اس کے افعال واقوال میں کبھی کوئی بات ایسی نہیں ہوسکتی جو نوع انسان کی بہتری، بھلائی اور تربیت پر مشتمل نہ ہو۔

ہم بڑی جرأت کے ساتھ یہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں کہ ہر چند ایک خاص وقت تک آپ کے حالات آپ کے کلمات طیبات کے انضباط کا اہتمام نہیں کیا گیا یعنی زمانہ بعثت سے پہلے کے حالات کا لیکن یہ بھی ہم اس سے زیادہ دلیری کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپؐ کی آئندہ زندگی جبکہ

آپ بحیثیت ایک مامور، مرسل، ہادی اور مزکی کے ظاہر ہوئے اسی پہلی زندگی کا ایک ارتقائی نقشہ تھا اور وہ بیج جو آپ کی سرشت اور فطرت میں پہلے سے بویا گیا تھا وہی بارآور ہوا تھا۔ اس لئے آپ کے تمام حالات کو ہم محفوظ اور منضبط لکھنے کا ناقابل شکست دعویٰ کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک لانظیر فخر حاصل ہے کہ دیگر ہادیان مذاہب کے مقابلہ میں آپ کی زندگی کے ادنیٰ سے ادنیٰ واقعات اور حالات محفوظ ملتے ہیں اور آپ کی پرائیویٹ (اندرون خانہ) اور پبلک لائف کا کوئی واقعہ نہیں جو محفوظ موجود نہ ہو یہ کیوں ہوا؟ اس کا جواب صاف اور لاجواب الفاظ میں یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوع انسان کے لئے بطور ایک نمونہ و آئیڈیل کے بھیجا تھا۔ آپ کی زندگی ایک اسوہ حسنہ تھی اس لئے یہ لازمی اور ضروری امر تھا کہ آپ کے وقائع زندگی محفوظ اور مصئون ہوتے۔

قبل نبوت کے حالات زندگی کی حفاظت اور عصمت پر ایک اور بھی دلیل قاطع ہمارے ہاتھ میں ہے جو خود قرآن مجید نے بیان کی ہے اور وہ یہ ہے

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:۱۷)

میں نے تمہارے اندر چالیس سال کا ایک لمبا زمانہ گزارا ہے۔ میری عفت و دیانت و امانت وصداقت پر تم سب کے سب گواہ ہو اور ایک بھی نہیں جو میری پاکیزہ اور معصوم زندگی پر حرف رکھ سکے۔ یہ دعویٰ عرب جیسی اکھڑ، دلیر اور معائب کو علیٰ رؤس الاشہاد بیان کر دینے میں نہ جھجکنے والی قوم کے سامنے اس حالت میں کیا گیا جبکہ ان کی مالوف ترین چیز مذہب کو ان کے دل سے چھیننے کا اعلان کیا تھا لیکن اس تحدی اور علی الاعلان چیلنج کی تردید کے لئے کسی زبان، ہاتھ اور قلم کو جنبش نہیں ہوتی اور آج تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی عرب جاہلیت کی پرانی تاریخوں، ان کے واقعات اور اشعار میں ایک بھی جملہ نہیں ملتا جو اس عدیم النظیر تحدی کو توڑ سکے۔ آپ کی خطرناک مخالفت کے حالات ہمارے سامنے ہیں اور وہ تاریخ دنیا سے نابود نہیں ہوگئی مگر ان تاریخوں کو پڑھ جاؤ تمہیں ایک بھی جملہ اور ایک بھی کلمہ نہیں ملے گا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر

نکتہ چینی کا موقع مل سکے۔

یہ فخر اور بجا فخر بے نظیر فخر صرف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کہ آپؐ کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہیں۔ آپ کے کیریکٹر کی قوت اور شوکت کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ نے اپنی پرائیویٹ زندگی کے واقعات کو بھی پبلک کرنے میں کبھی مضائقہ نہیں فرمایا۔ حدیث دلآویز اور ذکر محبوب درازی سخن کی طرف لے جانا چاہتا ہے لیکن اس انٹروڈکشن کی حالت اس طوالت کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور توفیق دی تو ارادہ ہے کہ سیرت نبوی میں ان پہلوؤں پر بحث کروں اور اگر زندگی نے وفا نہ کی اور قدرت نے اس کو کسی دوسرے کے لئے رکھا تو بھی میں اس پاک خواہش کے لئے خدا کے فضل سے ثواب سے محروم نہ ہوں گا۔

الغرض وہ تمدن اسلامی جو اپنی خوبی اور خوشنمائی کے لحاظ سے ہر زمانہ میں دلچسپی کا موجب رہا ہے۔ اس کا حقیقی چشمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے اور آپ کا ایک ایک فعل ایک ایک لفظ انسانی زندگی کے لئے زبردست قانون اور ناقابل خطا رہنما ہے۔ اسی قانون اور ہدایت نامہ کی اس کتاب کی ایک معمولی شرح کا یہ مقدمہ ہے۔

اس اسلامی تمدن اور اسلامی ضابطہ کا پورا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات یا احادیث میں ملتا ہے۔ کیوں کر ایک انسان حیوان سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بن سکتا ہے اور کس طرح پر قوم بنتی اور بگڑتی ہے۔ ان اسباب اور ذرائع کا پتہ تمہیں اسی پاک دفتر میں ملے گا۔ بقائے نفس اور حفظ نوع انسان کے لئے کن امور کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے تمہیں احادیث ہی کے پڑھنے کی حاجت ہے۔ اخلاقی اور روحانی قوتیں کیونکر نشو ونما پاتی ہیں؟ ان اسباب کی حقیقت کا راز بھی اسی دفتر میں مدفون ہے۔ غرض انسان کے پیدا ہونے سے لے کر اس دنیا سے رخصت ہونے تک کے لئے جن امور کی ضرورت اسے ہے اور ما بعد دنیا کے لئے جو اسے مطلوب ہے ان تمام امور کو اس صحیفہ میں رکھ دیا ہے اور مختصر اور جامع الفاظ میں یہ کہہ دینا درست ہے کہ اسلامی تمدن وتہذیب کی تاریخ احادیث میں مرکوز ہے۔

اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ احادیث کے متعلق چند ضروری امور اور اصول بتا دیئے جائیں مگر اس پر لکھنے سے پہلے بعض ان امور کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جو اس سلسلہ کی ایک زنجیر ہیں اور گویا حدیث اور جمع حدیث کے ان قدرتی اسباب میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مہیا کر دیئے تھے۔

فن روایت اور اہل عرب یہ ایک مسلّم بات ہے کہ فن روایت دنیا کی تمام قوموں میں ترقی وتنزل کا ایک زبردست ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے اور کم وبیش ہر قوم میں خصائص قومی کو یاد رکھنا لازمی سمجھا جاتا ہے اور آج تو یہ نہایت ہی ضروری چیز ہے۔

علامہ ابن خلدون نے کیا ہی سچ کہا ہے

''فن تاریخ ان فنون میں سے ہے جس کو قدیم الایام سے تمام قومیں ہاتھوں ہاتھ لیتی آئی ہیں اور جس کے لئے دور دراز سے بڑی بڑی مسافتیں طے کی جاتی ہیں اور جس کے حاصل کرنے کے لئے بازاری اور کم عقل تک کی گردنیں اٹھتی ہیں۔ جس کی طرف امراء وسلاطین حد سے زیادہ راغب ہیں۔''

چونکہ مشیت ایزدی نے اس پاک وجود کی بعثت کے لئے عرب کو مقدر کر رکھا تھا جو دنیا میں آ کر حقیقی تہذیب وتمدن کا بانی ہونے والا تھا اور اسے نوع انسان اور نسل آدم کا رہنما اور اس کی زندگی کو اس کے لئے ایک اسوہ حسنہ قرار دیا تھا۔ اس لئے اس کے کلمات طیبات کی حفاظت کے لئے پہلے ہی عرب کی طبیعتوں میں خصائص قومی کی حفاظت کا مادہ رکھ دیا تھا۔ ان کو قدرت نے اعجازی حافظہ اور حفاظت روایت کا بے حد جذبہ دے رکھا تھا۔ وہ نہ صرف تاریخی واقعات اور انساب انسانی کے سلسلوں کو یاد رکھنا اپنا فرض سمجھتے تھے بلکہ انسانوں سے گزر کر ایک ایک معمولی آدمی اپنے اونٹ اور گھوڑوں کے انساب یاد رکھتا تھا اور بلا تکلف و بے تکان سوسو نسل تک گن جاتا تھا۔ ایک طرف انہیں اس قدر زبردست قوت حافظہ عنایت کی تھی دوسری طرف ان کی خصائص قومی میں یہ بات رکھ دی تھی کہ وہ اخلاقی جرأت سے کام لے کر فوراً دوسرے کی غلطی سے اسے

آ گاہ کر دینے میں دلیر تھے بلکہ اپنی کمزوریوں اور اخلاقی پستیوں کا فخریہ ذکر کرنا ان میں اسی مقصد کے لئے پیدا ہو گیا تھا تا آئندہ چل کر یہ جرأت اور دلیری ایک گراں مایہ گوہر کی حفاظت کا ذریعہ ہو سکے۔ ان دونوں عطیوں نے تمدن کے سرچشمہ کی حفاظت میں بڑی مدد دی۔ غرض فن روایت کی ہی شاخ اور ضروری شاخ فن حدیث ہے۔

حدیث اور اب اصطلاح میں حدیث سے مراد وہ اقوال افعال اور احوال ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ جب سے آپ اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوئے اس کے بعد جو کچھ آپ کے منہ سے نکلا یا آپ نے کر کے دکھایا یا آپ نے کسی سے کرایا وہ حدیث کی ذیل میں آ جاتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیں گے کہ علم حدیث اس علم کا نام ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، حالات صحابہ کے آثار اور ان افعال سے بحث کی جاتی ہو جو حضور کے سامنے کئے گئے ہوں اور آپ نے ان سے روکا نہ ہو۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں امتیاز اللہ تعالیٰ کا کلام جو سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہا تھا وہ قرآن کریم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اقوال وافعال حدیث ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک تیسری چیز اور بھی ہے جس کو سنت کہتے ہیں وہ اعمال اور افعال جو سرور کائنات نے کر کے دکھا دیئے اور جو آج تک متواتر ہم تک پہنچے ہیں وہ سنت کہلاتے ہیں یا یوں کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا نام سنت ہے وہ عملی رنگ میں ہی ہم تک پہنچی ہے۔ اگر دنیا میں آپ کے کلمات طیبات کی کوئی کتاب مدون نہ ہوتی اور احادیث کا کوئی ذخیرہ ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا تو بھی آپ کی عملی سیرت بلاتغیر ہمارے ہاتھ میں ہوتی۔

غرض اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپ پر نازل ہوتا اور فوراً ہی لکھ لیا جاتا۔ آپ بنفس نفیس اس کی کتابت کا اہتمام فرماتے اور اپنے سامنے لکھوا لیتے تھے۔ برخلاف اس کے احادیث کی کتابت کی آپ نے ممانعت فرمادی تھی اور یہ حکم دے دیا تھا کہ قرآن مجید کے سوا میری طرف سے کچھ نہ لکھو۔[1]

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ آپ نے احادیث کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا یا

آپ اس کی حفاظت نہ چاہتے تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی ایسا امر ہو جو التباس کا ذرا بھی ذریعہ ہو سکے اور کلام ربّانی کی حفاظت اور عظمت اس امر کی مقتضی تھی کہ کوئی اور بات نہ لکھی جاوے تا کہ کسی وقت کسی کم عقل کو یہ شبہ نہ ہو سکے کہ شاید یہ بھی قرآن مجید کا کوئی حصہ ہو۔

علاوہ بریں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی اور عملی کتاب جس کو سنت کہتے ہیں ہر وقت کھلی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی قوم کی توجہ کو سراسر قرآن مجید کے حفظ کی طرف لگا دیا۔ اس اہتمام اور شوق نے مسلمانوں کی قوت حافظہ میں ایک بے نظیر ترقی پیدا کر دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کا نزول اس کا انضباط اور تحفظ مسلمانوں کی احتیاط اور اسلامی دلدادگی کی ایک ایسی نظیر ٹھہر گیا کہ دوسری قومیں اس کی مثال سے عاجز ہیں اور اس شوق نے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا کر دیا کہ وہ محبوب و مولیٰ کے ان کلمات طیبات کو بھی جو آپ وقتاً فوقتاً اصلاح مسلمین کے لئے فرماتے تھے شوق سے یاد کر لیتے تھے اور یاد رہنے دیتے تھے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ایک روحانی مشین تھی جس سے صحابہؓ کے قلوب پر نقوش کندہ ہوتے تھے۔ آپ کے منہ سے کسی کلمہ کا نکلنا اس شیدائے حق قوم کے لئے ایک قانون اور ضابطہ ہوتا تھا۔ اس لئے اس پاک جماعت کا ہر فرد اس شوق میں مست رہتا تھا کہ آپ کے منہ سے کچھ سنے اور اسے یاد رکھے۔ احادیث کے پُر غور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کاروبار کی وجہ سے اگر ہر نماز میں بعض صحابہ شامل نہ ہو سکتے تھے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر باری مقرر کر لیتے اور نوبت بہ نوبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رہتے اور آپ کے ارشادات کو یاد رکھتے۔

جس طرح پر قرآن مجید کا نزول تئیس سال میں ہوا اور اس عرصہ میں اس کا نزول اس کے یاد کرنے کا نہایت ہی آسان ذریعہ ہو گیا۔ اسی طرح پر آپ کے کلمات طیبات کے یاد کرنے کے لئے بھی اتنا بڑا زمانہ کافی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے انضباط کا جو اہتمام خود فرمایا تھا اور جس

طرح پر صحابہؓ ایک خاص شوق سے اس کو حفظ کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی قرآن مجید کی ترتیب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور روئے زمین کے مسلمان اس پر متفق ہیں۔

غرض اس بے نظیر قوت حافظہ، اس بے نظیر شوق تحفظ اقوال نبی، ان بے نظیر خصائص قومی نے مل ملا کر حضور انورؐ کے اقوال کے مجموعہ کو محفوظ رکھا اور ہم تک پہنچا دیا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض ناعاقبت اندیش اور بے باک لوگوں نے اسلامی حکومت کی بعض پولیٹیکل پیچیدگیوں اور خانہ جنگیوں کے زمانہ میں کوشش کی کہ موضوعات کے ذریعہ اس پاک ذخیرہ کو مشکوک کر دیں مگر جس طرح پر جواہرات میں ٹھیکریاں الگ پہچانی جاتی ہیں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور کلمات طیبات صاف نمایاں نظر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کی حفاظت اور شناخت کے لئے ایسے علوم پیدا کر دیئے کہ اس حریم قدس میں کسی نااہل کا گزر نہیں ہوسکتا۔

رفع اعتراض بعض لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے کہہ دیتے ہیں کہ جبکہ قرآن مجید ایک مکمل اور جامع قانون ہے پھر احادیث کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے لوگ حقائق سے ناواقف اور سطحی خیالات رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت محض ایک آلۂ وحی کے رنگ میں نہیں ہوئی بلکہ قرآن مجید خود بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض کیا تھے؟

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ (الجمعة :۳)

کتاب اللہ کی تلاوت اور تزکیہ قوم اور تعلیم الکتاب والحکمۃ آپ کی زندگی اور بعثت کے اغراض تھے جن سے پایا جاتا ہے کہ آپ کی ذات مبارک کو ایک مقنّن قانون اور قرآن مجید کے عملی معلم کا منصب دیا گیا تھا۔ جیسے دنیا میں کوئی قانون بدوں ضابطہ کے نہیں ہوسکتا اسی طرح قرآن کریم اگر ایک قانون ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور فعلی زندگی اس کا ضابطہ ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم اسلام کا قانون اساسی ہے اور اس کی مقدس تعلیمات کسی دوسرے مجموعہ کی محتاج نہیں ہیں لیکن جس طرح پر قانون اساسی کے ساتھ ثانوی (بائی لاز) ہوتے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات و ہدایات وہی بائی لاز ہیں۔ اس لئے اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس سے قرآن مجید کی شان بلند نظر آتی ہے نہ کچھ اور۔ اگر صرف اتنا ہی مان لیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں محض وحی الٰہی کے پہنچانے کا ایک آلہ تھے تو پھر قرآن مجید نے یہ کیوں کہا؟

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ (الاحزاب:۲۲) اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:۳۲)

اور آپ کو ایک جدید شریعت کی بنیاد رکھنے اور اسلامی تمدن کے اجراء کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کی عملی زندگی بتاتی ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت، تزکیہ اور تعلیم الکتاب والحکمۃ کے فرائض لے کر آئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کی تعلیمات اور آپ کی عملی زندگی ایک مسلمان کی زندگی کا علمی اور عملی ضابطہ ہوتا اور اس کے فہم کے لئے علم الحدیث کی ضرورت ہے۔

فلسفہ حدیث اور فلسفہ تاریخ اس زمانہ میں تاریخ ایک عظیم الشان علم ہے اور یورپ اور متمدن قومیں فلسفہ تاریخ کو اپنے لئے خضر راہ سمجھتی ہیں مگر تعجب کی بات ہے کہ نو تعلیم یافتہ لوگ باوجود فلسفہ تاریخ کے شیدا ہونے کے علم حدیث سے متنفر پائے جاتے ہیں اور خود یورپ کے پادری احادیث پر اعتراض کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ مدبرین یورپ کے ملفوظات و تعلیمات کو جو ان کی سیرتوں میں ملتے ہیں وہ قطعاً نہیں جھٹلاتے لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات و عملیات پر آتے ہیں تو خبر کے جھوٹ اور سچ کے احتمال کا قضیہ نکال بیٹھتے ہیں۔ انصاف اور شرافت ہو تو محدثین کے فلسفہ کے سامنے سر جھکا دیں۔

علم اسماء الرجال اور علم الدرایت کے ماہرین نے کچھ ایسے تنقیدی اصول قائم کئے ہیں کہ یورپ اس فن میں ابھی ابجد خواں کہا جاتا ہے۔

علم الحدیث علم الحدیث پر میں اس مقدمہ میں تفصیلی بحث نہیں کرسکتا۔ تاہم میرا خیال ہے کہ مجھے جستہ جستہ ایسے امور بیان کر دینے چاہییں جو اس علم کے مبتدی کے لئے بہت بڑی کتابیں پڑھنے کے بغیر آسکیں۔ علم الحدیث کے متعلق میں یہاں ایک مختصر سی بحث کر دیتا ہوں۔ علم الحدیث کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ اوّل علم الروایت۔ دوم علم الدرایت۔ اوّل الذکر میں سلسلہ روایت اور ضبط حدیث سے بحث ہوگی اور دوسری میں حدیث کے مطلب اور منشاء سے۔ پھر یہ دونوں قسمیں بارہ مختلف شاخوں پر منقسم ہیں۔

۱۔ تدوین علم الحدیث۔
۲۔ علم الناسخ والمنسوخ۔
۳۔ علم النظر فی الاسناد۔
۴۔ علم کیفیت الروایت۔
۵۔ علم الفاظ الحدیث۔ اسی علم کے نیچے روایت بالمعنی بھی آتی ہے۔
۶۔ علم المؤتلف والمختلف۔
۷۔ علم طبقات حدیث۔
۸۔ علم غریب الحدیث۔
۹۔ علم اسماء الرجال۔
۱۰۔ علم الجرح والتعدیل۔
۱۱۔ علم طرق الاحادیث۔
۱۲۔ علم الموضوعات۔

ان علوم پر محدثین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اور علم الحدیث کے وہ کارہائے نمایاں کئے ہیں کہ یورپ کے فلسفہ تاریخ اور فلسفہ روایت کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔

اس تقسیم علم الحدیث کے بعد مجھے تدوین احادیث پر کچھ کہنا ضروری ہے۔

تدوین احادیث میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احادیث کی کتابت کی ممانعت تھی اور صرف قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے لکھواتے تھے چونکہ آپ نے قرآن مجید کے سوا احادیث کی کتابت کی مخالفت کر دی تھی اس لئے یہ سچی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احادیث کی تدوین اور کتابت نہیں ہوئی لیکن اس سے میری مراد یہ ہے کہ احادیث کی کتابت ایک مرتب اور مدون کتاب کی صورت میں نہیں ہوئی۔ وَ اِلاَّ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط شاہان وقت کے نام

لکھوائے تھے اور ایسا ہی ایک صحابی کو بھی کچھ ہدایات لکھوا دی تھیں جیسا کہ خود صحیح بخاری میں موجود ہے۔

چونکہ تدوین اور ترتیب کے رنگ میں کتابت احادیث نہیں ہوئی اس لئے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہجرت کی پہلی صدی میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ میں اپنی سمجھ اور فہم کے موافق یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس پر زیادہ تدبر نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے لکھ دیا کہ احادیث نبوی کی تدوین و تالیف دوسری صدی میں ہوئی۔ اس لئے وہ اعتراضات کے نیچے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے جس میں بعض بڑے بڑے بزرگ بھی شامل ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جبکہ ہم مانتے ہیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ اسلام نے اپنی اشاعت کے ساتھ ہی حقیقی تمدن کی بنیاد رکھ دی تھی اور تالیف و تصنیف بھی تمدن کا ایک شعبہ ہے تو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ اس کی بنیاد بھی قرن اولیٰ ہی میں نہ پڑ گئی ہو۔ ہاں اس کی تکمیل دوسری صدی میں ہوئی۔ اسی سے مؤرخین نے قیاس کر لیا کہ دوسری صدی میں احادیث مدون ہوئیں۔[۲]

بخاری شریف کا ترجمہ اور تفسیر

حضرت عرفانی کبیر نے مدت ہوئی کہ بخاری شریف کے ایک بڑے حصہ کا ترجمہ اور تفسیر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح اوّل کے درس بخاری کے نوٹوں اور اپنی خداداد قابلیت کی مدد سے تیار کی تھی جو مالی تنگی کی وجہ سے آج تک معرض ظہور میں نہ آئی۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح اوّل نے کئی جگہ اپنے دست مبارک سے اس کی درستگی اور اصلاح بھی فرمائی تھی۔ ہم الحکم کی آج کی اشاعت میں اس ترجمہ اور تفسیر کا ایک باب پیش کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

کتاب الایمان

باب (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ہے اور ایمان قول اور فعل کا نام ہے اور وہ بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ تا کہ ان کے ایمان پر ایمان بڑھ جاوے اور ہم نے ان کی ہدایت کو بڑھا دیا۔

۲۔ وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی اور اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کو بڑھاتا ہے اور فرمایا۔

۳۔ اور جن لوگوں نے ہدایت پائی ان کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے بڑھا دی اور ان کو تقویٰ عنایت فرمایا اور مومنوں کا ایمان بڑھا دیا اور فرمایا۔

۴۔ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھا دیا۔ پس جو لوگ مومن ہیں ان کا ایمان بڑھا دیا اور فرمایا۔

۵۔ انہوں نے خشیت الٰہی اختیار کی۔ پس ان کا ایمان بڑھا دیا اور فرمایا۔

۶۔ ان کو سوا ایمان اور تسلیم کے زیادہ نہیں کیا۔

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض یہ دونوں امر بھی ایمان میں داخل ہیں اور عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کو یہ لکھ بھیجا کہ ایمان کے لئے کچھ فرائض ہیں اور کچھ شرائع ہیں اور کچھ حدود ہیں اور کچھ سنتیں ہیں۔ جس نے ان کی تعمیل کی اس نے ایمان کو کامل کرلیا اور جس نے ان کی تکمیل نہ کی اس نے ایمان کو پورا نہ کیا اور اگر میں زندہ رہا تو میں ان امور کو تم سے بیان کروں گا تا کہ تم ان پر عمل کرو اور اگر میں مرگیا تو تم میں تمہارے پاس رہنے کے لئے حریص نہیں ہوں۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ ''میرا دل مطمئن ہو جاوے۔'' اور معاذ بن جبل نے کہا کہ کچھ دیر ہمارے پاس بیٹھو تا کہ ہم مؤمن ہو جاویں اور ابن مسعود نے فرمایا۔ یقین ایمان تام

ہے۔ اور ابن عمرؓ نے کہا کہ بندہ تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک اس چیز کو چھوڑ دے جو سینہ میں کھٹکے۔ اور مجاہد نے کہا۔ **شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا** کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اور نوحؑ کو ایک ہی دین کی تعلیم دی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ **شِرْعَةٌ** اور **مِنْهَاجٌ** کے معنے راہ اور طریقہ کے ہیں اور تمہارا دعا کرنا ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہہ دو کہ میرا ربّ تمہاری پرواہ ہی کیا رکھتا ہے اگر تم اس کو نہ پکارو۔ اور دعا کے معنے لغت میں ایمان کے ہیں۔

....

نوٹ:۔ کتاب الایمان کا پہلا باب ایک معرکۃ الآرا باب ہے۔ ایمان کی کمی بیشی کے متعلق علماء اسلام میں بڑے بڑے مباحثے ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی متعدد آیات اپنے دعویٰ میں پیش کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے **اَلْاِيْمَانُ يَزِيْدُ وَ يَنْقُصُ** کہ ایمان کا بڑھنا یقینی امر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کی نظر قرآن مجید کے مطالب پر کیسی وسیع ہے۔ وہ اپنے طریق استدلال میں قرآن کریم سے کس طرح پر استشہاد کرتے ہیں۔ بہرحال قرآن مجید کی آیات بینات کے مقابلہ میں دوسرے اقوال حجت نہیں ہو سکتے۔ رہی یہ بات کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان کی کمی بیشی کے متعلق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ظاہر کیا۔ اس کی تطبیق حضرت امیر المؤمنین نور الدین مدظلہ العالی نے جو بتائی ہے وہ اپنے موقع پر اسی نوٹ میں آتی ہے۔

انسان کے علم و معرفت میں ترقی کا ہونا ایک بیّن امر ہے جو ہمارے مشاہدہ میں آتا ہے اور وہ لوگ جو مذہب اور ایمان کے نام سے چڑتے ہیں وہ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر قرآن مجید ہی میں علم کے جو تین مراتب علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین بیان کئے گئے ہیں وہ ایمان ہی کی ترقی یافتہ شانیں ہیں اور ان کو مراتب معرفت بھی کہتے ہیں اور اسی طرح پر ایمان، ایقان، عرفان یہ بھی مدارج ایمان کہلاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک پہلی سے ترقی یافتہ حالت کا نام ہے۔

اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے ابھی بحث کرتے ہیں ۔ پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان ہے کیا چیز ؟ ایمان کی تعریف اس زمانہ کے امام حجۃ الاسلام نے یوں فرمائی ہے۔ (دیکھو ایام الصلح روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ۲۶۱)

ایمان کیا ہے؟ ایمان کی تعریف کے متعلق بھی مباحثہ ہوا ہے۔بعض کا خیال ہے کہ ایمان صرف دل کی بات ہے۔ منہ سے کچھ کہنا یا اعضاء سے اس کے موافق کچھ کرنا ضروری نہیں مگر جب اس پر ان سے مؤاخذہ کیا گیا تو اتنا اور بڑھا دیا کہ تَصْدِیْقُ مَا جَآءَ بِهِ الرَّسُوْلُ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق بھی ضروری ہے۔بعض نے کہا کہ ایمان معرفت القلب کا نام ہے۔بعض نے کہا کہ ہم دل کی بات کیا جانیں زبان سے اقرار ہو اور اس پر هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهٗ کی دلیل بھی پیش کی۔بعض نے کہا کہ دل میں معرفت ہو اور زبان سے اقرار ہو۔کسی نے کہا کہ ایمان تو اعمال کا نام ہے۔ترک مناہی اور تعمیل اوامر کو ایمان کہتے ہیں۔

امیر المومنین نورالدین کا مذہب مگر میرا مذہب (امیر المومنین نورالدین) جو قرآن کریم سے پایا جاتا ہے اور بخاری صاحب نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم سے ظاہر کیا ہے یہ ہے

> ایمان نام ہے دل کے اندر ارادے سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور اعمال کے ذریعے کر کے دکھا دینا۔

اس لئے کہ ایمان کی اصطلاحیں یہ ہیں۔

اوّل ۔ احکام دینا اس پر مترتب ہوں ۔ یہ صرف اقرار زبان سے ہوسکتا ہے۔کسی نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پڑھ دیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں ۔ ہم نے اس کو مسلمان سمجھ لیا۔

دوم ۔ جن پر عاقبت کا مدار ہو۔ یہ تصدیق و یقین قلب پر موقوف ہے اور اس کے ساتھ لسانی اقرار۔

سوم ۔ اس معرفت اور اقرار کا عملی اثر پیدا ہو۔ اس سے اعمال صالحہ کی ضرورت لازم آتی

ہے۔اس لئے ایمان سچے عقائد اور اقرار زبان اور پاک اعمال کے مجموعہ کا نام ہوا۔

پھر ایمان ایک آرام دل ہے (اور خدا کا فضل ہے کہ مجھے بھی حاصل ہے۔نورالدین) جو مقربین کو حاصل ہوتا ہے۔

اس کے مقابل میں نفاق ہوتا ہے جبکہ تصدیق نہ رہے اور جب اعمال صالحہ فوت ہوجاویں تو پھر فاسق ہوجاتا ہے۔ یہ حالتیں غلبۃ السیف یا حجاب رسم عادت سے پیدا ہوتی ہیں اور یا محبت الدنیا اور بال بچے کے فکر سے جب کہ انسان اس میں منہمک ہوجاوے اور کبھی کبھی سختیاں دیکھتا ہے۔غرض ایمان کے لئے یہ تین چیزیں ضروری ہیں۔معرفت قلب، اقرار لسان اور اعمال جوارح اور ان میں سے تسکین قلب اور احکام دنیا کی تربیت جیسے اخوۃ مع المؤمنین اور انصرام امور دنیا اور اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں۔

ایمان کی تفصیل ایمان کی تعریف کے بعد میں اس کی کسی قدر تصریح کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ پر[1] ایمان، فرشتوں[2] پر، اللہ تعالیٰ کی کتابوں[3] پر، اللہ تعالیٰ کے نبیوں[4] پر، تقدیر[5] اور حشر[6] نشر، جنت[7] و نار حق ہیں۔

اللہ[1] تعالیٰ کے متعلق یہ کہ وہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے اور اس کے ماسوا اس کی مخلوق ہے۔وہ اپنی ذات، اسماء، افعال اور محامد میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے۔

پھر حجۃ[2] اللہ، الحب[3] للہ، البغض[4] للہ اور آنحضرت[5] صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اخلاص[6]، توبہ[7]۔

پھر خوف[1] و رجاء[2] (اللہ ہی سے ڈرنا۔اللہ ہی سے امیدوار ہونا) ناامید نہ ہونا، شکر، وفا، صبر، تواضع۔پھر شفقت، رضا بالقضاء، توکّل[3]، دل میں کھوٹ[4] نہ ہو، غضب[5] نہ کرنا، دغا[6] اور کپٹ نہ ہو، حب[7] الدنیا نہ ہو۔

مندرجہ بالا امور قلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے مقابل بذریعہ اظہار لسان ایمان کی تفصیل یوں ہے۔

زبان[1] سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار، قرآن[2] مجید کی تلاوت و تحصیل[3] علم،

دعائیں[4] کرنا، استغفار[5] کرنا، ذکر کرنا[6] اور لغو کو ترک[7] کرنا۔

اعمال میں اس کا ظہور یوں ہوتا ہے۔

وضو کرنا[1] اور بدن کو پاک رکھنا، نماز[2] پڑھنا، صدقہ[3] دینا، روزہ[4] رکھنا۔ حج[5] اور اعتکاف[6] کرنا اور ہجرت[7] کرنا۔

پھر وفا[1] بالنذر، ستر عورت[2] (شرمگاہ کو ڈھانپنا)، کفارہ[3] کا ادا کرنا، قربانی[4] کرنا، جنازہ[5] کی نماز، ادا قرض[6]۔

پھر صدق[1] معاملات، سود چھوڑ[2] دینا، ادائے[3] شہادت، کتمان[4] شہادت کو چھوڑنا، بدکاریوں[5] سے بچنا، اہل[6] و عیال اور خدام کے حقوق کی نگہداشت، والدین[7] سے حسن سلوک، اولاد[8] کی تربیت اور صلہ رحمی[9] کرنا اور احکام کی[10] اطاعت، اصلاح[11] کے کاموں میں شریک ہونا، خواہ لڑائی کے ذریعہ اصلاح ہو، اس ضمن کے ماتحت قیام[1] حکومت، (اولوالامر[2]) حکومت کی فرمانبرداری، جماعت[3] کی اتباع، تعاون[4] علی البر، امر معروف[5]، نہی عن[6] المنکر، حدود[7] کا قائم کرنا، جہاد[8] (سعی فی الدین)، امانتوں[9] کا ادا کرنا، پڑوسیوں[10] کا اکرام، حسن[11] معاملہ، نیک کاموں[12] میں چندہ دینا، فضولیوں[13] کو چھوڑ دینا، السلام[14] علیکم اور چھینک کا جواب دینا، بے ہودہ[15] باتوں کو چھوڑنا اور راستوں کو صاف کرنا۔

یہ ایمان کی تصریح ہے۔

پھر فرمایا کہ ایمان کے لئے کچھ فرائض ہیں، کچھ حدود ہیں، کچھ شرائع ہیں اور کچھ سنن ہیں۔ ان امور کی تفصیل بھی اوپر گزر چکی ہے کیونکہ کچھ ابتدائی باتیں ہوتی ہیں جن کو شرائع کہتے ہیں اور حدود سیاسی امور اور تعزیرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرائض نماز وغیرہ امور کی تفصیل بھی آ چکی ہے۔

غرض ایمان ارادہ قلب اور افعال جوارح پر اطلاق پاتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ تکمیل ایمان اعمال صالحہ کے بدوں نہیں ہوسکتی اور ایمان کامل بالطبع اعمال صالحہ کے صدور کو چاہتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا وہاں عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی قید بھی ساتھ ہی ہے

اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابتدائے قرآن کریم میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے ساتھ اعمال یا ارکان اسلام کی تعلیم ہے۔یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وغیرہ الآخر اس سے صاف ثابت ہے کہ جو د ایمان بدوں اعمال اور اقرار لسان کامل نہیں ہے۔

اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ ان امور کے بیان کے بعد اب پھر اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ کے مسئلہ پر کچھ بحث کی جاتی ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی آیات کو پیش کیا ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ (البقرۃ :۲۶۱) سے ظاہر کیا ہے کہ ایمان ترقی کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔فرمایا کہ ایمان تو رکھتا ہوں مگر میں اطمینان کے درجہ پر ترقی کرنا چاہتا ہوں۔

پھر معاذ کا قول بھی اس کا مؤید ہے کیونکہ اس نے جو کہا کہ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو تا کہ مومن ہو جائیں۔مومن تو پہلے ہی وہ تھے۔مراد یہی ہے کہ ایمان بڑھائیں۔

عدی ابن عدی کا مکتوب بھی ایمان کے مراتب بتاتا ہے۔کوئی شخص گویا مومن کامل نہیں ہوتا جب تک ایمان کے حدود، فرائض، شرائع اور سنن کی تکمیل نہ کرے۔ یہاں ہی اس امر کا ذکر بھی کر دینا ضروری ہے کہ شِرْعَةٌ اور مِنْهَاجٌ کے معنے بتا دیئے گئے ہیں۔شِرْعَةٌ سے قواعد و حدود شریعت اور منہاج سے مراد سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ایمان کی کمی بیشی کا مسئلہ بہت صاف ہو چکا ہے تاہم مزید تصریح کے لئے میں چند دلائل اور پیش کرتا ہوں۔

اوّل۔ ایمان علم اور تصدیق کا مجموعہ ہے اور علم اور تصدیق کے مدارج مختلف ہوتے ہیں۔بعض میں یہ بات زیادہ قوی، زیادہ پختہ اور شک و ریب سے بالکل دور ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے مشہودات میں محسوس کرتے ہیں۔ایک ہی چیز کو مختلف آدمی دیکھتے ہیں یا ایک آواز کو سنتے ہیں یا ایک خوشبو کو سونگھتے ہیں یا ایک ہی طعام کو چکھتے ہیں مگر ان میں فرق ہوتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ قلبی معرفت اور قلبی تصدیق میں مدارج نہ ہوں ۔خود کلام اللہ

کے معانی کے فہم میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے ایمان میں بھی فرق ہوتا ہے اور یہ اس کی کمی بیشی پر ایک بیّن دلیل ہے۔

دوم۔ اعمال القلوب مثلاً اللہ کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، خشیۃ اللہ، رجاء وغیرہ سب ایمان ہیں جیسا کہ اوپر تفصیل کی ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ لوگ ان میں ایک دوسرے سے متفاضل ہوتے ہیں اور یہ ثبوت ہے ایمان کی کمی بیشی کا۔

سوم۔ اعمال ظاہری میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

چہارم۔ انسان جو مَا لِرَبِّہٖ کو یاد رکھے اور ہر وقت انہیں زیرِنظر رکھے وہ اس سے کامل ہے جو تصدیق تو کر دے مگر پھر ان سے غافل ہو جاوے کیونکہ غفلت ایمان کو گھٹا دیتی ہے اور ایمان، تصدیق، ذکر اور استحضار کا کمال علم و یقین کے کمال کا موجب ہے۔

پنجم۔ جو تصدیق جو عمل کی تحریک کرے اس سے ضرور افضل ہے جس سے عمل کی قوت پیدا نہ ہو یا یوں کہو کہ ایسا ایمان جس کا ثمرہ اعمال صالحہ ہوں اس ایمان سے ضرور افضل ہے جس کا ثمرہ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ تو کیا اس سے ظاہر نہیں کہ ایمان کے مدارج ہیں۔ ان بدیہی باتوں پر اگر نظر نہ بھی کی جاوے تو بھی قرآن مجید نے اس مسئلہ کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید سے متعدد آیات پیش کی ہیں۔ ان کے علاوہ ذیل کی آیات بھی اس کی موید حجت ہیں۔

۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (الانفال:۳)۔

یہ ایک ایسی بات ہے جس کو ہر شخص مومن جبکہ اس پر قرآن مجید کی آیات تلاوت کی جاویں محسوس کرتا ہے یعنی قرآن مجید کے فہم اور اس کے معانی کی معرفت سے ایک خاص قسم کا ایمان (جو پہلے نہ تھا) اس کے قلب میں پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ڈیفنس حنفی لوگوں کا مذہب ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔

حضرت امیر المؤمنین نور الدین فرماتے ہیں کہ

میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کبھی وہم نہیں کرسکتا کہ انہوں نے نعوذ باللہ ان آیات کو نہ سمجھا ہو۔ اتنا بڑا فقیہہ اور امام اگر قرآن کریم کو نہیں سمجھتا تو پھر دوسرے مسائل پر کہاں بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس حسن ظن کی وجہ سے جو اس نے مجھے عطا کیا ہے میں نے اس نکتہ معرفت کو سمجھا اور وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ججمنٹ کرتے تھے۔ وہ فقیہہ تھے ان کے دربار میں مقدمات آتے تھے جن کا فیصلہ انہیں کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ ظاہر امر ہے کہ وہ مقدمات میں اس قسم کا لحاظ نہیں کرسکتے تھے کہ فلاں بڑا مومن ہے اور تہجد گزار ہے اور فلاں نہیں۔ اس لئے انہوں نے ان قضایا کے فیصلہ کے لئے کہا ہوگا کہ تصفیہ قضایا میں ایمان کی کمی بیشی کوئی نہیں۔

قضا اور قانون کے محکمہ کو اس سے تعلق نہیں لیکن پیچھے آنے والوں نے غلطی سے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اور یہ قرار دیا کہ گویا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے امر سے انکار کرتے تھے جس کی صراحت قرآن کریم میں موجود ہے اور یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اصل بات یہی ہے جو میں خدا کے فضل سے سمجھا ہوں۔ الغرض ایمان بڑھتا ہے۔

....

حیاتِ نور کے متعلق

ایک حنفی پر اتمام حجت جموں میں ایک طالب علم مجھ سے پڑھتا تھا اس نے مسئلہ اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ کے ضمن میں کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا ہے کہ (نعوذ باللہ) امام بخاری بے وقوف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور نزول آیات سے ایمان بڑھتا تھا لیکن اب جبکہ قرآن مجید کا نزول نہیں ہوتا پھر اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ کیسے درست ہوسکتا ہے؟

حضرت امیر المؤمنین نے اس کے جواب میں ایسے کہا کہ تمہارا مذہب تباہ ہوگیا کیونکہ تم اور رشید احمد دونوں تقلید کو ضروری جانتے ہو۔ اگر مجتہد کے اجتہادات بڑھتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور اگر نہیں تو پھر تم بتاؤ کیا یہ صحیح ہے۔ اس پر وہ خاموش ہوگیا۔

بخاری پر اعتراض اور ان کا جواب میں نے بخاری کو بہت پڑھا ہے اور لوگوں نے اس پر جو جرح کی ہے جہاں تک میری عقل وفکر ہے تمہیں سمجھاتا ہوں کہ وہ محض بے اصل ہیں۔ میرے علم میں بخاری پر جرح کی ۱۴ وجہیں ہیں۔

۱۔ کسی کو کہا قدری ہے۔ ۲۔ کسی کو کہا شیعہ ہے۔ ۳۔ کسی کو کہہ دیا جہمی ہے۔ ۴۔ بنوامیہ کی سلطنت کو اچھا سمجھتا تھا۔ ۵۔ شامی تھا۔ ۶۔ کسی کا حافظہ گھٹ گیا۔ ۷۔ فلاں کی حدیث جائز نہیں۔ اس نے کسی سے تحفہ لے لیا یا امراء کے ہدایا لیتا تھا۔ ۸۔ خارجی ہے۔ ۹۔ اس کے گھر حدیث پڑھنے گئے تو اندر سے قرآن شریف برنگ راگ پڑھنے کی آواز آئی۔ ۱۰۔ ایسے لوگوں سے روایت کی جو ان کے پاس بیٹھے۔ ۱۱۔ کسی سے رنج ہے۔ ۱۲۔ کبھی ناموں میں شبہ ہوگیا۔ ۱۳۔ فلاں آدمی کسی امیر کے گھر گیا تھا۔ ۱۴۔ ایک کی نسبت طعنہ کیا کہ وہ تمسخر اور مخول کرتا تھا۔

غرض اس قسم کے امور پیش کر کے ان لوگوں نے کہا ہے کہ بخاری نے ان سے روایت کی۔

میں نے ان امور پر خوب غور کی تو مجھے معلوم ہوا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت وسیع تھا اور خدا نے میرے دل میں بھی اپنے فضل سے وسعت دی ہے۔

انہوں نے اسی وسعت حوصلہ کی بنا پر ہر قسم کے لوگوں سے حق کو لیا ہے۔ شیعہ، خارجی، جہمی، اباضیہ، سنی، صوفی، قدری وغیرہ ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ اس لئے بخاری نے صداقت اور راستبازی کو مقدم کر کے ۱۸۰۰ شیخ سے حدیث لی ہے اور ان کے استادوں نے فخر سے کہا ہے کہ ہم نے بخاری سے بخاری پڑھی ہے۔ میری سمجھ میں مومن کو جہاں سے صداقت ملے اسے لینی چاہیے۔ مندرجہ بالا امور میں صرف آخری امر کے متعلق میری طبیعت میں بھی غور کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سنجیدگی اور متانت بڑی ضروری چیز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث کا راوی بڑا متین ہونا چاہیے۔

اس خیال پر میں نے بہت کتابیں پڑھیں تو آخر یہ راز مجھ پر کھل گیا۔ایک شخص ایسا تھا جس نے ایک حرکت کی تھی۔اس کو سمجھنے کے لئے میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہولیوں میں جیسے لوگ ایک روپیہ زمین میں گاڑ دیتے ہیں اور کوئی اجنبی اسے اٹھاتا ہے تو لوگ ہنستے ہیں۔اسی طرح پر بصرہ میں چند بدمعاش ایک تھیلی رکھ دیتے تھے۔انہوں نے اس کے انسداد کے لئے گویا ایک شخص کو کہا کہ اس قسم کی تھیلی بناؤ اور اس کو کانچ سے بھر لو اور جب اس کو اٹھانے لگو تو اس تھیلی کی بجائے یہ کانچ والی تھیلی رکھ دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بصرہ والے سخت شرمندہ ہوئے۔ اس طرح پر اس نے اپنے مذہب کے موافق ان کو مالی سزا دے دی تو کیا ہرج ہوا۔اس کو پڑھ کر میرا خیال تو جاتا رہا۔غرض صداقت اور راستبازی کو مقدم کر کے جہاں سے ملے لے لو۔[۳]

---

۱ الحکم جلد ۳ نمبر ۲ مورخہ ۲۱/جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۹،۱۰۔

۲ الحکم جلد ۳ نمبر ۴ مورخہ ۷/فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۷،۸۔

۳ الحکم جلد ۴۴ نمبر ۵ مورخہ ۷/اپریل ۱۹۴۱ء صفحہ ۵،۶۔

عکس مکتوب صفحہ ۳۹۹

میاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے سوالات پر خاکسار کو تعجب آتا رہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ مقلد ہیں
یا غیر مقلد ہیں۔ پھر آپ کی تعداد کس قدر ہے۔ جواب دینے
میں مطلب کی بات اگر معلوم ہو تو مجیب کو بہت آرام ملتا ہے
بہرحال گزارش ہے۔ آپ کفر دون کفر کے قائل ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ بہ کمزوری آپ نے کفر کے مساوات کا تذکرہ خط میں بہت فرمایا ہے
میاں صاحب! رسولوں میں تفاضل تو ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض۔ ابتدا پارہ تیسرا۔ جب رسل میں
مساوات نہ رہی تو ایمان اور کفر کی مساوات بھی آپ کے طرز پر
نہ ہوگی۔ تو آپ ایسا خیال فرمائیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے
مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے اسی طرح کہ
خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین

میں لکھا ہے. اللہ تعالی مومنوں کی طرف سے ارشاد فرماتا ہے کہ انکا قول ہوتا ہے
لا نفرق بین احد من رسلہ - اور آپ نے بلا وجہ یہ تفرقہ
نکالا کہ صاحب شریعت کا منکر تو کافر ہو سکتا ہے اور غیر صاحب شرع
کا کافر نہیں - مجھ پر اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں ہوئی -

نیز بعض ہی خلفاء کے منکر پر بھی کفر کا فتوی قرآن مجید میں موجود ہے
آیت خلافت جو سورہ نور میں ہے اسمیں ارشاد الہی ہے
ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون - اور فاسق کو
اللہ تعالی نے مومن کے بالمقابل رکھا ہے - ارشاد ہے
افمن کان مومنا کمن کان فاسقا -

بلکہ اللہ تعالی اور اسکے رسولوں میں تفرقہ کرنا کو قرآن کریم نے
کافر قرار دیا ہے. پارہ چھ میں ہے
یفرقون بین اللہ و رسلہ - پھر فرمایا ہے اولئک ہم الکافرون حقا
یعنی تفرقہ بین اللہ وبین الرسل کرنے والوں کو کفر کا سبب
قرار دیا ہے

عکس قلمی شہادت صفحہ ۴۰۴

عکس تحریر صفحہ ۴۰۵

انڈیکس

ارشاداتِ نور جلد سوم

مرتبہ: محمد محمود طاہر صاحب

آیات قرآنیہ

الانعام

الاعراف

الانفال

التوبة

یونس

هود

یوسف

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث بالمعنی

کلیدِ مضامین

آ۔ا

آتشک

آریہ دھرم

احمدیت/جماعت احمدیہ

استخارہ

استغفار

اسلام

اعتراضات

ج۔ چ۔ ح۔ خ

عیسائیت

غربت

ف ۔ ق ۔ ک ۔ گ

فرشتے/ملائکہ

قدرت ثانیہ

قرآن کریم

و۔ہ۔ی

اسماء

آ۔ا

ع۔غ

ل-م-ن

تحریکات

وسعتِ مطالعہ

متفرق

و۔ہ۔ی

۞ ۞ ۞

مقامات

آ۔ ا۔ ب۔ پ۔ ت

ج۔چ۔ح۔خ۔د۔ر۔ز

س۔ش۔ص۔ط۔ع

ف۔ق۔ک۔گ

کتابیات

آ۔ا

ب۔ت۔ث

متفرق

اخبارات ورسائل